(۹)

جلد 15

عربی سے ... اور کسی عرب سے ... کا الزام

ص 25
ص 316
ص 3..

۱۸۹۲ میں مرزا غفور اور صاحب ۴۳ برس کے ہو چکے ہیں صفحہ ۵۵

— بٹالوی صاحب قائل کہ امراء القیس کی بھی غلطیاں نکالی گئیں جلد 15 نمبر 12 ص 317 رکھے ہیں

— (نعوذ باللہ) حضور کو عربی نہیں آتی بٹالوی کا دعویٰ جلد 15 نمبر 12 ص 316

جلد 15 مکمل
1892ء

261/ع

میر حامد شاہ صاحب کی تالیفات ص ۲۸۴

یہ تائید حضرت مسیح الزمان ع 11/15

شیخ بٹالوی کی اولاد ص ۲۸۸

11/15

حضور کے ساتھیوں کو مفتی کہنا ص 251 نمبر 15 جلد 15

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ومضمون لائق ملاحظہ لوئیشن اعیان ملک

2

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر پنجم لغایت ششم — جلد پانزدہم ۱۵ قسم

معہ

ضمیمہ مشتمل مسائل مہمہ محدثین اہل السنۃ

بابت ۱۳۰۹ھ و ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء

شرح قیمت رسالہ ضمیمہ

یہ رسالہ عموماً ۵ سالانہ قیمت پر دیا جاتا ہے خواص (روساء اہل اسلام) بخاطر اعانت اور ۵ عنایت فرماتے ہیں بعض اشخاص سے جنکی آمدنی ۵ روپیہ ماہوار سے زیادہ نہیں رعایۃً ۳ روپیہ لیے جاتے ہیں جنکی آمدنی ۵ روپیہ سے زیادہ نہیں ۲ روپیہ جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہیں رکھتے ہر علمی بضاعت رکھتے اور اس رسالہ کی اشاعت کرتے ہیں ایک بالقابلہ دیا جاتا ہے۔ ضمیمہ اکثر رسالہ ہی کا ملحقہ نکلتا ہے۔ اسکی عام قیمت تین روپیہ ہے۔

خاص ..... سے - رعایتی ..... عام ..... اونے ۱۲۰

اس فہرست کی اشاعت میں نمونہ پرچے بجا شامل ہوئے ہیں از انجملہ ۸ پرچے اس فیل (بجھوا) میں ہیں جسمیں

اعانہ رحمانی رد وساوس کادیانی

وغیرہ مضامین مندرجہ ہیں

واز انجملہ ۸ پرچے بقایا سنہ ۹۱ء علیحدہ شامل ہوئے ہیں جسمیں مضامین ذیل ہیں۔

(۵) مباحثہ لودیانہ — جسمیں کادیانی کی گریز و کذب وغیرہ کا ثبوت ہے۔

(۴) مباحثہ بٹالہ — جسمیں محمد احسن امروہی کا گریز ثابت ہے۔

(۳) مباحثہ لاہور — جسمیں کادیانی اور اسکے جملہ اتباع کا گریز ثابت ہے۔

(۲) قدرتی بحثہ — جسمیں حکیم نورالدین کا عجز ثابت ہے۔

(۱) نظم میر ناصر نواب — خسودم کادیانی کے حالات کا نوٹو دکھا گیا ہے۔

غیر معمولی خریداروں سے ہر ایک مجموعہ ۸ پرچوں کی قیمت اگر وہ طلب ہوں یا خرید کرنی سبیل اللہ تقسیم کریں عام۔ اہل وسعت سے حسب حیثیت خرچ مقررہ کے موافق فی مجموعہ ملے۔ لعہ۔ عطا خط وکتابت وار سال زر حسب ذیل ہونی چاہیے۔ (ابوسعید محمد حسین بھتم الشاعۃ الاسنۃ بٹالہ ضلع گورداسپور)

(اسلامیہ پریس لاہور میں طبع ہوا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

فہرست مضامین

(۱) کادیانی کی گیدڑ بھبکی جسمیں کادیانی کے الہام مندرجہ اور پیشگوئی متعلقہ موت خسر مرزا سبحانی

(۲) اعانہ رحمانی رد وساوس کادیانی نمبر اول جسمیں مقدمہ کتاب وساوس کے بارہ نمبر فرہنگ واغلاط واکاذیب کادیانی کا بیان ورد ہر

(۳) دیباچہ مضامین کتاب کی تمہید اور مطالب کتاب کی فہرست

(۴) کادیانی کی تین دروغستوں کا مجمل جواب۔

(۵) اعانہ نمبر دوم جسمیں کادیانی کو دعوت مباہلہ کا جواب ہے۔

(۶) اعانہ نمبر ۳ جسمیں کادیانی کی درخواست اجازت اشاعت منجملہ الہام کا جواب ہے۔

(۷) اعانہ نمبر ۴ جسمیں کادیانی کی درخواست بالمقابلہ عربی میں تفسیر لکھنے کا جواب ہے۔

(۸) اعانہ نمبر ۵ جسمیں ۵ مسائل متعلق کادیانی کے جواب کا جواب ہے۔

(۹) کادیانی عربی خطبہ کا بعض اغلاط کی فہرست۔

(۱۰) عیسائیوں کی باہمی جنگ متعلقہ بعض متعصب اسلامی کادیانی کی حمایت کے حالات

(۱۱) کادیانی کی تازہ دروغگوئی

مژدہ اشاعت منصات قدیمہ وجدیدہ اسلامیہ

اسلام اور اسلامیوں کی خیر باقی بجھوا ۱۲

آپ مسلمانون کا دس ہزار سے زیادہ روپیہ کتاب براہین احمدیہ کی قیمت مین اور قبولیت دعاؤن کی طمع دیکر خورد برد کر چکے ہین۔ اور کتاب براہین ہنود در بطن شاعر کا مصداق ہے۔ اور قبولیت دعاونکی امید وار آپ کے مونہ کو دیکھ رہے ہین کیا ہمدردی ورحم اسی کا نام ہے؟۔

جب مجھے آپ سے ایکو امکانی ولی ہونے کی نظر سے حسن ظنی تھی۔ تومین نے آپ سے بارہا التجا کی کہ مجھے آپ اپنے پاس ٹھہراکر رحمت وبرکت کے آثار دکھائیے آپنے کبھی ہان نہ کی۔ ایکدفعہ مینے آپکو یہ بھی کہا تھا۔ کہ آپ کے مخالف ومنکر اچھے رہے۔ کہ آپ انکو نشان آسمانی دکھانے کے لئے انعام کے وعدہ پر بلاتے ہین۔ ہم موافقین کو بلا وعدۂ انعام بھی نہین بلاتے تو آپ ہنس کر چپ ہوگئے۔ پھر جب آپ نے مسیح ہونے کا دعوی کیا تو مینے اپنا خلاف ظاہر کرکے آپکے پاس آنا اور دوستانہ پرائیویٹ گفتگو کرنا چاہا تو آپ بلانے کا وعدہ دیتے دیتے لودہانہ مین جابراجے اور وہان جاکر مخاصمانہ بحث کا اکھاڑہ جماکر ناحق اور بحث کو ٹلانے کی شروط سے پناہ گزین ہوئے۔ پھر جب بمقام لودہانہ آپکے گھر پر پہنچ کر آپکو گفتگو پر مجبور کیا۔ تو اپنے اس باامن گفتگو کو تمام چھوڑ کر پھر مخاصمانہ اکھاڑہ جمانے کا اہتمام کیا۔ اور دہلی۔ پٹیالہ۔ لاہور۔ سیالکوٹ وغیرہ مین مخاصمانہ بحث کا علم بلند کیا۔ اور پھر بحث سے گریز کرکے انواع اتہام واکاذیب کا اشتہار کیا اور اسی اثنا مین فیصلہ آسمانی ملکہ ہارا۔ جسمین کوئی دقیقہ بیرحمی ودیدگوئی کا فروگذاشت نہ کیا۔ اس بیرحمی ونفسانی کارروائیون کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ مسلمانون کی جماعت مین تفرقہ پڑگیا۔ بھائی بھائی سے اور دوست دوست سے الگ ہوگیا۔ کیا رحمت وہمدردی کا یہی اثر ہے۔

آپ مین رحمت وہمدردی کا شمہ اثر بھی ہوتا۔ تو جسوقت مینے اپنا خلاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

جیسا کہ ہر ایک انسان کے لیئے ہے۔ تو بھی اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ملائکہ ستاروں کی ارواح ہیں یا بمنزلہ ارواح اور خاصکر جبرئیل امین سورج کا روح ہے۔ یا بمنزلہ روح جیسا۔ کہ کادیانی کا اعتقاد ہے۔ جسکو وہ رسالہ توضیح کے صفحہ ۳۸ و ۴۰ و ۴۸ و ۸۵ وغیرہ میں ظاہر کر چکا ہے۔ اور اس اعتقاد کے سبب اسپر فتوی علماء پنجاب و ہندوستان عقائد فلاسفہ کے معتقد ہونے کا الزام لگایا گیا ہے۔ اسی اعتقاد کا ثبوت اسکے ذمہ اور اس سے مطلوب تھا۔ ستاروں کے لیے ایک ایک فرشتہ محافظ ہونے یا نہونے میں کیا بحث تھی۔ اور اسکا ثبوت کسنے طلب کیا۔ کادیانی نے اس ثبوت کے جگہہ پیش کرنے کی جگہہ اس امر کو پیش کیا۔ اور اپنے نادان اتباع کو دہوکھ دیا۔

ازالہ امر دوم و سوم

قرآن نے جبرئیل کو خاصکر مقربین کا مصاحب اور خدا کی طرف سے خدا کے مقربین کی جانب معزز رسول ٹھہرایا ہے۔ کسی آیۃ یا حدیث سے یہہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ جبرئیل ؑ رنڈیوں اور شرابیوں کا بھی آشنا اور دائمی صحبتی ہے۔ لہذا آپکے یہہ دونو دعوے اہل اسلام کے اعتقاد میں زندقہ اور الحاد ہے۔ اور جب تک آپ کسی آیت یا حدیث سے انکا ثبوت پیش نکریں انکا تسلیم کرنا اسلام کے مخالف ہے

ازالہ امر چہارم

قرآن اور حدیث کی صریح نصوص سے تو بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ جبرئیل آنحضرت ؐ کے پاس کبھی کبھی آتے۔ نہ یہہ کہ ہر وقت آخر عمر تک وہ آپ کے ساتھہ رہے ہیں۔ آپکا آنا اکثر انسانی۔ اور خاصکر دحیہ کلبی کی صورت میں ہوتا تھا۔ دو دفعہ آپکا آنا اصلی صورت میں ہوا ہے

قرآن میں حضرت جبرئیل کا یہہ قول نقل کیا ہے۔ کہ ہم خدا ہی کے حکم سے نازل

وما نتنزل الا بامر ربك له ما بين ايدينا وما خلفنا وما بين ذلك وما كان	ہوتے ہیں۔ جو کچھہ ہمارے آگے اور پیچھے اور اسکے مابین ہے۔ وہ خدا ہی کے ملک

ربک نسیا (مریم ع ۴)۔ وتصرف میں ہے تیرا رب (ای رسول) بھولنے والا نہیں۔

ایک اور آیت میں بیان ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوئے پھر اور قریب ہوئے یہاں تک کہ دو کمان کے مقدار فاصلہ رہگیا۔ پس خدا نے جو اپنے بندہ جبرئیل کی طرف وحی کی وہی اُسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دی۔ ایک دفعہ اور بھی آپنے جبرئیل ع کو سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا۔

ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی ++ ولقد راہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہی (نجم ع ۱)

پہلی آیت کی تفسیر میں صحیح بخاری میں یہہ حدیث مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے کہا۔ کہ آپ مجھے اس سے زیادہ کیوں نہیں ملتے جو اب ملتے ہیں۔ جسپر وہ آیت نازل ہوئی۔

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لجبرئیل ما منعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا فنزلت وما نتنزل الا بامر ربک (صحیح بخاری ص ۶۹۱)

تفسیر معالم میں ضحاک وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے اصحاب کہف ذی القرنین اور روح کا حال پوچھا۔ تو آپنے فرمایا میں کل بتاؤنگا۔ اور اسکے ساتھ انشاء اللہ نہ کہا۔ جبرئیل کئی دن نہ آئے۔ اور یہہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت ناگوار گذرا۔ پھر جب وہ کئی دن کے بعد آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے آنے میں توقف کیا۔ اس سے مجھے برا خیال

قال عکرمۃ والضحاک احتبس جبرئیل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین سالہ قومہ عن اصحاب الکہف وذی القرنین والروح فقال اخبرکم غدا ولم یقل انشاء اللہ تعالی حتی شق ذلک علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم نزل بعد ایام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابطئت حتی ساء ظنی واشتقت الیک فقال لہ جبرئیل انی کنت اشوق ولاکنی

عبد مامور اذا بعثت نزلت واذا حبست احتبست فانزل الله وما نتنزل الا بامر ربك وانزل الله والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ما ودعك ربك وما قلیٰ۔ (معالم ص۴۵۱)

(ناخوش ہوئے اور چھوڑ دیا) پیدا ہوا۔ اور میں آپکی ملاقات کا شائق رہا۔ جبریل علیہ السلام نے فرمایا میں بھی آپکی ملاقات کا شائق رہا ہوں۔ لیکن میں خدا کے حکم میں ہوں۔ جب بھیجا جاتا ہوں تو آتا ہوں اور جب روکا جاتا ہوں تو رک جاتا ہوں۔ جبریل پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور وہ آیت جسمیں بیان ہے۔ کہ خدا نے تجھے نہیں چھوڑا اور وہ نہ تجھسے ناخوش ہوا ہے۔

دوسری آیت کی تفسیر میں صحیح بخاری میں یہ حدیث منقول کی ہے۔ کہ جبریل

قالت عائشة ذلك جبريل كان ياتيه فی صورة الرجل وانه اتاه فهذه المرة فی صورته التی هی صورته فسد الافق (صحیح بخاری ص۴۵۹ ومعالم ص۴۵۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی کی صورت میں آیا کرتے تھے۔ اسدفعہ آپ اصلی صورت میں آئے۔ جس سے انہوں نے تمام افق کو روک لیا۔ ایسا ہی معالم التنزیل میں ہے

حضرت جبریل علیہ السلام کے آنے کے واقعات جو احادیث میں وارد ہیں۔ الخ تفصیل سے بہت تطویل متصور ہے۔ الخا اجمال بطور مثال بیان کیا جاتا ہے۔

ایکدفعہ آپ جماعت اصحاب نبوی کرام میں ایک سفید پوش سیاہ بالوں والے اجنبی آدمی کی صورت میں آئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زانوں پر ہاتھ رکھ کر چند سائل مستفسر ہوئے۔ وہ چلے گئے۔ تو آپ نے فرمایا یہ جبریل تھا۔ جو تمہیں دین کی تعلیم کر لیے آیا تھا۔ (دیکھو مشکوٰۃ کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث۔ اور صحیح بخاری ص۱۲)۔

ایک دفعہ آپ دحیہ کلبی کی صورت میں آئے۔ تو ازواج نبوی سے حضرت ام سلمہ نے انکو دحیہ کلبی سمجھا۔ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جبریل تھا۔ (دیکھو بخاری ص۵۱۳)

ایک دفعہ قرن الثعالب (مقام) کے پاس آپ ایک بدلی میں نمودار ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ کہ خدا نے آپ کی بات اور منکروں کا جواب کو سنا ہے اور اُس نے ملک الجبال کو آپ کے پاس اسلیئے بھیجا ہے۔ کہ آپ کہیں تو یہ آپ کے مخالفوں کو پہاڑ کے نیچے دبا کر کچل ڈالے۔ (دیکھو بخاری صفحہ ۴۵۸)۔

ایک دفعہ جنگ خندق کے بعد آپ ہتھیار پہنے ہوئے آئے اور آنحضرت صلعم کو فرمایا۔ کہ آپنے ہتھیار اتار دیئے ہیں۔ ہمنے تو ابھی نہیں اُتارے۔ نکلو بنی قریظہ پر چڑھائی کریں۔ (دیکھو بخاری صفحہ ۵۹۱)۔

ایک دفعہ بدر کی لڑائی میں آپ آئے۔ تو آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ یہ جبرئیل ع ہے۔ گھوڑی کی چوٹی تھامے ہوئے۔ ہتھیار پہنے ہوئے۔ (دیکھو بخاری صفحہ ۵۷۰)

اس قسم کے بے شمار واقعات کتب حدیث میں درج ہیں جنسے جبرئیل کا کبھی کبھی آنے کی کیفیت بتفصیل معلوم ہوتی ہیں فاز انجملہ بعض واقعات کی تفصیل اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۲۔ جلد ۳ و نمبر ۱۔ جلد ۴ میں بھی ہو چکی ہے۔

ان سب **تصریحات** اور تفصیلات کے مقابلہ میں کادیانی کے کفر چہارم کو کہ جبرئیل وحی لانے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ایک اندرونی صفت محبت کا نتیجہ ہے۔ اور اسکے آنے سے مراد اس صفت کی خاص تجلی ہے۔ (جیسے اور قوائے وصفات نفسانی انسانی غضب۔ رحمت۔ حرص۔ شہوت وغیرہ انسان کے اندر ہی ہوتی ہیں۔ مگر وہ بعض اوقات زیادہ جوش کرتی اور طوفان میں آجاتی ہیں)۔ ان نصوص صریحہ بینہ سے قطعی انکار وزندقہ والحاد نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ اِس الحاد کو تو وہی شخص مانیگا جو کادیانی کی مانند قرآن و حدیث کو شاعرانہ تخیلات اور خلاف واقعہ استعارات و فرضی وخیالی حکایات کا مجموعہ کہے۔ **قرآن** و حدیث کو ماننے والے۔ اور انمیں مندرجہ واقعات کو سچے جاننے والے مسلمانوں سے تو یہ جرأت نہیں ہو سکتی۔

آپنے کفر چہارم کے ثبوت میں جو کادیانی نے عقلی دلائل ایک آیت اور ایک حدیث پیش کی ہے۔ انمیں نہ تو صراحتاً یہہ بات پائی جاتی ہے۔ نہ اشارۃً۔ کہ جبرئیل اور دوسرے فرشتے آسمانوں میں رہنے کے مقامات میں جکڑکر قید کیئے ہوئے ہیں۔ یا وہ سب کے سب ایک ہی حالت و ہیئت نماز سجود یا قیام یا رکوع میں لگائے ہوئے ہیں۔ نہ اس ہیئت یا حالت سے دوسری حالت و ہیئت کی طرف انتقال کرتے ہیں اور نہ عبادت کے سوا وہ کوئی دوسری خدمت (وحی لانا۔ مینہ برسانا۔ نبیوں کی حمایت میں کافروں پر عذاب نازل کرنا وغیرہ وغیرہ) بجا لاتے ہیں۔ یہہ تصریح یا اشارہ نہ اس آیت میں ہے۔ نہ اس حدیث میں بلکہ آیۃ میں ملائکہ کے درجات عبادت و مقامات قرب و رضا خوف و رجا۔ محبت وغیرہ وغیرہ۔ و مراتب خدمات متعلقہ تدبیر عالم کا بیان ہے۔ اور حدیث میں عبادت کے وقت انکے مختلف ہیہات اور حالات کا (جنمیں تبدل و انتقال ایک جزو لازم ہے۔ جیساکہ انسانی عبادت میں لازم ہے) بیان ہے۔ اور دوسری آیات و احادیث میں صراحت کے ساتھ انکا زمین پر آنا۔ اور صراحت کے ساتھ انکا دوسری خدمات کو بجا لانا صاف وارد ہے۔ جس سے صاف یقین ہوتا ہے۔ کہ اس آیت اور حدیث میں جبرئیل یا اور باقی تمام ملائکہ کا کسی خاص مقام میں مقید ہونا۔ اور زمین پر نازل نہونا۔ یا کسی خاص ہیئت عبادت میں جکڑے رہنا ہرگز مراد نہیں ہے۔ یہہ اور صرف کادیانی کا کفر والحاد ہے۔

اب ہم اس آیت و حدیث سے معنے مذکور مراد نہونے پر اقوال علماء اسلام شہادت پیش کرتے ہیں۔

تفسیر معالم میں اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے۔ کہ اس سے قول ملائکہ سے یہہ طرف ہے۔ کہ

ای ما لنا ملك الا له مقام معلوم في السموات يعبد الله فيه قال ابن عباس ما في السموات موضع شبر الا وعليه ملك يصلي او يسبح وروينا عن ابي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اطت السماء وحق لها ان تئط ما فيها	ہم میں سے کوئی فرشتہ ایسا نہیں۔ جسکی عبادت کی جگہ آسمانوں پر مقرر نہو۔ ابن عباس رضہ نے فرمایا ہے۔ آسمانوں میں بالشت بھر جگہ ایسی نہیں۔ جسمیں فرشتے نماز نہ پڑھتے یا تسبیح نہ کہتے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

54

نفسی بیدہ ما فیہا موضع اربعۃ اصابع الا وفیہا ملک واضع جبہتہ ساجد للہ قال السدی الا لہ مقام معلوم فی القربۃ والمشاہدۃ وقال ابو بکر الورق الا لہ مقام معلوم یعبد اللہ علیہ کالخوف والرجاء والمحبۃ والرضاء وانا لنحن الصادقون۔ قال قتادۃ ہم الملئکۃ صفوا اقدامہم وقال الکلبی صفوف الملائکۃ فی السماء للعبادۃ کصفوف الناس فی الارض وانا لنحن المسبحون۔ ای المصلون المنزہون اللہ عن السوء یخبر جبرئیل علیہ السلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہم یعبدون اللہ بالصلوۃ والتسبیح وانہم لیسوا بمعبودین کما زعمت الکفار۔

(معالم صفحہ ۷۵۵)

حدیث ہے۔ کہ آسمان چڑچڑ کرتا ہے۔ (جیسے زین یا پالان شتر سوار کے بیٹھنے سے چڑچڑ کرتا ہے) اور اسکو یہی لائق ہے۔ بخدا۔ آسمان میں چار انگل کی جگہہ ایسی نہیں۔ جسمیں فرشتہ پیشانی رکھ کر سجدہ نہ کر رہا ہو۔ سدی نے مقام معلوم کے یہہ معنے کئے ہیں۔ کہ خدا کے قرب و مشاہدہ کا مقام ابو بکر وراق نے کہا ہے۔ کہ عبادت کا مقام خوف و امید و محبت و رضاء وغیرہ مراد ہے۔ جو کہا ہے کہ ہم صفیں باندھنے والے ہیں" قتادہ کہتا ہے۔ یہہ بھی ملائکہ کا قول ہے۔ وہ صفیں باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ کلبی نے کہا ہے۔ کہ فرشتے آسمانوں میں عبادت کے وقت ایسی صفیں باندھتے ہیں جیسے انسان زمین صفیں باندھتے ہیں۔ ملائکہ کا یہہ کہنا کہ ہم تسبیح کہنے والے ہیں۔ اس سے یہہ مراد ہے۔ کہ وہ نماز پڑھتے ہیں اور برائی سے خدا کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ ان اقوال سے جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہہ خبر دی ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہیں۔ وہ اس لائق نہیں کہ کوئی انکی عبادت کرے۔ جیسا کہ کفار ملائکہ پرست خیال کرتے ہیں۔

تفسیر بیضاوی میں ہے۔ کہ اس قول میں ملائکہ کا اقرار عبودیت کی حکایت ہے۔ ان مشرکوں کو

وما منا الا لہ مقام معلوم حکایۃ اعتراف الملائکۃ بالعبودیۃ للرد علی عبدتہم والمعنی ما منا احد الا لہ مقام معلوم فی المعرفۃ

رد کرنے کے لیے جو ملائکہ کو پوجتے ہیں۔ اس قول کے معنے یہہ ہیں۔ کہ ہم میں سے ہر ایک کے لیے خدا کی معرفت اور عبادت اور عالم

والعبادة والانتهاء الی امر الله تعالے فی تدبیر العالم۔ + + + ثم انهم اعترفوا بالعبودیة وتفاوت مراتبهم فیها لا یتجاوزنها۔ وانا لنحن الصافون۔ فی اداء الطاعة ومنازل الخدمة۔ (بیضاوی ص۲۲۸ ج ۲)

کی تدبیر کے متعلق خدمت بجانے کا ایک مقام ہے۔ پہر ملائکہ نے اقرار کیا۔ کہ وہ خدا کی عبادت کرنے والے ہیں۔ اس عبادت میں ان کے درجات متفاوت ہیں۔ جن سے وہ آگے نہیں بڑھتے۔ پہر ملائکہ نے کہا ہم صفیں باندھنے والے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ طاعت ادا کرنے اور خدمات متعلقہ تدبیر عالم بجالانے میں ہم صف بستہ حاضر رہتے ہیں

ایسی[1] ہی عامہ تفاسیر تفسیر ابن کثیر۔ فتح البیان وغیرہ میں اس آیۃ کی تفسیر

قال القرطبی قال مقاتل هذه الآیات الثلث نزلت ورسول الله عند سدرة المنتهی فتاخر جبرئیل فقال النبی صلی الله علیه وسلم اههنا تفارقنی فقال ما استطیع ان اتقدم عن مکانی هذا فانزل الله حکایة عن قول الملائکة وما منا الا له مقام معلوم (فتح البیان ص۸۵ ج ۸)

ہوئی ہے۔ اور فتح البیان میں علاوہ تفسیر مذکورہ قرطبی سے یہ بھی نقل کیا ہے۔ کہ مقاتل کا قول ہے کہ یہ تینوں آیتیں اسوقت نازل ہوئی تھیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہی کے پاس پہنچے تھے۔ اور جبرئیل وہاں سے ہٹنے لگے۔ تو آپنے فرمایا۔ کہ اسی جگہ آپ مجھسے جدا ہوتے ہیں۔ انھوں نے جواب میں کہا۔ کہ میری طاقت نہیں۔ کہ میں اسمقام سے آگے بڑھوں۔ تسپر خدا تعالیٰ نے یہ قول جبرئیل نازل فرمایا۔

ان اقوال مفسرین اور ان کے متمسک احادیث وآثار سے صاف ثابت ہے۔ کہ مقام معلوم سے فرشتوں کے مقامات عبادت ودرجات قرب ومحبت وغیرہ۔ ومراتب خدمات متعلقہ تدبیر عالم مراد ہیں۔ اور انکے قیام وسجود سے انکے اوقات عبادت میں ان مختلف ہیہات کی حکایت ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جبرئیل وغیرہ ملائکہ آسمان سے

[1] ایسی ہی منشی احسن امروہی نے رسالہ تائید کو باب ۵ دیانی کے ص۵۰ میں مقام معلوم کی تفسیر نقل کی ہے۔

55

زمین پر آتے اور عبادت وغیرہ خدمات بجالاتے ہیں۔ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک جانب سے دوسری جانب کی طرف نقل وحرکت کرتے ہیں۔ نہ یہ کہ وہ رہنے کی جگہ تیہ کیے ہوئے ہیں اور عبادت کی ہیئت میں جکڑے ہوئے ہیں۔

اور فتح البیان کی عبارت میں مقاتل کے قول سے تو یہ بھی ثابت ہے۔ کہ اگر اُن کے مقام سے ظاہری حسی آنے جانے کا مقام مراد لیا جائے۔ تو بھی اس آیت سے یہ طرز نہیں۔ کہ وہ اس مقام سے نیچے نہیں اُترتے۔ یا دوسری جگہ نہیں جاتے۔ جیسا کہ کادیانی نے ملحدانہ سمجھے ہیں) بلکہ اس صورت میں اس آیت سے یہ ثابت ہے کہ وہ اس مقام سے بڑھ نہیں سکتے اور اس سے اوپر نہیں جاسکتے۔ اس قول مقاتل نے کادیانی کو قتل کر دیا۔ اور اسکے الحاد کی جڑ کو کاٹ دیا۔ فالحمد للہ علے ذلک۔

یہ اسکی نقلی دلائل کا تو جواب ہے۔ اب اس کے عقلی دلیل کا جواب سنو۔ کادیانی نے جبرئیل کے ذاتی وحقیقی نزول مراد ہونے پر جو عقلی دلیل پیش کی ہے۔ اس دلیل کے مضمون کا اعادہ حسب عادت تطویل وتکرار سے۔ کیا۔ نمبر (۱۰) میں بھی کیا۔ اور کیا نمبر (۱۲) میں اُسپر کچھ بڑھا دیا۔ اور یہ کہا ہے۔ کہ جبرئیل کا حقیقی وجود تو مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ اور اُسکے بازو آسمانوں کے کنارے تک پہنچے ہوئے ہیں۔ پھر وہ مکہ ومدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں کیونکر سما گیا۔

اس دلیل کی تقریر سے کادیانی نے اپنا چھپا نیچری ہونا ظاہر کیا۔ اور اپنی طرح یقین دلا دیا ہے۔ کہ وہ اسلام کی ایسی باتوں کو جنکی کُنہ وحقیقت وکیفیت سمجھ میں نہیں آتی (جیسے خدا کی ذات وصفات کا وجود اور ملائکہ کا وجود۔ آسمانوں کا جسمانی وجود۔ دوزخ وبہشت کے جسمانی آلام ونعم شق القمر وغیرہ معجزات۔ قبر کا عذاب۔ جسمانی حشر وحساب وغیرہ) ہرگز نہیں مانتا۔ اور اس قسم کی باتوں کو ماننے کا اُسکا ظاہری اقرار محض منافقانہ ہے۔ جس سے مسلمانوں کو دام میں لانا اسکا مقصود ہے۔ اور اگر ان امور کو وہ درحقیقت

مانتا ہے۔ اور معہذا وہ ایسے امور کی کُنہ وکیفیت کا جاننا بھی ضروری سمجھتا ہے چنانچہ اس کی اس دلیل عقلی سے مستفاد ومفہوم ہوتا ہے۔ تو وہ پہلے امور مذکور کی کُنہ وکیفیت بتاوے۔ اور نہیں تو صرف چاند کی پھٹ جانے کی (جسکو وہ سرمہ چشم آریہ میں ثابت کر چکا ہے) کیفیت ظاہر کرے۔ اسکو بھی رہنے دے وہ جبرئیل ہی کے وجود۔ اور اسکے آسمان پر ہونے کے اور اسکے سورج (جسکو وہ توضیح مرام کے صفحہ ۸۵ میں جبرئیل کا ہیڈ کوارٹر (صدر مقام) بتا چکا ہے) کے اندر۔ یا اوپر رہنے کی کیفیت بتاوے۔ تب ہمسے اسکے زمین پر آنے کی کیفیت پوچھے۔ اور اگر وہ کچھ بتا نہ سکے تو اس نیچریانہ اور ملحدانہ دلیل اور اسکے مندرجہ سوالات کو واپس لے۔ اور یہ جان لے کہ وجود جبرئیل اور ایسے ہی اور امور عالم ملکوت جو ہر ایک کے مشاہدہ میں نہیں آتے بلکہ انکو خاصکر انبیاء واصفیا ہی دیکھتے ہیں۔ مشابہات سے ہیں ایسا ہی جبرئیل کا نزول وصعود ہے۔ ایسے امور کی نسبت کیوں اور کیونکر کا سوال مؤمنوں (یعنے انکو ماننے والوں) کا کام نہیں۔ ایسے سوالات وہی لوگ کرتے ہیں جو اُن کے وجود سے منکر ہوتے ہیں۔ اسکی تائید میں ہم اسکا سابق کلام سرمہ چشم آریہ پیش کرتے ہیں۔ کادیانی اسکو دیکھکر تھوڑی دیر کے لیے شرم وانصاف کو پیش نظر رکھکر کہے۔ کہ اس کلام کی شہادت سے نزول جبرئیل کی نسبت وہ سوالات مذکورہ کرنے سے ان امور کا قطعی منکر بنتا ہے یا نہیں۔

آپ سرمہ چشم آریہ کے صفحہ ۱۲۷ میں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ یعنے جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کریں گے۔ ہم اُنکو وہ اپنی خاص راہیں آپ دکھاوینگے جو مجرد عقل اور قیاس سے سمجھ میں نہیں آسکتیں اور درحقیقت خدا تعالےٰ نے اپنے عجیب عالم کو تین حصہ پر منقسم کر دیا ہے۔

(۱) عالم ظاہر جو آنکھوں۔ اور کانوں اور دیگر حواس ظاہری کے ذریعہ اور آلات خارجی کے توسل سے محسوس ہو سکتا ہے۔

56

(۲) عالم باطن جو عقل اور قیاس کے ذریعہ سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

(۳) عالم باطن در باطن جو ناک اور لا یدرک و فوق الخیالات عالم ہے۔ جو تو ڑ ہیں جو اِس سے خبر رکھتے ہیں۔ وہ عالم غیب محض ہے۔ جس تک پہنچنے کے لیئے عقلوں کو قوت نہیں دی گئی۔ مگر ظن محض۔ اور اس عالم پر کشف اور وحی والہام کے ذریعہ اطلاع ملتی ہو۔ نہ اور کسی ذریعہ سے۔ عجائبات اس عالم ثالث کی بے نہایتہ ہیں اور اُنکے مقابل پر دو سرے عالم ایسے ہیں جیسے آفتاب کے مقابلہ میں ایک دانہ خشخاش۔ عجائبات پر زور لگانا کہ اس عالم کے اسرار عقلی طاقت سے بالکل منکشف ہو جائیں۔ یہ ایسا ہے جیسے ایک انسان آنکھوں کو بند کر کے زور لگائے۔ کہ وہ قابل رویت چیزوں کو قوت شامہ سے دیکھ لے۔ غرض عجائبات عالم باطن در باطن سے عقل ایسی حیران ہے۔ کہ کچھ دم نہیں مار سکتی۔ کہ یہ کیا بھید ہے۔ روحوں کی پیدائش پر انسان کیوں تعجب کرے۔ اس دنیا میں صاحب کشف ایسے ایسے اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ کہ انکی کنہ کو سمجھنے میں عقل بکلی عاجز رہجاتی ہے۔ بعض اوقات صاحب کشف صدہا کوسوں کے فاصلہ سے باوجود حائل ہونے بے شمار حجابوں کے ایک چیز کو صاف دیکھ لیتا ہے۔ + + + اور سب سے زیادہ تعجب کا یہ مقام ہے۔ کہ بعض اوقات صاحب کشف اپنی توجہ اور قوت کی تاثیر سے ایک دوسرے شخص پر باوجود صدہا کوسوں کی فاصلہ کے باذنہ تعالیٰ عالم بیداری میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اسکا عنصری جسم اپنے مقام سے جنبش نہیں کرتا۔ اور عقل کے رو سے ایک چیز کا دو جگہ ہونا محال ہے۔ سو وہ محال اس عالم ثالث میں ممکن الوقوع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صدہا عجائبات کو عارف بچشم خود دیکھتا ہے۔ اور اُن کو ر باطنوں کے انکار سے تعجب کرتا ہے۔ جو اس

عالم ثالث کی عجائبات سے قطعاً منکر ہیں"

کادیانی اپنے اس کلام کو جو اصول اسلام کے مطابق ہے۔ چشم حیا سے دیکھے۔ اور پر انصاف سے کہے۔ کہ وہ اپنے ان سوالات سے وجود ملائکہ و جبرئیل اور انکے حقیقی نزول و صعود سے

آپ کے دعوے سچائی سے ظاہر کیا تھا۔ آپ فوراً مجھے اپنی جگہ بلاتے یا غریب خانہ پر قدم رنجہ فرماتے (جیسا کہ پہلے بھی آپ سے وقوع میں آتا رہا۔ اور کم سے کم تین دفعہ آپ نے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرما کر رابطہ اتحاد ظاہر کیا تھا) اور اس صورت سے اپنے دعوے جدیدہ کو ثابت کر دکھاتے۔ اب جو اپنے یہ خط ارسال فرمایا ہے۔ یہ بھی آپکی خود غرضی اور نیت فساد سے خالی نہیں۔ سہین خود غرضی یہ ہے۔ کہ آپ کے مرید آپ کو نیک نیت اور اپنے دعویٰ میں ثابت قدم اور مقابلہ مخالفین کے لئے مستعد سمجھیں۔ نیت فساد کی یہ ہے۔ کہ جانب ثانی سے جواب ترکی بترکی ملے تو اس سے بٹالہ کے مسلمانوں میں پھوٹ پڑے۔ یہ آپکے دعوے الہام وراست بازی خیر خواہی ورحمت کا جواب ہے۔ اب میں آپ کی اس درخواست کا کہ خاکسار آپ کے اور آپ کے تابعین کے الہامات ومنامات سے ڈر کر آپ کے پاس پہنچے اور آپکا مطیع ہو جاوے یا آپ کو اُن ڈرانے والے الہامات ومنامات کی اشاعت کی اجازت دے یا جواب دیتا ہوں۔

آپکا خاکسار کو اپنے پاس بلانا۔ اگر اس غرض سے ہے کہ میں آپ کے عقائد باطلہ کی نسبت آپ سے کچھ دریافت کروں۔ تو اس نظر سے آنا فضول ہے۔ ہم مسلمانوں کو آپ کے عقائد باطلہ کے بطلان میں اب کوئی شک نہیں ہے۔ لہذا اسمیں کچھ دریافت کرنے کی کوئی ضرورت وحاجت باقی نہیں۔

ہاں آپ کو کچھ شک وشبہ ہو۔ تو آپ جبوقت چاہیں حسب عادت قدیم غریب خانہ پر تشریف لاویں۔ دستور قدیم کے موافق آپ کی مدارات ہوگی۔ اور آپ کی تسلی کیجاوے گی انشاء اللہ تعالےٰ۔

اور اگر خاکسار کو اپنے پاس بلانا اس غرض سے ہے۔ کہ آپ مجھے نشان

منکر بنتا ہی یا نہیں نہیں تو اسکی کیا وجہ ہے۔ کیا جبرئیل اور اسکا نزول وصعود اور ایسے اور امور ملکوت تیسرے عالم باطن در باطن سے نہیں ہیں۔ بلکہ عالم اول و دوم سے ہیں جو حواس اور عقل میں آسکتے ہیں۔ ایسے ہین تو وہ انکی کیفیت بیان کرے۔ اور اگر بیان نکر سکے تو انکا تیسری عالم سی ہونا مان لے۔ اور اسپر اس قسم کے سوالات کرنیوالے کو منکر قرار دے کادیانی یہ بھی خیال کرے۔ کہ خدا تعالیٰ عالم اول کے قبض وبسط پر قادر ہے لکڑی۔ لوہے۔ پیتل وغیرہ سبھی اس قسم کی چیزوں کو گرمی وسردی سے بڑھا وگھٹا دیتا ہی اسی اصول پر چاند کا دو ٹکڑے ہونا۔ اور پھر اُسکے ایک ٹکڑے کا مکہ کے پہاڑ آگے اور ایک کا پیچھے ہو جانا۔ اہل اسلام میں مانا جاتا ہے۔ (چنانچہ صحیح مسلم کے صفحہ ۳۷۳ میں موجود ہے) باوجودیکہ چاند زمین سے کئی حصہ بڑا ہے۔ پھر وہ خدا تعالےٰ کو اسبات پر کیوں قادر نہیں مانتا۔ کہ وہ تیسرے عالم کی ایک چیز (وجود جبرئیل) میں یہ قبض وبسط عمل میں لاکر اسکو اس لائق کردے۔ کہ وہ مکہ کے افق شرقی میں سما سکے* دو یا یکدفعہ اصلی وجود سے جبرئیل کا زمین پر آنا تو اُسنے بھی مانا ہے۔ (چنانچہ اسکے کید نمبر (۱۲) میں اسکا ذکر آئے گا۔)۔

* اس احتمال وامکان کا مؤید شیخ الاسلام بلقینی کا وہ قول ہی جو فتح الباری میں شیخ ابن حجر نے نقل کیا ہے فتح الباری میں پہلے امام الحرمین کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ تمثل جبرئیل بصورت انسان کے یہ معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ جبرئیل کی اصلی صورت سے اُس مقدار کو جو صورت انسان سی زائد ہے فنا کر دینا یا ٹلا دینا تھا۔ پھر ابن عبد السلام کا یہ قول نقل کیا ہی کہ مقدار زائد کو فنا کرتا تھا۔ کیونکہ روح کی علحدگی سے جسم کا مردہ ہونا عقلاً لازم نہیں ہے دیکھو شہیدوں کی ارواح انکے جسموں سے جدا ہو کر جانوروں کے جوف میں جاتی ہیں پھر وہ اجسام مردہ نہیں ہوتے۔ پھر شیخ الاسلام بلقینی سی نقل کیا ہی۔ کہ تمثل ان ہی دو صورتوں میں منحصر نہیں جو امام الحرمین نے بیان کی ہیں ممکن ہے۔ کہ جبرئیل اصلی صورت میں آتے ہوں مگر سکڑ کر انسان کی صورت میں ہو جاتے ہوں۔ پھر جب اس صورت کو ترک کرتے ہوں تو اصلی مقدار پر ہو جاتے ہوں اسکی مثال روئی ہی جب وہ دھنی جاتی ہے تو بڑی صورت معلوم ہوتی ہی اور جب اکٹھی کیجاتی ہے تو چھوٹی ہو جاتی ہی۔ پھر شیخ ابن حجر نے اپنا خیال بیان کیا اور کہا حق

وقال شیخنا شیخ الاسلام ما ذکرہ امام الحرمین لا ینحصر الحال فیہ بل یجوز ان یکون الآتی ھو جبرئیل بشکلہ الاصلی الا انہ انضم فصار علی قدر ھیئۃ الرجل واذا ترک ذلک عاد الی ھیئتہ ومثال ذلک القطن اذا جمع بعد ان کان متنفشا فانہ بالتنفش یحصل لہ صورۃ کبیرۃ وانہ لم یتغیر (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۱۵۵)

پھر اس امر کا وقوع کئی دفعہ کیونا ممکن ہے۔ اور جبکہ حضرت جبرئیل کا بشکل انسان اور خاصکر دحیہ کلبی کی شکل میں متشکل ہو کر آنا ہوتا تھا۔ تو اس صورت میں کادیانی کے اس سوال کی سرے سے ہی گنجائش نہیں اس صورت سے جو اُس نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ وہ وجود حقیقی نہ تھا۔ ظلی تھا۔ اسکا جواب ازالہ کید وکذب نمبر ۱۲ میں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

وحی پہچانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر جبرئیل علیہ السلام کے چلے نہ جانے پر کادیانی نے جو دلیل اس مقام میں پیش کی ہے۔ وہ عقلی ہے۔ اسکی تائید اسنے کید نمبر ۱۲ میں بزعم خود نقلی دلائل آثار سے بھی کی ہے۔ چنانچہ صفحہ ۱۲۴ میں وساوس کے کہا ہے شیخ عبدالحق صاحب مدارج النبوت کے صفحہ ۸۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کلمات وحی خفی ہیں۔ اور پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ اوزاعی حسان بن عطیہ سے روایت کرتا ہے۔ کہ نزول جبرئیل قرآن سے مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر ایک سنت کا نزول جبرئیل سے ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجتہاد بھی وحی تھا۔

پھر صفحہ ۸۷ میں لکھتے ہیں کہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک قول وفعل قلیل وکثیر صغیر وکبیر کو وحی سمجھتے اور اسپر عمل کرتے۔ کادیانی نے وساوس کے صفحہ ۱۱۱ متن میں اور صفحہ ۹۱ حاشیہ میں آیۃ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی سے بھی اس دلیل نقلی کی تائید میں استدلال کیا ہے اس دلیل کے عقلی حصہ کا رد بضمن ازالہ کید نمبر (۷) صفحہ (۸۷) میں گذر چکا ہے۔ کہ آنحضرت کی ذات برکات اور قلب حق طلب بلاواسطہ جبرئیل مہبط وحی خفی تھا۔ لہذا جبرئیل علیہ السلام چلے جانے کے بعد وہ فیض وحی سے محروم نہ رہتے تھے۔ بلکہ شب وروز خواب وبیداری میں وہ مورد فیض وحی رہتے تھے۔ اسیوجہ سے آپکے کلمات طیبات وافعال زاکیات کو وحی سمجھا گیا ہے جبرئیل کے چلے جانے سے آپکو وحی الٰہی سے خالی قرار دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام دینا ہے۔ جو بجز کادیانی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پنہانی دشمن ہے۔ اور چھپا مرتد دوسرے کا کام نہیں ہے۔

اب اس دلیل کے نقلی حصہ کا رد سنو۔ اور خوب توجہ کرو۔ بے شک شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جملہ کلمات کو وحی قرار دیا ہے۔ اور اسپر آیت قرآن ان ھو الا وحی یوحی سے استدلال کیا ہے۔ اور اس اثر حسان سے کہ آنحضرت پر جبرئیل سنت کی وحی بھی لایا کرتے تھے تمسک کیا ہے۔ اور ہمارا بھی اسپر یقین و ایمان ہے۔ چنانچہ یہ بات بالدلال آیۃ مذکورہ صفحہ ۸۷ میں کہہ چکے ہیں۔ اور اثر حسان کو ہم اپنے رسالہ نمبر ۷ جلد ۱۴ کے صفحہ ۲۰۰ میں اس مدعا کی تائید میں معرض استدلال میں لا چکے ہیں۔ مگر وحی کو حضرت جبرئیل سے مخصوص کرنا۔ اور یہ کہنا۔ کہ ہر ایک سنت کی وحی بھی جبرئیل ہی کے ذریعہ سے ہوتی تھی۔ ایک ایسا سفید جھوٹ اور ملحدانہ افترا ہے۔ جسکا اثر و نشان نہ اس آیۃ میں پایا جاتا ہے نہ حسان کے اثر میں نہ شیخ عبدالحق کی کلام میں۔ بلکہ آیۃ مذکورہ اس قید سے بے قید ہے۔ اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ وحی بلا واسطہ جبرئیل ہی ہوتے تھے۔ اور حضرت شیخ عبدالحق صاحب دہلوی نے بھی اس وحی کو مدارج النبوت کے اس مقام میں اور دیگر مقامات و تصنیفات میں تسلیم کیا ہے کادیانی نے شیخ عبدالحق صاحب کی کلام نقل کرنے میں سرقہ کیا ہے۔ اور حسان کے اثر میں ہر ایک سنت کا لفظ وارد نہیں۔ کادیانی نے ہر ایک سنت کا لفظ از خود ملا کر حسان پر اور شیخ عبدالحق صاحب پر اس نقل میں افترا کیا ہے۔ اثر حسان میں صرف اتنا پایا جاتا ہے۔ کہ حضرت جبرئیل سنت کی وحی بھی لاتے۔ جیسا قرآن کی لاتے تھے۔ اور کئی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احکام حدیث کی نسبت فرمایا ہے۔ کہ یہ حکم مجھے جبرئیل نے بتایا ہے۔ اس اثر میں یہ نہیں پایا جاتا۔ کہ جو حکم حدیث ہے وہ جبرئیل ہی کے ذریعہ سے وحی کیا گیا ہے۔

آپ ہم شیخ عبدالحق صاحب کا اصل کلام جو آیات احادیث سے استدلال پر مشتمل ہے نقل کرتے ہیں۔ ؎ "تا سیاہ روے شود ہر کہ دروغش باشد"

58

شیخ عبد الحق صاحب جلد دوم مدارج النبوت کے صفحہ ۸۳ میں فرماتے ہیں۔
ومراد بقول وے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی قرآن ست واگر ہمہ
کلام وحدیث آنحضرت صلعم را مراد دارند کہ وحی خفی ست جز دو سہ موضع کہ آنرا مستثنے دارند
کہ قصہ اساری بدر وقصہ ماریہ وعسل وتابیر نخل ازان جملہ ست جہاں تنبیہ واقعہ شدہ
است نیز درست ست وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی میگوید نیست
نطق او صادر از ہوا ونیست نطق او مگر وحی کہ فرستادہ میشود بروے در مواہب لدنیہ میگوید کہ
ایں بہتر ست از اعادہ ضمیر بقرآن زیرا کہ نطق بقرآن سنت ہر دو وحیست قال اللہ تعالیٰ وانزل علیک
الکتاب والحکمۃ کتاب قرآن وحکمت سنت اوزاعی از حسان بن عطیہ آوردہ کہ گفت
نزول میکرد جبرئیل علیہ السلام بر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بسنت چنانکہ نزول مے کرد بروے
بقرآن کہ تعلیم مے کرد اورا ازینجا معلوم شد کہ نطق مخصوص بقرآن نیست بلکہ اجتہاد آنحضرت
را نیز وحی حق گفتہ اند۔ اور نیز جناب شیخ عبد الحق صاحب علیہ الرحمۃ مدارج النبوت
کے صفحہ ۴۴ میں فرماتے ہیں۔ وصل بدانکہ علماء وحی را مراتب عدیدہ ذکر کردہ اول
رویا صالحہ چنانکہ در حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا آمدہ کہ اول ما بدئ بہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الرویا الصالحۃ وفی روایۃ ایضا وکان لا یری رؤیا
الا جاءت مثل فلق الصبح۔ ودر کتب واقعہ شدہ کہ آں در شش ماہ بود ودر نبوت
ایں مدت سخن ست واللہ اعلم ثانی آنچناں بود کہ القاء میکرد جبرئیل در قلب شریف
نبوی علیہ السلام بے آنکہ ببیند اورا چنانکہ فرمود کہ روح القدس دمید در دل من کہ ہرگز نمیرد ہیچ
نفس تا بکمال وتمام نگیرد رزق خود را واستیفا نکند آنرا الحدیث روایت کردہ ست ایں حدیث
را حاکم وتصحیح کردہ آنرا۔ ثالث آنکہ تمثل مے کرد جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بصورت
مردے وخطاب مے کرد اورا تا یاد میگرفت بآنچہ مے فرمود۔ واکثر در صورت دحیہ کلبی رضی اللہ
عنہ مے آمد کہ صحابی بود از قبیلہ بنی کلب خوش روی در غایت حسن وجمال۔ گویند کہ چوں

دحیہ تجارت سے برآمد زنان محل تعین نظارہ سے کردند اوما۔ و در تحقیق مثل جبرئیل
علیہ السلام بصورت دحیہ کلام ست۔ اہل نظر اشکال سے آرند کہ چوں تمثل سے کرد جبرئیل
در صورت دحیہ روح جبرئیل کجا سے بود اگر در جسد شریف سے بود کہ مراد اشخصہ جناب ست
کہ اصل صورت ست پس آنچہ سے آمد نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روح جبرئیل نبود و جسد او
واگر دریں جسے بود۔ کہ صورت دحیہ ست واز جسد اصلی مفارقت کردہ دریں جسد سے آید۔
پس آیا سے مرد۔ جبرئیل با انتقال روح از جسد بامانی سیماند آں جسد بامانی روح منتقلہ بجائے روح
نیز ست۔ و در مذہب لدینہ از عینی کہ شارح بخاری ست حنفی المذہب گفت و درنیست
کہ نباشد انتقال روح موجب موت پس باقی ماند جسد و نقصان نہ پذیرد از مفارقت
وے چیزے۔ و انتقال روح بجسد ثانی ہمچو انتقال روح شہدا باشد باجواف طیور و موت
اجساد بمفارقت ارواح امرے واجب نیست عقلاً بلکہ بعادتے ست کہ جاری گردانیدہ ست
حق تعالیٰ در بنی آدم ولازم نیست کہ در غیر بنی آدم ہمچنین باشد۔ بلکہ در بنی آدم نیز جائز ست عقلاً
و داخل ست در قدرت حق سبحانہ تعالیٰ ایں کلام ظاہری ست کہ بعض علماء گفتہ اند۔ و نزد
اہل تحقیق کیفیت تمثل بصورت دحیہ آنست کہ صورت علمیہ جبرئیل در ذہن جبرئیل بسبب قدرت
کاملہ و ارادت شاملہ کہ دارد فانی شدہ وجود خود بداں صورت علمیہ صفاتے کہ مراد بہ ست نمودہ
خود را بصورت دحیہ نمودہ و ایں صورت علمیہ ملبس بآں صفات موجود گردانید و جبرئیل در مقام
خود ثابت و کائن ست۔ بذات و صفات ملکی کہ دارد و دحیہ در حجاب خود ست بصورت
کہ داشت۔ آیں صورت متمثل نہ عین جبرئیل ست زیرا کہ جبرئیل حقیقی دیگر دارد۔ و صورتے
دیگر و نہ غیر او ست زیرا کہ ہماں ذات و صفات جبرئیل ست کہ بایں صورت برآمدہ و متمثل گشتہ
چنانکہ اہل توجہ در مظاہر حق سبحانہ و تمثل مے بصورت عالم مے گویند و ہمیں طریق تمثل
روحانیات بصورت جسمانیات و تمثل حق بصورت بشر و تمثل بعض کمل اولیاء بصورت متعددہ
فاعلم و گاہے در غیر صورت دحیہ نیز مے آمد چنانکہ در حدیث جبرئیل در بیان اسلام و ایمان

59

واحسان آمدہ۔ رابع آنکہ مے آمد مثل سلسلۃ الجرس یعنے آواز درائی کہ مفہوم نمیشود ازاں کلمات ومعانی مرغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را وبود ایں قسم سخت ترین انواع وحی +++ خامس آنچناں بود کہ مے دید گاہے فرشتہ را بصورت اصلی کہ مرا در اششصد بازو بود ووحی میرسانید آنچہ خدا مے خواست۔ چنانچہ در سورۃ النجم مذکور ست وگفتہ اند کہ ایں دوبار بود واللہ اعلم۔ سادس آنکہ وحی کرد اللہ تعالیٰ بروے درحالیکہ فوق سموات بود ووحی کردہ شد بروے صلوات خمس۔ سابع کلام کردن حضرت رب العزت جل جلالہ بیوساطت ملک چنانکہ تکلم کرد موسے علیہ السلام را۔ ثامن کلام کردن حق سبحانہ باوے آشکارا بے حجاب وظاہر آنست کہ وحی فوق سموات ازیں قبیل ست وصاحب مواہب گفتہ کہ ایں بر ندہست کسے کہ گوید دید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پروردگار خود را در شب معراج وایں مسئلہ اختلافیہ است۔

شیخ عبدالحق صاحب کی اس کلام کو دیکھکر ناظرین منصفین عموماً اور کادیانی کے دام میں دہوکہ میں پہنسنے والے خصوصاً داد وانصاف دیں اور کہیں کہ کادیانی وحی کو جبرئیل امین سے مخصوص کرنے میں اور شیخ عبدالحق اور حسان بن عطیہ سے اس بات کو نقل کرنے میں۔ کہ ہر ایک سنت کا نزول بہی جبرئیل ہی سے ہے۔ الحاد وسفید جہوٹ کا مرتکب ہوا ہے یا نہیں۔ اور اس جہوٹ سے کسکا منہ کالا ہوتا ہے۔ کادیانی نے شیخ کی کلام صفحہ ۴۴ کا ماحصل نقل کرنے میں شیخ پر ایک اور افترا کیا اور سفید جہوٹ بولا ہے۔ جسکا بیان اسکے کید نمبر (۱۱) کے جواب میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب شیخ عبدالحق صاحب کی تائید میں اور محدثین کرام وعلماء عظام کا کلام نقل کرتے ہیں کیونکہ شاید شیخ کا پورا کلام مذکور شائع ہونے پر کادیانی شیخ صاحب سے بھی منکر ہوجاوے اور اس مضمون میں انکو متفرد کہے۔

صحیح بخاری کے صفحہ (۲) میں حدیث ہے۔ کہ حارث بن ہشام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس وحی کیونکر آتی ہے۔ آپنے فرمایا

ان الحارث بن ہشام سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ کیف یاتیک الوحی	

فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم احیانا یأتینی مثل صلصلة الجرس وهو اشده الی فیفصم عنی وقد وعیت عنه ما قال واحیانا یتمثل لی الملك رجلا فیکلمنی فاعی ما یقول (صحیح بخاری ص۲)

کبھی تو گھنٹی کی آواز سے۔ یہہ وحی مجھ پر بہت سخت گراں ہوتی ہے۔ جب یہہ وحی ہو چکتی ہے۔ تو مجھے یاد ہو جاتا ہے۔ جو کہا تھا۔ کبھی فرشتہ آدمی بنکر میرے سامنے متشکل ہو جاتا ہے۔ وہ مجھ سے کلام کرتا ہے تو مجھے یاد ہو جاتا ہے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کی شرح میں کہا ہے۔ ظاہر حدیث کے

وارد علی ما اقتضاه ظاهر الحدیث وهو ان الوحی منحصر فی الحالتین حالات اخری اما من صفة الوحی کمجیئه کدوی النحل۔ والنفث فی الروع۔ والالهام۔ والرویا الصالحة۔ والتکلیم لیلة الاسراء بلا واسطة۔ واما من صفة حامل الوحی کمجیئه فی صورته التی خلق علیها له ستمائة جناح ورویته علی کرسی بین السماء والارض وقد سد الافق۔ والجواب منع الحصر فی الحالتین المتقدم ذکرهما وحملهما علی الغالب الخ (فتح الباری ص۱۰ ج۱)

واقسام الوحی الرویا الصالحة۔ ونزول اسرافیل اول البعثة کما فی الطرق الصحاح۔ ++ واجتهاده علیه السلام فانه صواب۔

مفہوم حصر پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ وحی ان دو صورتوں میں منحصر نہیں۔ اور صورتوں سے بھی ہوتی ہے کبھی مکھی کی بھنبھناہٹ کی آواز سے کبھی قلب نبوی میں ایک بات کو پھونک دینے سے۔ کبھی الہام سے۔ کبھی سچے خواب سے۔ کبھی بلا واسطہ غیر خدا تعالیٰ خود کلام کرنے سے جیسا کہ معراج میں ہوا تھا وغیرہ وغیرہ اسکا جواب یہہ ہے اس حدیث میں حصر کا مراد ہونا غیر مسلم ہے۔ اسمیں صرف غالب صورتوں کا بیان ہوا ہے۔ ایسا ہی قسطلانی نے شرح بخاری میں کہا ہے۔ اور اسمیں ان تین اقسام کو بھی بڑھایا ہے۔

(۱) اسرافیل کا نزول جو بعثت سے پہلے ہوا تھا

(۲) آپکا اجتہاد جو قطعاً درست ہوتا تھا۔

65

قطعاً و مجیئ ملک الجبال مبلغاً من اللہ (قسطلانی مختصراً صفحہ ۱)	ملک الجبال کا آنا اور یہ پیغام لانا۔ کہ آپ فرمائیں تو میں آپ کے منکروں کو پہاڑ کے

نیچے کچل دوں (چنانچہ صفحہ (۱۰۳) میں منقول ہوا ہے۔)

اس وحی و الہام کے وسیع ہونے اور جبرئیل سے مخصوص نہونے پر ایک طرفہ شہادت کادیانی پر الزام قائم کرنے والی حجت (جس سے ناظرین کے رونگٹے کھڑے ہونگے) یہہ ہے۔ کہ کادیانی نے خود اس وحی کو وسیع کیا ہے۔ اور بلا واسطہ فرشتے خدا کی طرف سے اپنا صاحب وحی ہونا۔ اور خاص خدا کی کلام کا مخاطب ہونا تجویز کیا ہے۔ اور اسکے مقابلہ میں فرشتے کے وسیلہ سے وحی و الہام کو جداگانہ قسم بنایا ہے۔ چنانچہ حصہ چہارم براہین کے صفحہ ۲۲۱ سے ۲۲۲ تک لفظ وحی و الہام کا ہم معنے ہونا ثابت کرکے صفحہ ۲۲۳ میں لکھا ہے۔ صورت اول الہام۔ الہام کے منجملہ انکی صورتوں کی جن پر خدا تعالےٰ نے مجھ کو اطلاع دی ہے۔ یہہ ہے کہ جب خدا تعالےٰ امر غیبی کو بندہ پر ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ تو کبھی نرمی سے کبھی سختی سے بعض کلمات زبان پر کچھ تھوڑی غنودگی کی حالت میں ظاہر کر دیتا ہے۔ اور وہ اس پر شدت اور عنیف صورت میں زبان پر وارد ہوتے ہیں۔ جیسے گڑھے یعنی اولے۔ صفحہ ۲۲۴ اس قسم کے الہام بھی یعنی جو سخت و گراں صورت کے الفاظ خدا کی طرف سے زبان پر جاری ہوتے ہیں۔ بعض اوقات مجھ کو ہوتے رہے ہیں۔ (پھر اسکی ایک مثال بہ کلمہ بیان کیا۔ کہ "بالفعل نہیں" (یعنی ابھی لوگ چندہ سے تیری مدد کی طرف متوجہ نہونگے) دوسرے قسم کے الہام سے یعنے وہ جسمیں کچھ ملائمت سی کلمات زبان پر جاری ہوتے ہیں یہہ الہام خداوند کریم نے مجھے کیا (جسمیں چندہ آنے کی بشارت تھی)۔ صورت دوم الہام صفحہ ۲۳۶ یہہ کہ اللہ تعالےٰ بندہ کو کسی امر غیبی پر بعد دعا اس بندہ کے یا خود بخود مطلع کرنا چاہتا ہے۔ تو ایک دفعہ بیہوشی اور غنودگی اسپر طاری کر دیتا ہے۔ جس سے وہ بالکل اپنے تئیں بھول جاتا ہے۔ اس حالت سے وہ باہر آتا ہے تو اپنے اندر ہی کچھ ایسا مشاہدہ کرتا ہے جیسے ایک گونج پڑے۔ جب وہ

گونج فرو ہو جاتی ہے۔ تو اسکو اپنے اندر ایک کلام موزون اور لطیف محسوس ہو جاتی ہے
اس حالت کو خدا تعالے اپنے بندہ پر وارد کر کے اسکی ہر ایک دعا کا اسکو جواب دیتا ہے۔
اسکی مثالیں ہمارے پاس بہت ہیں (پھر آپنے اس قسم کے الہامات کو بیان کیا۔ اور دل
کھولکر خدا پر افترا کیا۔ اور عربی عبارت میں ایسے الہامات از خود گھڑے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے
بتائے۔ جنکا ایک کلمہ اسپر صادق نہیں آتا۔ بلکہ انکا عکس صادق ہے)۔ **صورت سوم** صفحہ ۲۴۷
الہام کی یہ ہے۔ کہ نرم اور آہستہ طور پر انسان کے قلب پر القا ہوتا ہے۔ + + + اور اسمیں
محسوس ہوتا ہے۔ کہ گویا غیب سے کسی نے وہ کلمہ دلمیں پھونک دیا۔ اور انسان متنبہ ہو جاتا
ہے۔ کہ خدا کی طرف سے یہ القا ہے۔ اس صورت کا الہام بھی اس عاجز کو بارہا ہوا ہے۔ **صورت** صفحہ ۲۴۸
چہارم الہام کی یہ ہے۔ کہ رویا صادقہ میں کوئی امر خدا کی طرف سے منکشف ہو جاتا ہے یا کبھی
کوئی فرشتہ انسان کی شکل میں متشکل ہو کر کوئی غیبی بات بتلاتا ہے۔ (پھر اسکی تمثیل میں اپنی
خوابیں بیان کی ہیں)۔ **صورت پنجم** صفحہ ۲۵۸ الہام کی وہ ہے جسکا انسان کے قلب سے کچھ تعلق نہیں
بلکہ خارج سے ایک آواز آتی ہے۔ انسان یہ آواز سنکر سمجھ جاتا ہے۔ کہ کسی فرشتے نے آواز
دی ہے۔ مگر صورت دوم کی طرح اسمیں مکرر دعاؤں پر آواز کا سنا جانا مشہود نہیں ہوا
(یعنے کادیانی نے نہیں دیکھا) بلکہ ایک ہی دفعہ کوئی فرشتہ ناگہاں آواز کرتا ہے۔ برخلاف صورت
دوم۔ کہ اسمیں اکثر کامل دعاؤں پر حضرت احدیت کی طرف سے جواب صادر ہونا مشہود ہوا
ہے (یعنی کادیانی نے سنا اور دیکھا ہے)۔ اور خواہ سو مرتبہ دعا اور سوال کرنے کا اتفاق ہو
اسکا جواب سو مرتبہ ہی حضرت فیاض مطلق کی طرف سے صادر ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ متواتر تجربہ
خود اس خاکسار کا اسبات کا شاہد ہے۔" (اے کذاب دجال اگر تجھے خدا تعالے کی بارگاہ میں
ایسا دخل ہے۔ تو خدا تعالیٰ سے ان سوالات و مرادات کا جواب کیوں نہیں حاصل کرتا۔ جو
تجھسے لوگ پوچھتے ہیں اور طلب کرتے ہیں اور نہیں تو ان مرادات کا نہونا ہی پوچھ کر
بتا دیتا اور سالہا سال لوگوں کو خراب ہونے اور منتظر جواب رہنے سے بچاتا۔ خصوصاً

61

ان لوگوں کو جنسے دعاؤں کے عوض میں روپیہ کہا کر حرام کر چکا ہی۔ جنکا ذکر صلاح ج ۱۴ میں گذر چکا ہے
ان صورتوں میں سے کادیانی نے صرف صورت پنجم کے الہام کو فرشتہ سے مخصوص کیا ہے۔
اور صورت چہارم کو خدا تعالیٰ اور فرشتے دونو میں مشترک ٹہرایا ہے۔ اور پہلی تینو صورتوں
کے الہام کو خاص خدا تعالےٰ کی طرف سے قرار دیا ہے۔ اور صورت دوم میں تو فرشتہ کو خدا کے
مقابلہ میں ذکر کر کے اسکو بے دخل کیا ہے۔ جس سے کس و ناکس کو بشرطیکہ اسکی آنکھ پر کادیانی کا
محبت اور کورانہ تقلید کا پردہ نہ پڑ گیا ہو۔ یقین ہو سکتا ہے۔ کہ کادیانی نے اپنے وحی الہام کو
جبرئیل یا کسی اور فرشتے کی وساطت سے مقید و مخصوص نہیں کیا۔ اور اپنے آپکو وحی و الہام
میں فرشتے کا محتاج نہیں ٹھرایا۔ بلکہ اپنے وحی کو وسیع کیا ہے۔ جبرئیل کو ایک طرف رکھ کر خود
خدا تعالیٰ سے مخاطب ہونیکا دعوے کیا ہے۔ پہر جو اُسنے جناب عالی جناب ختمی مآب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا واسطہ جبرئیل وحی الٰہی سے مشرف نہونے اور فیض وحی سے بکلی محروم
رہنے کا دعوی کیا ہے۔ یہ آنحضرت کے مقابلہ میں کادیانی کی اپنی تعظیم و فوقیت اور آنحضرت
کے پرلے درجہ توہین و مذمت نہیں تو اور کیا ہے۔ اور کون ایسا مسلمان ہے جسکے بدن پر یہ بات
سنکر رونگٹے کہڑے نہونگے اور اس سے ان مسلمانوں کے ایمان جوش میں نہ آئینگے؟۔
کادیانی نے یہ اقسام وحی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے لیے ثابت کیے۔ تو بعض علماء پنجاب نے
اسپر کفر کے فتوے لگائے اور وہ یہ سمجہ گئے کہ یہ شخص اپنے لیے نبوت کا مدعی ہے۔ مگر چونکہ
بیان وحی اقسام کے ضمن میں صفحہ ۲۴۲ وغیرہ اسنے یہ ظاہر کیا تہا۔ کہ مرتبہ حقیقی طور پر آں
حضرت ہی کا ہے۔ اور وہ ظلی طور پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنے امتی ہونے کی وجہ سے
ان برکات کا محل ہے۔ لہذا خاکسار نے اسپر حسن ظنی کر کے اسکو تکفیر سے بچایا۔ اور دہوکا کہایا
اور اسکی حماقت میں ریویو براہین احمدیہ لکہا۔ مجہے اسوقت تک اسکے خبث باطن کا (بحکم
ع کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم) علم نہوا تھا۔ اور کیونکر ہوتا۔ جب تک کہ وہ اپنے مُعہ سے
اس نجاست کو جو اب نکال رہا ہے نہ نکالتا۔ مجہے اسکا یہ حال و خیال اسوقت معلوم

آسمانی دکھائین گے تو اس نظر سے آنا نہ صرف بیفائدہ ہے بلکہ گناہ اور موجب نقصان ہے۔ جس شخص کے عقائد اسلام اور سابق ادیان کے مخالف ہون۔ اس سے نشان آسمانی کا متوقع ہونا مومن کا کام نہین۔ اور اگر وہ کچھ چالاکی اور شعبدہ بازی سے بذریعہ مسمریزم وغیرہ دکھا بھی دے تو اس پر اعتماد کرنا مخالف اسلام ہے اسبات کو آپ بھی اپنے اشتہار مین تسلیم کر چکے ہین۔ ہان اس غرض سے میرا وہان پہنچنا جائز بلکہ موجب ثواب ہے۔ کہ مین وہان پہنچکر آپکا عجز اظہار نشان آسمانی سے لوگون پر ظاہر کرون اور مسلمانون پر آپکا جھوٹ اور فریب کھولون۔ کیونکہ میرے خیال مین۔ آپ کو مسمریزم وغیرہ مین بھی دخل نہین اور آپ کے پاس جو ہتھیار دوام تزویر ہے وہ صرف زبان کی چالاکی اور فقرہ بندی ہے۔ لیکن مجھے اسصورت مین بھی قادیان پہنچنے مین یہ اندیشہ ہے۔ کہ آپ میری جان کو نقصان پہچانے مین کوشش کرین گے اور اس سے اپنے اس الہام کو کہ یہ شخص باون برس کا ہو کر فوت ہو جائیگا جسکو آپ کے حواری اور اُن کے دوست*

وغیرہ آپسمین پھیلا رہے ہین سچا کر دکھائین گے"۔ (گو واقع مین وہ کبھی سچا نہین ہو سکتا کیونکہ مین باون برس عمر کے پورے کر چکا ہون ۱۷ محرم ۱۳۰۵ھ میری پیدائش ہے اور اب سنہ ۱۳۵۲ھ گذر رہا ہے) اور کم سے کم یہ کہ میری) آبروریزی کی تدبیر کرین گے۔ پس اگر آپ میری اس غرض کو پیش نظر رکھکر مجھ اپنے پاس بُلانا چاہتے ہین تو میرے اس اندیشہ کو ایک باضابطہ تحریر سے جو عدالت مین رجیسٹر دہو اٹھاوین۔ آپ نے اس تحریر ذمہ واری کو منظور کیا تو اُسکا مسودہ آپ کے پاس بھیجا جاوے گا۔ اس صورت مین یہ خاکسار قادیان مین حاضر ہوگا اور جو کام آپ کی خدمت گذاری کا یہان کرنا ہو وہان بیٹھکر کریگا۔

---

* اصل خطا مین تم بتائے گئے ہین۔ اس نقل مین اسلئے کاٹ گئے ہین کہ وہ لوگ سمجھ گئے ہین اور ہنسکر اسوقت بجز کادیانی کسی سے بحث مقصود نہین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ہوتا تو میں سب سے پہلے اسپر کفر کا فتویٰ لگاتا۔ اب جو اسکے لفظ سے وہ کفر ٹپک رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ وحی کے بیان و تفصیل سے اپنی تعظیم و تفضیل اور آنحضرت کی توہین و تذلیل کا (معاذ اللہ) ارادہ رکھتا تھا۔ اور اپنی عظمت آنحضرت صلعم سے بڑھکر لینے اُن اتباع کے دلمیں جو عقل کے اندھے اور گانڈ کے پورے ہیں۔ جمانا چاہتا تھا۔ اب جو اُنکے دلونمیں اسکی ایسی عظمت جم گئی ہے۔ اور انکی طرف سے اسکی روئی مقرر ہوگئی ہے۔ لہذا اب وہ ان جاہلوں بنافہموں کے مخرفہ ہونے سے بے فکر ہو کر بلا اپنی تعظیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مستعد ہوگیا ہے اور اب وہ بے دھڑک یہ دعویٰ کر رہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ رتبہ و مقام نہیں تھا۔ جو میرا رتبہ و مقام ہے۔ اور یہ صاف کہہ رہا ہے۔ کہ وہ تو جب چاہے بلا واسطہ جبرئیل خدا کے پاس چلا جائے یا انکو اپنے پاس بلا لے[1] وہ سو بار خدا سے بلا واسطہ کلام کرتا ہے۔ تو خدا اسکو بلا واسطہ جواب دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رتبہ و حوصلہ نہیں ہے۔ کہ وہ ایک آن بھی بلا واسطہ جبرئیل خدا تعالےٰ سے ہم کلام ہوں۔ اور کسی ایک بات کا جواب اس سے لے سکیں۔ اب اسکا قال ابینان چوہڑوں (ہاکنوروں) کا سا ہے۔ جو اسکے دوسرے بھائی مرزا امام الدین کے چیلے ہیں اور وہ اپنے پرانے پیغمبر لال بیگ کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ حکم (حق) تالا (تعالےٰ) اور لال بیگ دونو کو ڈما کر (یعنے بالمقابلہ دونو نظر کر) بیٹھتے ہیں۔ اور اسکا حال کمال انانیت سے شعر پڑھ رہا ہے۔

ع چنجہ با جبرئیل خدا دارم من چہ پروائے رسل او دارم

اور بتقلید اپنے پیر و مرشد یہ اشعار ورد جنان کر رہا ہے۔

جبرئیل ایں قرآن نیفتاد مشد خواہم ہ گفتار معشوقیت قرآنے کہ من دارم

فلک یک مطلع خورشید دارد با ہزار اں اینچنیں دارد گریبانے کہ من دارم

---

[1] یعنے جبرئیل علیہ السلام دیگر ملائکہ و آنحضرت سے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجھے کیا پروا ہے۔ میں تو خود خدا سے ملتا جلتا ہوں۔

[2] قبلہ وساوسی! یہ آپ خدا تو بنا رہے ہیں۔ رسالہ ہذا ملاحظہ ہو۔ اور صفحہ ۵ وساوس کاذبانی۔

62

زبرہاں تا بایماں سنگ ہا دارد رہ واعظ ندارد ہیچ واعظ ہمچو برہانے کہ من دارم[1]

اس اعتقاد وخیال سے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معلومات کی نسبت اپنے معلومات کو بڑھکر جانتا ہے۔ اور برملا کہتا ہے۔ کہ پیشینگوئیوں کے اسرار جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم نہ تھے مجھے معلوم ہیں۔ صفحہ (۴۰۱) رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۱۴ ملاحظہ ہو۔

کادیانی کے اس دعوائے فضیلت ذات خود۔ اور توہین حضرت رسالت پر اسکو کافر و مرتد کہنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ اور اسکی اس قسم کی باتیں کو سنکر۔ اور جانکر جو اسکو کافر نہ سمجھے۔ وہ خود مسلمان نہیں رہتا۔ آیندہ ہر ایک کو اختیار ہے۔ مسلمان بنا رہے یا کادیانی ہو جائے۔ مگر آیۃ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین نارا[2] کو پیش نظر رکھے۔

متن کید نمبر ہفتم اور اسکے حواشی کا ازالہ۔ اور مسلمانوں کا اس سے اعاذہ جو صفحہ (۸۵) سے شروع ہوا تھا۔ خدا کے فضل و توفیق سے ایسا پورا ہوا ہے۔ کہ اب اسکے آیندہ مکائد کے رد و ازالہ کی حاجت نہیں رہی۔ تاہم کادیانی کے کذب و کفر کی مزید توضیح اور اس کفر و کذب کے سبب اسکی تفضیح کی غرض سے اس نمبر میں۔ اور چند مکائد کی قلعی کھولی جاتی ہے باللہ التوفیق۔

نمبر ہشتم کفر و کید و کذب و بہتان کادیانی

وساوس کے صفحہ ۹۰ سے ۹۴ تک کادیانی نے خاکسار۔ اور ہمارے شیخ الکل پر یہ افترا کیا۔ اور بہتان باندھا ہے۔ کہ یہ دونو اس بات کے قائل نہیں۔ کہ ہر ایک انسان کو دو قرین نیک و بد (فرشتہ اور شیطان) دیئے گئے ہیں بلکہ انکا قول یہ ہے۔ کہ صرف ایک ہی

---

[1] — یعنے براہین احمدیہ کے دلائل اور اس ایمان میں جو اسلام کے واعظ رکھتے ہیں بہت سے حجاب ہیں۔ یہ دلائل اس ایمان کیطرف ہرگز جانے نہ دینگے کیونکہ جو ایمان براہین احمدیہ سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ کسی واعظ اسلام کے پاس نہیں ہے۔ وہ معلم الملکوت کے پاس سے ملتا ہے۔

[2] جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر کرے ہمنے ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے۔

قرین بد (شیطان) دیا گیا ہے۔ جو ہر وقت ایمان کی بیخ کنی کرتا ہے۔ یہ اعتقاد انکا کھلے طور پر نہیں بلکہ اُن کے اس اعتقاد سے پیدا ہوتا ہے۔ کہ جبرئیل اور ملکوت الموت اور دوسرے فرشتے آسمان سے اصلی وجود کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر آسمان پر چلے جاتے ہیں ایک طرف تو یہ لوگ بموجب آیہ وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ حضرت جبرئیل اور ملک الموت کا مقام آسمان پر مقرر ہے۔ جس مقام سے وہ نہ ایک بالشت نیچے اُتر سکتے ہیں۔ نہ ایک بالشت اوپر چڑھ سکتے ہیں۔ اور پھر باوجود اسکے انکا زمین پر آنا بھی اپنے اصلی وجود کے ساتھ ضروری خیال کرتے ہیں۔ اس عقیدہ کو یہ بلا لازم پڑی ہوئی ہے۔ کہ صرف شیطان ہی دائمی مصاحب انسان کا ہے۔"

اس کا ازالہ اور مسلمانوں کا اعاذہ

کس کافر کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر ایک انسان کا ایک ہی قرین بد (شیطان) مصاحب رہتا ہے۔ اور کس کافر نے اس آیۃ قرآن کا یہ مطلب سمجھا ہے۔ کہ فرشتے آسمان میں اپنے اپنے رہنے کی جگہ جکڑ کر قید کیے گئے ہوئے ہیں۔ جس سے فرشتوں کی انسان سے دائمی مفارقت لازم آتی ہے۔ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو اسپر ہزار لعنت۔ کادیانی اس اعتقاد کو ہماری طرف منسوب کرنے میں سچا ہے۔ تو وہ جھوٹے پر ہزار لعنت کہے۔

مسلمان تو ان اعتقادات کو۔ کہ خدا کے مخلص بندوں انبیاء و اصفیا پر شیطان کا تسلط رہتا ہے۔ اور خدا کے فرشتے نبیوں اور نیک بندوں کے پاس نہیں آتے۔ اور نہیں رہتے کفر سمجھتے ہیں۔ اور وہ سب کے سب۔ جنمیں یہ خاکسار۔ اور حضرت شیخ الکل بھی داخل ہیں۔ یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ ملائکہ قرین۔ اور کراماً کاتبین۔ اور حفظ تو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔ اور حاملان وحی وغیرہ خدمات کے فرشتے اپنی اپنی خدمات کے

وقت آتے اور پھر چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۱۰۶ و صفحہ ۱۰۷ وغیرہ میں ان اعتقادات کی بخوبی تفصیل ہو چکی ہے۔ اور اس آیۃ کا مطلب جو اہل اسلام میں مسلم چلا آتا ہے وہ بھی مفصل بتایا گیا ہے۔ اب ناظرین ان صفحات کی طرف مراجعت فرماکر داد انصاف دیں اور کہیں کہ کادیانی نے بایں دعوے روحانیت وتقدس اپنے عقیدہ کفریہ کو ہماری طرف منسوب کرنے میں افترا وبہتان وکذب سے کام لیا۔ یا کچھ اور کیا۔

نمبر نہم مجموعہ اکاذیب ومغالطات کادیانی

"وساوس" کے صفحہ ۹۷ سے ۱۰۲ تک چند اکاذیب ومغالطات درج کیے ہیں۔ صفحہ ۹۷ میں کہا ہے۔ منجملہ ان آیات کے (یعنی جنسے ثابت ہے۔ کہ روح القدس ہر وقت انسان کے ساتھ رہتا ہے) ایک یہ آیت ہے (۱) یاایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویجعل لکم نورا۔ اور کہا کہ قرآن کریم میں روح القدس کا نام نور ہے۔ پھر صفحہ ۹۸ میں کہا ہے ایک دوسرے مقام میں فرمایا ہے۔ (۲) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ پھر صفحہ ۹۹ میں کہا ہے۔ ایک دوسرے مقام میں فرمایا ہے۔ (۳) اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس۔ پھر کہا۔ یہاں بھی نور اور حیات سے روح القدس مراد ہے پھر صفحہ ۱۰۰ میں کہا ہے۔ اور منجملہ ان آیات کے یہ آیۃ ہے (۴) اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ۔ پھر صفحہ ۲۰۲ میں کہا ہے۔ اس آیۃ کی تائید احادیث

---

۱ ایمان والو۔ اگر تم خدا سے ڈرو گے تو وہ تمکو امتیاز عطا کریگا۔ اور وہ تمہارے لیے روشنی کر دیگا۔ یہ نور مضمون کسی ایک آیۃ میں نہیں ہے۔ امتیاز کا ذکر ایک آیۃ میں ہے اور روشنی کا ذکر دوسری آیۃ میں ہے۔ کادیانی نے دونو کو جمع کر کے ایک جعلی آیۃ بنالی ہے۔ ۲ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ اور پھر وہ اسپر سیدھے ہو کر چلے پھر فرشتے نازل ہونگے یہ کہکر کہ تم نہ ڈرو اور غم نکرو۔ اور بہشت کی خوشخبری لو جسکا وعدہ دیئے گئے ہو۔

۳ کیا جو شخص مردہ تھا۔ پس ہمنے اسکو زندہ کیا اور اسکے لیے روشنی کر دی جس سے وہ لوگوں میں چلتا ہے۔

۴ ان لوگوں کے دلمیں خدا نے ایمان لکھدیا اور روح سے انکی مدد کی۔

میں بہت کچھ ذکر ہے۔ بخاری میں ایک حدیث ہے کہ حسان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں مشرکین مکہ کی ہجو کرتا تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے حق میں فرمایا اللّٰھم[1] ایدہ بروح القدس اور اسکو فرمایا ھاجھم[2] وجبرئیل معک۔

اِس کید سے مسلمانوں کا اعاذہ اور اسکا ازالہ

آیات متمسکہ کادیانی سے پہلی آیۃ تو بایں الفاظ و ترتیب محمدی و عربی قرآن میں (جو مکہ اور مدینہ میں آنحضرت صلعم پر نازل ہوا تھا) موجود نہیں ہے۔ ہاں کادیانی قرآن میں (جو برطبق اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ قَرِیْبًا مِّنَ الْقَادِیَانِ کادیانی پر نازل ہوا ہے) ہو تو تعجب نہیں۔ تیسری آیۃ میں جو لفظ نور وارد ہے یہ لفظ اور بہت سی آیات قرآن میں وارد ہے اس لفظ نور کی نسبت کادیانی کا جو یہ دعوی ہے۔ کہ قرآن کریم میں روح القدس کا نام نور ہے۔ ایک سفید جھوٹ ہے۔ قرآن میں بہت سے مواضع ایسے ہیں جنمیں اس لفظ سے حضرت جبرئیل یا روح القدس مراد نہیں ہے۔ بلکہ اور معانی مراد ہیں۔ کئی جگہ خود قرآن مجید کو نور کہا گیا ہے۔ بعض جگہ تورات کو نور کہا گیا ہے۔ بعض جگہ ہدایت اور نور ایمان کو نور کہا گیا ہے۔ از انجملہ ایک مقام کادیانی کی متمسکہ آیات سے تیسری آیہ میں ہے۔ بعض جگہ چاند کو نور کہا گیا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو نور کہا۔ بعض جگہ قیامت کے دن مؤمنوں کے آگے۔ اور داہنی طرف کی روشنی کو نور کہا گیا ہے۔ وعلی ہذا القیاس بعض معانی اور ہیں۔

وانزلنا الیکم نورًا مبینًا (نساء ع ۲۴) قل من انزل الکتٰب الذی جآء بہ موسٰی نورًا (انعام ع ۱۱) اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورًا یمشی بہ فی الناس (انعام ع ۱۵) ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورًا نھدی بہ من نشآء (شوری ع) وجعل القمر فیھن نورًا (نوح ع ۱) ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورًا (یونس ع ۱) اللہ نور السمٰوات والارض (النور ع ۵)

[1] اے خدا تو اسکو روح القدس سے مدد دے۔ [2] اے حسان تو انکی ہجو کر جبرئیل تیرے ساتھ ہے۔

63

یسعی نورھم بین ایدیھم وبایمانھم (الحدید ع ۲) (والتحریم ع ۲)	ان مواضع میں لفظ نور سے اور معانی کا مراد ہونا بشہادت نص قرآنی ثابت ہے۔

پھر کادیانی کا یہ دعویٰ کہ قرآن میں نور سے روح القدس یا جبرئیل ہی مراد ہے سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

تیسری آیۃ کی تفسیر میں بیضاوی نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس آیۃ میں حیات اور

مثل بہ من ھداہ وانقذہ من الضلال وجعل لہ نور الحجج والآیات لیتامل بھا فی الاشیاء فیمیز الحق والباطل والمحق والمبطل (بیضاوی ص ۲۶۸)	موت اور نور سے اس شخص کو تشبیہ دی ہے۔ جس کو گمراہی سے چھڑایا۔ اور اس کو دلائل اور آیات کا نور عطا فرمایا جس سے وہ حق اور باطل اور حقانی اور بطلانی اشخاص

میں تمیز کر سکتا ہے۔ **دوسری آیۃ** متمسکہ کادیانی میں جن ملائکہ کا ذکر ہے ان سے جبرئیل کو مراد سمجھنا کادیانی کے اس الحاد پر مبنی ہے۔ کہ ملائکہ ہمنشین اور حفظ سے ایک ہی شخص جبرئیل مراد ہے۔ جسکا الحاد ہونا صفحہ (۸۸) میں ثابت کیا گیا ہے۔

اہل اسلام کے نزدیک تو ان ملائکہ سے وہی قرین نیک مراد ہیں جو ہر ایک انسان کے ساتھ شیطان کے مقابلہ میں رہتے ہیں اور وہ انسان کے دلمیں القاء حق کرتے ہیں۔

بیضاوی نے اس آیۃ کی تفسیر میں کہا ہے۔ کہ وہ فرشتے کہیں گے ہم تمکو

تلھمکم الحق وتحملکم علی الخیر بدل ما کانت الشیاطین تفعل بالکفرۃ (بیضاوی ص ۲۶۷)	الہام حق کرتے رہے اور اس کی رغبت دلاتے رہے جیسے شیاطین کافروں کو برائی کا الہام کرتے رہے۔

ان ملائکہ سے جبرئیل علیہ السلام مراد نہونے پر ایک روشن دلیل ہے کہ اس آیہ میں لفظ ملائکہ جمع کے صیغہ سے وارد ہے۔ جو جماعت اہل ایمان واہل استقامت کے مقابلہ پر بولا گیا ہے۔ جس سے واحد سے واحد کا مقابلہ مراد ہے۔ یعنی ایک ایک مؤمن اہل استقامت کے خطاب میں موت یا قبر سے نکلنے کے وقت ایک ایک فرشتہ وہ بات کہیگا۔

اور اگر اس سے ایک ہی فرشتہ جبرئیل مراد ہوتا تو وہ لفظ بصیغہ جمع نہ لایا جاتا کیونکہ جبرئیل ایک شخص ہے نہ کئی اشخاص۔

چوتھی آیۃ متمسکہ کادیانی میں جو لفظ روح القدس وارد ہے اس سے خاصکر حضرت جبرئیل مراد لینا کادیانی کے اس الحاد پر مبنی ہے۔ کہ جبرئیل ہر ایک مسلمان بلکہ کافر و فاسق کے ساتھ ہر دم رہتا ہے جسکا الحاد ہونا صفحہ (۹۸ و ۹۹) میں ثابت ہو چکا ہے۔

قرآن میں لفظ روح ایسے معنے میں بھی بولا گیا جس سے حضرت جبرئیل مراد ہو ہی نہیں سکتی۔ بلکہ روح کے اور معنے مبدء حیات و قرآن نور قلب وغیرہ مراد ہیں۔ اور بعض جگہ گو جبرئیل فرشتے کے معنے بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ معنے متعین نہیں تاکہ وہ کادیانی کی دعوی عام پر دلیل ہو سکے

کئی آیات میں حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت خدا تعالے نے فرمایا ہے۔ کہ ہم نے اس میں روح پھونک دی یعنے اسکو زندہ کیا ایسا ہی حضرت عیسے علیہ السلام کی نسبت آیا ہے۔

(۱) ونفخت فیہ من روحی (الحجر ع ۳)
(۲) فنفخنا فیہ من روحنا (الانبیاء ع)
(۳) ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علے من یشآء من عبادہ۔ (النحل ع ۱)
(۴) یلقی الروح من امرہ علے من یشآء من عبادہ۔ (المؤمن ع ۱۲)
(۵) وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا (شوریٰ ع ۵)

ایک آیۃ میں ارشاد ہے۔ خدا تعالے فرشتوں کو وحی (یا قرآن) کے ساتھ اپنے بندوں میں سے جسپر چاہتا ہے بھیجتا ہے

ایک آیۃ میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ خدا تعالے روح یعنے وحی کا القاء الہام جسپر اپنے بندوں سے چاہتا ہے کرتا ہے۔

اور **ایک آیۃ** میں ارشاد ہے۔ ایسا ہی ہمنے تیری طرف روح یعنے قرآن کو وحی کیا۔ تجھے خبر نہ تھی کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا ہے ہمنے اسکو نور بنا دیا۔

کادیانی کی متمسکہ آیات سے چوتھی آیۃ کی تفسیر میں **بیضاوی** نے لکھا ہے۔ اس روح سے

84

روح منه ای من عنده الله وهو نور القلب والقرآن او النصر على العدو وقيل الضمير للايمان فانه سبب لحيوة القلب (بیضاوی صفحہ ۳۵۶ ج ۲)	مراد وہ روح ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یعنی نور قلب یا قرآن یا دشمنوں پر خدا کی مدد۔ بعض نے کہا ہے مِنْهُ کی ضمیر ایمان کی طرف ہے کیونکہ وہی

ایمان دل کی زندگی کا سبب (موجب) ہے۔

آیات منقولہ بالا سے تیسری آیت کی تفسیر میں **بیضاوی** نے کہا ہے۔ کہ اس میں لفظ

الوحی او القرآن فانه يحيى به القلوب الميتة بالجهل (بیضاوی صفحہ ۴۳۲ ج ۱)	روح سے وحی یا قرآن مراد ہے۔ کیونکہ اس سے دل زندہ ہوتے ہیں جو جہالت سے مردہ ہیں

چوتھی آیت کی تفسیر میں **بیضاوی** نے لکھا ہے۔ کہ یہاں روح سے

الروح الوحی۔ (بیضاوی صفحہ ۲۵۴ ج ۲)	وحی مراد ہے۔

پانچویں آیت کی تفسیر میں **بیضاوی** نے کہا ہے روح سے مراد وہ قرآن یا کتاب

روحًا من امرنا يعني ما اوحي اليه سماه روحًا لان القلوب تحيوبه وقيل جبرئيل والمعنى ارسلنا اليك بالوحي فاكرمناه اى الروح والكتاب او الايمان نورًا (بیضاوی صفحہ ۲۷۵ ج ۲)	ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف وحی کی گئی ہے اُسکا نام روح اس لیے رکھا گیا ہے۔ کہ اس سے دل زندہ ہوتے ہیں بعض لوگوں نے کہا ہے اس مقام میں روح سے جبرئیل مراد ہے۔ اور اَوْحَيْنَا

کے معنے اَرْسَلْنَا کے ہیں (بھیجا ہمنے) یعنی اس صورت میں اوحینا کے لفظی معنے مراد نہو سکیں گے جو الہام اور القاء کے معنے ہیں۔ بلکہ اس سے مجازی معنے بھیجنے کے مراد لینے پڑینگے۔ اس قول کو لفظ قیل سے بیضاوی نے اس لیے نقل کیا ہے کہ اسکے ضعف کیطرف اشارہ ہو۔ کیونکہ اس صورت میں اس آیت میں اَوْحَيْنَا کے حقیقی معنے چھوڑ کر مجازی معنے لینے پڑتے ہیں۔ اور اگر اس آیت میں یا کسی اور آیت میں معنے جبرئیل کو بھی صحیح وقوی تسلیم

کرلیں تو بھی یہ تسلیم کادیانی کے لیے مفید نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں بھی معنے متعین نہیں رہتے بلکہ یہ معنے اور پہلے معنے وحی اور قرآن کے دونوں صحیح ہو سکتے ہیں اس عدم تعیین کے ساتھ یہ آیت کادیانی کے اس عام دعویٰ کی کہ ہر ایک مسلمان بلکہ فاسق وکافر کے ساتھ جبرئیل رہتا ہے مثبت نہیں ہو سکتی کیونکہ اس صورت میں اس آیۃ سے خاصکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جبرئیل علیہ السلام کا بھیجا جانا ثابت ہوتا ہے جس سے انکار ہے۔ تو کادیانی کو ہے۔ نہ کسی مسلمان کو۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ہر ایک طرف خدا جبرئیل علیہ السلام کو بھیجتا ہے۔ حدیث متمسکہ کادیانی میں بے شک جبرئیل وروح القدس کا ہجوم مشرکین کے وقت حضرت حسان کے ساتھ رہنا پایا جاتا ہے۔ مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جبرئیل ہر وقت اور ہر آن حسان کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ چہ جائے کہ یہ ثابت ہو کہ وہ ہر ایک مسلمان کے ساتھ رہتے ہیں جیسا کہ کادیانی کا دعوے ہے کادیانی اسلامی علوم اور منطق سے بالکل بے خبر اور جاہل ہے۔ اسکو اتنی خبر نہیں کہ خاص دلیل سے عام دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ کادیانی تو جاہل تھا ہی بافسوس اور تعجب۔ ان لوگوں کے حال پر ہے۔ جو مولوی کہلاتے ہیں اور ایسی باتیں اسکی کتاب میں دیکھکر ہنوز اسکو پیر و ہیں۔ اور اسکو عالم سمجھ رہے ہیں۔ کیا وہ خود بھی اتنا نہیں سمجھتے؟ اور اگر سمجھتے ہیں تو اسکو کیوں نہیں سمجھاتے؟ کہ تمہارا دعویٰ تو یہ ہے۔ عام اور وسیع ہے۔ کہ ہر ایک مسلمان کے ساتھ بلکہ کافر کے ساتھ جبرئیل ہر وقت اور ہر آن رہتا ہے۔ اور دلیل یہ خاص اور محدود کہ ہجوم مشرکین کے وقت وہ حضرت حسان کے ساتھ تھا جو اس دعوئ عام اور وسیع کی مثبت ہرگز نہیں ہو سکتی ان لوگوں پیر اور مریدوں کی ایسی بے علمی اور نافہمی کی باتوں کے سبب سے علم یا نیم ملا کہا جاتا ہے تو یہ لوگ کمال طیش میں آجاتے ہیں اور اسپر مغلظ گالیاں سناتے ہیں اور ان گالیوں کو کتابوں میں چھپواتے ہیں۔ کیا کادیانی اتباع میں کوئی ایسا

طالب حق منصف مزاج نہیں کہ انکی کتب اور تحریرات کو ملاحظہ کرے اور ہمارے اس قسم کے دعاوی و بیانات اور انکے مقابلہ میں ان لوگونکے فحش کلمات اور مغلظات کا موازنہ کرے۔ پھر ہمیں انکی زیادتی پاوے تو کادیانی کی اتباع سے دست بردار ہو جاوے۔ الیس منکم رجل رشید کیا تم میں سے ایسا کوئی نہیں جسمیں رشد ہو۔

نمبر دہم مجموعہ مکائد و اکاذیب و مغالطات کادیانی

"وساوس" کے صفحہ ۱۰۵ سے ۱۱۶ تک کادیانی نے چند اکاذیب و مغالطات درج کئے ہیں۔

اول جو صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ میں ہے یہ کہ ان مولویوں کا اعتقاد تو یہ تھا۔ کہ جبرئیل ع آسمان سے وحی لیکر نبیوں پر نازل ہوتا اور تبلیغ وحی کے بعد بلا توقف چلا جاتا۔ اس اعتقاد کے مخالف حضرت عیسےٰ کی نسبت اب یہ عقیدہ تراشا گیا ہے۔ کہ حضرت کی وحی کو لیکر جبرئیل آسمان پر نہیں جاتا تھا۔ بلکہ وحی خود بخود آسمان پر سے گر پڑتی تھی۔ جبرئیل حضرت عیسےٰ سے انکی تینتیس ۳۳ برس کی عمر تک ایک دم کے لیے بھی جدا نہیں ہوا۔ اس عرصہ تک انکا آسمانی مکان جو ہزاروں کوس کا ہے سنسان ویران پڑا رہا۔ آسمان کا منہ جبرئیل نے تب ہی دیکھا جب عیسےٰ آسمان پر تشریف لے گئے۔

دوم۔ یہ کہ بخاری مسلم۔ ابوداؤد و ابن ماجہ نے بیان کیا ہے۔ کہ نزول جبرئیل ع کا وحی کے ساتھ انبیاء پر آسمان سے ہوتا ہے۔ (یعنے وہ تجلی جسکی ہم تصریح کر آئے ہیں) اور اسکی تائید میں ابن حجر نے یہ حدیث لکھی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ وحی سے تکلم فرماتا ہے۔ تو اسکو سنکر آسمانی کے فرشتے بیہوش ہو جاتے ہیں۔ سب سے پہلے جبرئیل ہوش میں آتے ہیں۔ ان سے اللہ کلام کرتا ہے۔ تو وہ جہاں حکم ہوتا ہے پہنچا دیتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول وحی کے وقت جبرئیل آسمان پر ہی ہوتا ہے۔ پھر وہ اپنی آواز کی قوت سے وحی اپنے محل میں پہنچا دیتا ہے۔ اس سے وہ اعتقاد۔ کہ

8

درصورت عدم منظوری شرط مذکور مین قادیان مین نہین آسکتا۔ اسصورت مین جو آپنے اپنے اور اپنے تابعین کے الہامات ومنامات کی جو میری نسبت ہوئے ہین اشاعت کی اجازت چاہی ہے اس سے مجھے تعجب آیا اور یقین ہوا کہ آپ دعویٰ الہام مین کذّاب ہین۔ خدا کے الہام کی اشاعت وتبلیغ کے لئے اورون کی اجازت کے کیا معنے؟۔ اول تو جو الہام کسی نبی یا ولی کو کسی شخص کے ڈرانے کے لئے ہوتا ہے اسکی اشاعت وتبلیغ اس الہام کا عین مدعا ہوتا ہے۔ اور اگر آپکا ملہم آپکو ایسے الہام کرتا ہے جسکی اشاعت تا نظر ثانی اور حکم ثانی جائز نہین ہوتے تو آپ اپنے ملہم ہی سے کیون نہین پوچھ لیتے کہ مین اس الہام کو شائع کرون یا نہ کرون۔ اور اگر کرونگا تو کسی قانون کے شکنجہ مین تو نہ پہنسایا جاؤنگا۔ آپکی اس اجازت چاہنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ الہام کی آڑ مین مجھے گالیان دینا چاہتے ہین۔ اور ایسے الفاظ لکھنے ومشتہر کرنے کا ارادہ رکھتے ہین جن سے میری حیثیت عرفی کا ازالہ ہو۔ اور میری اور میرے عزیزون اور اقارب کی دلشکنی ہو۔ اور انکو رنج پہنچے (چنانچہ پہلی بھی آپنے اس قسم کے الفاظ والہام میری نسبت شائع کئے ہین) ومعہذا آپ قانونی گرفت کا بھی اندیشہ رکھتے ہین اور حکام وقت کو اپنے ملہم کی نسبت زبردست سمجھتے ہین لہذا مین ایسے الہام کی نسبت اشاعت کی اجازت عام نہین دے سکتا۔ ہان اسطور کی اجازت دینے سے مین رک بھی نہین سکتا کہ آپ اپنے اور اپنے تابعین کے الہامات کو جہانتک کہ قانون اُنکی اشاعت کی اجازت دیتا ہے شائع کرین اور اپنے کمزور وڈرپوک ملہم کو (جو یقیناً خدا تعالیٰ نہین بلکہ معلم* الملکوت ہے) حکام وقت سے مغلوب سمجھکر اُس کے حکم کی تعمیل کو حکام وقت قانون کی تابع رکھین۔ اسکا اپنے خلاف کیا تو

* معلم الملکوت شیطان کو کہتے ہین۔

حضرت جبرئیل حضرت عیسےٰ کے ساتھ اپنے اصلی وجود سے رہتے تھے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ حضرت عیسےٰ کی وحی خود بخود آسمان سے گر پڑتی ہے باطل ہوتا ہے۔

سوم۔ ان مولویوں نے حضرت عیسےٰ کو یہانتک بڑہایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی کہ انکا یہہ اعتقاد ہے۔ کہ روح القدس ہمیشہ حضرت مسیح کے ساتھ رہتا۔ اور حضرت عیسےٰ مس شیطان سے بری رہے۔ اور یہہ دونو باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ پائی جاتیں نہ روح القدس ہمیشہ ان کے پاس رہتا اور نہ آپ مس شیطان سے بری تھے۔ اور سلف صحابہ کا یہہ اعتقاد نہ تھا۔ وہ روح القدس کو آپ سے جدا نہ سمجھتے تھے۔ اور آپکو مس شیطان سے بری جانتے اور آنحضرت کو وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کا مصداق سمجھتے۔ تب ہی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اخذ کرتے۔ اور آپکو سید المعصومین کہتے تھے۔

اس کید سے مسلمانوں کا اعاذہ اور اس کید کا ازالہ

اس کید میں جو تین باتیں کادیانی نے کہی ہیں وہ سراپا کذب و مغالطات ہیں۔ **پہلی بات** میں ایک کذب و مغالطہ کادیانی کا یہہ کہنا ہے کہ حضرت عیسےٰ کے ساتھ جبرئیل کے رہنے کا عقیدہ اب تراشا گیا ہے یعنے زمانہ حال کے علماء نے یہ عقیدہ گھڑ لیا ہے

اسکا رد و ازالہ یہہ ہے۔ کہ وساوس کے صفحہ ۷۵ میں یہہ عقیدہ کادیانی نے پرانے مفسرین اہل اسلام سے نقل کرکے اسپر تین دفعہ افسوس ظاہر کیا ہے۔ پھر اب کادیانی کا اس عقیدہ کو زمانہ حال کا تراشا ہوا عقیدہ قرار دینا کذب نہیں تو اور کیا ہے۔

اسمیں دوسرا کذب و مغالطہ کادیانی کا یہہ کہنا ہے۔ کہ اس عقیدہ سے لازم آتا ہے۔ کہ اس عرصہ مصاحبت مسیح (تینتیس ۳۳ سال) تک جبرئیل کا آسمانی مکان ویران و سنسان پڑا رہا۔ اور حضرت جبرئیل آسمان پر نہ جاتے۔ وحی آسمان سے خود بخود گر پڑتی تھی۔

اسکا رد و ازالہ یہہ ہے۔ کہ کسی مسلمان کا یہہ اعتقاد نہیں کہ اس عرصہ تینتیس ۳۳ سال میں

حضرت جبرئیل آسمان پر نہیں گئے۔ وہ جبرئیل وغیرہ ملائکہ کو انسان کی مانند نہیں سمجھتے بس کی ایک جگہ ہونے سے دوسری جگہ نہ ہونا لازم آتا ہے۔ بلکہ وہ ملائکہ کو اس لائق سمجھتے ہیں۔ کہ وہ آن واحد میں آسمان وزمین دونو جگہ ہوں۔ اور وحی کا گر پڑنا اور حضرت جبرئیل کو زمین پر رہنے سے لازم آتا ہے۔ تو یہ گر پڑنا حضرت جبرئیل کے آسمان میں مقید رہنے سے (جیسا کہ کادیانی کا اعتقاد ہے) بھی لازم آتا ہے۔ اس گر پڑنے سے تو وحی تب ہی روح سکتی ہے۔ کہ حضرت جبرئیل کا وحی لانے کے لیے آسمان پر جانا اور وحی لا چکنے کے بعد زمین پر آنا دونو امر منقطع ہوں۔ جبرئیل کی ایک جگہ مقید رہنے (زمین پر یا نو خواہ آسمان پر) تو ضرور وحی کا گر پڑنا اور چوٹ کھانا لازم آئیگا۔

اس گرنے اور چوٹ کھانے کے لیے کادیانی نے جو آئندہ بات میں یہ تجویز نکالی ہے کہ جبرئیل آسمان پر بیٹھا زور سے چلا کر زمین پر وحی پہنچا دیتا تھا۔ اسکے مقابلہ اس کا خصم یہ تجویز نکال سکتا ہے۔ کہ وہ زمین پر بیٹھے بیٹھے اپنی قوت سمع سے وحی کی آواز سن لیتے تھے۔ یا یہ کہ وہ زمین پر بیٹھے بیٹھے اپنے کانوں اور سر کو آسمان پر پہنچا دیتے تھے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ انکی آواز میں تو ایسی طاقت ہو۔ کہ وہ آسمان پر بیٹھے زمین پر وحی پہنچا دیتے۔ اور قوت سمع میں ایسی طاقت نہ ہو کہ وہ زمین پر بیٹھے آسمان کی آواز سن لیں۔

حضرت جبرئیل کے نہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سمع میں تو ایسی طاقت خارق عادت تھی کہ وہ زمین پر بیٹھے آسمانوں کی آواز سن لیتے۔ چنانچہ آسمان کی آواز جرجر ہونا کہ حدیث جو صفحہ (۱۴۱) میں منقول ہے۔ اسپر شاہد ہے۔ پھر ایسی طاقت استعاذہ میں کیوں نہو۔ یہ کادیانی کی حجت کے مقابلہ میں محجت ہے۔ اور انصاف یہ ہے۔ کہ ملائکہ کا وجود متشابہات سے اور غیر معلوم الکنہ والکیفیۃ ہے تو پھر انکے افعال وصفات کی کیفیت سے سوال کہ وہ وحی کیونکر لاتے اور کیونکر آسمان پر جاتے اور کیونکر انبیاء کے ساتھ رہتے تھے جائز ہی نہیں اور نہ وہ جواب کا مستحق ہے۔

اس کید کی دوسری بات میں ایک کذب و مغالطہ کادیانی کا یہ جتاتا ہے کہ جو بخاری مسلم وابو داؤد وابن ماجہ وابن جریر کی حدیثوں میں جبرئیل کا وحی لیکر آسمانوں سے نازل ہونا وارد ہے۔ اسکو کادیانی مانتا ہے۔ اور مسلمان جو حضرت جبرئیل کا حضرت عیسے کے ساتھ رہنا مانتے ہیں اس نزول کو نہیں مانتے ہیں۔

دوسرا کذب و مغالطہ اسکا یہ کہنا ہے کہ اس حدیث کی کیفیت نزول وحی سے مسلمانوں کا وہ اعتقاد کہ جبرئیل حضرت مسیح کے ساتھ رہتے ہیں باطل ہوتا ہے۔

ان دونو کذب و مغالطہ کا ازالہ یہ ہے۔ کہ آسمان سے نزول جبرئیل کے منکر تم ہی ہو (چنانچہ اس انکار کو برکٹیس (خطوط وحدانی) میں بایں الفاظ ظاہر کر چکے ہو یعنی وہ تجلے جسکی ہم تصریح کرائے ہیں" مسلمان تو نزول کو بھی مانتے ہیں اور حضرت عیسے کے ساتھ حضرت جبرئیل کا رہنا بھی مانے ہوئے ہیں۔ اور ان دونو امروں میں کوئی مخالفت نہیں سمجھتے۔ یہ دونو امر عام انسانوں کے لیے گو ناممکن ہیں۔ بلکہ کامل انسانوں کے ممکن الوقوع ہیں۔ چنانچہ سرمہ چشم آریہ کے صفحہ (۱۳۰) میں جسکی عبارت ہمارے رسالہ کے صفحہ (۱۰۹) میں منقول ہے۔ تم خود بھی تصریح کر چکے ہو۔ پھر یہ امر حضرت جبرئیل کے لیے جو تجرد میں انسان کامل میں بڑھکر ہیں۔ کیوں جائز نہیں۔

اس کید کی تیسری بات میں ایک کذب و مغالطہ کادیانی وہی افک قدیم ہے جو بار بار اس کے منہ سے نکل چکا ہے۔ کہ یہ لوگ حضرت جبرئیل کو حضرت عیسے کا دائمی مصاحب بناتے ہیں۔ اور آنحضرت کو اس سے محروم رکھ کر آپ کی بے ادبی کرتے ہیں۔

دوسرا کذب و مغالطہ اسکا یہ تازہ افترا ہے۔ کہ یہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مس شیطان سے محفوظ و بری نہیں سمجھتے جیسا کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو سمجھتے ہیں۔

پہلے کذب کا رد تو بارہا ہو چکا ہے صفحہ ۸۸ و صفحہ ۱۱۱ حقیقۃ ملاحظہ ہو۔

دوسرے کذب کا رد یہ ہے۔ کہ یہ محض فروع بے فروع ہے۔ اور افترا بعید از حیا

67

کسی مسلمان نے سلف سے خلف تک یہہ نہیں کہا۔ کہ آنحضرت صلعم مس شیطان سے محفوظ نہ تھے۔ کادیانی اس افترا میں سچا ہے تو بتا دے۔ کہ کس مسلمان کے منہ سے یہ کلمہ سنا یا کس کی تالیف میں اسکا مضمون پایا۔ اور اگر کادیانی یہہ کہے کہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں یہ مضمون وارد ہے۔ کہ آں

عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مامن مولود الا والشیطان یمسہ حین یستہل صارخا۔ من مس الشیطان ایاہ۔ الا مریم وابنہا۔ ثم یقول ابوہریرۃ اقرءوا ان شئتم الی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم۔ (بخاری صفحہ ۶۵۲ مسلم صفحہ ۲۶۵)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو شیطان اسکو مس کرتا ہے۔ جب وہ چلاتا ہے۔ بجز مریم اور اسکے بیٹے کے۔ راوی حدیث ابوہریرہ نے کہا چاہو تو اسکی تصدیق کے لیے والدہ مریم کا یہہ قول قرآن میں پڑھ لو کہ میں اسکو اور اسکی اولاد کو شیطان سے خدا کی پناہ میں سپرد کرتی ہوں۔ اور مسلمان اس حدیث کو پڑھتے اور صحیح مان رہے ہیں۔ اس سے لازم آتا ہے۔ کہ انکا بھی یہی اعتقاد ہوگا۔ جو ظاہر حدیث سے سمجھا جاتا ہے۔

تو اسکا جواب یہہ ہے۔ کہ اگر کادیانی کے نزدیک اس حدیث سے ظاہری معنے مراد نبوی ہیں تو اسکا یہہ اعتراض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ جنھوں نے یہہ حدیث کادیانی کے خیالی معنے سے بقول کادیانی فرمائی ہے۔ پھر وہ اس اعتراض میں مسلمانوں کو کیوں مخاطب کرتا ہے۔ اور کیوں صاف یہہ نہیں کہتا۔ کہ میں ایسے رسول کو رسول نہیں جانتا۔ جو صرف ابن مریم کو مس شیطان سے محفوظ بتاتا ہے۔ اور اپنے تئی اس سے محفوظ نہیں ٹھہراتا۔

مسلمان تو اس حدیث سے اسکے ظاہری معنی کو مراد نبوی نہیں سمجھتے اور صاف کہہ چکے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جملہ انبیا مس شیطان سے محفوظ ہونے میں حضرت مسیح کے ساتھ شریک ہیں۔

صحیح بخاری۔ اور نووی شارح مسلم نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہے۔ کہ

قال العینی ان القاضی عیاض اشار الی ان جمیع الانبیاء علیہم یشارکون عیسی فی ذالک۔ قال القرطبی وھو قول مجاھد قالہ السیوطی فی شرح مسلم للنووی صفحہ ۲۵۶ ج ۲ مثلہ وقال صاحب التفسیر المظہری قد علم ان رسول اللہ قال لفاطمۃ حین زوجھا اللھم انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم۔ وکذا قال لعلی ودعاء النبی صلعم اولی بالقبول وعلی ھذا حصر عدم المس فی مریم وابنھا یکون حصرا اضافیا بالنسبۃ الی الاعم الاغلب۔ وھکذا نقلہ عنہ ھامش البخاری (صفحہ ۴۵۲)

انبیاء اس وصف حفاظت میں حضرت عیسےٰ کے شریک ہیں۔ صاحب تفسیر مظہری نے کہا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات صحت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ آپنے حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے کیا ہی تو یہ دعا کی۔ کہ اے خدا میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان سے تیری پناہ میں سپرد کرتا ہوں۔ ایسا ہی حضرت علی کے لیے دعا کی۔ اور آنحضرت کی دعا زیادہ قبولیت کے لائق ہے۔ بناء علیہ یہ حصر حفاظت جو ظاہر حدیث سے سمجھا جاتا ہے۔ اضافی حصر ہے۔ اپنے عام اور اکثر لوگوں کی نسبت نہ حقیقی۔ جسمیں انبیاء اور اصفیا داخل ہوں۔

اس تحقیق کے ثبوت میں قرآن کے عام ہونے پر وہ اقوال خداوندی بھی دلیل ہیں جنمیں ارشاد ہے۔ کہ خدا کے مخلص بندوں پر شیطان کا تسلط نہیں ہوتا۔

الا عبادک منھم المخلصین۔ (ص ۵۶)
ان عبادی لیس لک علیھم سلطان (الحجر ۴۳)

اور وہ حدیث جو صحیح بخاری میں صفحہ ۷۷۶ مروی ہے جسمیں یہ بیان ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان اپنی بی بی سے صحبت کے وقت بسم اللہ کہے اور یہ دعا کرے۔ کہ اے خدا ہمکو اور جو ہمکو اولاد عطا کرے

قال النبی صلعم لو ان احدھم یقول حین یاتی اھلہ بسم اللہ اللھم جنبنی الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا ثم قدر بینھما فی ذلک

68

اوقضی ولد لہ یضرہ شیطان ابدًا۔ (بخاری صفحہ ۴۷۰)

اسکو شیطان سے کنارہ رکھے اور وقت پر جاوے تو وہ ضرر شیطان سے محفوظ رہتا ہے

ایک محدث شارح مشکوٰۃ نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیطان سے محفوظ ہونا خود اس حدیث سے ثابت ہے۔ کیونکہ یہ ہی وہ علامت ہے جو کسی شخص کی نسبت کوئی عیب بیان کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اس عیب سے محفوظ سمجھتا ہے جیسے مثلاً کوئی متقی واعظ کہے کہ لوگوں کا کیا حال کہ وہ نماز نہیں پڑھتے یا روزہ نہیں رکھتے۔ تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ خود نماز پڑھتا ہے۔ اور روزہ رکھتا ہے۔

ایسا ہی آنحضرت صلعم کا عام لوگوں کو جو بنی آدم اور انکے بیٹے ہیں شیطان سے غیر محفوظ کہنا شعر ہے کہ آپ خود اس میں سے محفوظ ہیں۔ اور خاص کر مریم اور ابن مریم کی اس حکم عام سے استثنا کسی خاص ضرورت کے لیے انکی فضیلت ظاہر کرنے کے لیے ہے۔ لہٰذا اس سے اور نبیوں کا مستثنیٰ ہونا لازم نہیں آتا۔ پھر جملہ مسلمانوں کا اس حدیث اور اسکے معنے کی نسبت یہ خیال و مقابل ہر کہ وہ اس حدیث کی ظاہری مفہوم کو آنحضرت صلعم سے ثابت نہیں کرتے۔ بلکہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ جملہ انبیاء بلکہ عام مومنین صلحا کو داخل کرتے ہیں۔ اس توضیح و تخصیص پر وہ حق پر ہیں۔ تو اہ مخواہ دیانی نے اس روسے غلطی پر ہیں۔ پر ان مسلمانوں کی نسبت کہ دیانی کا یہ کہنا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مس شیطان سے محفوظ نہیں سمجھتے۔ افترا خالی از حیا نہیں تو اور کیا ہے۔ وہ خود اس حدیث کو اپنے معنے صحیح سمجھتا ہے۔ تو پھر اسکا یہ اعتراض درپردہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض اور اس ذریعہ سے وہ لوگوں کے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نسبت شبہ ڈالنا۔ اور اپنی نبوت کا اعتقاد جمانا چاہتا ہے۔ خدا اسکو اس خیال میں نامیاب اور ہوا کر دے

تیسری بات کے اخیر میں جو آیہ کا دیانی نے نقل کی ہے اس سے آنحضرت صلعم کا بذات خود داخل شیطان سے پاک اور معصوم ہونا اور جبرئیل کا محتاج نہونا ثابت ہے جیسا کہ اہل اسلام کا اعتقاد ہے نہ اسکی اور عصمت

نمبر ۱۵ جلد ۱۵ غلط دلیل کا ذب بہتان عظیم

"وساوس" کے صفحہ ۱۱ سے صفحہ ۱۲ تک کادیانی نے غصب کیا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر ایک سفید جھوٹ اور بہتان عظیم باندھ کر انکو اپنا ہم اعتقاد قرار دیا ہے۔ اور اس سے اپنا دجال ہونا اچھی طرح ثابت کر دکھایا ہے۔ اس کذب و بہتان کے متعلق اس کی پوری عبارت نقل کیجاتی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ بالآخر ہم چند اقوال ہر اس مضمون کو رقم کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلف صالح کا ہرگز یہ عقیدہ نہ تھا کہ روح القدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص خاص وقتوں پر نازل ہوتا تھا۔ اور وہ خاص اوقات میں آنحضرت سے اس سے بالکل محروم ہوتے تھے۔ ماذا بعد الحق وہ قول ہے جو شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوۃ کے صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے۔ جسکا ماحصل یہ ہے۔ کہ ملائکہ وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دائمی رفیق اور قرین تھے چنانچہ وہ جامع الاصول اور کتاب الوفا سے نقل کرتے ہیں۔ کہ ابتداء نبوت سے تین برس برابر حضرت اسرافیل ملازم صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رہے۔ اور پھر حضرت جبرئیل دائمی رفاقت کے لیے آئے۔ اور بعد اسکے صاحب سفر السعادت سے نقل کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سات سال کے تھے۔ جب حضرت اسرافیل کو اللہ جلشانہ کی طرف سے حکم ہوا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملازم رہیں۔ پس حضرت اسرافیل ہمیشہ اور ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر کا گیارہواں سال پورا ہونے تک یہی حال تھا۔ مگر اسرافیل جب کلمہ وحی کلام اور کوئی بات وحی کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دلمیں نہیں ڈالتا تھا۔ ایسا ہی میکائیل بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرین رہا۔ پھر بعد اسکے حضرت جبرئیل کو حکم ہوا اور وہ برس انتیس سال قبل از وحی ہر وقت قرین اور صاحب آنحضرت صلی اللہ

ع ۱۲ ۲۲ ۲۱ بالفاظہ الحجر کے اصل کلام میں نہیں کادیانی از خود بڑھا دیتا ہے کہ بھی مصاحبت و بغیر منقطع صحبت کا شعر کو

علیہ وسلم تھے۔ پھر اسکے بعد وحی نبوت شروع ہوئی۔

اس بیان سے ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ جن بزرگوں نے بمثلاً حضرت جبرئیل ہی کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ نبوت سے پہلے انتیس سال تک ہمیشہ اور ہر وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی رفیق تھا۔ انکا ہرگز یہ اعتقاد نہ تھا۔ کہ جبرئیل اسوقت آسمان پر بھی چلا جاتا تھا۔ کیونکہ کسی وقت چھوڑ کر چلے جانا دوام قرب اور معیت غیر منقطع کی نافی ہے۔ لیکن جہاں بزرگوں کا دوسرا عقیدہ بھی دیکھا جائے کہ جبرئیل کا قرارگاہ آسمان ہی ہے۔ اور وہ ہر ایک وحی آسمان سے لاتا ہے۔ تو ان دونوں عقیدوں کے ملانے سے جو تناقض پیدا ہوتا ہے۔ اس سے رہائی پانے کے لیے بجز اسکے اور کوئی راہ نہیں مل سکتی۔ کہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ جبرئیل علیہ السلام کا آسمان سے اترنا حقیقی طور پر نہیں۔ بلکہ تمثلی ہے۔ اور جب تمثلی طور پر اترنا ہوا۔ تو اسمیں کچھ حرج نہیں۔ کہ جبرئیل اپنے وجود سے ہمیشہ اور ہر وقت اور ہر دم اور مرفۃ العین انبیاء کے ساتھ رہے۔ کیونکہ وہ اپنے اصلی وجود کے ساتھ تو آسمان پر ہی ہے۔ اور اس مذہب کی تصدیق اور تصویر شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب مدارج النبوت کے صفحہ ۴۵ میں کی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ نزول جبرئیل جو بعض اوقات دحیہ کلبی کی صورت میں یا کسی اور انسان کی صورت میں ہوتا تھا۔ اسمیں اہل نظر کو اشکال ہے۔ اور یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر درحقیقت جبرئیل علیہ السلام ایک نیا جسم اپنے لیے مشابہ دحیہ کلبی حاصل کر کے انہیں اپنا روح داخل کر دیتے تھے تو پرانا اصلی جسم انکا۔ جسکے تین حصہ سو جناح ہیں کس حالت میں ہوتا تھا۔ کیا وہ جسم بلا روح پڑا رہتا تھا۔ اور حضرت جبرئیل فوت ہو کر بعد تناسخ دوسرے جسم آجاتے تھے۔

اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ اہل تحقیق کے نزدیک یہ تمثلی نزول ہے۔ نہ حقیقی تا حقیقۃً ایک جسم کو چھوڑنا اور دوسرے جسم میں داخل ہونا لازم آوے۔ پھر کہتے ہیں بات یہ ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام کے ذہن میں جو دحیہ کلبی کی صورت علمیہ تھی۔ تو حضرت جبرئیل

علیہ السلام بوجہ قدرت کاملہ وارادت شاملہ اپنی کے اس صورت پر اپنے وجود کا افاضہ مع جمیع صفات کاملہ اپنے کے کرکے تمثل کے طور پر اسمیں اپنے تئیں ظاہر کر دیتے تھے۔ یعنے وحیہ کلبی کی صورت میں بطور تمثل اپنے تئیں دکھلا دیتے تھے۔ اور اس صورت علمیہ کو اپنی صفات سے متلبس کرکے نبی علیہ السلام پر ظاہر کر دیتے تھے۔ یہ نہیں کہ جبرئیل اپنے وجود کے ساتھ آسمان سے اترتا تھا بلکہ جبرئیل علیہ السلام اپنے مقام پر آسمان میں ثابت وقائم رہتا تھا۔ اور یہ جبرئیل علیہ السلام اس حقیقی جبرئیل کی ایک مثال تھی۔ یعنی اس کا ایک ظل تھا۔ اسکا عین نہیں تھا۔ کیونکہ عین جبرئیل تو وہ ہے جو اپنی صفات خاصہ کے ساتھ آسمان پر موجود ہے۔ اور اسکی حقیقت اور نشان الگ ہے۔ پھر اسقدر تحریر کے بعد شیخ صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ کہ جسطرح جبرئیل علیہ السلام تمثلی صورت میں نہ حقیقی صورت میں نازل ہوتا رہا ہے۔ یہی مثال روحانیات کی ہے۔ جو بصورت جسمانیات متمثل ہوتے ہیں۔ اور یہی مثال خدا تعالیٰ کی تمثل کے بھی ہے جو اہل کشف کو صورت بشریہ پر نظر آتی ہے۔ اور یہی مثال کمل اولیا کی ہے جو مواضع متفرقہ میں بصورت متعددہ نظر آتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے شیخ بزرگ عبدالحق محدث کو جزا خیر دیوے۔ کہ انہوں نے بصدق دل قبول کر لیا۔ کہ جبرئیل بذات خود نازل نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک تمثلی وجود انبیاء علیہم السلام کو دکھائی دیتا ہے۔ اور جبرئیل اپنے مقام آسمان میں ثابت اور برقرار ہوتا ہے۔

یہ وہی عقیدہ اس عاجز کا ہے۔ جسپر حال کے کور باطن نام کے علماء کفر کا فتویٰ دے رہے ہیں۔

اس کید عظیم سے مسلمانوں کا اعادہ اور اسکا ازالہ

اس کید میں کادیانی نے دلیرانہ جھوٹ بولا ہے۔ اور طرفہ جعل وافتراء کرکے مصرع چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد ۔ کا مصداق بنکر دکھایا۔ شیخ عبدالحق صاحب مدارج النبوت اور دیگر علماء اسلام پر چار افتراء کئے۔ اور اپنے سادہ لوح اتباع کی آنکھ

میں خاک ڈالکر سچ کرکے دکھا دیئے۔

اول بیہودہ افترا۔ کہ شیخ عبدالحق۔ اور صاحب جامع الاصول وکتاب الوفا۔ وسفر السعادت کا یہ اعتقاد تھا۔ کہ جبرئیل ہر وقت آنحضرت صلعم کے ساتھ رہتے تھے۔ کسی وقت اُنسے جدا نہ ہوتے۔

دوم بیہودہ افترا۔ کہ ان بزرگوں کا یہ بھی عقاد تھا۔ کہ جبرئیل علیہ السلام کا قرار گاہ آسمان ہے۔ وہاں سے قرار گاہ سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔

سوم بیہودہ افترا کہ ان دونو اعتقادوں میں ان بزرگوں کے تناقض وتعارض ہے۔

چہارم بیہودہ افترا۔ کہ اس تعارض وتناقض کو رفع کرنا اور ان دونو اعتقادوں کو باہم موافق کرنا ان بزرگوں کے اعتقاد وقرارداد کے مطابق صرف اسی ایک صورت سے ہو سکتا ہے۔ کہ ان بزرگوں کے نزدیک جبرئیل کا دائمی قیام وقرار تو آسمان پر ہی ہوتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا اور رہنا صرف مثالی وجود سے تھا۔ اور اسپر شیخ عبدالحق صاحب کا وہ کلام گواہ ہے۔ جسکا حاصل ہمنے (کاویانی نے) نقل کیا ہے

ان چاروں جعلی وافتراؤں کا رد وازالہ

اول جعلی وافترا کا رد وازالہ

ان بزرگوں نے ہرگز نہیں کہا۔ کہ جبرئیل امین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہر وقت اور ہر آن رہتے۔ ان سے ایک آن جدا نہ تھے۔ اصل عبارت مدارج النبوت یہ ہے۔ جسمیں جبرئیل کی دائمی مصاحبت اور غیر منقطع معیت کا نام ونشان نہیں ہے۔ مدارج النبوت کے صفحہ ۴۲ جلد ۲ میں شیخ صاحب فرماتے ہیں۔ ودر جامع الاصول وکتاب الوفا آوردہ۔ کہ از ابتدا بنبوت تا سہ سال اسرافیل ملازم بود۔ وبعد ازاں جبرئیل فرود آمد۔ ووحی آورد۔ وصاحب سفر السعادت گفتہ کہ از ہفت سالگی باز حضرت اسرافیل را فرمان داد کہ بملازمت وے قیام نماید۔ پس اسرافیل ہمیشہ قرین وے میبود۔ تا سال بیست ہم

آپکو کورٹ مین پھر کسی اور دربار گاہ مین آنا پڑے گا۔ آپ کے پچھلے الہامات والقاء بھی میری نگاہ مین ہین اور انکی نسبت تدارک کا ارادہ ہی ہنوز ملتوی نہین ہؤا۔ مین یہ کہنا بھی نامناسب نہین سمجھتا۔ کہ اگر آپ خدا سے ہمکلام ہونے کا شرف رکھتے ہین اور خدا تعالیٰ سے مجملات کی تفصیل پوچھ سکتے ہین۔ اور سھذا بنی نوع سے ہمدردی رکھتے ہین (جیسا کہ آپنے اپنے خط مین دعوےٰ کیا ہے) تو بجاے مجھے دھمکانے اور ڈرانے کے آپ میری نسبت خدا تعالےٰ سے پہلے یہ دریافت کرین کہ جو مُندرجہ الہام آپ کو اس شخص کی نسبت ہؤا ہے وہ مبرم وقطعی الوقوع ہے یا اس کا وقوع معلق ہے اور جو ڈر یا عذاب اسمین بیان کیا گیا ہے وہ درصورت اس کی تارک ہوجانے کے اس شخص سے اٹھ سکتا ہے۔

پس اگر خدا تعالےٰ آپ کو یہ بتاوے کہ وہ مبرم نہین معلق ہے تو آپ خدا کی جناب مین دعا کرین کہ وہ مجھے آپ کی شناخت کی توفیق دے اور آپ کا تارک کردے۔ اور مجھ سے وہ عذاب اُٹھالے اور اس مرین اپنے دریاے رحمت کو جوش مین لاوین اور اُس نبی رحیم کی سنت پر عمل کرین جسکو اُسکی قوم نے مار کر خون آلودہ کردیا تھا۔ اور وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتا اور یہ کہتا تھا۔ اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون۔ اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سُنت پر عمل کرین۔ کہ جب آپ کے پاس ملک الجبال نے حاضر ہوکر کہا کہ خدا تعالےٰ نے مجھے اسلئے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ کہ اگر آپ چاہین تو مین آپ کے منکرون اور مخالفون کو پہاڑ کے نیچے کچل دون۔ تو آپنے فرمایا مین یہ نہین چاہتا۔ اور مین امید کرتا ہون کہ اُن کی پشتون سے ایسے لوگ پیدا ہون گے جو خدا کی توحید پکارین گے۔ اور اگر خدا تعالےٰ آپکو یہ خبر دے کہ یہ الہام مبرم وقطعی الوقوع ہے۔ تو پھر آپ میری دعوت سے دستبردار ہون۔ اور اپنے تابعین کو وہ الہام

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

تمام کرد و ہیچ سخن نمے کرد۔ مگر یک کلمہ دو کلمہ ہمچنیں در میکائیل گفتہ آنگاہ جبرئیل را فرمان شد تا ملازمت نماید۔ و نہ سال بطریق موافقت و متابعت ملازم وے بود ولیکن بر وے ظاہر نمے شد و وحی نمے گذارد و گذاردن وحی کار اوست"

ناظرین! دیکھو! اس عبارت میں کہاں ذکر ہے۔ کہ جبرئیل کی ملازمت دائمی اور غیر منقطع اور ہر وقت تھی۔ اس عبارت کا مطلب بیان کرنے میں کادیانی کا ان الفاظ کو بڑہانا افترا نہیں تو اور کیا ہے۔

عبارت آئندہ شیخ عبدالحق صاحب میں صاف بیان ہوا ہے۔ کہ حضرت جبرئیل چوبیس ہزار مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے وہ بیان بھی بتا رہا ہے کہ وہ ہر وقت آپ کے پاس نہ رہتے تھے۔ کیونکہ یہ تعداد تب ہی پوری ہوتی ہے۔ جبکہ انا اور جانا دونو ہوں۔ جو شخص کبھی جدا نہو اسکا چوبیس ہزار مرتبہ آنا کیونکر متصور ہے۔

کادیانی اسکے جواب میں کہیگا۔ کہ یہ تجلے خاص کی تعداد تھی۔ **اسکا جواب** یہ ہے کہ یہ تمہارا الحاد ہے نہ شیخ عبدالحق صاحب کا اعتقاد شیخ عبدالحق صاحب تو جبرئیل کا اصلی وجود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا مانتے تھے۔ چنانچہ انکی عبارت سابق اور آئندہ میں یہ تصریح موجود ہے۔ پھر انکے اس کلام میں تمہاری ملحدانہ تاویل جسکی بناء جبرئیل کے اصلی وجود سے نہ آنے پر ہے۔ کیونکر چل سکتی ہے۔ تمکو اختیار ہے حدیث و قرآن میں جو تحریف و تاویل چاہو کرو۔ مگر شیخ صاحب کی مفسر و مبین کلام میں تو یہ تحریف و تاویل چل نہیں سکتی۔ کیونکہ وہ جبرئیل کا اصلی وجود سے آنا صاف طور پر بیان کر چکے ہیں +

دوم جعل و افترا کا رد و ازالہ

یہ اعتقاد کسی مسلمان نے کبھی ظاہر نہیں کیا۔ اور کسی اسلامی کتاب چھوٹی یا بڑی نئی یا پرانی میں پایا نہیں جاتا۔ کہ جبرئیل آسمان میں قید رہتا ہے۔ بذات خود کبھی

زمین پر نہیں آتا۔ بلکہ عبارت منقولہ بالا شیخ میں صاف تصریح ہے۔ کہ جبرئیل فرود آمد۔"
یعنے جبرئیل آسمان سے نیچے اُترے۔ اور اس سے پہلے بصفحہ ۱۱۵ مدارج النبوت کی
اصل عبارت میں یہہ تصریح موجود ہے۔ کہ جبرئیل اپنی اصل صورت سے جسمیں
چھ سو بازو ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور اسکا اتفاق دو
دفعہ ہوا ہے۔ اور طرفہ یہہ ہے۔ کہ کادیانی نے بھی اس بات کو تمام مفسرین اور صحابہ سے
کید آیندہ نمبر ۱۲ میں نقل کیا ہے۔ اور اس سے اس مدعا پر استدلال کیا ہے۔ کہ پھر
تم لوگ اے مسلمانان دو دفعہ سے زیادہ جبرئیل کا اصلی وجود سے آنا کیوں مانتے ہو۔
اور اس سے بھی بڑھکر سنو حضرت شیخ اسی مدارج کے صفحہ ۴۶ میں لکھتے ہیں (جسکو
کادیانی سرقہ کر گیا ہے) وبعض علما گفتہ اند کہ فرود آمد جبرئیل علیہ السلام بر محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بست چہار ہزار بار۔ و بر آدم علیہ السلام دوازدہ بار۔ و بر ادریس علیہ السلام چہار بار
و بر نوح علیہ السلام پنجاہ بار و بر ابراہیم علیہ السلام چہل و دو بار۔ و بر موسے علیہ السلام
چار صد بار و بر عیسے دہ بار صلوٰۃ اللہ وسلامہ علے نبینا و علیہم اجمعین۔"
ایسا ہی قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں بیان کیا ہے۔ یہہ عبارت شیخ صاف ناطق
ہے۔ کہ انکے نزدیک جبرئیل علیہ السلام آسمان سے اُترکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس چوبیس ہزار مرتبہ آئے ہیں۔ اس بیان و اعتقاد شیخ کو کادیانی مانے خواہ نہ
مانے اس سے یہہ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت شیخ حضرت جبرئیل کو آسمان کے
کسی برج میں دائم الحبس (عمر قید) نہیں سمجھتے اور انکے زمین پر انبیا کے پاس آنے
سے منکر نہیں ہیں۔ اور کادیانی اپنے دوسرے دعوے میں بھی مفتری و کذاب ہے +

سوم و چہارم جعل و افترا کا رد ازالہ

جب بیان سابق سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت شیخ اور دیگر علما حضرت جبرئیل کو نہ دائمی

اور ہران کہ صاحب نبوی سمجھتے تھے۔ اور نہ آسمان میں مقید و دائم الحبس خیال کرتے بلکہ انکو بذات خود آنے اور جانے والا اور آسمان و زمین دونو جگہ پہنچنے والا یقین کرتے تھے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ کادیانی کا دعویٰ تعارض و تناقض اعتقادات۔ اُن حضرات کی نسبت محض افترا ہے۔ اور جب اِن بندگوں کے اعتقادات میں تعارض کا دعویٰ کذب ٹھہرا۔ تو پھر اسکے خیال کی ردی تطبیق مذکور کا دعویٰ بھی کذب ہوا تعارض نہیں تو تطبیق کے کیا معنے۔ اور اسکی ضرورت ہی کیا رہی۔

اس صورت تطبیق کی نسبت جو کادیانی نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ یہ حضرت شیخ کو پسند ہے۔ بلکہ انہیں کی کلام سے اُنکی ہے۔ اور شیخ صاحب بصدق دل قبول کر لیا ہے۔ کہ جبرئیل بذات خود نازل نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک تمثلی وجود اپنا کر دکھائی دیتا ہے۔ اور جبرئیل اپنے مقام آسمان میں ثابت و برقرار رہتا ہے!! یہ ایک اور افترا ہے۔ جس کو جداگانہ اور عدد میں پانچواں جعل وافترا کہنا چاہیے۔

ناظرین! منصفین! حضرت شیخ نے اس کلام میں جسکا حاصل کادیانی نے جعلسازی سے نقل کیا ہے۔ یا کسی اور مقام میں ہرگز نہیں کہا۔ کہ جبرئیل بذات خود نازل نہیں ہوتا۔ اور وہ مقام آسمان میں ثابت و برقرار ہوتا ہے۔ اور جو وجود جبرئیل حضرت انبیاء کو دکھائی دیتا تھا۔ وہ صرف اسکا تمثلی وجود تھا۔ وہ تو اس کلام میں (جسکا حاصل کادیانی نے جعلسازی کرکے نقل کیا ہے) اور اپنی دوسری تحریرات میں جو صفحہ ۱۱۴ و صفحہ (۱۴۱) میں منقول ہوئی ہیں۔ صاف اور تصریح کے ساتھ کہہ چکے ہیں۔ کہ جبرئیل من الحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اصلی وجود سے آئے ہیں۔ جیسے بات جو کادیانی نے ان سے نقل کی ہے۔ یہ انہوں نے فاضلہ اسی حالت و صورت میں فرمائی۔ جبکہ وہ وحیہ کی صورت میں آتے تھے۔ اسی صورت میں آنے پر اہل نظر کا اعتراض و اشکال وارد ہوتا تھا۔ کہ اس صورت میں آپکا اصلی جسم موجود زندہ ہوتا تھا یا مردہ ہو جاتا تھا اور

72

اسی صورت میں انہوں نے اس اعتراض کا پہلے ایک ظاہری جواب اہل علم سے نقل کیا۔
جسکا ماحصل یہ ہے۔ کہ یہ امر جائز اور قریب الوقوع ہے۔ کہ جبرئیل امین اصلی جسم سے مفارقت کرکے دوسرے جسم میں جو جسم دحیہ سے مشابہ اور اسکا مماثل تھا انتقال کرتے ہوں۔ ومعہذا انکا اصلی جسم مردہ نہوتا ہو۔ جیسے شہیدوں کا جسم انکے ارواح کے جدا ہونے اور سبز جانوروں کے جسم میں انتقال کرنے سے مردہ نہیں ہوتا۔
پھر دوسرا جواب اہل تحقیق سے نقل کیا۔ جسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ دحیہ کی صورت علمی جو کہ جو جبرئیل کے ذہن میں تھی۔ اسکو جبرئیل نے اپنی صفات سے موصوف کرکے متمثل کیا۔ اور اسمیں اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ اس صورت میں جبرئیل خود اپنی جگہہ رہتا ہے۔ اور جو صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آتی تھی وہ جبرئیل کی صورت مثالی بنتی ہے۔ جو نہ تو جبرئیل کی عین ہے۔ کیونکہ جبرئیل کی حقیقت وصورت اور ہے اور نہ اس سے مغایر ہے۔ کیونکہ یہ وہی جبرئیل کی ذات مع صفات ہے۔ جو اس صورت میں برآمد ہوئی اور متمثل ہوئی ہے۔
ناظرین! شیخ کی اصل تمام عبارت صفحہ ۱۱۴ وغیرہ میں ملاحظہ کرو۔ اور پھر انصاف سے کہو۔ کہ اس عبارت میں جبرئیل کا آسمان پر ثابت برقرار ہونا صرف مثالی صورت میں اور دحیہ کلبی کی شکل میں آنے کی حالت میں تجویز کیا گیا ہے۔ اور معہذا اس مثالی صورت کا ذات وصفات جبرئیل سے علحدہ اور اس سے غیر نہونا بیان کیا ہے۔ یا ہمیشہ کے لیے جبرئیل کا آسمان میں ثابت وبرقرار رہنا اور اصلی وجود سے زمین پر نہ آنا بیان کیا ہے اور اس صورت مثالی کا ذات وصفات جبرئیل سے مغائر ہونا (جس سے اصلی وجود وحقیقی ذات وصفات جبرئیل کے نزول کی نفی لازم آوے) بیان کیا ہے۔
پھر کادیانی کی اس جرأت وجعلسازی وسرقہ ودھوکہ بازی کو چشم عبرت سے دیکھو کہ اس نے اس عبارت کا مطلب ادا کرنے میں کیسا جعل کیا ہے۔ اس عبارت کا اول

وآخر۔ اور وحی کی سات صورتوں کو جسمیں دوسری صورت جبرئیل کی اصلی وجود سے آنے کی تھی خورد برد کر لیا۔ اور جو بات حضرت شیخ نے اس عبارت میں ایک خاص حالت تمثل جبرئیل۔ بصورت دحیہ کلبی میں کہی تھی اُسکو عام حالت جبرئیل قرار دیا۔ اور کئی الفاظ وفقرات از خود گھڑ کے اس سے حقیقی وذاتی نزول کی نفی نکالکر اسکو شیخ کی طرف منسوب کیا۔ اور ناظرین کو یہ جتایا۔ کہ شیخ صاحب کے نزدیک جبرئیل ہمیشہ آسمان میں ثابت وبرقرار رہتے ہیں۔ اور وہ بذات خود اصلی وجود سے نزول نہیں فرماتے۔

اس جعل سازی اور چوری پر اسکی اس دلیری ودلاوری وسینہ زوری کو دیکھو۔ کہ وہ اس کید کے آخیر میں حضرت شیخ کو اپنا پورا موافق بناتا اور اپنا عقیدہ خبیثہ نقل کرکے شیخ کے ذمہ لگاتا ہے۔ اور پھر بڑے فخر کے ساتھ کہتا ہے۔ "یہ وہی عقیدہ اس عاجز کا ہے جسپر حال کے کور باطن نام کے علماء کفر کا فتوے دے رہے ہیں۔"

میرے پرانے عزیزو دوستو! شاگردو!! یا شاگردان شاگردو!!!۔ آپ لوگ اپنی میدان محشر کی حاضری کو۔ اور ایمان کو پیش رکھکر کہو۔ کہ کور باطن کون ہے۔ کادیانی چور۔ جس نے شیخ کی عبارت آگے پیچھے چرا کر۔ اور اسمیں از خود الفاظ وفقرات ملاکر انکی کلام کو بگاڑ کر اُسکو اپنے اعتقاد کے موافق کیا ہے۔ یا وہ علماء جنکے فتوے کی مصدق حضرت شیخ کی اصل عبارت موجود ہے۔ اور شیخ عبدالحق صاحب جبرئیل کے بذات خود اصلی وجود سے نزول کو مانتے ہیں۔ یا کادیانی کی طرح وہ اس نزول سے منکر ہیں میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ لوگوں میں اونے افرہست۔ اور ایک ذرہ نور قلب یا نور ایمان یا کانشنس ہے تو آپ اسی ایک جعل وافتراء پر کادیانی کے اتباع سے دست بردار ہو جائینگے اور اسکو واقعی دجال وکذاب خیال کرینگے۔ میرے اس سوال کے مخاطب خصوصیت کے ساتھ میرے عزیز دوست میر ناصر نواب نقشہ نویس دہلوی منشی عبدالحق پنشنر ایکونٹنٹ لاہوری حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر۔ مرزا خدا بخش

73

اتالیق خانصاحب محمد علی خاں رئیس مالیر کوٹلہ (جو ابتک ہمارے شاگرد ہونے کے معترف ہیں) اور خانصاحب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ ہیں (جو دھوکہ میں آکر کادیانی کے دام میں مبتلا ہیں)۔

میرے دوستو! عزیزو! اگر آپ لوگوں نے یہ ثابت کردیا۔ کہ شیخ کی کلام مذکور کا مطلب ادا کرنے میں کادیانی نے جعل و افترا سے کام نہیں لیا۔ اور شیخ کا وہی اعتقاد ہے۔ جو کادیانی کا اعتقاد ہے۔ کہ جبرئیل امین بذات خود زمین پر کبھی نہیں آتے۔ تو میں آپ لوگوں کو حلفیہ وعدہ دیتا ہوں۔ کہ میں صرف اسی ایک بات پر آئندہ کادیانی کا تعاقب چھوڑ دونگا۔ اور اگر آپ لوگوں کو ہماری تحریر اور اپنی فہم و تدبر سے یہ ثابت ہوگیا کہ کادیانی نے اسمیں جعل و افترا سے کام لیا ہے۔ تو پھر آپ لوگ اُسکے ساتھ نہ رہیں۔ اُس سے الگ ہوجاویں اور یقین کریں کہ جھوٹ بولنے والا۔ دھوکہ دینے والا خدا کا مقرب۔ مخاطب۔ محدث و مجدد نہیں ہوسکتا۔ اور ایسا شخص اتباع و محبت کے لائق نہیں ہوتا۔ اور آیات ذیل کو پیش نظر رکھ کر کے اسکی سابق دوستی و پیروی یا قرابت کا کچھ لحاظ نکریں۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ جسدن نہ مال نفع دیگا۔ نہ اولاد۔ مگر اُس شخص کو جو اللہ کے پاس (غیر اللہ کی محبت سے) سلامت دل لیکر حاضر ہوگا۔

یوم لا ینفع مال ولا بنون۔ الا من اتی اللہ بقلب سلیم (الشعراء ع ۵)

اور فرماتا ہے۔ جب پیشوا اپنے پیروان سے بیزار ہونگے اور عذاب دیکھینگے۔ اور ان کے باہمی تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔

اذ تبرء الذین اتبعوا من الذین اتبعوا ورءوا العذاب وتقطعت بھم الاسباب (بقرہ ع ۲۰)

اور فرماتا ہے۔ اور وہ کہیں گے۔ اے خدا ہمنے اپنے سرداروں اور بڑوں کا اتباع کیا تو انہوں نے ہمکو راستہ بھلا دیا۔ ای

وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلوا السبیلا۔ ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیرا (احزاب ع ۸)

الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین (ماخذ اب ع ۵)	خدا انکو دگنا عذاب کر۔ اور بڑی لعنت۔ اور فرماتا ہے دوست اسدن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے۔ بجز ان لوگوں کے جو خدا سے ڈرتے ہیں۔

نمبر دوازدہم ۱۲ کید و کذب و مغالطہ کادیانی

"وساوس" کے صفحہ ۱۲۲ سے ۱۲۶ تک کادیانی نے ایک یہ عجیب کید و مکر دکھایا اور کہا ہے۔ کہ تمام مفسرین نے اور نیز صحابہ نے بھی اسپر اتفاق کیا ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام اپنے حقیقی وجود کے ساتھ صرف دو مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی دیئے ہیں۔ اور ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر وہ اپنے اصلی اور حقیقی وجود کے ساتھ آتے تو خود یہ غیر ممکن تھا۔ کیونکہ انکا حقیقی وجود تو مشرق مغرب میں پھیلا ہوا ہے۔ اور انکے بازو آسمانوں کے کنارہ تک پہنچے ہوئے ہیں۔ پھر وہ مکہ یا مدینہ میں کیونکر سما سکتے ہیں۔ اور وہ کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں سما گیا۔ اگر کہو اصلی وجود نہ تھا تو پھر ترک اصل کے بعد تمثل ہوا یا کچھ اور۔ اور اس عقیدہ سے کہ جبرئیل اصلی اور حقیقی وجود سے آتا اور بعد تبلیغ وحی چلا جاتا تھا۔ لازم آتا ہے۔ کہ انبیا علیہ السلام اکثر اوقات فیض وحی سے محروم اور معطل رہتے تھے جو نہایت بے شرمی کی بات ہے۔ شیخ عبد الحق مدارج النبوۃ کے صفحہ ۸۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کلمات وحی خفی ہیں۔ اور پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں۔ کہ اوزاعی عطیہ سے روایت کرتا ہے کہ نزول جبرئیل قرآن سے مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر ایک سنت کا نزول جبرئیل سے ہے۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی وحی سے تھا۔ پھر صفحہ ۸۷ میں لکھتے ہیں۔ کہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک قول و فعل قلیل و کثیر صغیر و کبیر کو وحی سمجھتے اور اسپر عمل کرتے تھے جو شخص احوال صحابہ میں تامل کریگا۔ وہ اس اعتقاد سے کہ کبھی جبرئیل آنحضرت صلعم

74

کو چھوڑ کر آسمان پر چلا جاتا تھا۔ خدا تعالےٰ سے شرم کریگا۔ اور ڈوبے گا۔ کرایسا وہم بھی اسکے دلمیں گندے۔

افسوس ہمارے یہ علماء جو محدث بھی کہلاتے ہیں۔ کچھ ڈرتے نہیں۔ اگر ایسے عقیدہ کو ترک کرنا کفر ہے۔ تو ایسا کفر اگر ملے تو یہی سعادت۔ ہم انکے ایسے ایمان سے سخت بیزار ہیں ان لوگوں نے ہمارے نبی کے مرتبہ کو حضرت عیسےٰ کی نسبت ایسا گھٹایا۔ کہ تصور سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔

اس کید سے مسلمانوں کا اغواء اور اسکا ازالہ

اس کید کے اکثر حصہ کا رد و ازالہ تو ضمن رد کید نمبری ۹ و ۱۰ وغیرہ میں ہو چکا ہے اور روز روشن کی طرح ثابت کیا گیا ہے کہ کادیانی ہی کے اس خبیث اعتقاد سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن اور ہر وقت جبرئیل کے آنے کی حفاظت و حراست کے محتاج تھے۔ اور وہ بذات خود ناپاکی سے بچ نہ سکتے تھے اور نہ بلا واسطہ جبرئیل وحی الٰہی سے مشرف ہو سکتے تھے۔ اور وہ (کادیانی) خود بدولت بلا واسطہ جبرئیل خدا سے ہم کلام ہوتا ہے۔ ماورا سوار جو چاہے خدا سے پوچھ سکتا ہے۔ "عیاذاً باللہ من ذالک"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسقدر توہین اور آپ کی اقدس جناب میں اسقدر بے ادبی و گستاخی دیکھی پائی جاتی ہے۔ کہ اس سے ہر مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور سچے ایمانی خون جوش میں آتے ہیں۔ اور اس باب میں جو اہل اسلام کا اعتقاد ہے اس سے آنحضرتؐ کی حضرت مسیح پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ نہ حضرت مسیح کی فوقیت۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ایک قول و فعل تشریعی وحی الٰہی سے سرزد ہوتا تھا جبرئیل کے واسطہ سے ہو۔ خواہ بلا واسطہ غیر وحی خفی الٰہی سے ہو اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے۔ کہ کیفیت نزول جبرئیل علیہ السلام کی نسبت کادیانی کا یہ سوال کہ وہ مکہ و مدینہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں کیونکر سما سکتے تھے۔ نیچریانہ اور ملحدانہ سوال ہے۔

اور امور عالم بالا جو کادیانی کی سابق اصطلاح کے مطابق عالم سوم باطن در باطن سے ہیں ایسے سوالات کا محل نہیں ہو سکتے۔ کادیانی کو ایسے سوالات کا محل سمجھتا تو ان کے نظائر کی نسبت اس قسم کے سوالات کا جواب دے۔

رہا اس کا کادیانی کے اس حصہ کا رد و ازالہ۔ کہ جبرئیل امین صرف دو دفعہ اصلی وجود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی دی۔ باقی دفعات تمثلی وجود سے آتے رہے ہیں۔ جس سے کادیانی نے تو بڑے فخر اور ناز کے ساتھ یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام اکثر دفعہ بذات خود اور اصلی وجود سے نہ آتے تھے۔ بلکہ انکی مثال آتی تھی۔ میسا کہ کادیانی کا عین خیال و مقال ہے۔ سو (مقولہ) یہ ہے۔ کہ کادیانی نے یہ زبان لیا ہے۔ کہ دو دفعہ حضرت جبرئیل اپنی اصلی شکل اور حقیقی وجود سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس زمین پر آئے۔ کیونکہ یہ امر سنے تمام مفسرین اور صحابہ سے نقل کیا ہے۔ اور اسکے رد و خلاف میں ایک کلمہ تک وہ زبان قلم پر نہیں لایا۔ اور اگر اسکو سہو پر اضافت چڑھاؤ تو وہ ضرور منہ کھولتا۔ انکا منہ ایسا نہیں کہ وہ اونے خلاف کے وقت بھی بند اور سیا رہے۔ ہر چند بعض مفسرین و محدثین نے حضرت جبرئیل کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دفعہ زمین میں آنا تجویز کیا ہے۔ دوسری دفعہ معراج کی شب سدۃ المنتہیٰ کے پاس آسمان میں۔ مگر چونکہ کادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج سے اور جسمانی وجود باوجود کے ساتھ آپکے آسمان پر جانے سے اپنے ازالہ کے صفحہ ۴۵ میں صاف انکار کر چکا ہے۔ (چنانچہ صفحہ ۱۳۱ نمبر ۴ جلد ۱۲ میں اسکا اصل کلام منقول ہوا) لہذا کادیانی کے نزدیک حضرت جبرئیل کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا دو دفعہ زمین پر ہی پر ختم ہو سکتا ہے۔ خواہ ان دو دفعات میں سے ایک دفعہ غار حرا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عن عائشۃ فی صفۃ نزول الوحی جاءہ الحق وھو فی غار حراء۔ فجاءہ الملک الی ان قالت وفتر الوحی۔ وھو

75

قال وهو يحدث عن فترة الوحي فقال في حديثه بينا انا اشي سمعت صوتا من السماء فرفعت بصري فاذا الملك الذي جاءني بحراء جالس على كرسي بين السماء والارض فرعبت منه۔
(صحیح بخاری ص۳)

کے پاس جبرئیل کا آنا وہ تسلیم کرتے۔ اور دوسری دفعہ میدان مکہ کے افق اعلےٰ یا شرقی میں چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث منقولہ حاشیہ میں بیان ہوا ہے۔

خواہ ایک دفعہ اسی افق اعلےٰ یا شرقی میں جسکا ذکر حدیث مذکر کے علاوہ

فاستوى وهو بالافق الاعلى (النجم ۱۲)
ولقد راٰه بالافق المبين (سورة التكوير)
انا انزلناه قريبا من القاديان۔ وبالحق انزلناه وبالحق وكان وعد الله مفعولا۔
(قرآن کا دیانی صفحہ ۱۰۵ ۔ نزول المسیح صفحہ ۱۰۵)

قرآن مجید کی آیات منقولہ حاشیہ میں بھی ہے۔ اور دوسری دفعہ موضع قادیان کے کھیت یا میدان میں جسکو کادیانی مکہ و مدینہ کے برابر مہبط وحی سمجھتا ہے۔ اور اسباب میں وہ ایک آیۃ کا دیانی قرآن

منقولہ حاشیہ اور اسکے شان نزول میں ایک الہام اللہ کے صفحہ ۳۰، وغیرہ میں بیان کرچکا ہے اور رسالہ کے نمبر ۲ جلد ۱۴ کے صفحہ ۴۲ میں منقول ہے۔

بہرحال اسکی اس تسلیم و حقیقی نزول جبرئیل سے (دو دفعہ یا ایک ہی دفعہ کیوں نہو) اسکا مدعا (جبرئیل کا اہلی وجود سے نازل نہونا) ثابت نہیں ہوتا بلکہ اسکا ابطال ہوتا ہے۔ اور اسکے مذہب کے اس اصل اصول کا کہ جبرئیل سوچ کا روح یا بمنزلہ روح ہے۔ لہٰذا وہ اس سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ جدا ہو تو سوچ کی حالت وجودیہ میں فرق آجاوے۔ یعنی وہ ٹوٹ پڑے اور نظام شمسی (درہم برہم) ہو جائے (جسکو وہ توضیح مرام کے صفحہ ۳۸ - ۶۸ - ۸۵ وغیرہ میں بیان کرچکا ہے۔ اور ہمارے رسالہ نمبر ۴ جلد ۱۳ کے صفحہ ۹ وغیرہ میں منقول ہے) بالکل ستیاناس ہوتا ہے۔ اور جبرئیل کی ذاتی و حقیقی نزول پر جسقدر اقرار اسنے اس کید نمبر ۷ و کید نمبر ۱۰ میں کئے ہیں وہ سب کے سب کافور اطیار منثور ہوتے ہیں۔

سنا کر انپر اپنی نبوت و ولایت ثابت کرین۔ اس صورت مین مجھے دعوت کرنا فضول ہے۔ کیونکہ قطعی وعدہ عذاب کے بعد کسی نبی نے دعوت نہین کی۔ اور اگر آپ اپنی اس دہمکی پر مصر رہے تو طالب حق اور منصف جان لینگے کہ آپ اس دعوت و انذار مین فریب کرتے ہین اور جھوٹے ہین۔

مین اخیر مین یہ بہی کہتا اور آپکو اطلاع دیتا ہون کہ اگر مین آپکی مخالفت مین نیک نیت اور حق پر ہون اور دین اسلام کی حمایت کر رہا ہون۔ اور نفسانیت و نفاست کو اسمین دخل نہین دیتا تو خدا تعالےٰ میری مدد کرے گا اور آپکو ہدایت کرکے تابع حق و دین اسلام کرے گا ورنہ سخت عذاب مین مبتلا کرکے ہلاک کرے گا۔ اور اگر میری نیت مین فساد ہے تو خدا مجھے اسکا بدلہ خود دیگا آپکا ڈرانا اور دہمکانا عبث و فضول ہے۔ خصوصًا ایسی حالت مین۔ کہ مین آپ کو کذاب جانتا ہون اور اس اعتقاد کو اپنے اسلام کا جز سمجھتا ہون۔ لہذا بہتر ہے۔ کہ آپ ان گیدڑ بہبکیون سے باز آئین اور حق کی تابع ہو جائین آیندہ اختیار ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۔ الراقم ابو سعید محمد حسین یکم جنوری ۹۳ء

اسکا جواب منجانب کادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔ الحمد للہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد آپکا رجسٹری شدہ خط ۴ جنوری ۹۳ء کو مجکو ملا اگرچہ آپکا یہ خط جو کذب اور تہمت اور بیجا افتراؤن کا ایک مجموعہ ہے۔ اس لائق نہین تھا۔ کہ مین اسکا کچھ جواب لکھتا فقط اعراض کافی تھا۔ لیکن چونکہ آپنے اپنے خط کے صفحہ ۲۔ اور تین مین اس عاجز کی تین پیشگوئیونکا ذکر کرکے بالآخر اس تیسری پیشگوئی پر حصر کر دیا ہی جو نور افشان دہم مئی ۱۸۸۸ء اور نیز میری اشتہار مشتہرہ ۱۰ جولائی ۸۸ء مین مندرج ہی اور آپنے اقرار کیا ہی کہ اگر اس الہام کا سچا ہونا ثابت ہو جائے تو مین آپکو ملہم مان لونگا اور یہ سمجھونگا کہ مینے آپکے عقائد و تعلیمات کو مخالف حق اور آپکو بد اخلاق اور گمراہ سمجھنے مین غلطی کی

کیونکہ جب بحسب اعتراف کادیانی دو دفعہ یا کم سے کم ایک دفعہ جبرئیل کا اصلی وجود سے زمین پر آنا۔ اور اپنے لنبے وجود کے ساتھ صرف ایک چھوٹی سی جگہ غار حرا میں یا ایک میدان افق شرقی مکہ میں سما جانا جائز ہوگیا۔ تو اسی طرح چوبیس ہزار بار بھی انکا زمین پر آنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں سما جانا بھی جائز ہوگا۔

کہاں ہیں کادیانی کے حامی وحمائتی نام کے مولوی کادیانی کو اس الزام کے صدمہ سے بچادیں اور اسکی کمر کو دونو ہاتھ سے تھام لیں۔ جس بات کو اُسنے اپنے مذہب باطل کی دلیل سمجھکر پیش کیا تھا۔ اُسی سے اسکے مذہب کا ابطال ہوا۔ اور رجل[1] قضیٰ علیٰ نفسہٗ کا مضمون اسپر صادق آیا۔ اس سے اسپر ایسا الزام قائم ہوا ہے جس سے اسکی کمر چکنا چور ہوگئی ہے۔ لہٰذا اب اسمیں طاقت نہیں رہی کہ وہ بلا مدد غیر اس دعوے کے میدان میں (کہ جبرئیل امین کبھی اپنے اصلی وجود سے زمین پر نازل نہیں ہوسکتے قائم رہ سکے) اسکے حمائتیوں کو حوصلہ ہو تو وہ اسکی کمر کو تھام کر اسے کھڑا کریں۔ یہ نہو سکے تو اسکو سنبھال کر گھر میں واپس لیجائیں۔

اب رہا کادیانی کی اس حجت اور وسوسہ کا رد وجواب کہ تمثلی وجود کے ساتھ جبرئیل کے نزول سے (جو اکثر اوقات ہوتا تھا) ذاتی اور اصلی وجود سے نزول کی نفی ہوتی ہے۔ سو یہ ہے۔ کہ یہ تب ہو جبکہ مثال اصل سے مغائر ہو۔ اور ایک وجود دوسری کی نفی کرے اور ایسا ہرگز نہیں ہے۔ شیخ عبدالحق صاحب کی کلام میں جس سے کادیانی نے تمثلی وجود نکالا ہے اور وہ رسالہ کے صفحہ ۱۱۲ میں منقول ہے۔ صاف اور صریح طور پر گذر چکا ہے کہ جبرئیل کی مثال جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے جبرئیل کی غیر نہ تھی بلکہ وہ جبرئیل کی ذات معہ صفات تھی جو اس صورت مثالی میں نظر آتی تھی۔

علاوہ بریں جبرئیل کے بشکل انسانی متمثل ومتشکل ہونے کی ایک وہی صورت نہیں جو شیخ عبدالحق صاحب نے بعض اہل تحقیق سے نقل کی ہے۔ اور اس سے کادیانی نے اپنی

[1] آدمی نے اپنا فیصلہ خود کرلیا۔

76

نافہمی سے اصل وجود کے نزول کی نفی نکالی ہے۔ بلکہ تمثل جبرئیل کی پانچ صورتیں اور جائز و ممکن الوقوع ہیں اور علماء اسلام نے وہ صورتیں بیان کی ہیں جن سے صاف ثابت ہے کہ جس صورت میں جبرئیل متمثل ہوتا تھا وہ عین ذات اور صورت جبرئیل تھی ازاں جملہ ایک صورت وہ ہے جو ان ہی حضرت شیخ عبدالحق صاحب نے (جس پر کادیانی کا اسباب اعتماد ہے) بعض علماء سے نقل کی ہے۔ کہ جبرئیل کی روح اپنی اصلی صورت و جسم کو چھوڑ کر اس صورت اور جسم میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آتا تھا منتقل ہوتی تھی۔ ومعہذا جبرئیل کا اصلی جسم مفارقت روح سے مردہ نہوتا تھا۔ جیسے شہیدوں کا جسم مفارقت روح سے مردہ نہیں ہوتا۔ اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے والا متمثل شخص اور نظر آنے والی صورت بعینہ ذات جبرئیل علیہ السلام بنتی ہے۔ جو دوسرے جسم میں ظاہر ہوتی تھی۔ نہ کوئی اور چیز۔

اس صورت کے مصدق و مؤید۔ قرآن و حدیث کے ظاہر الفاظ ہیں جنمیں جبرئیل علیہ السلام کی تمثلی صورت کو جبرئیل کہا گیا۔ اور اس کے افعال کو جبرئیل کی طرف منسوب کیا ہے

قرآن میں حضرت مریم کے پاس جبرئیل علیہ السلام کے آنے کی نسبت فرمایا ہے۔ ہم نے

فارسلنا الیہا روحنا۔ فتمثل بہا بشرا سویا (مریم ۲۶)	اسکی طرف اپنی روح یعنے جبرئیل کو بھیجا۔ وہ جبرئیل اس کے سامنے ایک پورے

انسان کی شکل میں متشکل بن گیا۔

تفسیر کبیر اور بیضاوی میں کہا ہے۔ کہ حضرت مریم کے پاس جبرئیل ایک جوان

اتاھا جبرئیل متمثلا بصورۃ شاب امرد سوی الخلق لتستانس بکلامہ (بیضاوی ص ۲۴۴) ولو ظہر لہا فی صورت الملائکۃ لنفرت عنہ (تفسیر کبیر ص ۷۷۹ ج ۵)	مرد بے ریش کی صورت میں متشکل ہو کر آئے۔ تاکہ وہ انکی کلام سے مانوس ہوں۔ اور اگر وہ فرشتوں کی شکل میں آتے تو وہ انسے متنفر ہو جاتیں۔

اس آیۃ کے الفاظ اور اقوال مفسرین کے الفاظ کے ظاہری اور حقیقی معنے یہی ہیں کہ جو شخص حضرت مریم کے پاس آیا تھا۔ اور انکو دکھائی دیتا تھا۔ وہ جبرئیل تھا۔ اسی جبرئیل کو خدا نے بھیجا وہی جبرئیل انسانی شکل میں متشکل ہوا۔ وہی جبرئیل حضرت مریم کو نظر آیا۔ اور ان الفاظ کے یہ معنے کہ جسکو خدا تعالےٰ نے بھیجا اور وہ آیا اور مریم کو دکھائی دیا۔ وہ صرف جبرئیل کی خیالی مثال یا عکسی تصویر۔ یا فوٹو تھا۔ مجازی اور تاویلی معنے ہیں۔ جنکی طرف حقیقی معنے چھوڑکر رجوع کرنا الحاد و نیچریت و باطنیت ہے۔

حدیث صحیح بخاری میں منقولہ صفحہ (۱۱۶) میں جو یہ الفاظ وارد ہیں۔ کہ کبھی فرشتہ مرد کی شکل میں متمثل ہوکر آتا۔ اسکے بھی ظاہری اور حقیقی معنے یہی ہیں۔ کہ آنے والا۔ اور انسان کی صورت بن جانیوالا جبرئیل ہے کیونکہ یہی اسکے حقیقی اور ظاہری معنی ہیں نہ اسکا فوٹو یا عکس یا خیالی صورت کیونکہ یہ معنے مجازی تاویلی ہیں۔

علماء متکلمین نے (جو فرشتوں کی تعریف کی اور اسی تعریف کو کادیانی کے مرید و ناصر محمد احسن امروہی نے رسالہ تائید کفریات کادیانی میں درج کیا ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ فرشتے ایسے علوی لطیف اجسام ہیں کہ وہ جس شکل سے چاہتے ہیں متشکل ہوجاتے ہیں۔ انمیں تبدل و تغیر کی طاقت بھی موجود ہے۔ وہ تعریف بھی اسی کی مصدق ہے۔ کہ نظر آنے والے درحقیقت فرشتے ہوتے ہیں۔ جو صورت و شکل بدلکر ظاہر ہوتے ہیں۔

قال المتکلمون الملائکۃ اجسام علویۃ لطیفۃ تتشکل فی ای شکل ارادوا۔
(قسطلانی صفحہ ۵۰ ج ۱)
ان الملائکۃ عند اھل الحق اجسام لطیفۃ ولھم قوۃ التشکل والتبدل۔
(رسالہ تائید کفریات کادیانی تالیف محمد احسن امروہی صفحہ ۵۳)

اس تبدل و تغیر اور انتقال روح از جسم بجسم دیگر کو جو کادیانی نے تناسخ کہا ہے۔ تو یہ اسکا مغالطہ ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ صرف اس قسم کا تبدل و انتقال

77

تناسخ نہیں۔ اور تناسخ کی جو حقیقت وہ سرمہ چشم آریہ میں بیان کر چکا ہے۔ اسمیں یہ تبدل و انتقال داخل نہیں ہو سکتا اب وہ بیان سرمہ چشم آریہ کے برخلاف اس تبدل انتقال کو تناسخ کہے خواہ کوئی اور نام رکھے۔ اہل اسلام تو اس تبدل و انتقال کو کمال قدرت خداوندی کا ایک نمونہ و مثال سمجھتے ہیں۔ اور قرآن و حدیث کو اسپر شاہد ناطق جانتے ہیں۔

قرآن میں خدا تعالےٰ اس قسم کی تبدلات جو انسان میں واقعہ ہوئے ہیں کہ پہلے وہ مٹی تھا۔

ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین۔ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما۔ ثم انشاہ خلقا اخر فتبارک اللہ احسن الخالقین (المومنون ع ۱)

ھو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم یخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخا (المومن ع ۷)

پھر نطفہ ہوا۔ پھر چھچھڑا ہوا۔ پھر مضغہ بنا۔ پھر ہڈی کی صورت میں آیا۔ پھر اس پر گوشت پہنایا گیا۔ پھر بچہ ہو کر نکلا۔ پھر جوان ہوا۔ پھر بوڑھا ہوا۔ پھر خاک ہو کر خاک میں مل گیا۔ پھر اس خاک سے ویسا ہی انسان ہو کر نکلیگا۔ اپنے آیات قدرت سے شمار کیا ہے۔ اور ان سے اپنا خالق و لائق عبادت ہونا ثابت کیا ہے۔

اور **قرآن** میں شہیدوں کے مارے جانے کے بعد دوسری زندگی اور دوسرے

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربھم۔ (البقرہ ع ۱۹)

جسم میں زندہ رہنے کی طرف اشارہ ہے۔

حدیث شریف میں اس اشارہ کی یہ تصریح ہوئی ہے کہ شہیدوں

عن بن مسعود قال انا قد سئلنا عن ذلک رسول اللہ صلعم فقال ارواحھم کطیر خضر یروی فی جوف طیر خضر لھا قنادیل معلقۃ بالعرش تسرح من الجنۃ حیث شاءت ثم تاوی الی تلک القنادیل۔ (معالم التنزیل ۱۹۶)

کی ارواح سبز جانوروں کی پوٹ میں رہتی ہیں اور بہشت کے پھل چگتے کھاتے ہیں۔

ایک حدیث میں حضرت جعفر طیار کی نسبت جو جنگ موتہ میں شہید ہوئے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت جعفراً یطیر فی الجنۃ مع الملئکۃ (ترمذی ص ۱۱۶) وقال ایضاً حین قطعت یداہ فی غزوۃ موتۃ جعل اللہ لہ جناحین یطیر بہما (کذا فی الحمیر جلد ۲)	اور انکے دو بازو کٹ گئے تھے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان بازوں کے بدلے انکو دو پر لگا دیئے ہیں۔ جنسے وہ فرشتوں کے ساتھ آسمان میں اوڑتے ہیں۔ اور

اسی وجہ سے حضرت جعفر کو طیار کا لقب دیا گیا ہے۔ جسکے معنے اوڑنے والے کے ہیں۔

اس بیان حدیث و قرآن سے ثابت ہے۔ کہ اس قسم کے تبدلات و انتقالات خدا کی کمال قدرت کی آیات ہیں خدا تعالیٰ اور اسکے رسولؐ نے خود انکو بیان کیا ہے۔ اور انسے خدا کی توحید کا اثبات ہوتا ہے۔

اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ کادیانی کے نزدیک بھی مطلق تبدل و انتقال کا نام تناسخ نہیں ہے بلکہ خاص کر اس تبدل انتقال کا نام ہے۔ جسمیں یہ تین امور کفریہ پائے جاتے ہیں۔ اول یہ کہ ارواح قدیم ہیں۔ دوم یہ کہ اجسام (مادہ عالم) قدیم ہیں۔ سوم یہ کہ خدا تعالیٰ نہ ارواح کا خالق ہے نہ اجسام کا۔ بلکہ وہ صرف ارواح کو اجسام سے جوڑ دیتا ہے اسطور پر کہ جو شخص اچھے عمل کرتا اسکو اچھے اجسام سے جوڑ دیتا ہے مثلاً انسان بنا دیتا ہے یا ستارہ وغیرہ اور جو بُرے عمل کرتا ہے اسکو برے اجسام گدہے۔ کتے وغیرہ سے جوڑ دیتا ہے۔ اسی طور پر ہر ایک شخص مختلف جونوں میں جاتا ہے اور اپنے اعمال کا پھل پاتا ہے۔ بناءً علیہ دنیا کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا نہ فنا اور نہ اس فنا کے بعد کوئی حشر یا نشر یا حساب و کتاب جو ہے اسی دنیا میں ہوتا ہے اور ہوتا رہیگا۔ یہہ مضمون اور حقیقت تناسخ کادیانی کے سرمہ چشم آریہ میں صفحہ ۸۴ سے ۹۸ تک بیان ہوئی ہے۔ اور اسکی مختلف اور پراگندہ عبارت سے مفہوم ہوتی ہے۔

اب ناظرین منصفین غور کریں اور وادِ انصاف دیکھیں کہ یہ کفریات ثلثہ جو اعتقاد تناسخ میں پائے جاتے ہیں اور وہ کاذبانی خوبیان کئے ہیں اِس تمثل جبرئیل کی صورت اول میں جو علماء نے بیان کی ہے۔ کہاں پائی جاتی ہیں۔ نہیں تو پھر کاذبانی کا اس تمثل و انتقال کو تناسخ کہنا عمداً دھوکہ دینا نہیں تو اور کیا ہے۔؟

دوسری صورت تمثل وہ ہے جو امام الحرمین سے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں منقول ہے۔ اسکا خلاصہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱ میں گذر چکا ہے۔ یہاں اسکی اصل عبارت معہ ترجمہ و تفسیر جو لفظ بلفظ ہونی ہوگی نقل کیجاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں تمثل جبرئیل کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ جبرئیل کی اصلی قوت (یعنے صورت) سے قدر زائد کو (یعنے جو نظر آنے والی انسانی صورت سے علاوہ تھا) فنا کر دیتا یا مٹا دیتا تھا۔ (یعنے اس سے جدا کر دیتا تھا) پھر اس قدر زائد کو لوٹا دیتا تھا (یعنے جب جبرئیل اپنی اصلی صورت میں آنا چاہتا تھا۔

قال امام الحرمین تمثل جبرئیل معناہ ان اللہ افنی الزائد من خلقتہ او ازالہ عنہ ثم یعیدہ الیہ قلت وجزم ابن عبد السلام بالاول ردون الفناء وقرر ذلک بانہ لا یلزم ان یکون انتقالہا میتا لموتہ بل یجوز ان یقوم الجسد حیا لان موت الجسد بمفارقۃ الروح لیس بلازم عقلاً بل بعادۃ اجراہا اللہ فی بعض خلقہ ونظیرہ انتقال ارواح الشہداء الی اجواف طیور خضر ترسح فی الجنۃ ۔۔۔ والحق ان تمثل الملک رجلا لیس معناہ ان فائد انقلب رجلاً بل معناہ انہ ظہر بتلک الصورۃ تانیسا لمن خاطبہ والظاہر ایضاً ان القدر الزائد لا یزول ولا یفنی بل یخفی علی الرائی فقط۔

(فتح الباری صلہ ۱۲)

تیسری صورت تمثل وہ ہے۔ جو امام ابن عبد السلام نے پسند کی ہے۔

اسکا خلاصہ بھی حاشیہ مذکور میں منقول ہے۔ یہاں اصل عبارت معہ ترجمہ و تفسیر نقل کیجاتی ہے۔ اسمیں وہی بات پسند کی ہے جو امام الحرمین نے کہی ہے۔ فرق یہ ہے کہ وہ قدر زائد کے فنا ہونے کا قائل نہیں مگر اسکو ڈھانپنے کا قائل ہے۔ اسکی تقریر سُنیے یوں کی ہے کہ اس حصہ

(بدائع گوگل) جبرئیل کی روح کے انتقال سے اس حصہ کا مردہ ہونا لازم نہیں آتا۔ بلکہ جائز ہے کہ وہ مقدار روح کے بعد زندہ رہے جیسے شہید کی جسم روح کے جدا ہونے اور سبز جانوروں کی پوٹ میں انتقال کرنے سے مردہ نہیں ہوتے۔ چوتھی صورت وہ ہے جو صاحب تفسیر اعباری حافظ ابن حجر نے بیان کی ہے۔ کہ فرشتہ کے تشکل انسانی سے متشکل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اسکی ذات بلکہ آدمی کی ذات بن جاتی ہے۔ بلکہ اسکے معنے یہ ہیں کہ جبرئیل انسانی صورت میں ظاہر ہوتے تھے تاکہ مخاطب کو ان سے انس ہو (وحشت نہ ہو) اور خطاب ہو کہ مقدار اندازہ اپنے نظر آنیوالی انسانی صورت سے علاوہ حصہ اسکی صورت دیدار پذیر کا) آنحضرت کی نظر سے مخفی رہتا تھا۔ نہ وہ حصہ فنا ہوتا تھا اور نہ ملک جاتا تھا

پانچویں صورت تمثل وہ ہے جو شیخ الاسلام بلقینی استاذ حافظ ابن حجر عاشیہ مسند میں اصل بحث کے ساتھ منقول ہوئی۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیل ہمکر انسانی صورت وقامت میں ہو جاتے تھے جیسے دلہنی ہوئی لڑکی اٹھی کرنے سے جھوٹی سی ہو جاتی ہے۔

ان چاروں صورتوں (۲ و ۳ و ۴ و ۵) سے جو ان اکابر نے بیان کی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسانی صورت بھی جسمیں جبرئیل آنحضرت کو نظر آتے تھے حضرت جبرئیل کی ایک اصلی صورت ہے اور جو صورت آپکی دو دفعہ آنحضرت کو نظر آئی تھی وہ انسانی صورت سے علاوہ اور ہے۔ رہا آنکا آسمان اور زمین کو بھرنا تو اسکی موید حضرت ابن عباس کی وہ حدیث مرفوع ہے (جسکو حاکم نے روایت کیا اور انکو صحیح کہا ہے اور اسکو منشی احسن امروہی نے اپنے رسالہ تائید کفریات کادیانی کے صفحہ ۵۲ میں نقل کیا ہے) جسمیں یہ بیان ہے کہ ملائکہ حاملان عرش کے چار منہ ہیں ایک انسان کا دوسرا شیر کا۔ تیسرا بیل کا۔ چوتھا کرگس کا۔ آیسی ہی اگر حضرت جبرئیل کی اصلی صورتوں میں سے ایک صورت انسان بھی ہو۔ اور ان چاروں صورتوں سے جو ان کا ہونا بیان کیا ہے تشکل و تمثل جبرئیل کے وقت انکی صرف ایک ایک وہ انسانی

> در روی ان لکل ملک منهم وجه جبیل و وجه اسد و وجه ثور و وجه نسر۔ اخرجه الحاکم وصححه۔
> (رسالہ تائید کفریات کادیانی از منشی احسن امروہی ص۵۲)

78

صورت ظاہر ہوتی ہو۔ اور باقی صورتیں بقول امام الحرمین فنا ہو جاتی ہوں یا بقول امام ابن عبدالسلام جدا کیجاتی ہوں۔ یا بقول حافظ ابن حجر وہ صورتیں آنحضرت ؐ سے چھپائی جاتی ہوں تو کوئی تعجب و انکار کا محل نہیں۔ یہ پانچوں صورتیں تمثل کی ایسی ہیں جن سے جبرئیل کا اصلی وجود سے آنحضرت ؐ کے پاس آنا ثابت ہوتا ہے۔ اس بیان سے کادیانی کے اس وسوسہ و حجت کا رد و جواب پورا ہوا۔ اور ثابت ہوا کہ تمثلی وجود کے ساتھ حضرت جبرئیل کے نزول سے اصلی وجود کے نزول کی نفی لازم نہیں آتی۔ اس صورت تمثلی سے جو شیخ عبدالحق نے بعض اہل تحقیق سے نقل کی ہے کیونکر اس صورت میں جو مثال جبرئیل آنحضرت ؐ کو نظر آتی تھی۔ وہ ذات جبرئیل سے غیر ہوتی تھی اور نہ ان پانچوں صورتوں تمثل سے جو ائمہ علماء نے بیان کی ہیں۔ اور ان میں ایک صورت خود شیخ نے بھی بعض علماء سے نقل کی ہے۔ یہ نفی لازم آتی ہے۔ کیونکہ ان صورتوں تمثل میں تمثل و متمثل ہونے والی انسانی صورت جبرئیل امین کی اصلی صورت کا ایک جزو حصہ بنتا ہے۔ اور عین ذات جبرئیل نہ کچھ اور۔ بالجملہ دو دفعہ جبرئیل امین کی اصلی یعنے پوری صورت و خلقت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے اور اکثر اوقات تمثلی صورت سے نزول فرمانے سے کادیانی کا یہ عقیدہ کفریہ کہ جبرئیل اپنی ذات سے اور اصلی وجود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آتے تھے۔ بلکہ آسمان سے کبھی جدا نہیں ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آنے والی صورت جبرئیل کی عکسی تصویر اور آنحضرت ؐ کی خیالی صورت تھی۔ ایسا باطل و خسیس دنا بود ہوتا ہے کہ اب اسکے وجود میں آنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

اب ہم اس نمبر اول اعاذہ کو ان ہی دو اوراق و کاغذ کے ذیل مغالطات کفریات کادیانی کے بیان پر ختم کرتے ہیں۔ باقی پھر سہی۔ یا باقی صحبت باقی۔

اس نمبر کے ملاحظہ سے امید ہے ناظرین منصفین کادیانی کے کذب و فریب کفر

پر مطلع ہو کر اسکو زندیق (چھپا مرتد) اور اسلام اور رسول کا چھپا دشمن سمجھینگے۔ اور جو لوگ دھوکہ میں آکر اسکے دام میں پھنس گئے ہیں وہ اب اس سے رہائی پائینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور **چوتھا صاحب** اس نمبر اعاذہ کو ملاحظہ فرمانے کے بعد بھی اسکو مسلمان اور سچا سمجھیں وہ بنظر خیر خواہی اسلامی اسکے ان کفریات و اکاذیب و مغالطات کا اسلام و صدق و حق ہونا ثابت کریں۔ **پھر ہم** انکو حسب تفصیل ذیل انعام دینگے۔ اکاذیب بکفریات و مغالطات نمبر اول نہایت چہارم کو اسلام اور حق ثابت کرنے پر فی نمبر پچیس ۲۵ روپیہ نمبر ۵ سے ۱۲ تک فی نمبر پچاس واز انجملہ صرف ایک اس بات کو ثبوت پر کہ شیخ **عبد الحق** صاحب جبرئیل امین کو اصلی و ذاتی وجود سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کے قائل نہ تھے۔ یا اس بات کے ثبوت پر کہ تسلی وجود کے ساتھ نزول سے حقیقی وجود کے نزول کی نفی لازم آتی ہے ایک سو روپیہ انعام اس انعام پر بھی کادیانی اور انکے غالی متبع ان کفریات و اکاذیب کا اسلام اور حق ہونا ثابت کریں اور اپنے کفریات سے رجوع کریں تو عام مسلمان یقین کریں کہ ان لوگوں کو اسلام اور حق سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ لوگ دیدہ و دانستہ اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں۔

بعض متفرق مضامین کتاب ساوس کادیانی کی جواب کی تمہید

اور

جملہ مضامین کتاب کی فہرست

بعض مضامین کتاب کا جواب کادیانی نے جلد چاہا ہے۔ اور اس جواب کے لیے متعدد و جسٹری شدہ خطوط کے ذریعہ سے تقاضا کیا ہے۔ لہذا ترتیب مضامین کتاب کا لحاظ اٹھا کر ان مضامین کا جواب دیا جاتا ہے۔ مگر اس سے پہلے اس کتاب کے جملہ مضامین کا خلاصہ بطور فہرست بیان کرنا مناسب سمجھا گیا ہے۔ جس سے ناظرین کو معلوم ہو کہ نمبر اول اعاذہ میں اس کتاب کے کسقدر مضامین کا رد ہو چکا ہے۔ اور کسقدر باقی ہے۔ و از انجملہ کس حصہ کا جواب عام اہل اسلام اور خاص کر اساتذہ اہلسنت کے ذمہ پر ہے۔ اور کسقدر حصہ مستحق جواب نہیں ہے۔ پس واضح ہو کہ

79

یہہ کتاب ۶۰۴ صفحہ میں ہے۔ ازانجملہ ۲۸۸ صفحہ میں کتاب کا مقدمہ ہے جسمیں کاریانی نے بزعم خود اسلام کی حقیقت بیان کی ہے۔ اس بیان حقیقت اسلام کے ضمن میں صفحہ ۱۹۹ سے ۲۶۰ تک اُسنے اخبار نور افشاں کو مخاطب کیا۔ اور اسکے اس دعوی کا جواب دیا ہے۔ کہ مسیح قیامت کی زندگی ہے۔ اور اسی بیان کے ضمن میں بذیل حاشیہ صفحہ ۲۲۶ سے ۲۷۳ تک اُس نے سرسید کو مخاطب کیا۔ اور ان باتوں کے سبب وہ انپر معترض ہوا ہے جو خود اسکے مذہب و اعتقاد کا جز ہیں۔ صرف عنوان اور پیرایہ کا فرق ہے۔ اس سے اسنے اپنے دام افتادہ سادہ لوحوں کو یہہ جتایا ہے۔ کہ وہ سرسید کا شاگرد اور نیچری المذہب نہیں ہے۔ حالانکہ وہ خود پکا نیچری اور سرسید کا شاگرد ہے۔ مگر عاق و نافرمان بردار اسی بیان کے ضمن میں صفحہ ۲۶۱ سے ۲۷۱ تک اس نے اہل اسلام کے مقابلہ میں مباہلہ کا اشتہار دیا ہے۔ جسمیں خصوصیت کے ساتھ اس خاکسار اور ہمارے شیخ اور شیخ کل کو مخاطب کیا ہے۔

اسی کے ضمن میں صفحہ ۲۷۲ سے ۲۷۸ تک اسنے برہمو آریہ اور پادریوں وغیرہ مخالفین اسلام کو اشتہار دیا ہے جسمیں نشان نمائی کا فضول اور چھوٹا دعوے کیا ہے۔

اسی کے ضمن میں صفحہ ۲۷۹ سے ۲۸۸ تک اپنی پیشگوئی متعلق موت خسر فرضی کا ذکر کیا ہے۔

یہہ مضامین مقدمہ متضمن بیان حقیقت اسلام ہیں جنکو ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ وہ کہانتک حقیقت اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ اُن مضامین کے اکثر حصہ کا جواب جو اہل اسلام خصوصاً اشاعۃ السنۃ کے ذمہ تھا اعادہ کے نمبر اول میں ادا ہوا ہے۔ اور اقل قلیل باقی ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۲۷۹ صفحہ ۳۲۶ تک کادیانی نے اس مراسلت کو نقل کیا ہے جو خاکسار اور کادیانی میں بابت ایک منذر الہام و پیشگوئی متعلق موت خسر فرضی کادیانی ہوئی ہے۔ اور وہ رسالہ نمبر اول میں صفحہ ۵ سے ۲۰ تک منقول ہے۔

اس کے ضمن میں صفحہ ۲۹۱ سے ۳۱۰ تک کادیانی نے اس عاجز کو اسقدر گالیاں دی ہیں۔ کہ انکو دیکھ کر کوئی مسلمان صاحب حیا و ایمان کادیانی کو انسان نہ کہیگا۔ چہ جائے ولی و صاحب عرفان۔ ازانجملہ دس دفعہ لفظ لعنت ہے۔ جو جلی قلم سے لکھا گیا۔

اسلئے اس عاجز نے پہر آپکی حالت پر رحم کرکے آپکو اُس الہامی پیشگوئی کی ثبوت کیطرف توجہ دلانا مناسب سمجہا۔ وہ پیشگوئی جیساکہ آپ خود اپنے خط مین بیان کرچکے ہین یہی تہی کہ اگر مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری اپنی بیٹی اس عاجز کو نہ دیوی اور کسی اور سے نکاح کردیوے تو روز نکاح سے تین برس کے عرصہ کے اندر فوت ہوجائیگا۔ اس پیشگوئی کی یہ بنیاد نہین تھی۔ کہ خواہ نخواہ مرزا احمد بیگ کی بیٹی کی درخواست کی گئی تہی بلکہ یہ بنیاد تھی کہ یہ فریق مخالف جنمین سی مرزا احمد بیگ بہی ایک تھا اس عاجز کے قریبی رشتہ دار۔ مگر دین کی سخت مخالف تھی اور ایک انمین سے عداوت مین اسقدر بڑہا ہوا تھا کہ اللہ جلشانہ اور رسول صلعم کو علانیہ گالیان دیتا تھا اور اپنا مذہب دہریہ رکھتا تھا اور نشانونکے طلب کے لئے ایک اشتہار بھی جاری کرچکا تہا اور یہ سب مجکو مکار خیال کرتے تھے۔ اور نشان مانگتے تھے اور صوم اور صلوٰۃ اور عقائد اسلام پر ٹہٹہا کیا کرتے تہے۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ انپر اپنی حجت پوری کری۔ سو اس نے نشان دکھلانیمین وہ پہلو اختیار کیا جسکا ان تمام بیدین قرابتیون پر اثر پڑتا تھا خدا ترس آدمی سمجہ سکتا ہے کہ موت اور حیات انسان کی اختیار مین نہین اور ایسی پیشگوئی جسمین ایک شخص کیموت کو اُسکی بیٹی کے نکاح کے ساتھ جو غیر سے ہو وابستہ کردیا گیا اور موت کی حد مقرر کردی گئی انسان کا کام نہین ہی۔ چونکہ یہ الہامی پیشگوئی صاف بیان کررہی تھی کہ میرزا احمد بیگ کی موت اور حیات اُسکی لڑکی کے نکاح سے وابستہ ہی۔ اس لئے پانچ برس تک یعنی جب تک اوس لڑکی کا کسی دوسری جگہ نکاح نکیا گیا مرزا احمد بیگ زندہ رہا اور پھر ۷۔ اپریل ۹۲ء احمد بیگ نے اُس لڑکی کا ایک جگہ نکاح کردیا اور بموجب پیشگوئی کی تین برس کی اندر یعنی نکاح سے چوتھے مہینے مین جو ۳۱ ستمبر ۹۲ء تھی فوت ہوگیا۔ اور اسی اشتہار مین یہ بہی لکہا تھا کہ اگرچہ روز نکاح سے موت کی تاریخ تین برس تک بتلائی گئی ہے مگر دوسری کشف سی معلوم ہوا کہ کچہ بہت عرصہ نہین گذری گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نکاح اور موت مین صرف چار مہینے بلکہ اس سی بہی کم فاصلہ رہا۔ یعنی جیساکہ مین لکھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اس کے بعد صفحہ ۳۲۶ سے ۳۵۰ تک دوسرا سلسلہ نقل کی ہے جو کاویانی اور غلام صاحب محمد علی خاں رئیس باہر کوٹلہ میں ہوئی ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۳۵۰ سے ۴۹۰ تک ایک تبلیغ کا مضمون ہے جسمیں کاویانی نے جملہ علماء ہندوستان و پنجاب وغیرہ وغیرہ کو مخاطب کیا ہے۔ اور اسمیں پرانے دعاوی کفریہ اور انکے دلائل و تاویلات و تحریفات کا اعادہ کیا ہے۔ اسکے بعد صفحہ ۴۹۰ سے صفحہ ۵۱۶ تک اپنے فضائل و کمالات کو بیان کیا ہے جسمیں دل کھولکر کفر بکنے سے کام لیا ہے۔ اسکے بعد صفحہ ۵۱۶ سے ۵۴۰ تک ملکہ معظمہ انگلینڈ و قیصر ہند کی خوشامد اور جھوٹے دل سے تعریف کی ہے۔ اسکے بعد صفحہ ۵۴۰ سے ۵۸۱ تک پھر اپنے اور اپنے بڑوں کے فضائل اور اپنے عقائد کفریہ اور انکے دلائل بیان کئے ہیں۔ اسکے بعد صفحہ ۵۸۱ سے ۵۹۰ تک اپنے تابعین کی مدح و فضائل بیان کئے ہیں۔ اسکے بعد صفحہ ۵۹۰ سے ۶۰۴ تک خاتمہ ہے، ۲۰ صفحہ ۹ جنوری کا جو ۱۹۰۲ء سے ۲۰ تک سالہا سال میں مفصل چھپ دیا ہے۔ اصل خط کو نقل نہیں کیا اسکے جواب میں آپنی رہی سہی کاہیوں کی کسر نکال کر ہمارے ۵ سوالات متعلق بہ پیشگوئی متعلقہ توسیع فسوخی کے جواب سے عاجز ہو کر عربی عبارت میں تفسیر لکھنے میں خاکسار سے مقابلہ کا دعوی کیا ہے۔ یہ مضامین کتاب کا فہرست کتاب کے اخیر میں چند مضامین اور ملحق کئے ہیں۔ پہلے ایک نوٹ متعلق جرار شرکت میلہ سالانہ کا فانی ہے۔ پھر جلسہ سالانہ میلہ کی کیفیت بیان کی ہے پھر پہلی ناصر نواب کی تحریر نقل کی ہے۔ جسکا ذکر ہمارے رسالہ کی نمبر ۱ جلد ۱۴ کے صفحہ ۲۹۳ میں ہے پھر لیکچرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی درج کی ہے۔ پھر محمد علی صاحب بی اے شیدا پر کو ایک ہلکی دی ہے۔ ان مضامین کے اکثر حصہ کو جلی قلم سے محمود نے اپنے اپنے کاپی کا غذ پر چھپوا کر کتاب کے جزو مقالہ دیا ہے۔ تاکہ عوام ناشناس جو کتاب کو دیکھکر کاویانی کو بڑا عربی عالم فاضل اور مؤید من اللہ سمجھیں۔ اور اسکے اسکاولی و مجدد و مسیح ہونے کا یقین کریں۔ مگر ہاں علم و حقیقت شناس کی نظر میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا ہے مطابق کرکے رسید بھیجیں گے۔ یہ کتاب بھی بساری کی کھیل یا بیلا جی کی طرح اور دیگر اغراض کے جو پرنگ پیپر کا نمونہ کا لارڈ نے ہوتا ہے۔ دیکھکر اسکا مول عزیز بنایا جاتا ہے اور درحقیقت یہ مضامین بھی مضامین

80

نہیں ہیں بلکہ وہی پرانے لغزیات والاکارات تازہ دیباچہ دکھرچات کاوبانی میں بلکہ پہلے رسائل وکتابات میں اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ اب صرف انکو رنگ اور سادیہ ہوا اور انکا پیرایہ وطرز بیان بدل دیا ہے۔ ہاں اسمیں ایک نیا کمال پیدا کھلیا ہے (اور شاید یہ بھی نظر سے اسکا نام نیز کمالات رکھا ہے) کہ انمیں عشق گالیوں کو مدغمال تک پہنچا دیا ہے نہ گالیوں کے بدلے گالیوں کا ڈر رکھا ہے نہ قانون عدالت کا خوف کیا ہے۔ اور اس مضمون تبرا بادی کے سوا اسکے جملہ مضامین کا جواب ۱۵ صفحہ پر ہے اشاعۃ السنۃ میں ادا ہو چکا ہے۔ اور ان کے نئے پیرایہ وسٹ رنگ کو بجا نہ اول میں اور اس سے پہلے مضمون میں کھولا گیا ہے۔ اور جو باتیں ایسے اقوام یا اشخاص غیر کے متعلق ہیں انکا جواب دینا اشاعۃ السنۃ کا فرض ہی نہیں ہے۔ لہذا اس مدعی کی تفصیل یا ولایتی بکس کے مقابلہ کی اب اشاعۃ السنۃ کو ضرورت نہیں رہی تاہم وہ کاوبانی کے پرانے خاطر سے اور عوام مسلمانوں کو دھوکہ وسغالط کاوبانی کے بچانے کے لیے ان مضامین کی قدرتاً نوقتاً قلعی کھولتا رہیگا بالفعل اسکے ان ضامین کا جواب دیا جاتا ہے جسکے جواب کا وہ بذریعہ رجسٹر وخطوط کئی تحریرات سخت متقاضی ہے اور وہ تین مضمون ہیں اول درخواست مباہلہ دوم درخواست اجازت اشاعت الہام منذر سوم اس امر کی درخواست کہ مقابلہ میں عربی عبارت میں کسی صورت قرآن کی تفسیر لکھے۔ یہ ان تینوں درخواستوں کا اجمال ہے انکی تفصیل جوابات کے ذیل میں ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

ان تینوں درخواستوں کا ایک مجمل جواب کاوبانی کو دیا گیا تھا۔ جسکی نقل ذیل میں ہے

جواب

غلام احمد کاوبانی۔

تمہارے چند اوراق کتاب دساوس کے بہدست عزیزم مرزا خدا بخش اور دو میٹر خط وصول ہوئے۔ میں تمہاری اس کتاب کے جواب لکھنے میں مصروف تھا۔ پہلے تمہارے

۱۲ پہنچے استمبار ۲ مارچ ۱۸۹۷ء

خطوط کے جواب میں توقف ہوا۔ اب اس سے فارغ ہوا ہوں تو جواب لکھتا ہوں۔

۲۔ میں تمہاری ہر ایک بات کی اجابت کے لیے مستعد ہوں۔ سہا لہ سے لئے تیار ہوں بالفعل (۱) بدعربی عبارت میں تفسیر قرآن لکھنے کو بھی حاضر ہوں۔ میری (۲) نسبت جو تمکو منذر الہام ہوا ہے اسکی اشاعت کی اجازت دینے کو بھی مستعد ہوں۔ مگر ہر ایک بات کا جواب و اجابت رسالہ میں چھاپ کر شتہر کرنا چاہتا ہوں۔ جو انہیں یا قیامندہ ایام اپریل میں ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

۳۔ تمہارا سابق تقریرات میں یہ قید لگانا کہ دو ہفتہ میں جواب دے۔ اور آخری خط میں یہ لکھنا کہ ۱۰۔ اپریل تک جواب ملے۔ ورنہ گریز شتہ کیا جائیگا۔ کمال درجہ کی خفت و قباحت ہے۔ اگر بعد شتہار انکار اور ہر سے اجابت کا شتہار رہا تو پھر کون شرمندہ ہوگا۔

۴۔ ہماری طرف سے جو جواب خط نہری ۱۰ سورخہ ۹۔ جنوری ۹۳ء کے لیے ایکماہ کی میعاد مقرر ہوئی تھی اسکا کماحقہ تمنے یہ کیا۔ کہ تیسرے مہینے کے خیر میں جواب دیا۔ پھر اپنی طرف سے یہ حکومت کہ جواب ۱۰ ہفتہ یا ۱۰۔ اپریل تک آوے۔ کیوں سو جب تم گرم ہوئی۔ تمنے اپنے آپکو کیا سمجھا ہے۔ اور اس حکومت کی کیا وجہ ہے۔ جنہیں تم حکومت کرتے ہو۔ وہ حکم دجال کذاب۔ کافر ملحد نہیں سمجھتے ہیں۔ پھر وہ ایسی حکومتوں کو کیونکر تسلیم کریں۔ کیا تمنے سب کو اپنا مرید ہی سمجھ رکھا ہے۔ ذرا عقل سے کام لو۔ کچھ تو شرم کرو۔ دین سے تعلق نہیں رہا تو کیا دنیا سے بھی بے تعلق ہو۔ اس خط کی رسید ڈاک خانہ سے لی گئی ہے۔ وصولی سے انکار کروگے تو وہ رسید تمہاری مکذب ہوگی

(ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ)

اس خط کے متعلق کادیانی نے جو کہا (مکرر) کیا مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے وہ ملاحظہ ناظرین کو لائق ہے۔ ۹۔ اپریل ۹۳ء ایک تحریر کے ذریعہ سے یہ شتہر کر دیا۔ کہ اس خط کے نمبر ۲ میں میری پہلی ایک بات اور پہلی ایک شرط شتہار ۲۰ مارچ کو جنکی تعداد دس سے کم نہیں (چنانچہ عنقریب اظہار بیان ہوگا) منظور کیا گیا ہے۔ حالانکہ جن تین باتوں کو ہمنے منظور کیا۔ اور انکی اجازت کے لیے مستعد ہونے کا اظہار کیا تھا۔ انکی تفصیل خود اس خط کے نمبر ۲ میں اوپر

(۱) ان باتوں کو ملاحظہ فرما کر ناظرین خیال کریں کہ ہر ایک بات کی ہماری کیا مانگ ہے اور کادیانی نے اپنی تحریر مورخہ ۹ اپریل میں اس سے کیا طرح بنائی ہے۔

81

نمبر (۱ و ۲ و ۳) لگا کر دیئے تھے۔ اس تفصیل نمبروار کو دیکھ کر کسی صاحب فہم و حیا کو اس امر سے گنجائش نہیں ہے۔ کہ وہ ہر ایک بات کے لفظ سے بجز ان تین باتوں کے جنپر نمبر لگائے گئے اور وہ نمبر خود کادیانی کے چھاپے ہوئے خط خاکسار میں ہی موجود ہیں۔ اشتہار ۳۰۔ مارچ ۱۹۰۳ء کادیانی کی وہ تین باتیں یا کوئی اور بات مراد ظاہر ہے۔

کادیانی نے اس غرض سے یہ مکر کیا اور جھوٹ بولا ہے۔ کہ اسکی شرائط اشتہار ۲۰۔ مارچ ۱۹۰۳ء میں سے اگر کسی شرط پر جانب ثانی سے اعتراض ہوا۔ تو اُسپر یہ الزام دیا جاویگا۔ کہ پہلے تو نے ان سب شرائط کو مان لیا تھا۔ اب اس تسلیم کے برخلاف اعتراض کیوں کرتے ہو۔ ناظرین اگر خط نمبری ۱۰ فقرہ نمبر ۲ کے لفظ ہر ایک بات اور اسکی تفصیل نمبر ۱ و ۲ و ۳ کو ملاحظہ فرماویں گے۔ اور پھر کادیانی کے اس مکر فریب کو توجہ سے دیکھینگے۔ تو ہمارے اس دعوی کی کہ کادیانی کی کوئی تحریر کوئی تقریر جھوٹ اور فریب سے خالی نہیں ہوتی تصدیق کریں گے۔ اور کادیانی کے دجّال کذاب ہونے پر یقین و ایمان لاویں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

یہ ہمارے بمثل جواب کے جواب کا جو کادیانی نے دیا ہے۔ جواب ہے۔ اب اس کی درخواست کا مفصل جواب سنو۔ جسمیں پہلے اسکی درخواست کی تفصیل ہوگی پھر اسکا جواب دیا جائیگا

پہلی درخواست مباہلہ کا جواب

(جو اعجاز احمدی کا نمبر ۲ ہے)

نقل درخواست کادیانی

وساوس کے صفحہ ۱۶۱ میں کادیانی کہتا ہے کہ ان تمام مولویوں اور مفتیوں کی خدمت میں جو اس عاجز کو جزئی اختلاف کی وجہ سے کافر ٹھیراتے ہیں۔ عرض کیا جاتا ہے۔ کہ اب میں خدا سے مامور ہو گیا ہوں۔ کہ تمامیں اب لوگوں سے مباہلہ کرنے کی درخواست کروں۔

کادیانی کا ایسے اختلافات کو جزئی کہنا اور لوگوں کو دھوکہ دینا ہے۔ جو کادیانی کے جال میں پھنسے ہر ایک دلیل پر کادیانی کل مولوی اسلام میں مسئلہ ملائکہ کے اختلاف کو دیکھو جواب آلہ ہلی صفحہ ۳۵ وغیرہ اور صفحہ ۶۵ و ۶۶ اور کشتی نوح

اسطرح پر کہ اول آپ مجلس مباہلہ میں اپنے عقائد کے دلائل بذریعہ قرآن شریف کے بیان کریں اگر پھر بھی آپ لوگ نکھیر سے باز نہ آویں تو اسی مجلس میں یہ عاجز آپ سے پہلے مخاطب میاں نذیر حسین دہلوی ہیں اور اگر وہ انکار کریں تو پھر شیخ محمد حسین بٹالوی اور اگر وہ انکار کریں تو پھر جو چاہے کا فر ٹھہراویں اور میں ان تمام پولیٹیکل کو آج کی تاریخ سے جو دہم دسمبر ۱۸۹۱ء سے چار ماہ تک ہست رہتا ہوں اور آخر صفحہ ۲۳ میں کہا اور مباہلہ کی اجازت کے بارہ میں یہ کلام آپ ہی پر ختم ہوا ہے۔ وہ یہ ہے نظر الیہ عطاء وقالوا انحمل فیھا من یفسد فیھا۔ قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ قالوا کنا محتلین من الکفر والکذب قل تعالوا ندع ابنائنا الی آخر الآیۃ پھر صفحہ ۲۶۵ میں اسکا ترجمہ کیا اور کہا ہے یعنی خدا تعالیٰ نے کہا ہے عطر نظر سے تجھ کو دیکھا اور بعض لوگوں نے اپنے دل میں کہا کہ اے خدا کیا تو زمین پر ایسے شخص کو قائم کریگا۔ کہ جو دنیا میں فساد پھیلاوے تو خدا تعالیٰ نے انکو جواب دیا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ اس کی کتاب ایک ایسی کتاب ہے جو کذب اور کفر سے بھری ہوئی ہے سو انکو کہدے کہ آؤ ہم اور تم مع اپنی عورتوں اور بیٹوں اور عزیزوں کے مباہلہ میں پیش کریں جو کاذب ہیں۔

اس کا جواب

منظور۔ منظور۔ منظور۔ آپ بسوقت چاہیں اور جہاں چاہیں (بجز قادیان کے جو آپکا مسکن اور محل اقامت ہے) لاہور میں خواہ ہماری مجلس مباہلہ منعقد کریں۔ اور مجھے بلالیں۔ آپ ہی مجھ سے مباہلہ کرنے کے مدعی بنے ہیں۔ لہذا آپ ہی کے ذمہ اہتمام انعقاد مجلس ہے۔ اس مجلس میں آپ اپنے عقائد کے دلائل پیش کریں۔ ان دلائل کو میں آپکے حیل اور مغالطات سمجھونگا۔ جیسا کہ اسوقت تک آپکے دلائل اپنی تالیفوں میں دیکھی ہیں اور ان کی نسبت یہ دعویٰ کرونگا کہ ہب علیہ من الکفر والکذب۔ دیکھئے آپ کی تصانیف

82

جنپر میں نے نکتہ چینی کی ہے۔ کفر اور کذب سے پر ہیں۔ پھر جھوٹے پر ایک نہیں ہزار لعنت کہونگا۔ مگر یہہ لعنت ان ہی لفظوں پر ہوگی جو ہمنے بیان کئے ہیں۔ اور وہ آپ ہی کے الہام کے الفاظ ہیں ان الفاظ کو بدلکر آپ اور الفاظ پر لعنت کھلانا چاہینگے تو ہرگز منظور نہوگا۔ اور اس تبدل و تغیر سے آپکا دعوی الہام بے اعتبار ہوگا۔ یا آپکا ملہم (جو واقع میں معلم الملکوت ہے) ناعاقبت اندیش ٹھہریگا۔ کہ اسنے پہلے کمی بیشی کو نہ سوچا۔ اب اس الہام میں کمی بیشی کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کمی و زیادتی سے آپکا اور آپکے ملہم کا گریز ثابت ہوگا۔ لہذا انعقاد مجلس مباہلہ سے پہلے آپ اس بات کا اقرار شائع و مشتہر کردیں۔ کہ ان ہی الفاظ پر ہم جانب ثانی سے مباہلہ کرائینگے۔ اور جھوٹے پر لعنت کھلائیں گے۔ انمیں اگر ایک لفظ کمی یا زیادتی کریں گے تو دعوے الہام مذکور میں جھوٹے اور مباہلہ میں شکست یافتہ سمجھے جائینگے یہہ تو اس مضمون کی نسبت آپکے الہام کے مطابق فیصلہ ہوا جسپر ہم مسلمان قسم کہانا۔ اور جھوٹے کو لعنت بھیجنا منظور کرتے ہیں۔ مگر اس الہام اور دعوی مباہلہ میں آپنے ان الفاظ کو درج نہ کیا جنپر آپ قسم کہائیں گے اور جھوٹے کو لعنت سنائیں گے۔

یہہ آپکا دھوکہ اور لعنت سے بچنے کی ایک حیلہ ہے۔ آپ غالبًا ایسے الفاظ پر قسم کہائینگے جنکے سبب باوجود جھوٹے ہونے کے آپ لعنت کا مورد ہونے سے بچ سکینگے۔ لہذا ضروری ہے۔ کہ آپ ہی ان الفاظ کو پہلے مقرر کردیں۔ تاکہ ہم مسلمان ان الفاظ میں نظر کریں کہ وہ آپ کے جھوٹے ہونے کی حالت میں آپ پر لعنت کے موجب ہو سکتے ہیں یا حیلہ و حوالہ سے وہ لعنت کو ٹلانے والے ہیں۔ ہمارے نزدیک وہ الفاظ جنپر آپ قسم کہائیں اور جھوٹے کو لعنت سنائیں یہ ہونے چاہیئے۔ میں غلام احمد کادیانی خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ جو عقائد میں نے آج کل ظاہر کئے ہیں۔ کہ قرآن اور حدیث کی شہادت قطعی سے حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ اور آنے والے مسیح سے خدا اور اسکے رسول کی مراد میں ہی ہوں اور جبرئیل امین بذات خود انبیا علیہم السلام کے پاس کبھی نہیں آیا۔ بلکہ وہ

آسمان سے اور سورج سے کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔ ایسے ہی ملک الموت وغیرہ فرشتے بھی بذات خود آسمان سے جدا نہیں ہوتے۔ اور مطلق نبوت کا خاتمہ نہیں ہوا وغیرہ وغیرہ۔ آپ کے عقائد جو رسالہ اشاعۃ السنہ میں آپکی تصانیف سے نکالکر بیان ہوئے ہیں خدا اور رسول کی نزدیک اسلامی عقائد ہیں۔ خدا و رسول کی کلام میں ان عقائد کے متعلق جو الفاظ وارد ہیں۔ انکو یہی معانی خدا رسول کی مراد ہیں جو میں (کادیانی) نے مراد ٹھہرائے ہیں۔ اور یہی معنی ان الفاظ و نصوص کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب و تابعین وغیرہ آئمہ دین نے جو قرون ثلثہ کے اندر گذر چکے ہیں خدا و رسول کی مراد سمجھیں ہیں۔ اس بیان میں اگر میں (کادیانی) جھوٹا ہوں تو مجھ (کادیانی) پر خدا کی وہ لعنت نازل ہو۔ جو آجتک کسی ملعون پر نازل نہیں ہوئی۔ ان الفاظ پر قسم کھانے میں آپکو تامل ہو۔ تو آپ اس تامل کی وجہ بیان کرکے اور الفاظ تجویز کریں ان الفاظ کے قیود میں جو کید و حیل آپ مخفی رکھینگے ہم انکو ظاہر کرکے آپ کے منہ سے ایسے الفاظ کھلا لینگے جو آپ کے جھوٹا ہونے کی حالت میں آپ پر لعنت کے موجب و جالب ہوں۔ الحاصل جب تک آپ وہ الفاظ انعقاد مجلس سے پہلے بیان نکریں اور مسلمانوں سے ان الفاظ کو تسلیم نکرالیں۔ تب تک آپکا یہ دعوے مباہلہ آپکی ایک چال ہے۔ اور صرف اپنے دام افتادہ حمقا کے لیے جال اور ایک دہوکہ کی ٹٹی ہے۔

یہ نفس درخواست مباہلہ کا جواب اور اسمیں آپ کے ایک کید کا بیان ہے۔ اب اس درخواست مباہلہ کی میعاد کے متعلق ایک اور کید کادیانی کا اظہار و بیان ہوتا ہے۔ آپنے اس مباہلہ کی میعاد دہم دسمبر سے چار مہینے مقرر کی۔ مگر یہ کتاب جسمیں یہ مباہلہ درج ہے پانچویں مہینے اوسط اپریل میں شائع کی۔ اور طرفہ یہ کہ وہ کتاب ابتک اپنے اخص میں مخاطبین مباہلہ حضرت شیخ الکل اور خاکسار کے پاس نہیں بھیجوائی۔ پوری کتاب بھیجنے سے کادیانی کو خست اور بخل مانع تھا۔ تو اشتہار مباہلہ کے اوراق کتاب یا پروف متعلق مباہلہ کو ہی بھیجدیا ہوتا۔ کادیانی ہمیشہ اس قسم کی کیا کرتا ہے۔ کہ میں اپنے

مخالفوں کو کئی ہزار رجسٹری شدہ تمہارات بھیج چکا ہوں۔ کیا اب وہ یہ دعوے کر سکتا ہے۔ کہ مینے اس مباہلہ کا اشتہار شیخ الکل یا خاکسار کے نام رجسٹری کرا کر نہیں بھیجا اگر نہیں تو پھر اس میعاد مقرر کرنے سے اسکی غرض بجز اسکے اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ میعاد مقرر مباہلہ تک فریق ثانی کو اس دعوی مباہلہ پر اطلاع نہو اور اس عرصہ میں اس طرف سے مباہلہ کی اجابت وقوع میں نہ آوے۔ تو پھر یہ مشتہر کیا جاوے کہ فریق ثانی نے مباہلہ سے انکار و گریز کیا ہے یہ حادث کادیانی کی ۱۹۰۱ء سے ستم چلی آتی ہے۔ کہ جو رسالہ جو پرچہ جو مشتہار ہمارے مقابلہ میں چھپتا ہے اسکو ہمارے پاس نہیں بھیجتا۔ ان دنوں صرف چند اوراق و مسودہ جسمیں ۳۰ مارچ کا مشتہار ہے بھیجت مزاحمہ بخش اور ایک تحریر صفحہ ۱۹ اپریل خدیو داک سے اسنے ہمارے پاس ارسال کی ہے باقی تحریرات و مشتہارات اسکے ہمنے دسائل سے متفکل کے ساتھ حاصل کئے ہیں۔ آپنے انار کی بابت اسنے یہ وعدہ کیا تھا کہ جب وہ چھپکر نکلیگا تو پہلے آپکے پاس بھیجا جائیگا۔ پھر جب چھپکر شائع عام ہوا اور ہمارے پاس نہ پہنچا تو ہمنے خود قیمتہً طلب کیا پھر بھی ہمارے پاس اسنے وہ رسالہ نہ بھیجا۔ تب ہم ہمنے بھی اشاعۃ السنۃ کا اسکے پاس بھیجنا موقوف اور بند کر دیا۔ باوجودیکہ اس سے پہلے سالہا سال سے اسکے پاس بلا تعمیت یہ رسالہ جاتا رہا۔ اس بندش پر بھی جو مضمون جواب طلب اسکے رد میں چھاپا جاتا ہے۔ اسکے پاس بھیجا جاتا ہے۔ جسکا اقرار اسکی تحریروں میں موجود ہے۔ پھر اسکا اپنی تحریرات کو ہمارے پاس نہ بھیجنا کامل درجہ کی خست و نذالت دخل اور بزدلی نہیں تو اور کیا ہے۔

دوسری درخواست اجازت اشاعت الہام منذر کا جواب

(جو اعاذہ رحمانی کا نمبر ۳ ہے)

نقل درخواست

یہ درخواست کادیانی کی اس خط میں منقول ہے جو اس رسالہ کے صفحہ ۵ و ۶ درج ہے۔

اسکا دنداں شکن جواب ہمنے کادیانی کو اپنے خط نمبر اول سنہ ۹۳ء میں جو رسالہ کے صفحہ ۷ سے ۱۵ تک مندرج ہی دیا تو کادیانی اس سوال سے ساکت ہوا۔ مگر اپنے حمقا اتباع کو وہ یہہ کہتا اور سمجھاتا رہا کہ ہمارا مخاطب (خاکسار) ہمارے الہام منذر سے ڈر گیا ہے۔ تب ہی وہ عام اجازت اشاعت نہیں دیتا۔ بلکہ قانون عدالت کے لحاظ و پابندی سے اشاعت کی اجازت دیتا ہے۔ اس خوف کا خیال ان حمقا کے دماغ میں جاگزیں و مستحکم ہو گیا تو ۴۔ اپریل مطابق ۱۶۔ رمضان کو وہ ایک رجسٹری شدہ خط کے ذریعہ سے پہر اشاعۃ الہام مذکور کی اجازت کا خواستگار ہوا۔ اور ہمارے سابق جواب کی اس بات کا۔ کہ جو الہام کسی کے ڈرانے کے لیے ہوتا ہے اس الہام کی اشاعت اس الہام کا عین مدعا ہوتا ہے۔ اور اگر آپ کے الہامات نظر ثانی و حکم ثانی کے سوا لائق اشاعت نہیں ہوتی تو آپ اپنے ملہم سے کیوں اجازت نہیں لیتے یہہ اجازت مجہ سے کیوں چاہتے ہیں۔ اس خط میں اُسنے یہہ جواب دیا ہے کہ مشورہ لینے کا حکم آیت وشاورھم فی الامر میں آچکا ہے۔ اور کتاب وساوس کے حاشیہ صفحہ ۱۱۶ میں اسکا یہہ جواب دیا ہے۔ کہ الہام تین قسم ہوتے ہیں۔ از انجملہ ایک قسم وہ ہے۔ کہ جسکے اظہار و عدم اظہار کا ملہم کو اختیار دیا جاتا ہے۔

کادیانی کے اس دوبارہ درخواست کرنے سے اور اسکے اتباع کے اس درخواست کو پسند کرنے اور اس سے اُسکو سچا اور ولی و ملہم سمجھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کادیانی تو شرم و حیا و خدا ترسی و عاقبت اندیشی سے (جو انسانیت کے لوازم سے ہے) معرا تہا ہی اب اسکے اتباع نے بہی اسیکے شیوہ اختیار کیا ہے اور انہوں نے علاوہ براں بحکم آیۃ ذٰلک بانھم امنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون۔ فہم و فقاہت کو بہی استعفا دیدیا ہے۔ وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ جو شخص کسی کے الہام سے ڈرتا ہے وہ اسکو ملہم ماننے اور اسکی پیروی کرنے میں کب توقف کرتا ہے۔ اور جو اسکو کافر و زندیق و مرتد و ملحد سمجھتا ہے وہ اسکے الہام کو بجز احتلام شیطان اور کیا خیال کرتا ہے۔ اور وہ یہہ بہی خیال نہیں کرتے کہ خدا کے منذر

اسلیے کہ وہ ایمان لاکر کافر ہو گئے تو خدا نے اُنکے دلوں پر مُہر لگا دی ہے اب وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

84

الہام کے تبلیغ کی اشاعت کی اجازت دوسرے سے چاہنا کوئی معنے نہیں رکھتا اور مشورہ کا حکم بشہادت آیۃ مذکورہ ان امور میں ہے جن میں خدا کی طرف سے کوئی حکم و الہام نہ ہو۔ اور ایسے ہی امور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخلص احباب سے مشورہ چاہا تھا۔ کبھی کسی منصوص حکم کی تعمیل و تبلیغ میں کسی سے مشورہ نہیں لیا۔ اور نہ وہ یہ سوچتے ہیں کہ اگر کادیانی کے ملہم (معلم الملکوت) کے الہامات ایسے ہی ہوتے ہیں جو دوسرے کے مشورہ اور اصلاح کے بغیر تبلیغ و اشاعت کی لائق نہیں ہوتے۔ تو پھر انکی اشاعت و عدم اشاعت کے متعلق اپنے مخلص احباب سے مشورہ کرنا تھا۔ نہ اپنے خصم اور دشمن سے جسکی نسبت اُسکو الہام ہوا ہے۔ اور وہ اس الہام کو احتلام شیطان سمجھتا ہے اس مشورہ کی نظیر کسی سابق ملہم کے الہامات و مشاورات میں پائی نہیں گئی۔ پھر ہم اجازت چاہنے کو مشورہ کیوں مان رہے ہیں۔ اور نہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر الہام اس قسم کا ہے۔ جسمیں کادیانی کو اظہار و عدم اظہار کا اختیار دیا گیا ہے تو پھر وہ اپنے اختیار سے کیوں کام نہیں لیتا۔ اور اس اختیار کو اپنے دشمن کے اختیار میں کیوں سپرد کرتا ہے۔

اس کے ان حیلوں اور نکمے عذروں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس الہام کے دعوے میں جھوٹا اور فریبی ہے۔ پھر ہم اس جھوٹ و فریب کو کیوں نہیں سمجھتے اور کیوں اس کی ولایت کے معتقد ہو رہے ہیں۔ کادیانی کی اس بے شرمی اور اسکے اتباع کی اس نافہمی سے یقین ہوا کہ وہ اس قسم کے علمی جوابات و دلائل سے ہرگز منفعل نہ ہوں گے۔ اور ہزار دلیل و اعتراض سُنکر بھی کہتے چلے جائینگے۔ کہ صاحب اشاعۃ السنۃ ہمارے الہام سے ڈرتا ہے۔ لہذا اب انکے مقابلہ میں یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو چال وہ چلیں وہی ہم اختیار کریں۔ اور انکو مصرعہ بہر رنگے کہ مے آئی شناسم۔ سنا کر انہیں کے رنگ میں انکی اس درخواست کا جواب دیں۔ بناءً علیہ پہلے خط نمبری ۱۹۰ میں انکی اس درخواست کا مجمل جواب دیا گیا ہے۔ اب حسب ذیل اس اجمال کی تفصیل کی جاتی ہے۔

چکا ہون کہ ۷۔ اپریل ۱۸۸۴ء مین نکاح ہوا اور ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء کو میرزا احمد بیگ اس جہان فانی سے رخصت ہوگیا۔ اب ذرا خدا تعالےٰ سے ڈر کر کہین کہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی یا نہین اور اگر آپکے دل کو یہ دھڑکا ہو کہ کیونکر یقین ہو کہ یہ الہامی پیشگوئی ہے کیونکہ جائز نہین کہ دوسرے وسائل نجوم و رمل وجفر وغیرہ سے ہے۔ تو اسکا یہ جواب ہے کہ منجملہ ان کی اسطور کی پیشگوئی نہین ہوا کرتی جسمین اپنے ذاتی فائدہ کے لحاظ سے اسطور کی شرطین ہون۔ کہ اگر فلان شخص نہین بچیگا تو زندہ رہیگا ورنہ مخالف کے بعد تین برس تک بلکہ بہت جلد مرجائیگا۔ اگر دنیا مین کسی منجم یا رمال کی اس قسم کی پیشگوئی ظہور مین آئی ہے۔ تو وہ اُس کی ثبوت کے ساتھ پیش کرین علاوہ اسکے اس پیشگوئی کے ساتھ اشتہار مین ایک دعویٰ پیش کیا گیا ہے یعنے یہ کہ مین خدا تعالیٰ کیطرف سے آیا ہون اور مکالمہ الہیہ سے مشرف ہون اور مامور من اللہ ہون اور میری صداقت کی نشانی یہ پیشگوئی ہے۔ اب آپ اگر کچھ بھی اللہ جلشانہ کا خوف رکھتے ہین تو سمجھ سکتے ہین کہ ایسی پیشگوئی جو منجانب اللہ ہونے کے لئے بطور ثبوت کے پیش کی گئی ہے اُسحالت مین سچی ہو سکتی تھی کہ جب درحقیقت یہ عاجز منجانب اللہ ہو کیونکہ خدا تعالیٰ ایک مفتری کی پیشگوئی کو جو ایک جھوٹے دعوے کے لئے بطور شاہد صدق بیان کی گئی ہرگز سچی نہین کرسکتا وجہ یہ کہ اسمین خلق اللہ کو دھوکا لگتا ہے جیسا کہ اللہ جلشانہ خود مدعی صادق کے لئے یہ علامت قرار دیکر فرماتا ہے۔ وان یك صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم۔ اور فرماتا ہے۔ ولا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ رسول کا لفظ عام ہے جسمین رسول اور نبی اور محدث داخل ہین۔ پس اس پیشگوئی کے الہامی ہونے کے لئے ایک مسلمان کے لئے یہ دلیل کافی ہے جو منجانب اللہ ہونے کے دعوئی کے ساتھ یہ پیشگوئی بیان کی گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اسکو سچا کرکے دکھلایا اور اگر آپکے نزدیک یہ ممکن ہو کہ ایک شخص دراصل مفتری ہو اور سراسر دروغ گوئی سے کہے کہ مین خلیفۃ اللہ اور مامور

تفصیل جواب درخواست

کادیانی صاحب! اشاعت الہام مذکور کی آپکو اجازت ہے۔ اجازت ہے۔ اجازت ہے۔ اور اسپر یہ تحریری شہادت ہے۔ مگر اس اشاعت کی صرف یہی ایک صورت مناسب نظر آتی ہے۔ کہ وہ مندر الہام پہلے اشاعۃ السنۃ میں آپ چھپوائیں اور اسکے ذریعہ سے اسکی اشاعت کریں۔ پھر جس اخبار میں چاہیں اسکو درج کرائیں۔ لہذا مناسب ہے کہ آپ اس الہام کی ایک قلمی نقل مصفے میرے پاس بھیجدیں۔ اور اسکی اشاعت کی درخواست کریں۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی تحریر کریں کہ اس الہام کے الفاظ میں مِنْ بَعْدُ نہ ایک لفظ کی کمی ہوگی نہ ایک حرف کی زیادتی۔ و معہذا اس الہام کے معنے بھی اپنے ملہم سے پوچھکر تحریر کردیں۔ اگر اسکی ظاہری اور لفظی معنے مراد ہوں جنکو ہر شخص عارف لغۃ و اہل زبان سمجھ سکتا ہے تو یہ لکھ دیں کہ ملہم نے بتادیا ہے کہ اسکے ظاہری اور لفظی معنے مراد ہیں۔ اور اگر کوئی تاویلی معنے مراد ہوں تو ان معنے کی تاویل و تشریح کردیں۔ پھر اگر میں اس الہام کے الفاظ اور معنے کو واضح و بلا اشتباہ پاؤنگا تو فوراً اسکو رسالہ میں چھاپ کر اسکی ایک کاپی آپکے پاس بھیجدوں گا انشاء اللہ تعالے۔ اور اگر اسکے الفاظ و قیود میں کیود (مکر) و حیلہ سازیاں اور دھوکہ بازیاں پاؤنگا یا اسکی معانی کو ذوے الوجوہ دیکھونگا تو پہلے چند سوالات کے ذریعہ سے آپکو قلم و زبان سے اسکی تشریح و توضیح کراؤنگا۔ پھر اسکو چھاپ دونگا انشاء اللہ تعالے۔ فرمایئے اب تو اجازت ہوئی بلکہ خود اشاعت کی ذمہ داری بھی کی گئی ہے۔ یا اب بھی کوئی کسر رہ گئی ہے۔ رہگئی ہے تو فرمایئے وہ کسر نکالدی جائے۔

اس باب میں آپ سے تو اتنا ہی خطاب ہے۔ ذیل میں اپنے ناظرین اور آپ کے اتباع سے حق کے طالبین کی خدمت میں کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

85

حضرات! آپ لوگ جو کادیانی کے کید اور مکر و فریب سے واقف نہیں شاید یہ خیال کریں کہ یہ اجازت اشاعت تو ہے مگر محدود ہے اور کیوں اجازت غیر محدود نہیں دی گئی۔ کہ وہ جس اخبار میں چاہے اس الہام کو چھپوا دے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اسکے الہام کو بلا معاینہ و ملاحظہ اسکے ذریعہ و اختیار و اہتمام سے اگر اس کو چھاپنے کی غیر محدود اجازت دیجائیگی تو وہ اس الہام میں ایسی قیدیں لگا دیگا اور ایسے الفاظ ذوالوجوہ اور محتمل المعانی اسمیں بھر دیگا جن سے وہ باوجود سو بار چھوٹا ہو جانے کے چھوٹا ہونے میں نہ آئیگا۔ کیا آپ صاحبوں نے اس کے سابق اشتہارات متضمن الہامات و بشارات نہیں دیکھے جنمیں وہ بارہا چھوٹا ہو چکا ہے۔ اور پھر وہ چھوٹا ہونے میں نہیں آتا۔ اور فرط حیا سے ان الہامات کے صدق کا مدعی ہے اور انہیں کی دستاویز سے خم ٹھونکر الہامی بنا ہوا ہے۔

اسکے گذشتہ الہامات و بشارات میں سے ایک الہام تولد فرزند عنموائیل و بشیر کو بطور تمثیل ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ جسمیں وہ بارہا چھوٹا ہو چکا ہے اور پھر سچے کا سچا بنا ہوا ہے۔

۲۰ فروری ۸۶ء کو اپنے ایک اشتہار دیا جسمیں یہ درج کیا میرے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو خوبصورت صاحب شوکت و دولت ہوگا۔ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا۔ تین کو چار کرنے والے ہوگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ وہ جلد جلد بڑھیگا۔ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پاویگا ایسے ہی اور صفات اس لڑکے کے بیان کیے جو ملاحظہ ناظرین کی لائق ہیں۔

لہ یعنے خدا کا جو اول و آخر ہے مظہر ہوگا۔ حق اور بلندی کا محل ظہور گویا کہ خود خدا تعالیٰ آسمان سے نازل ہوگا۔ ناظرین کادیانی کا بیٹا خدا ہوا تو کادیانی خدا کا باپ ٹھہرا۔ آجتک ابن اللہ تو بہت لوگوں کو کہا گیا ہے۔ مگر خدا کا باپ کادیانی سے پہلے کوئی نہیں سنا تھا۔ اسکے ایسے دعاوی سنکر جو لوگ اسکو مسلمان اور ولی مان رہے ہیں وہ اگر دیوانہ نہیں نافہم نہیں تو پھر کون ہیں اسی بتا دیں۔

اس اشتہار کی نقل آپ کادیانی نے اپنے وساوس کے آخیر میں چھاپ دی ہے جو آسانی سے ملاحظہ ناظرین میں گذر سکتی ہے۔

اس اشتہار میں چونکہ آپکا ملہم (جو یقیناً معلم الملکوت ہی) تاریخ و ماہ و سال تولد فرزند بھول گیا تھا۔ لہذا آپکو اسکا فکر ہوا تو آپنے ۲۲ مارچ ۸۶ء کو ایک اشتہار اسکی میعاد کی بابت جاری کیا ہے اور اسمیں یہہ لکھا کہ ایسا لڑکا حسب وعدۂ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ اسپر اسلام کے مخالفون ہندوں وغیرہ نے کادیانی کو اسلام کا وکیل و حامی سمجھکر اس میعاد پر خوب ہنسی اُڑائی اور یہہ بات چھاپ کر مشتہر کی کہ نو برس کی میعاد لمبی ہے اسمیں کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے۔ جسپر کادیانی نے اپنے ملہم (معلم الملکوت) کے حضور میں حاضر ہوکر اس امر کے (یعنے تعیین میعاد کے) لیے عرض کی تو ادہر سے یہہ الہام ہوا جسکو کادیانی نے اشتہار ۸۔ اپریل ۸۶ء میں درج کرکے مشتہر کیا۔ کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ پہر اُسکو اس الہام کی تفسیر میں ایک اور خفی الہام ہوا (جسکو وہ اشتہار ۷۔ اگست ۸۷ء میں خفی الہام اور الہامی تفسیر اور فیض روح القدس کا نتیجہ قرار دے چکا ہے چنانچہ عنقریب وہ الہام منقول ہوگا) وہ الہام یہہ ہے (جو الہام منقولہ بالا کے متصل ہی اس اشتہار ۸۔ اپریل ۸۶ء میں بیان کیا گیا ہی) اس سے ظاہر ہے کہ غالباً ایک لڑکا ابھی ہونیوالا ہے یا بالضرور اسکے قریب حمل میں لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ جو اب پیدا ہوگا۔ یہہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ میں پیدا ہوگا اور پہر اسکے بعد یہہ بہی الہام ہوا۔ کہ انہوں نے کہا آنیوالا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ "چونکہ یہہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ جلشانہ کا ہے اسلیے اسقدر ظاہر کرتا ہی جو منجانب اللہ ظاہر کیا جاتا ہے۔" یہہ بعینہٖ آپکے الفاظ ہیں اسکے آخری الفاظ کے مقابلہ میں خاکسار کہتا ہے کہ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ آپ خدا کے بندہ نہیں ہے بلکہ معلم الملکوت بندہ ہیں اور اسی نے آخری فقرہ زیر خط انجیل متی باب ۱۱۔ آیۃ ۳ سے چرا کر آپکو الہام کیا ہی

86

جس سے اسکا اور آپکا مقصود یہہ ہے۔ کہ جو لڑکا موجودہ حمل سے پیدا ہوگا اگر وہ کھینچ تانکر الہام ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا مصداق اور اسکا نتیجہ بن سکا تو اس الہام کے پہلے حصہ کہ آنیوالا یہی ہے۔ کے اشارہ سے اسکو الہامی بنایا جاویگا۔ اور اگر وہ کسی طرح اسکا مصداق نہ بن سکا تو اس الہام کے دوسرے حصہ کہ یا ہم دوسرے کی راہ تکمیں کی دستاویز سے یہہ کہا جائیگا۔ کہ اس حصہ میں صاف اشارۃ تہا کہ یہہ کوئی اور ہے۔

آپکے اس الہام کی نظیر اسوقت کے بدمعاش جوگیوں کی وہ پیشنگوئی ہے جسمیں وہ ایک شخص کے گہر میں لڑکا پیدا ہونے کی خبر دیتے ہیں اور اسکے ساتھ ہی ہمسایہ کو یہہ کہدیتے ہیں کہ لڑکی پیدا ہوگی۔ پھر اگر لڑکا ہوتا ہے تو وہ گہر والونکی بتائی ہوئی خبر کی دستاویز سے اپنی صداقت ظاہر کرکے نقدی وصول کرلیتے ہیں اور اگر لڑکی پیدا ہوتی ہے تو وہ ہمسایہ والی خبر پیش کرکے کچھ نہ کچھ جہاڑ لیتے ہیں۔

آپکا ملہم عیار (معلم الملکوت) ان بدمعاشوں سے بھی بڑہکر نکلا اوسنے ایک ہی الہام و پیشنگوئی سے دونو کام لے لیے۔ پہلے حصہ سے لڑکے کے الہامی موعود ہونے کا ثبوت دوسرے حصہ سے اس لڑکے کے الہامی موعود نہ ہونے کی شہادت۔

اندنوں آپ کی بی بی کو حمل تہا جسکے وضع ہونے کی مدت قریب تہی۔ اسی حمل کی نظر سے آپ یہہ الہام بازی کررہے تھے۔ اور اس حمل سے آپکو لڑکا پیدا ہونے کا کامل یقین تھا۔ شک تہا تو صرف اسمیں تھا کہ اس حمل سے پیدا ہونیوالا لڑکا وہی موعود لڑکا ہے یا موعود کوئی اور ہے۔ اور یہہ لڑکا اور ہے۔ اس حمل سے لڑکا ہونے کا یقین اور اسکے موعود ہونے میں شک دونو آپ کی الہامی تفسیر کے اس فقرہ سے کہ جو اب پیدا ہوگا یہہ وہی لڑکا ہے۔ یا وہ کسی اور وقت میں ہوگا۔ اور دوسرے الہام کی اس جملہ سے کہ آنیوالا یہی ہے یا ہم اور الخ صاف ظاہر ہورہے ہیں۔ اور ہر کس و ناکس کو جو مذکر الفاظ ہوگا اور لڑکا اور آنیوالا۔ اور مؤنث الفاظ ہوگی اور لڑکی اور آنیوالی میں تمیز کرسکتا ہے۔ یہہ الفاظ یقین دلاتے ہیں کہ کادیانی

اس حمل سے لڑکا پیدا ہونیکا یقین رکھتا تہا مگر خدا تعالیٰ نے جو اخیر میں جھوٹے کا منہ کالا کیا کرتا ہے۔ (گو تھوڑے دنوں اسکو مہلت بہی دیتا ہے) اس دعوی اور یقین میں کادیانی کو جھوٹا کیا اس حمل سے لڑکے کی جگہ لڑکی پیدا ہوئی اور وہ بہی مرگئی۔ جس سے تمام ہندوستان میں کادیانی کی رسوائی ہوئی۔ اور اسکے سبب اور ذریعہ سے تمام مسلمانوں کو آریہ وغیرہ مخالفوں کے سامنے ندامت اٹہانی پڑی مگر کادیانی ایسا شیر بہادر ہے اور عقل وحیا دونوں سے اکیلا جنگ آور اور مبارز ہے کہ اس نے اس رسوائی اور ندامت کی کچھ بہی پروانہ کی بلکہ الٹی آریوں کی خبر لی۔ انکے جواب میں ایک دو ورقہ اشتہار چہاپ کر مشتہر کردیا اور اسمیں یہہ عذر بدتر از گناہ کیا کہ میں نے یہ کب اور کہاں لکہا تہا کہ اس حمل سے لڑکا ہوگا۔ میرے اشتہار ۸۔ اپریل ۸۶ء میں اس حمل کا لفظ کہاں ہے اور اسکے ساتہہ آریوں کو لعنتیں اور گالیاں سنا کر اپنے حمقا اتباع کی نظروں میں اپنا سچا ہونا ثابت کردیا۔

اسنے یا اسکے اتباع سے کسی نے یہہ خیال نہ کیا کہ اس اشتہار میں اس حمل کا لفظ نہیں تو کیا ہوا۔ اسمیں یہہ الفاظ جو لڑکا اب پیدا ہوگا۔ آنیوالا یہی ہے۔ تو صریح اور صاف موجود ہیں۔ اور ہیں بہی یہہ الفاظ الہامی نہ فہم اور راے پر مبنی پہر ہمارا وہ الہام ۸۔ اپریل ۸۶ء جس کے الفاظ مذکور سے لڑکا پیدا ہونے کا یقین ہوتا تہا جہوٹا نہیں تو اور کیا ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ ہم اس الہام کو شیطان کا احتلام جان لیں اور آیندہ اس دعوی سے دست بردار ہو جائیں اور جو ذلت اس پہلی دفعہ ہو چکی ہے اسی پر اکتفا کریں۔ آیندہ مخالفین سے اسلام اور مسلمانوں کی اور ہنسی نہ کرائیں۔ مگر وہ حضرات حیا اور سچ سے کچہہ تعلق رکہتے تو اپنا جہوٹا ہونا مانتے۔ وہ برابر اسی خیال میں رہے یہانتک کہ ۷۔ اگست ۸۷ء ایک منحوس و نامبارک لڑکا (بظاہر بشیر نامی) کادیانی کے گہر میں پیدا ہوا پہر تو کیا تہا کادیانی آسمان کو چڑہ گیا اور اسنے بڑا شور غل مچایا۔ پنجاب ہندوستان کے دوستوں کو اس لڑکے کے عقیقہ پر بلا کر یہہ جتایا کہ وہ الہامی موعود لڑکا ہے اور اسکا بڑی دہوم دہام سے عقیقہ کیا۔ جسمیں دف اور ڈہول بجائے گئے پہر کسی نے اعتراض کیا تو اس نے جواب دیا کہ

87

فرشتے آسمان پر باجے بجا رہے ہیں۔ پھر ہم کیوں انکی پیروی نکریں اور اس لڑکے کی پیدایش کے متعلق یہ اشتہار جاری کیا جو مطبع چشمہ فیض بٹالہ اور وکٹوریہ پریس لاہور وغیرہ مطابع میں طبع ہوا۔

خوشخبری

اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جسکے تولد کے لیے میں نے اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی۔ اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہوا تو دوسرے حمل میں جو اسکے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶۔ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

اب دیکھنا چاہیے کہ یہ کسقدر بزرگ پیشگوئی ہے جو ظہور میں آئی۔ آریہ لوگ بات بات میں یہ سوال کرتے ہیں کہ کہ ہم وہ پیشگوئی منظور کرینگے جسکا وقت بتلایا جائے۔ سو اب یہ پیشگوئی انہیں منظور کرنی پڑی کیونکہ اس پیشگوئی کا مطلب یہ ہے کہ حمل دوم بالکل خالی نہیں جائیگا۔ ضرور لڑکا پیدا ہوگا۔ اور وہ حمل بھی کچھ دور نہیں بلکہ قریب ہے۔ یہ مطلب اگرچہ اصل الہام میں مجمل تھا لیکن میں نے اسی اشتہار میں لڑکا پیدا ہونے سے ایک برس چار مہینے پہلے روح القدس سے قوت پاکر مفصل طور پر مضمون مذکورہ بالا لکھدیا یعنے یہ کہ اگر لڑکا اس حمل میں نہ ہوا تو دوسرے حمل میں ضرور ہوگا۔ آریوں نے حجت کی تھی کہ یہ فقرہ الہامی کہ

جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کریگا حمل موجودہ سے خاص تو جس سے لڑکی ہوئی یعنے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری اصول ہے کیونکہ کسی الہام کے معنے وہ ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پاکر اس کے معنے کرتا ہے پس اس حالت میں لڑکی پیدا ہونے سے کئی دن پہلے عام طور پر کئی سو اشتہار چھپوا کر میں نے شائع کر دیئے اور پھر بڑے آریوں کی خدمت میں بھیجدیئے تو الہامی عبارت کے وہ معنے قبول کرنا جو خود ایک خفی الہام نے میرے پر ظاہر کئے اور پیش

از ظہور مخالفین تک پہونچا دیئے گئے۔ کیا ہٹ دہرمی ہے یا نہیں۔ کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے بلکہ خود سوچ لینا چاہیے کہ ملہم جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعوی کر لیتا ہے تو وہ اپنے اُس الہام اور اُس تشریح کا آپ ذمہ وار ہوتا ہے۔ اور اسکی باتوں میں دخل بیجا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف کو کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنی نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔ اب ہم اصل اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء ناظرین کے ملاحظہ کے لیے ذیل میں لکھتے ہیں تا انکو اطلاع ہو کہ ہمنے پیش از وقوع اپنی پیشگوئی کی نسبت کیا دعوی کیا تھا اور پھر وہ کیسا اپنے وقت کا پورا ہوا۔

المشتہر

خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

اس اشتہار میں گو صرف یہی لکھا گیا کہ یہ ۸۔ اپریل ۸۶ء کے الہام والا لڑکا ہے۔ مگر زبانی کس و ناکس کو یہی کہا۔ کہ یہ وہی لڑکا موعود و مسعود ہے۔ جسکا اشتہار ۲۰۔ فروری میں وعدہ ہوا تھا اور خود اس باب میں ایک مضمون لکھا اور ایک پونہ کے رہنے والے اردو خواں سپاہی کے (جو کادیاں کی پاس سے ہو کر خاکسار کے پاس بھی لاہور میں پہنچا تھا) نام سے شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶۔ ستمبر ۸۶ء میں چھپوایا ہے جسکی نقل یہ ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی پیشگوئی مندرجہ و مجریہ اشتہار ۲۰۔ فروری و ۲۲۔ مارچ و ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء پر ایک منصفانہ نظر

(مراسلہ)

ہمارے ایک عنایت فرمانے تین اشتہار ۲۰ فروری و ۲۲۔ مارچ و ۸ اپریل ۱۸۸۶ء از جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ہمارے پاس بھیجے ہیں۔ جنمیں ایک پیشگوئی اور نیز اسکے وقوع کا ثبوت بہت مدلل اور معقول طور پر درج ہے۔ ہم حسب درخواست صاحب مرسل

[illegible] اشتہار صفحہ ۱۷۲ میں منقول ہے اس لیے اس مقام میں نقل نہیں ہوا۔

88

ان اشتہاروں کو اردو سے انگریزی میں ترجمہ کرتے ہیں۔ لیکن قبل تحریر ترجمہ اشتہارات ایک ریویو ان اشتہاروں کا اردو انگریزی دونوں میں لکھنا صفائی بیان اور ناظرین کی توسیع واقفیت کی غرض سے مناسب سمجھتے ہیں۔

واضح ہو کہ وہ پیشگوئی جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ عنوان میں درج ہے ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جو ایک بابرکت اور موید الٰہی فرزند کے بارہ میں ظاہر کی گئی ہے۔ جسکی نسبت مرزا صاحب کا یہ دعوی ہے۔ کہ وہ فرزند نہایت مقدس اور وجیہ فیض و ہدایت عامہ خلائق ہوگا اور زمین کے کنارہ تک شہرت پائیگا۔ چنانچہ اسی مطلب کے بارہ میں مرزا صاحب نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کا مشتہار عام طور پر شائع کیا تھا اور صدہا کا پیان رجسٹری کرا کر اور نیز بغیر رجسٹری بخدمت معزز عیسائی صاحبان و ہندو صاحبان روٴسائے نامی گرامی پنڈتوں اور پادریوں کی خدمت میں بھی ارسال فرمائی تھیں مگر چونکہ اس اشتہار میں دربارہ تولد اس مبارک فرزند کے کوئی مدت مقرر نہیں کی گئی تھی اسلیے بعض نکتہ چینیوں کے اصرار سے دوبارہ مرزا صاحب نے اپنے الہام سے ظاہر فرمایا کہ وہ بابرکت فرزند ۹ برس کے عرصہ تک کسی وقت میں پیدا ہو جائیگا۔ چنانچہ اس بارہ میں وہ دوسرا اشتہار ۲۲ مایہ ۱۸۸۷ء کا مرزا صاحب کیطرف سے شائع ہوا تھا اور عام طور پر نامی مخالفوں کے نام بھیجا گیا تھا۔ بلکہ کچھ بعض اخبارات میں چھپ بھی گیا تھا۔ پھر جبکہ مخالفوں نے اس مدت بیان کردہ کو بھی بہت دور دراز سمجھا تو جیسا کہ ۸ اشتہار۔ اپریل ۱۸۸۷ء میں درج ہے۔ مرزا صاحب ممدوح نے اتمام حجت کی غرض سے ایک نہایت قریب وقت دریافت کرنے کے لیے بحضرت باری عزاسمہ توجہ کی اس آخری دفعہ کی توجہ میں مرزا صاحب پر کھلگیا کہ ایک لڑکا بہت ہی نزدیک پیدا ہونے والا ہے جو ایک مدت حمل کی تجاوز نہیں کر سکتا جسکے معنے انپر یہ منکشف ہوئے کہ غالبا موجودہ حمل میں وہ لڑکا پیدا ہوا اور اگر نہیں پیدا ہوا تو بالضرور دوسرے حمل میں جو اسکے بعد اور بہت جلد ہے پیدا ہو جائیگا چنانچہ اس مدت مقررہ کی شائع اور ظاہر کرنے کے لیے ۸ اپریل ۱۸۸۷ء مرزا صاحب کی جانب سے شائع ہوا جسکے مضمون کے موافق ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۸ اگست ۱۸۸۷ء مرزا صاحب کے

ہوں۔ ایک لڑکا پیدا ہوا جو وقت پر تمہارا دوست تھا اور تمہارے سامنے بڑا ہوا۔ پہلے دو پیشگوئیوں سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشگوئی کس قدر روشن اور واضح اور کھلی کھلی ہے۔ اب تمہارے موصوف کے دو فقرے یہ ہیں۔

پہلا فقرہ۔ غالباً ایک لڑکا ابھی پیدا ہوا یا بالفرض اس کے قریب حمل میں ہے۔

دوسرا فقرہ۔ اہمیۃ نازل من السماء۔ نزول اور نزول اور یہ نزول پر دلالت کرتا ہے یعنی ظاہر کرتا ہے کہ لڑکا اس [illegible] پیدا ہوگا یہ دو فقرے بڑا درجہ بلند شہادت [illegible] کی [illegible] باطل اور دوست [illegible] جو [illegible] بلند [illegible] ہے بیان کی جب نہیں یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے [illegible] کے پیشگوئی واقع ہوئی وقت خاص اور [illegible] اور تمام [illegible] کس قدر میعادی دو وقت مقرر پر معجزہ دیا اور یہ اس کا ٹھیک ٹھیک وسیع وقت اور [illegible] یہ ہو جانا کاروبار ہے طاقتوں سے بالاتر ہے خاص کر تولد بچے کے بارہ میں کوئی انسان دعویٰ کرے کہ اس قدر دم بھی نہیں مار سکتا کہ میری عمر کے کسی حصہ میں کوئی لڑکا میرا ضرور پیدا ہوگا کیونکہ تو عمر کا اعتبار اور نہ لڑکا پیدا کرنے پر کوئی بات اختیار اور نہ پرانے کے جیتے ہے کہ یقینی آوے۔ پھر باوجیکہ بغیر کسی ظاہری قرینے اور علامت کے لڑکا پیدا ہونے کے لیے بہت ہی قریب حمل ہو اور پھر کسی مخلوق کے مقابلہ پر میدان میں کھڑے ہو کر دعویٰ کیا جائے کہ تو مادہ پس اس حد تعین سے نہ نہیں کر سکتا اور نہ کوئی لڑکا صاحب عمر پیدا ہوگا۔ یہ بہت ظاہر ہے کہ دعویٰ کوئی انسان نہیں کر سکتا اور نہ کسی انسان کو ایسی جرأت ہو کہ اس قسم کا دعویٰ زبان پر لاوے۔ خصوص جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک

لہ یہ لفظ انگریزی تو سے پڑھیں۔ اس لفظ کی نسبت پہلی دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ انسانی دعویٰ نہیں الہامی ہے۔ پھر کلیان کی اس قول کو کہ اس لڑکی کو عمر پانے والا نہیں کہا گیا ہے کہ دوسرے تمہارے مطبوعہ کم دسمبر ۱۸۸۷ء میں کہ چھپا ہوا ملاحظہ فرما کر داد انصاف دیں کہ یہ شخص

89

شخص بے پروائی سے کام لے کر اس پیشگوئی کو ایک جہان کے سامنے اپنی عزت یا
فرضی کا معیار بنایا اور لاکھوں مخالفوں کے سامنے یقینی اور قطعی طور پر دعویٰ کیا کہ دوسرے
مہینہ تک یہ بہت ہی قریب ہے۔ بالفرض اگر کا پیدا ہو گا پھر خدا تعالیٰ نے اسکو دعویٰ کو سچا کر کے
دکھلا دیا۔ منکروں کو نادم اور رسوا کیا تو اور ہی زیادہ تر ہندگی اس پیشگوئی کی ہو سچائی اس شخص
کی ہرگز ہو سکتی ہے کیونکہ خدا عادل و منصف ہے کیونکر ایک دروغ گو کی ایسی کھلی کھلی
بے ہودہ غیر ممکن و خلاف صفات کاملہ حضرت باری ہو اور ایک اور نشانی بنا کر
کے ظاہر کرے۔ مرزا صاحب نے اپنے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ لڑکا موعود کر کے ایک صفات کچھ
ظاہر کیں جن کو جانچ کرنے والا بیگ ہے یہ علامت ہی پوری ہوئی نہیں کہ اس مبارک سے
پہلے مرزا صاحب کو اولاد صرف تین ہیں۔ دو پسر اور ایک دختر پھر اگر کوئی ایسی اولاد ہو جس
کی پیدائش سے پہلے ہر گز ہوئی ہو۔ لڑکا بارتبہ چہارم ہونے کے وجہ سے تین کو جانچ کرنیوالا ہو
تم ایک محقق متکلم از پونہ

اس مضمون کی عبارت کو ناظرین خود سے پڑھینگے تو اسکے الفاظ اور طرز تحریر سے پہچان
جائینگے کہ یہ مرزا کا اپنا لکھا ہوا مضمون ہے۔ جسکو کسی شخص نے مرزا صاحب کی طرف منسوب کر
یہ مضمون مرزا صاحب کے اخبار ہو مرزا مضمون نے اس لڑکے کو ہی لڑکا سمجھا ہے جسکا منتظر
[illegible] اس مضمون کو پڑھ کر ہر ایک شخص کو یقین ہو گیا کہ مصداق کا دعویٰ غلط
ثابت ہو گیا اسمیں شک نہیں۔ مگر آل مرزا صاحب کے پاس پہنچی اور نقل انکی غلطی پر مولوی
محمد لکھیر صاحب مصداق میرٹھ کے پاس بھیجا۔ موصوف نے انہیں بھی کاذبانی نے ظاہر کیا ہے کہ
تین کو جانچ کرنے والا بیگ ہے لڑکا ہے اور وہ مصداق عربی فتوحات الہامیہ ہے۔
لڑکا جب کہ [illegible] ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سمجھا گیا مگر خدا نے اس ظالم
[illegible] کو زیادہ ذلیل کرنا چاہا تو [illegible] ۱۸۸۸ء کو اس منحوس و ناپاک
[illegible] کھلا [illegible] دشمن [illegible] کشمیر

من اللہ اور مجدد وقت اور مسیح موعود ہون اور میرے صدق کا نشان یہ ہو کہ اگر فلان شخص مجھے اپنی بیٹی نہین دیگا اور کسی دوسری سے نکاح کر دیگا تو نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ اس سے بھی بہت قریب فوت ہو جائیگا۔ اور پھر ایسا ہی واقعہ ہو جائے تو پرائے خدا اس کی نظیر پیش کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ مرنے کے بعد اس انکار اور تکذیب اور تکفیر سے پوچھے جاؤ گے خدا تعالی صاف فرماتا ہے۔ کہ ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب سوچکر دیکھو کہ اس کے یہی معنے ہین کہ جو اپنے دعوی مین کاذب ہو اس کی پیشگوئی ہرگز پوری نہین ہوتی۔ شیخ صاحب۔ اب وقت ہے سمجھ جاؤ اور اس دن سے ڈرو جبکہ نہ کوئی شیخی پیش نہین جائیگی اور اگر کوئی نجومی یا رمال یا جفری اس عاجز کی طرح دعوی کر کے کوئی پیشگوئی دکھلا سکتا ہے تو اس کی نظیر پیش کرو اور چند اخبارون مین چھپوا دو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہین کر سکو گے اور ایسا نجومی ہلاک ہوگا۔ خدا تعالی تو اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ اگر وہ ایک قول بھی اپنی طرف سے بناتا تو اسکی رگ جان قطع کیجاتی پر یہ کیونکر ہو کہ بجائے رگ جان قطع کرنے کے اللہ جلشانہ اس عاجز کو جو آپکی نظر مین کافر مفتری دجال کذاب ہے دشمنون کے مقابل پر یہ عزت دی کہ تا دعوی مین پیشگوئی پوری کرے کبھی دنیا مین یہ ہوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالی نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالی پر یہ افترا کر رہا ہو کہ اسکی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اور خدا تعالی اسکی رگ جان نہ کاٹے بلکہ اوسکی پیشگوئیون کو پورا کر کے آپ جیسے دشمنون کو منفعل اور نادم اور لاجواب کرے اور آپ کی کوششون کا نتیجہ یہ ہو کہ آپ کی تکفیر سے پہلے تو کل ۳۱۳ آدمی سالانہ جلسہ مین شریک ہون اور بعد آپ کی تکفیر اور جان کاہی اور لوگون کے روکنے کے تین سو ستائیس احباب اور مخلص جلسہ اشاعت حق مین دوڑے آوین اب اس سے زیادہ کیا لکھون مین اس خط کو انشاء اللہ چھاپ کر شائع کر دون گا اور مجھے سیات کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

بہادر کادیانی چہوٹا ہونے میں نہ آیا۔ یکم دسمبر کو اسنے ایک چوبیس صفحہ کا سبز اوراق کا رسالہ (جسکی سبزی کادیانی کی اندرونی سیاہی کی ایک نشانی ہے) اس مضمون کا چہاپ دیا۔ کہ میں نے کب کہا تھا کہ یہ لڑکا وہی ہے۔ جسکا ۲۰ فروری کے اشتہار میں ذکر تہا اور یہہ عمر پانے والا ہے اور کہا کہ میں نے تو اشتہار ۷۔ اگست ۱۸۸۶ء میں صرف یہ لکہا تھا کہ یہہ وہ لڑکا ہے جسکا ۸۔ اپریل کے اشتہار میں ذکر ہے۔ اور عقل و حیا کو پیش نظر رکھکر اتنا نہ سوچا کہ جس لڑکے کا ذکر ۸۔ اپریل کے اشتہار میں تہا وہ کونسا لڑکا تہا۔ ۸۔ اپریل کو کس لڑکے کی میعاد کی بابت اپنے ملہم سے آپنے دوبارہ انکشاف کا سوال کیا تہا اور کسکی بابت جواب ملا۔ آخر اسکا جواب یہی ہوگا۔ کہ وہی ۲۰۔ فروری کے اشتہار والا لڑکا تہا اسی کی مدت تولد سے سوال تہا۔ اور اسی سوال کے جواب میں اس لڑکا مژدہ سنایا گیا اور یہہ تو نہیں ہو سکتا کہ بر طبق سوال از آسمان و جواب از ریسمان سوال تو ۲۰۔ فروری کے الہامی لڑکے کی مدت سے ہو اور جواب میں کسی اور کی مدت بتائی گئی ہو۔ اور نہ یہہ سوچا کہ اس جواب کو گول مال بنانے کے لیے جو میں نے دوسرا الہام گہڑ لیا تھا۔ کہ آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں۔ اسکا دوسرا حصہ گو اس جواب کو گول مال بتاتا ہے مگر اسکا پہلا حصہ صاف اشارہ کرتا ہے کہ یہہ لڑکا وہی موعود لڑکا ہے۔ لہذا یہہ الہام بہی ہمارے حق میں مفید اور اس امر کا متعین کرنیوالا نہیں ہے۔ کہ یہہ لڑکا وہ نہیں اور ہے قطع نظر اس سے ہم خود محقق متکلم پونہ بنکر اخبار شحنہ ہند میں اور پرائیویٹ خطوں میں اور مجلسوں میں بیان کر چکے ہیں کہ تین کو چار کرنیوالا یہی ہے اور یہی لڑکا موعود معلوم ہوتا ہے۔ اب ہم کچہہ عقل اور حیا سے کام لیں اور نہیں تو اتنا ہی کہدیں کہ ہمنے جو اس لڑکے کو موعود سمجہا تہا یہہ ہمارا فہم و اجتہاد تہا۔ اسمیں ہمسے غلطی ہوئی ہے۔ مگر یہہ امر کادیانی اور اسکے اتباع سے کیونکر ہو سکتا تہا اپنے جہوٹ اور گناہ کا اقبال کرنا اور حق کو قبول کرنا تو موت سے زیادہ انپر سخت و ناگوار ہے۔ لہذا انہوں نے الٹا اپنے معترضین کو الزام دیا اور چوبیس صفحہ رسالہ مذکور کو اسی بیان کی تائید میں اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کیا کہ ہمنے کب اور کہاں کہا تہا کہ یہہ لڑکا ۲۰ فروری کا اشتہاری لڑکا ہے۔ اور یہہ عمر پانے والا ہے۔ الغرض اس لڑکے کے مرجانے سے خدا تعالے نے

90

انکو چھوٹا کیا۔ تمام دنیا نے مفتری کہا۔ مگر وہ چھوٹا ہونے میں نہ آئے۔

اس لڑکے کے بعد دوسرا لڑکا اسکے گھر میں پیدا ہوا اسکو بھی الہامی موعود سمجھا گیا تھا۔ اب ۲۰۔ اپریل ۱۸۹۳ء کو تیسرا پیدا ہوا اب اسکو بھی مولود موعود سمجھا جاتا ہے۔ ان لڑکوں کی نسبت بھی کادیانی اور اسکے غالی پیرو اور اندھے مقلد پرائیویٹ طور پر دورخی باتیں کرتے رہے اور کہہ رہے ہیں جنسے اسکا مقصود یہہ ہے کہ اگر انمیں سے کوئی لڑکا جیتا رہا تو اسیکو مولود موعود بنایا جائیگا (گو واقع میں انمیں سے ایک بھی موعود نہیں ہو سکتا۔ نہ یہہ دونو حمل اول سے قریب حمل سے پیدا ہوئے اور نہ یہہ تین کو چار کرنے والے ہو سکتے ہیں۔ تین کو چار کرنے والا تو وہی تھا جس کے پہلے دو بڑے لڑکے اور ایک وہ مردہ الہامی لڑکی ہو چکی تھی۔ یہہ تو چار کو پانچ یا چھ کو سات کرنے والے ہیں۔ کیونکہ بیچ میں ایک اور لڑکی پیدا ہو کر مر گئی ہے۔ اور بقیہ اوصاف اشتہار ۲۰ فروری سے بھی انمیں کوئی صفت پائی نہیں جاتی) اور اگر یہ دونو مر گئے تو یہہ کہا جائیگا کہ ہمنے صاف طور پر انکو موعود اشتہار ۲۰ فروری نہیں کہا تھا۔ اس تیسرے لڑکے کی نسبت ایک بات قابل اظہار جو کادیانی کے دھوکہ بازیوں کی دوسری تازہ مثال ہے۔ یہ ہے کہ تحریر ۱۹۔ اپریل ۱۸۹۳ء کی پشت پر اس لڑکے کی نسبت کادیانی نے یہ عبارت درج کی ہے۔

۲۰۔ اپریل ۱۸۹۳ء سے چار مہینے پہلے صفحہ ۲۶۶ آئینہ کمالات اسلام میں بقید تاریخ شائع ہو چکا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ایک بیٹے کا اس عاجز سے وعدہ کیا ہے جو عنقریب پیدا ہوگا اس پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں:۔ سیولد لک الولد ویدنی منک الفضل ان نوری قریب ترجمہ یعنے عنقریب تیرے لڑکا پیدا ہوگا اور فضل تیرے نزدیک کیا جائیگا۔ بیشک میرا نور قریب ہے۔ سو آج ۲۰۔ اپریل ۱۸۹۳ء کو وہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو خود اپنی زندگی کا اعتبار نہیں۔ چہ جائیکہ یقینی اور قطعی طور پر یہ اشتہار دیوے کہ ضرور عنقریب اسکے گھر میں بیٹا پیدا ہوگا۔ خاصکر ایسا شخص جو اس پیشگوئی کو اپنے صدق کی علامت ٹھہراتا ہے۔ اور تحدی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اب چاہیے کہ شیخ محمد حسین اس بات کا بھی جواب دیں۔ کہ یہ پیشگوئی کیوں پوری ہوئی۔ کیا یہ استدراج ہے یا نجوم ہے۔ یا انکل ہے

سلہ دو ورقہ اشتہار مطبوعہ ۱۲ جنوری ۱۸۹۳ء جسکا عنوان تکمیل تبلیغ ہے ملاحظہ ہو۔

اور کیا سبب ہے کہ خدا تعالیٰ بقول آپکے ایک اجمال کی ایسی پیشگوئیاں پوری کرتا جاتا ہے۔ جنسے اُس کی سچائی کی تصدیق ہوئی ہے۔ الراقم۔ غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔

اسمیں بھی ناظرین نظر غور انصاف کریں اور دیکھیں کہ کادیانی نے اسمیں کیسا سفید جھوٹ بولا ہے۔ اور مصرعہ چہ دلاورست دزدی کہ بکف چراغ دارد۔ کا مصداق و مصدق بنکر دکھایا اور معہذا وہ سچا بنا ہوا ہے کبھی چھوٹا ہونے میں نہیں آئیگا۔

اس عبارت میں اسنے دو دعویٰ کئے ہیں۔ ایک یہ کہ کتاب وساوس کے صفحہ ۲۶۶ میں وہ شائع کر چکا تہا کہ خدا تعالیٰ نے اسکو ایک اور بیٹے کا وعدہ دیا ہے۔ دوسرا یہ کہ اسی صفحہ میں اسکی مدت بقید تاریخ بتائی گئی تہی۔ اور یہہ دونو سفید جھوٹ ہیں۔ نہ اسنے وساوس کے صفحہ مذکور میں بیٹا پیدا ہونے کا وعدہ درج کیا ہے۔ نہ اسکی کوئی مدت بتائی۔ کتاب وساوس کے صفحہ ۲۶۶ میں صرف اسنے یہ الہام نقل کیا ہے۔ سیولد لک الولد جسکا ٹھیک ترجمہ صرف یہ ہے کہ تیرے یہاں بچہ ہوگا۔ جو عرب اور ہند کے محاورہ میں عام لفظ ہے بیٹا اور بیٹی دونو پر بولا جاتا ہے۔

اس ظالم و مفتری نے اس الہام کا ترجمہ بھی وساوس میں نہیں کیا۔ جو اس اشتہار میں کیا ہے کرتا تو اسکا کچھ داؤ چل جاتا۔ اور میعاد یا تاریخ کا تو اس صفحہ یا کسی اور صفحہ میں نام و نشان نہیں۔ صفحہ ۲۶۳ میں جس تاریخ اور میعاد کا ذکر ہے اسکو تولد فرزند سے کوئی تعلق نہیں وہ تو مباہلہ کو قبول کرنے یا نہ کرنے کو مولویوں کے لیے میعاد بتائی گئی ہے۔ یہ دونو سفید جھوٹ بر طبق دروغ گویم بر روے تو۔ بولکر کادیانی اس بچہ کو اپنے الہام کا نتیجہ اور اپنی صداقت کی دلیل بنا بیٹھا ہے اور خاکسار سے یہ سوال کرتا ہے کہ اگر میں ولی اور سچا پیشگو ہوں تو میری یہ پیشگوئی کیوں پوری ہوئی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ نہ تمنے بیٹا پیدا ہونے کی پیشگوئی کی اور نہ خدا نے اسکی تصدیق کی۔ تمنے اپنی بی بی کا پانچ مہینے کا حمل دیکھا تو اس سے سمجھ لیا کہ تمہارے گھر میں کچھ (لڑکی یا لڑکا) پیدا ہوگا۔ پھر یہ الہام گھڑ لیا۔ تمام دنیا کے لوگ مسلمان ہندو بوہڑے چمار اپنے گھروں میں حمل دیکھکر ایسا ہی کہدیا کرتے ہیں اور امید رکھ لیتے ہیں کہ ہمارے گھر میں بچہ پیدا ہوگا۔ فرق یہہ ہے کہ اور لوگ تو صرف

91

اپنا خیال ظاہر کرتے ہیں تمنے اس خیال کو عربی میں ادا کرکے خدا پر اسکا افترا کیا۔ پھر بتاؤ یہ پیشگوئی ہوئی یا دروغ گوئی۔ اس لڑکے کی نسبت ہر شخص یہی کہیگا کہ وہ لڑکا معمولی طور پر پیدا ہوا۔ مگر تمنے اسکو جھوٹ بولکر الہامی بنالیا اور اسمیں دو سفید جھوٹ کا ارتکاب کیا۔ مگر پھر بھی ممکن نہیں کہ تم اپنے اس جھوٹ کو مانو۔ یا تمہارے غالی اتباع تمہارا چھوٹا ہونا تسلیم کریں۔

اب ہم اس مثال کو چھوڑکر اصل الہام ۲۰ فروری اور ۸ اپریل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ان الہاموں کی دعوے میں دو دفعہ تو کادیانی علے رؤس الاشہاد چھوٹا ہو چکا ہے پہلے لڑکی پیدا ہونے سے دوسری دفعہ بشیر کے مرجانے سے اور دو دفعہ پرائیویلی یعنے دوسری و تیسری لڑکی کے شرائط اشتہار کے مطابق پیدا ہونے سے اور معہذا وہ اپنے حمقا اتباع میں سچے کا سچا بنا بیٹھا ہے۔ اور اب نو برس کی میعاد بھی گذرنے والی ہے جسمیں اسوقت صرف ایک سال اور نو مہینے باقی ہیں اور خدا برحق سے جو ہمیشہ حق کا مؤید ہوتا ہے اور آخر باطل کو مضمحل اور باطل والونکو ذلیل کرنے والا ہے۔ ہر مسلمان کو کامل امید ہے کہ اس عرصہ ایک سال نو ماہ میں بھی وہ اس کذاب کو سچا نکریگا اور اسکا جھوٹ ایسا ظاہر اور مبرہن کریگا کہ اس سے اسکے اکثر دام اوفتادہ حمقا بھی اسکے دام سے رہا ہو جائیں گے۔ اسبات پر مسلمان کو ایسا یقین ہے جیسا کہ اسلام کے برحق ہونے پر یقین ہے۔ باایں ہمہ یہ ایسا شیر بہادر ہے کہ وہ پھر بھی چھوٹا ہونے میں نہ آئیگا اور اپنے الہامات مذکورہ کی ایسی معانی اور تاویلات کریگا جس سے وہ اپنے آپکو بعض جاہلوں کی نظروں میں سچا بنائی رکھے۔ مثلاً میعاد نو سال کی نسبت یہ کہدیگا کہ اس سے نہ قمری سال مراد ہیں نہ شمسی بلکہ آسمانی اور روحانی سال مراد ہیں جسکے معنے ہنوز ملہم نے مجھے نہیں بتائے بلکہ ان الفاظ میں اسنے ابھی معنے نہیں ڈالے وہ انکے معنے سوچ رہا ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ اس سے ایسی مدت مراد ہو جسکی میعاد ہنوز باقی ہو۔ اور اسمیں کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو۔ یا انہیں لڑکوں میں سے اگر وہ سب مرگئے کسی کی نسبت یہ کہدیگا کہ صفات اشتہار ۲۰ فروری اس معنے سے اسمیں پائی جاتی تھی کہ اسمیں ان صفات کی

استعداد و قابلیت نہیں چنانچہ منحوس توفی لڑکے کی نسبت اسنے سبز اوراق رسالہ مطبوعہ ۲۰ مئی ۱۹۱۶ء کے صفحہ ۱۸۴ میں کہدیا ہے کہ اس خدا تعالےٰ نے بعض الہامات میں یہ ہم پر ظاہر کیا ہے کہ یہ لڑکا جو فوت ہو گیا ہے فوق [illegible] نہیں اعلیٰ درجہ کا ہے اور دنیوی جذبات بکلی اسکی فطرت سے مسلوب اور دین کی چمک اس میں بھری ہوئی ہے اور روشن فطرت اور عالی گوہر اور صدیقی رحم اپنے اندر رکھتا ہے اور اسکا نام بارون دست اور جُنگر اور بشیر اور ابدالله و مقبال و جمال وغیرہ اسماء بھی ہیں سو جو کچھ خدا تعالےٰ نے اپنے الہامات کے ذریعہ سے اسکی صفات ظاہری یہ سب اسکی صفائی استعداد کے متعلق ہیں جن کے لیے ظہور فی الخارج کوئی ضروری امر نہیں۔ بایں ہمہ کہدیا کہ ان صفات میں سے بعض صفات کا جیسے صاحب شوکت و دولت ہونا ظہور قیامت کو ہو گا۔ اور اسپر دنیا کی رہائی پانے سے یہ مراد ہے کہ وہ مر گئے اور انکے خادم عورتوں کی خدمت سے چھٹے یہ اسی قسم کی وہ اویل ہے جو کبھی سنا نہیں گیا کہ کبھی پیشگوئی ہوئی ہے۔

اس اشتہار ۲۰ مئی ۱۹۱۶ء میں دوسری پیشگوئی کی ایک اور تازہ نظیر اور اپ کی دھوکہ بازی اور افترا پردازی کی تیسری مثال کادیانی کا وہ الہام ہے جو امرتسر کے مقدمہ معادی چالیس روز کی نسبت کادیانی کو ۹ شعبان کو ہوا تھا۔ جسکو ۲۰ مئی کے صفحہ ۱۸۴ میں بالفاظ و عبارت ذیل کادیانی نے بیان کیا ہے۔

چند ماہ کا عرصہ ہوا ہے۔ مسمی [illegible] جو ایک مضمون بزبان میاں محمد حسین کا دیکھا جس میں میری نسبت لکھا ہوا تھا۔ کہ یہ شخص کذاب اور دجال اور بے ایمان اور بایں ہمہ سخت نادان اور جاہل اور علوم دینیہ سے بیخبر ہے۔ تب میں نے اپنی عادت کے موافق اسکی بربادی کے لیے دعا کی۔ تو اس دعا کے بعد الہام ہوا کہ ادعونی استجب لکم یعنے دعا کرو میں قبول کرونگا۔ مگر میں بالطبع نادانستہ کہ کسی کے حق میں دعا کروں آج جو ۲۹ شعبان ۱۳۳۴ھ ہے اس مضمون کے دیکھنے کے وقت خدا تعالےٰ نے دعا کے لیے دل کھولدیا۔ سو میں نے اس وقت اسی طرح سے دعا کی اور اس وقت دل کھل گیا۔ اور میں جانتا ہوں کہ قبول ہو گئی۔ اور

باقی بصفحہ آئندہ ۱۸۵

میں جانتا ہوں کہ وہ الہام جو مجھ کو میاں بٹالوی کی نسبت ہوا تھا کہ انی مھین من اراد اھانتک وہ اسی موقع کے لیے ہوا تھا جو اس مقابلہ کے لیے چالیس دن کا عرصہ ٹھہرا کر دعا کی ہے۔ اور وہی عرصہ میری زبان پر جاری ہوا۔"

ناظرین آج ۱۳ شوال مطابق ۳۰۔ اپریل ہے جسمیں میعاد مقررہ کا دیانی سے تین دن بڑھ گئے مگر میں اسوقت تحریر تک خدا کے فضل و انعام کا مورد ہوں۔ میری صحت اچھی ہے قوی سالم ہیں۔ اولاد میں کا دیانی سے بڑھکر ہوں۔ جائداد کی کا دیانی کی نسبت زیادہ رکھتا ہوں۔ گو نا جائز طرق اسکی زیادہ ہے۔ مسلمانوں کی نظروں میں اور ان غیر اقوام کی اعیان کی نظروں میں جنکو کا دیانی سے تعلق نہیں۔ میری خداداد عزت کو ترقی ہے۔ باقیات صالحات کرنے توفیق رفیق ہے۔ اگر خدا انکو قبول کرے تو میری نجات کے لیے کافی ہیں۔ آج کل میں اکثر چھ بجے صبح سے پانچ یا چھ بجے شام تک نصرت دین سید المرسلین اور رد کفریات کا دیانی کے لیے ایسی توفیق دیا جاتا ہوں کہ اس سے پہلے کبھی توفیق عطا ہوئی یاد نہیں۔ **الغرض** ان چالیس دن میں مجھے کسی قسم کی مصیبت نہیں پہنچی۔ ہر طرح کی فرحت صحت عافیت و توفیق شامل حال رہی ہے **فالحمد للہ علیٰ ذٰلک**۔

اس سے صاف ثابت ہے کہ کا دیانی کا وہ **الہام** شیطانی **احتلام** و سراسر کذب دہتان و فریب ہے۔ مگر پھر بھی یہ ممکن نہیں کہ کا دیانی اسکو جھوٹ مانے اور اپنا جھوٹا ہونا تسلیم کرے۔ **وہ** اپنے مریدوں کو یہ کہیگا اور غالب کہتا **ہوگا** کہ اس عذاب الہانت سے یہ مراد ہے کہ اس نے ابتک میرے سوال کا جواب چھاپ کر نہیں بھیجا یا یہ کہدیگا۔ کہ اس عذاب سے روحانی عذاب مراد ہے جسکا ظہور قیامت کو ہوگا۔ **یا** کسی سے یہ **سنکر** کہ اسکی اولاد میں سے کسی کو بخار ہو گیا تھا۔ کسی کو زکام۔ **یا یہ سنکر** کہ ماہ رمضان میں اسکو بھوک اور پیاس بہت لگتی تھی۔ یہ کہدیگا کہ یہی عذاب جس کا اس الہام میں وعدہ دیا گیا تھا۔ **الغرض** اس الہام میں وہ چھوٹا ہو چکا ہے۔ ایک گروہ دنیا کا جو خاکسار کے حالات سے واقف ہے اسکو جھوٹا کہیگا مگر وہ اپنا جھوٹا ہونا قبول نکریگا۔ اور نہ اسکے حمقا اتباع اس الہام میں اسکو جھوٹا سمجھیں گے۔

ایک اور تازہ نظیر اور چوتھی مثال کادیانی کا لیکھرام پشاوری کی نسبت یہ الہام ہے کہ چھ برس کے عرصہ میں وہ ایک شدید عذاب میں مبتلا ہوگا۔ جسکو اس نے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کی تحریر میں درج کر کے دسا دس کے اخیر میں ملحق کیا ہے۔ اس الہام پر نہ صرف اسلام کے مخالف بلکہ اکثر موافق ہنسی اڑا رہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ چھ برس تو درکنار ہیں دنیا کے اکثر لوگوں کو ہر سال بلکہ ہر مہینے کوئی نہ کوئی تکلیف شدید لاحق رہتی ہے۔ کسی کے پیٹ میں یا سر میں سخت درد ہوتا ہے۔ کوئی دھوپ کی شدت میں مبتلا ہوتا ہے کسی کو ہیضہ لاحق ہوتا ہے۔ وعلی ہذا القیاس۔ اور اس قسم کی تکالیف کو عربی زبان میں عذاب شدید کہنا جائز ہے پس اگرچہ چھ سال کا عرصہ گذر گیا اور لیکھرام اس قسم کے عذابوں سے بڑھکر کسی عذاب میں مبتلا نہوا تو آیہ وغیرہ مخالفین اسلام مبتلیں بجائیں گے۔ مگر کادیانی اور اسکے اتباع چھوٹا ہونے نہیں آتے اور اگر لیکھرام کے لیے اس قسم کے عذابوں سے کوئی بڑھکر عذاب آنے والا ہے تو کادیانی اپنے ملہم سے پوچھکر اسکو شخص معین کیوں نہیں کر دیتا۔ اسکا جواب کادیانی نے پیشگی دیدیا اور تحریر مذکور کے صفحہ ۷ کے حاشیہ میں اسکو درج کیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے تمہارا خوشامدی اور فرمانبردار نہیں ہے کہ وہ نبی لبنی تقریریں کرے جسکی بشارتیں تو اکثر بشارات ہی ہوتے ہیں۔ یہ جواب عذر بدتر از گناہ کا مصداق ہے اور مخالف و موافق دونوں کے نزدیک غلط اور سلام محل ہے خدا تعالےٰ کے بشارات اور وعیدات پر منکروں کے مقابلہ میں ہوئے ہیں اکثر متبین و معین ہیں اور اگر اکثر مبہم و غیر معین ہوتیں تو انبیاء اور خدا پر ایمان لانے والوں کا نمبر بہت کم رہتا۔

کادیانی جسقدر مبہم بشارات و وعیدات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرے اس سے دس حصہ زیادہ مبین و معین بشارات و وعیدات ہم سے سن لے۔ لنبی لنبی تقریریں تو کادیانی جیسے مبہم الہاموں کرنی پڑتی ہیں نہ مبین الہامات میں کہ وہ ایک دو لفظوں میں ادا ہو سکتا ہے کہ مثلاً فلاں شخص فلاں تاریخ فلاں مرض سے مریگا اسکے مقابلہ میں کادیانی کے مبہم الہامات کو دیکھو۔ ان میں وہ شیخ نظر آوے گا اور پھر سوچ کر کسقدر الفاظ و قیود بڑھاتا ہے اور اس سے

کسقدر طول ہو جاتا ہے۔

تعیین اگر فرمانبرداری و خوشامد میں داخل ہے تو کادیانی نے دیانند سرستی اور اندرمن مرادآبادی اور اسی لیکھرام پشاوری کی نسبت قضا و قدر کے متعلق بقید وقت و تاریخ پیشگوئی کرنے کا وعدہ اشتہار ۲۰ فروری ۸۶ء وغیرہ تحریرات میں کیوں کیا تھا۔ اسوقت وہ خدا تعالے کو اپنا فرمانبردار و خوشامدی سمجھ بیٹھا تھا۔ تو اب اس فرمانبردار سے کیوں کام نہیں لیتا۔ اور اسی لیکھرام کی نسبت وہ وعدہ کیوں پورا نہیں کرتا۔ کادیانی کا یہ بھی دعوے ہے کہ اگر وہ خدا تعالے سے سو دفعہ کچھ پوچھتا ہے۔ تو وہ سو ہی دفعہ جواب دیتا ہے (چنانچہ صفحہ ۱۱۴ میں اس کی کتاب سے منقول ہوا) کیا اسوقت اور اس حالت میں خدا تعالیٰ اسکا خوشامدی و فرمانبردار متصور نہیں ہوتا۔ اور لیکھرام کا عذاب معین کرنے کے وقت نوکر و فرمانبردار قرار پاتا ہے۔ باوجودیکہ اشتہار ۲۰۔ فروری ۸۶ء میں وہ اس تعیین کا وعدہ بھی اسکو دے چکا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الخ۔ اس سے ثابت ہوا کہ کادیانی کا یہ عذر کہ تعیین سے تابعداری و خوشامد اور طوالت لازم آتی ہے محض چھوٹا عذر ہے۔ اور درحقیقت کادیانی کے الہامات جنمیں کوئی بات معین کر کے نہیں بتائی جاتی اور ایک لفظ کی جگہ دس لفظ پیچ اور فریب کے بھرے ہوئے لائے جاتے ہیں۔ خدا تعالے کی طرف سے نہیں ہیں بلکہ اسکے اپنے من گھڑت افترا ہیں جسمیں خدا اسکو ہمیشہ چھوٹا کرتا ہے۔ مگر وہ انمیں ایسے قیود و الفاظ لگا دیتا ہے۔ کہ انمیں تاویل کر کے چھوٹا ہونے سے بچ جاتا ہے۔

ایک اور تازہ نظیر اور پانچویں مثال شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیارپور کی نسبت کادیانی کی وہ گیدڑ بھبکی ہے جسکو تحریر مذکور میں صفحہ ۵ سے ۸ تک اسنے درج کیا ہے۔ وہ بھی اسی قسم کا الہام ہے۔ کہ اسمیں کادیانی چھوٹا ہو کر بھی چھوٹا ہونے میں نہ آئیگا۔

اس تحریر کو صفحہ ۵ سے ۸ تک ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے تو اس الہام میں اور رہائی شیخ مہر علی صاحب کی نسبت سابق الہام کے دعوی میں کادیانی کے چھوٹ اور فریب کا یقین کریں گے۔

ہم اس الہام کے متعلق مضمون آئندہ میں مفصل بحث کرنا چاہتے ہیں لہذا اس مقام

(بقیہ صفحہ ۱۸۶) حس ماری گئی ہے۔ حیا اور شرم اس سے بالکل مسلوب ہو گئی ہے۔ لہذا وہ اسبات کو نہیں سمجھتا اور جو کچھ شیطان اسکو سکھاتا ہے۔ وہ فوراً اسکا اشتہار کر دیتا ہے۔ اس ہزار سالہ اور دیگر اشتہارات متعلقہ پیشگوئی مذکور میں اور بھی عجائبات ہیں۔ مگر ان کے بیان و اظہار کا کے لیے نہ وقت ہے۔ نہ اس رسالہ میں گنجائش وہ پھر سہی انشاء اللہ۔

یار باقی صحبت باقی

میں اسکی نسبت کچھ نہیں کہتے۔ ہاں شیخ صاحب کی خدمت میں برادرانہ اور ناصحانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ کادیانی کی اس گیدڑ بھبکی سے نہ ڈریں اور یقین رکھیں کہ خدا تعالیٰ کافروں دین کے دشمنوں۔ کذابوں۔ مکاروں کے کہنے سے اپنے بندوں اور اپنے حبیب کے امتیوں کو کسی قسم کی تکلیف ہرگز نہیں پہنچائیگا۔ اور اگر ہو سکے تو کادیانی کی اس تحریر پر جو انکے حق میں اس نے لکھی ہے۔ اور اسمیں نامناسب الفاظ درج کئے ہیں قانونی چارہ جوئی کریں تاکہ اس مسیح وقت کے فیض صحبت و شرف الہامات سے جیلخانہ والے بھی فیض یاب ہوں۔ یہہ خاکسار بھی اس فکر میں ہے، مگر ہنوز بعض موانع موجب التوا ہیں۔

ایک اور نظیر اور پانچویں مثال ڈاکٹر جگن ناتھ کے مقابلہ میں کادیانی کا نشان نمائی کا دعویٰ ہے۔ جسمیں وہ چھوٹا ہو چکا ہے۔ مگر چھوٹا ہونے میں نہیں آتا۔ اس کی تفصیل کا بھی یہہ موقع نہیں۔ وہ پھر سہی۔ اس قسم کے جھوٹ اور فریب کے بھرے ہوئے اور معہذا کادیانی کو سچا بنانیوالے الہامات کادیانی اور بہت ہیں۔ جن سب کو بالاستیعاب ذکر کرنے کے لیے ایک دفتر چاہیے۔ اور بہت سا وقت۔ انہیں الہامات کو دیکھکر اے حضرات ناظرین اور حق کے طالبین خاکسار نے اشاعت الہام منذر مذکور کو اشاعۃ السنۃ میں محدود کیا اور قبل از اشاعت اسکے الفاظ و قیود کو دیکھ لینا اور اسکے معانی کی شرح کادیانی سے کرا لینا ضرور سمجھا ہے۔ اور اگر قبل از ملاحظہ و تحقیق الفاظ و تعین مراد اسکو اس الہام کے چھاپنے کی غیر محدود اجازت دیجائے۔ تو اس سے عام مسلمانوں میں وہی فتنہ پھیلے گا جو اسکے پہلے الہامات سے پھیل رہا ہے۔

انہی عوام اہل اسلام کے بہک جانے کا مجھے اس الہام کی عام اجازت اشاعت دینے سے خوف و اندیشہ ہے اپنی ذات کے لیے تو مجھے اسکا اتنا بھی خوف و اندیشہ نہیں ہے جیسے شیر کو مچھر کے کاٹنے کا خوف ہو۔ کادیانی جو عدم اجازت عام سے میرا اپنی ذات کے لئے خوف نکالتا۔ اور اپنے دام افتادہ حمقا کو اسکا یقین دلاتا ہے۔ تو اسکی وقاحت اور اس کے ان اتباع کی حماقت ہے۔ میں اپنی ذات کے لیے اس سے کچھ خوف رکھتا تو پھر اسکا پیرو کیوں نہو جاتا۔ اور

94

اسکو کافر و زندیق سمجھکر رات دن اسکے رد و تعاقب میں لگا مصروف رہتا۔

تیسری درخواست بالمقابلہ عربی میں تفسیر قرآن لکھنے کا جواب

(جو اعاذہ کا نمبر ۴ ہے)

نقل درخواست

یہہ درخواست وساوس کے صفحہ ۶۰۲ میں کادیانی نے کی ہے اسکو ہم اسکے الفاظ و عبارت سے نقل کرتے ہیں۔ اپنی طرف سے صرف اسکی شروط و قیود پر کیو دیر لگاتے ہیں کادیانی صاحب کہتے ہیں

اس فیصلہ کے لیے احسن انتظام یوں ہو سکتا ہے۔ کہ ایک مختصر جلسہ ہو کر منصفان[1] تجویز کردہ چند سورتیں قرآن کی جنکی عبارت اسّی[2] آیت سے کم نہو تفسیر کے لیے منتخب کر کے پیش کریں۔ اور پھر بطور[3] قرعہ اندازی کے ایک سورت ان میں سے نکالکر اُسی کی تفسیر بمیعاد امتحان مُہیا کی جاوے اور اس تفسیر کے لیے یہہ[4] امر لازمی ٹھہرایا جائے۔ کہ بلیغ فصیح زبان عربی اور مقفا عبارت میں قلمبند ہو۔ اور وہ[5] دس جزو سے کم نہو۔ اور[6] جسقدر اس میں حقائق و معارف لکھے جائیں وہ نقل عبارت کی طرح نہو۔ بلکہ معارف جدیدہ اور لطائف غریبہ ہوں جو کسی دوسری کتاب میں پائے نہ جائیں اور[7] بایں ہمہ اصل تعلیم قرآن سے مخالف نہوں۔ بلکہ اُنکی قوت اور شوکت ظاہر کرنے والی ہوں۔ اور[8] کتاب کے اخیر میں سو شعر لطیف بلیغ اور فصیح عربی میں نعت اور مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بطور قصیدہ ملمع ہوں۔ اور[9] بحر میں وہ شعر ہوں وہ بحر بھی بطور قرعہ اندازی کے اُسی جلسہ میں تجویز کیا جائے۔ اور فریقین کو اس کام کے لیے چالیس[10] دن کی مہلت دیجائے۔"

---

[1] ناظرین۔ دیکھو یہ دس شرطیں ہیں جیسا کہ ہمنے صفحہ (۶۲) میں عرض کیا تھا۔ یا صرف تین جیسا کہ کادیانی نے تحریر ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۳ء میں کہا ہے۔

ضرورت نہین کہ اس الہامی پیشگوئی کی آزمایش کے لئے بٹالہ مین کوئی مجلس مقرر کرون۔ مناسب ہے کہ آپ بھی اپنے اشاعت اسنۃ مین میرے اس خط کو شائع کردین اور یہ بات بھی ساتھ لکھدین کہ آپ قبول کرنے مین کیا عذر ہے خود منصف لوگ دیکھ لین گے کہ وہ عذر صحیح یا غلط ہے۔ الراقم غلام احمد۔

مکرر یہ کہ اللہ جلشانہ خوب جانتا ہے کہ مین اپنے دعوی مین صادق ہون نہ مفتری ہون نہ دجال نہ کذاب۔ اس زمانہ مین کذاب اور دجال اور مفتری پہلے اس سے کچھ تھوڑے نہین تھے تا خدا تعالی صدی کے سر پر بھی بجائے ایک مجدد کے جو اسکیطرف سے مبعوث ہو ایک دجال کو قائم کرے اور بھی فتنہ اور فساد ڈال دیتا مگر جو لوگ سچائی کو نہ سمجھین اور حقیقت کو دریافت نکرین اور تکفیر کیطرف دوڑین مین انکا کیا علاج کرون۔ مین اُس بیمار دار کیطرح جو اپنے عزیز بیمار کے غم مین مبتلا ہوتا ہے۔ اس ناشناس قوم کے لئے سخت اندوہ گین ہون اور دعا کرتا ہون کہ اے قادر ذوالجلال خدا۔ اے ہادی و رہنما ان لوگون کی آنکھین کھول اور آپ انکو بصیرت بخش اور آپ انکے دلون کو سچائی اور راستی کا الہام بخش اور یقین رکھتا ہون کہ میری دعائین خطا نہین جائین گی۔ کیونکہ مین اسی کیطرف سے ہون اور اُسیطرف بلاتا ہون یہ سچ ہے کہ اگر مین اسکیطرف سے نہین ہون اور ایک مفتری ہون تو وہ بُرے عذاب سے مجھکو ہلاک کرے گا کیونکہ وہ مفتری کو کبھی وہ عزت نہین دیتا کہ جو صادق کو دیتا ہے۔ مین جو ایک پیشگوئی جسپر اپنے میرے صادق اور کاذب ہونیکا حصر کردیا آپ کی خدمت مین پیش کی ہے یہی میرا صدق اور کذب کی شناخت کرنے ایک کافی شہادت ہے۔ کیونکہ ممکن نہین کہ خدا تعالی کذاب اور مفتری کی مدد کرے لیکن ساتھ اسکے مین یہ بھی کہتا ہون کہ اس پیشگوئی کے متعلق دو پیشگوئی اور بھی ہین جنکو مین ۱۰ جولای ۱۸۸۸ء مین شائع کرچکا ہون جنکا مضمون یہی ہے کہ خدا تعالی اس عورت کو بیوہ

اسکا جواب

یہ درخواست کادیانی کی کوئی نئی درخواست نہیں ہی۔ پہلے ہی وہ اپنے آسمانی فیصلہ کے صفحہ ۱۲ میں یہ درخواست کر چکا ہی۔ اور اسکا جواب دندان شکن جواب فیصلہ میں بصفحہ ۲۷ وغیرہ نمبر ۱ جلد ۱۴ میں دیا گیا ہی۔ اور چونکہ کادیانی کو ایسے معتقد اور اسکی تصانیف کے ایسے ناظر مل گئے ہیں جو علم و فہم سے محض کوری ہیں۔ وہ کادیانی کے نئے رنگوں کو (جو گرگٹ کیطرح وہ بدلتا ہی) پہچان نہیں سکتے اور یہ نہیں جانتے کہ یہ تو وہی پرانا دہکوسلہ ہے۔ جو آسمانی فیصلہ کے صفحہ ۱۲ میں کادیانی دکہا چکا ہے۔ اور اسکا جواب بہی اسکو کافی و شافی مل چکا ہے۔ لہذا اس نئی پیرایہ اور نئے رنگ کا جواب اسکے رنگ اور پیرایہ میں دیا جاتا ہے ؎

بہر رنگے کہ مے آئی شناسم۔

اور وہ یہ ہے

کادیانی صاحب میں آپکے مقابلہ میں عربی میں تفسیر قرآن لکھنے کو حاضر ہوں۔ حاضر ہوں۔ حاضر ہوں۔ جب چاہیں اور جس مقام میں (بجز قادن جسکی وجہ استثنا بیان ہو چکی ہے) لاہور میں خواہ بٹالہ میں چاہیں مجہے بلالیں۔ میں فوراً حاضر ہو جاؤنگا۔ اور چونکہ آپ ہی اس مقابلہ کے مدعی بنے ہیں۔ لہذا آپ ہی پر اس مجلس کا اہتمام و انتظام واجب ہے۔ آپ شوق سے انعقاد مجلس کا اہتمام کریں اور مجہے جلد بلاویں اور اگر آپنے پسند کیا یا اکثر ارکان مجلس نے پسند کر لیا تو اسی مجلس میں پہلے آپ کی سابق تحریرات عربی خصوصاً خطبہ وساوس کو جسپر آپ کو اور آپکے تمام اتباع کو بڑا ناز ہے پیش کیا جائیگا۔ اور ایسا ہی آپکے سابق بیان کردہ اسرار و معارف و حقائق قرآن کو جو اپنے رسالہ فتح اسلام توضیح مرام۔ ازالہ اوہام اور وساوس میں بیان کئے ہیں۔ اسی مجلس علما میں پیش کیا جاویگا۔ ان عبارات کی کریہہ عربی کو سنکر اگر حاضرین بامذاق کو متلی شروع ہو گئی اور میرے بیان سے اور بہی ان عبارات میں آپ کی غلطیاں صرفی و نحوی ادبی ثابت ہو گئیں اور آپکے سابق اسرار و حقائق کا کفر و الحاد ہونا ثابت ہو گیا۔ تو پہر آپکو دوبارہ امتحان دینے کے لیے عبارت آرائی اور حقائق فرمائی کی تکلیف اٹہانے

95

اور چاہیں روز تک اس کی تکمیل کے لیے کسی جگہ مقیم رہنے کی حاجت نہ ہوگی اور اگر کچھ حقیقت کسی والی پر معلوم ہو دعا دیگی اور اگر اس مجلس میں آپ کی سابق عربی ذہنی اور صحیح عربی پر تکمیل اور آپکے ہمارے تعلقات کی حقیقت ثابت ہو گئی تو پھر آپکو مقابلہ میں عربی میں خبر لکھنا پڑیگا (اگر آپکی سابق عربی دانی اور ہر ایمانی کی بہت دل لگی تو) میں آپکے مقابلہ میں حاضر ہو کر اپکو اسی مجلس میں ثابت عالم عربیت ادیب اور نکتہ رس و حقیقت شناس مان لونگا۔ اگر آپکو باہل سمجھنے میں غلطی کا اقرار کرونگا۔ اب آپ پاس مجلس کے انتظام و اہتمام میں توقف نکریں اور اب کچھ عذر و چون وچرا انتقاد مجلس میں عمل میں لاویں۔ اور اگر میری گذارش مذکورہ میں اگر کچھ عذر ہو تو اس عذر کو اسی مجلس میں پیش کریں اور اسی مجلس کے تصفیہ پر راضی ہو جائیں جیسا کہ خاکسار نے گذارش کی منظوری و عدم منظوری کی بابت اسی مجلس کے خاتمہ پر راضی ہو گیا ہو مجلس سے پہلے اس عذر کو بذریعہ تحریر پیش کرکے ایک ادنیٰ تحریری بحث شروع نکریں۔ جس سے مطلب اور مقصود دور پڑجائیگا اندیشہ ہے یہی وجہ ہو کہ میں نے آپ کی کسی شرط میں بالفعل گفتگو نہیں کی حالانکہ بہت سی شرط انمیں محل کلام ہیں۔ اس کلام کرنے سے سمجھے یہی خوف مانع ہوا ہے کہ مبادا شروط میں بحث شروع ہو کر دور جا پڑے۔ اور اصل مطلب تلے سے جاتا رہے۔ اسی مجلس میں جو شرط محل کلام ہوگی اسکو پیش کرکے حاضرین کی ثالثی سے فیصلہ کرایا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک یہ گذارش بھی مناسب نہیں ہو۔ اور امید ہے کہ ہر ایک صاحب انصاف و بصیرت اسکو پسند کریگا کہ اس مجلس کے ارکان و حضار حضرات منصفین عربی علوم سے باہر ہوں اور دیکھ بھال کر بذاتہ علوم دین سے باخبر مصرف نیچری یا صرف انگریزی علوم و انگریزی وغیرہ کو مولوی ارکان مجالس و منصف نہوں جیسے لوگ ارکان منصف ہونے تو وہ انصاف سوز نہ کیا کرینگے ایسے لوگ توفق کو خلق کریگا اور ہست رکو کہ گواہ چست بیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔ ؎ اذا کان الغراب دلیل قوم ۔۔۔ سیہدیہم طریق الہالکینا +

آپکے خطاب میں اس گذارش کے متعلق صرف یہ قید رہ گذارش کرتا ہوں۔ ذیل میں اپنے ناظرین اور آپکے اتباع میں سے بعض فرق کے طالبین کی خدمت میں کچھ گذارش کیا جاتا ہے۔ حضرات آپ جانتے ہیں؟ یہ درخواست کاروائی کی کیسی ہو۔ اور یہ کیوں مجھ سے درخواست کی گئی ہو۔ آپ پر روشن ہو کہ یہ درخواست ہماری ان ۸۵ سوالات کے جواب پیش ہوئی ہو جو میری کاروائی کی پیشگوئی متعلق ہوت خسر فرضی کے متعلق اپنی مراسلت نمبری ۲ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۰۷ء میں کاروائی کے کر چکے۔ کاروائی سے ان سوالات کے جواب میں کچھ بن نہ پڑا۔ تو انکے مقابلہ میں یہ دعوے

کیا کہ آؤ ہمسے عربی میں اور شاعری میں مقابلہ کرلو۔ اس جواب کو دیکھکر مجھے ایک نقل یاد آئی جو مینے ایک معمر شخص میاں نظام الدین مرحوم ساکن محلہ سید مٹھہ لاہور سے سنی تھی۔ کہ کسی پیر مرد نے ایک جوان عورت سے نکاح کیا تھا۔ جب سپیشل ڈیوٹی (خدمت خاص) کا وقت آیا تو آپ سے کچھ نہو سکا۔ اسپر اس عورت نے آپکو شرمندہ کیا تو آپ اسکے مقابلہ ہاتھ اپنا نکالکر فرماتے کیا ہیں۔ کہ آؤ ذرا مردوں سے پنجہ تو لڑاؤ۔ یہی حال کادیانی کے اس جواب کا ہے۔ ہمارے ۸۵ سوال کا جواب باصواب دیکر پیشگوئی متعلق موت خسر فرضی کا الہامی ہونا آپ ثابت نکرسکے تو آپ فرماتے ہیں آؤ عربی اور شاعری میں تو میرا مقابلہ کرو۔ اسکے جواب میں ادب سے عرض ہے کہ اس مقابلہ کے لئے بھی حاضر ہوں۔ مگر آپ پہلے میرے ان سوالات کا جواب تو دیں مثلاً اگر آپ نجوم۔ رمل۔ جفر۔ مسمریزم نہیں جانتے اور ان لوگوں سے جنکا سوالات میں ذکر ہوا ہے کچھ نہیں سیکھے تو صاف انکار کریں۔ اور پھر ان اعتراضات کا جواب دیں جو اس انکار پر وارد ہوتے ہیں اور ہونگے۔ اور اگر جانتے ہیں تو صاف اقبال کرکے یہ مان لیں کہ اس حالت میں آپکی اس پیشگوئی کا الہامی ہونا متعین و متیقن نہیں رہتا۔ اسی طرح جملہ سوالات کے جواب دیکر ان نتائج و اعتراضات کو جو ان جوابات سے پیدا ہوتے ہیں قبول کریں یا انکا جواب دیں اور اگر آپ ان سوالات کے جواب سے عاجز ہیں اور اس پیشگوئی متعلق موت خسر فرضی کا الہامی ہونا ثابت نہیں کرسکتے تو اس امر کا صاف اقرار کریں اور اس پیشگوئی کو واپس لیں اسکے بعد بالمقابلہ عربی میں تفسیر لکھنے کو اپنے ملہم و مؤید ہونے کی دلیل بتادیں۔ یا کوئی دلیل اپنے الہامی اور مؤید من اللہ ہونیکی پیش کریں۔ اسکے کیا معنے اور کیا وجہ کہ جس پیشگوئی کے الہامی ہونے میں پہلی بحث درپیش ہے اور اسپر ہمنے ۸۵ سوالات کئے ہیں انکو بلا جواب چھوڑ کر آپ بحث کو دوسری طرف لیجاتے ہیں کیا دنیا کے سبھی لوگ آپکے دام افتادہ حمقا کیطرح عقل و فہم و انصاف سے بالکل معرے ہوگئے ہیں۔ کہ وہ آپکے اس داؤ کو نہ سمجھینگے اور آپکی اس درخواست کو لائق قبولیت و جواب خیال کرلینگے۔ ہرگز نہیں۔ اے ناظرین حق کے طالبین کادیانی تو دیدہ دانستہ یہ دھوکہ دے رہا ہے۔ وہ اس بات کو کب مانیگا۔ آپ لوگ اپنے خداداد فہم و انصاف سے کام لیں اور اس دھوکہ بازی میں اسکو ملزم کریں۔ وہ نہ مانے تو اسکے دجال ہونیکا یقین کریں اس درخواست کی وجہ اور حقیقت ناظرین کو معلوم ہوئی تو اب انکو معلوم ہو کہ تحریر متضمن درخواست مذکور میں کادیانی نے عجیب روباہ بازی کی ہے منجملہ ہمارے ۸۵ سوالات کے صرف ایک سوال کا قطعی جواب دیا ہے اور چار سوالات کے جواب میں صرف روباہ بازی سے کام لیا۔ اور ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے لہذا اس تحریر کا جواب ایک مستقل اور جداگانہ مضمون میں دینا مناسب ہے جو ذیل میں معروض ہے۔

کادیانی کی پردہ دری

ہمارے سوالات کے جواب اور سے اس کی درماندگی

اور

اس درماندگی کی وجہ سے اسکا رجوع بہ فحش گوئی و دشنام دہی

جو اعاذہ رحمانی رد وساوس کادیانی کا نمبر ۵ ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ✦ میلش اندر طعنۂ پاکاں کند
چو حجت نماند جفا جوے را ✦ بپرخاش بر ظلم نہد روے را

96

کادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام کی جناب میں طعن و بے ادبی کو حد کمال تک پہنچایا اور خدا تعالیٰ پر افترا پردازی کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ تو خدا تعالیٰ نے اسکا پردہ پھاڑ دیا۔ اور اسکا بھانڈا پھوڑ دیا۔ اور اپنے خادم دین اشاعۃ السنۃ النبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کو اسکی پردہ دری کے لیے مامور و موفق کیا۔ اور تائید غیبی کے ابواب کو ہم پر مفتوح کر دیا۔ اور ادہر کادیانی کے دل میں یہ ڈالدیا کہ وہ اشاعۃ السنہ کے منہ آوے اور اس سے چھیڑ چھاڑ کرتا رہے۔ اور اپنی پردہ دری کراتا رہے۔ اس قرارداد قضا و قدر کے مطابق کادیانی نے پہلے اپنے ایک مسند الہام (یا یوں کہو کہ شیطانی احتلام) کا ڈر سنایا۔ اسکا جواب دندان شکن پایا تو پھر پیشگوئی متعلق موت خسر فرضی کو اشاعۃ السنہ کے سامنے پیش کیا۔ اسپر اشاعۃ السنہ نے نمبر ۱ و ۲ جلد ۱۵ میں ۸۵ سوالات کا جرح کیا گیا۔ تو اس سے کادیانی بالکل مجروح و مذبوح ہو گیا۔ اس حالت مجروحی میں جو اس سے حرکت مذبوحی ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسنے ان ۸۵ سوالات میں سے صرف ایک سوال کا قطعی جواب دیا۔ اور ۴ سوالات کے جواب میں روباہ بازی سے کام لیا۔ اور آیندہ اس بحث کو ٹلا کر ایک یہ نیا سوال پیش کر دیا کہ آؤ مجھسے عربی میں اور شاعری میں مقابلہ کر لو۔ اس نئے سوال کا جواب اعادہ نمبر میں بصفحہ (۱۹۰) دیا گیا ہے۔

اُس ایک سوال (نمبری ۲۴) کا جواب جو اسنے قطعی دیا ہے۔ وہ یہ ہے جو وساوس کے صفحہ ۶۰۱ میں درج ہے۔ کہ "مینے آپکی نسبت باون ۵۲ سال کی عمر کو پہونچکر فوت ہونے کی پیش گوئی ہرگز نہیں کی"۔ اور اسکے ساتھ دو گالیاں بھی سنا دی ہیں۔

اسکا ازالہ اور اسکے ضرر سے اعادہ

گالیوں کے جواب کا ابھی وقت نہیں آیا۔ رہا جواب انکار سو یہ ہے کہ آپ لاہور میں ایک مجلس میں آنا منظور کریں۔ اسمیں آپکے اُن چھپے حواریوں کے جو یہ پیش گوئی آپکی طرف سے ظاہر کر چکے ہیں۔ اظہار و بیان پر ثقات کی شہادت کو پیش کیا جائیگا۔ وہ شہادت سچی اور شرعاً معتبر ثابت ہوئی تو آپ پر جھوٹ کا الزام قائم ہوگا۔ یا آپکے ان حواریوں پر۔ بہرحال ہمارا جھوٹا کہیں نہ جائیگا۔ آپ سنیں یا آپکا کوئی حواری۔ بشق دوم آپکا انسے بیزار نہونا آپکے دعوی ولایت و مسیحائیت و مجددیت کو بٹہ لگائیگا جن چار سوالات کا جواب کادیانی نے غیر صریح اور دہوکہ کی آڑ میں دیا ہے۔ اور اسمیں روباہ بازی سے کام لیا ہے۔ از انجملہ سوال نمبر ۶ و ۷ ہیں جو رسالہ کے صفحہ ۲۶ میں منقول ہیں

اسکے جواب میں کادیانی نے کذب صریح سے کام لیا ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دیا۔ نمبر ۵ کے جواب میں اوس کو صفحہ ۱۰ میں کہا ہے اس سوال سے معترض کا دان کی یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ گویا اس عاجز کی کوئی پیش گوئی خلاف واقعہ نکلی ہے۔ تب واضح ہو کہ یہ فیصلہ تو آسان ہے۔ معترض پر واجب ہے کہ ایک جلسہ مقرر کرکے وہ الہام اس عاجز کا پیش کرے جو بقول اسکے نفس الہام میں قطعی نمبر کر دیا گیا ہے مجموعہ ان اس عاجز کی کوئی پیش گوئی آجتک جھوٹی نہیں نکلی بلکہ تین ہزار کے قریب اب تک سچی نکلی ہیں۔

اسکے کذب اور دھوکہ کا ازالہ اور اسکے شر سے مسلمانوں کا عاذہ

ازیں چہ بہتر۔ جلسہ میں آپ نا منظور کریں تو روزنامچہ ہی گرا لے نہ جائے ؟ جلسہ میں آنا تو آپکے لیے موت سے بدتر ہے کیونکہ آپکی قلعی کھلتی ہے جب وہیں سے جلسہ کے لیے بلایا جائیگا۔ تو آپ ایسی شروط پیش کرینگے جنسے انعقاد جلسہ دشوار بلکہ محال ہو جائے۔ یہ بات سچ نہیں تو آپ تحریری حاضری جلسہ سے اطلاع دیں ہر مقام و تاریخ مقرر کرکے آپکو بلایا جائیگا اور اس جلسہ میں مخاطبت کیا جائیگا کہ تین ہزار کہا تین بلکہ ایک بھی پیشگوئی آپکی الہامی ثابت نہیں۔ جو پیشگوئی آپنے اسوقت تک کی ہے آسمیں کذب و فریب اور دھوکہ بازی سے کام لیا ہے۔ اس امر کی تصدیق ہماری ناظرین کو ہمارے اسی کلام سے ہو جاویگی جو آپکی چند پیشگوئیوں کی نسبت ہم کر چکے ہیں۔ فاز بجملہ سوال نمبر ۵ ہے جو رسالہ ۱۲ میں منقول ہوا اور اسکا تعلق جملہ اول سے ہے جو صفحہ ۱۰ میں مندرج ہے۔ اسکے جواب میں کادیانی نے عجب کید کیا اور روباہ بازی سے پورا کام لیا۔ چنانچہ صفحہ ۶۰۰ وساوس میں کہا ہے۔ آپ جیسے نابکار مفتریوں نے انبیاء پر بھی الزام کاذبہ کے لگائے تھے۔ حضرت ابراہیم پر جھوٹ کی تہمت اور حضرت موسے و حضرت عیسے پر مال حرام کی۔ اور اس سے پہلے صفحہ ۵۹۷ میں اسکی تشریح ان الفاظ سے کی ہے۔ یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال یا افعال انبیاء سے صادر ہوئے ہیں۔ کہ جو نادانوں کی نظر میں سخت بیہودہ اور ننگ و ناموس کے منافی تھے۔ جیسا کہ حضرت موسے علیہ السلام کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لیجانا اور پھر اپنے صرف میں لانا اور حضرت مسیح کا کسی خوشہ کے گھر میں چلے جانا اور اسکا صاف کرکے جو حلال تھا جسے نہیں تھا استعمال کرنا اور اسکے لگانے سے روک نہ دینا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین مرتبہ اپنے طور پر کلام کرنا جو ظاہر میں دروغگوئی میں داخل تھا۔" آس تشریح سے کادیانی نے یہ جتایا ہے۔ کہ اللہ دیانا تی تب

طور اُف کا مال کادیانی نے لیا تھا۔ وہ بھی اسی قسم سے تھا جو بظاہر نادانوں کی نظر میں ناجائز اور برا تھا۔ مگر درحقیقت ایسی دقیق (پوشیدہ) تھا جیسے حضرت عیسے علیہ السلام کے عطیہ کو کر کو استعمال کرنے میں سست تھا۔ پھر اس سر کی تشریح یہ ہے کہ اپنے دساویں کے صفحہ ۱۰۱ میں اپنے ایک اصول بیان کیا اور کہا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ تمام حقوق پر خدا تعالے کا حق غالب ہے۔ اور ہر ایک جسم اور روح اور مال اسی کی ملک ہے۔ پھر جب انسان نافرمان ہو جاتا ہے۔ تو اسکی ملک اصل مالک کیطرف عود کرتی ہے پھر اُس مالک حقیقی کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو بلا توسط رسل نافرمانوں کے مالوں کو تلف کرے۔ اور انکی جانوں کو معرض عدم میں بھیجا دے۔ اور یا کسی رسول کے وسطہ سے یہ تبلی قہری نازل فرماوے۔ بات ایک ہی ہے۔ اسی طرح خضر کے کاموں کی مانند ہزاروں امور ہوتے ہیں جو انبیاء اور محدثین پر انکی خوبی ظاہر کیجاتی ہے۔ اور وہ ان کاموں کے پیچھے مامور کئے جاتے ہیں۔ اور انکے کاموں میں جو لوگ عجلت سے مخالفانہ دخل دیتے ہیں وہی ہیں جو ہلاک ہوتے ہیں۔"

اس کید و مکذب کے ازالہ اور مسلمانوں کا اس کے شر سے اعاذہ

حضرت ابراہیم و حضرت موسے علیہما السلام کے قول و فعل سے تو کادیانی کے فعل استعمال مال حرام کو کوئی مناسبت اور مشابہت نہیں۔ کادیانی کے استعمال مال حرام کے جواز کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔ اور حضرت ابراہیم و حضرت موسے علیہما السلام کے قول و فعل کے راست و درست ہونیکے وجوہات ظاہر ہیں۔ حضرت ابراہیم جو تین باتیں کہی تھیں (ان بتوں کو انکے بڑے نے توڑا ہے۔ یعنی اسی کا سبب ہوا۔ اسنے مجھے غصہ میں ڈالا تو میں نے اس سبب سے اسکو توڑا۔ یا یہ کہ تمہارے خیال میں یہ کہہ کر کسی نے توڑا ہے۔ یا یہ کہ اگر یہ بولتے ہیں تو اسنے توڑا ہے وعلے ہذا القیاس۔ (۲) میں بیمار ہو جاؤنگا یعنی تمہارے میلوں جانے سے گناہ کی بیماری میں مبتلا ہو جاؤنگا۔ (۳) سارہ میری بہن ہے۔ یعنے دین اور ایمان میں بہن ہے) انکے حقائق و محامل صحیحہ موجود ہیں۔ لہذا وہ حق اور درست ہیں گو واقف کی نظر میں بسبب ظاہر جھوٹ معلوم ہوتے ہیں۔ اور حضرت موسیٰ کا مصریوں کے برتن اور زیورات مستعار لیکر کام میں لانا اسلیے تھا کہ مصری حضرت موسیٰ کے حربی تھے۔ اور حضرت موسے اور انکی قوم کو سخت تکلیف پہنچاتے تھے۔ نیز علیہ السلام حربیوں اور موذیوں کا مال حضرت موسیٰ اور انکی قوم کے لیے مباح تھا۔ جس جائز ذریعہ سے وہ چاہتے لے سکتے تھے

لہ جیسے ایک تارپیڈو (جسکو مار دینا یا ایک جنگی کشتی کی تحقیق اکھاڑ دینا۔

لہٰذا ان دونو حضرات کے ان اقوال و فعل کی دست آویز سے آپ کا اپنے فعل کو جائز کرنا اور اسکو اپنی نظیر قرار دینا مسلمانوں کو ایک صاف دہوکہ دینا ہے۔ ہاں حضرت مسیح کے فعل کی وہ صورت جو آپنے بیان کی ہے وہ صورت آپکے فعل سے ملتی اور مشابہت رکھتی ہے۔ مگر اس صورت کے بیان میں بھی آپنے کذب سے کام لیا۔ پھر اس سے استدلال کرکے اپنے فعل کو صحیح کرنے سے انکو سخت دہوکہ دیا ہے۔ اور درحقیقت نہ وہ صورت واقعی صورت ہے اور نہ وہ آپ کے فعل کے جواز پر شرعی دلیل ہو سکتی ہے۔ جسکی تفصیل میں وجوہات مفصلہ ذیل سے کیجاتی ہے۔

اول۔ اناجیل اربعہ میں جو قصہ عطر بیان ہوا ہے۔ اسمیں یہ تصریح یا اشارہ کہیں پایا نہیں جاتا۔ کہ جس عورت نے وہ عطر حضرت مسیح کو ملا تھا وہ فاحشہ یعنی رنڈی یا کنچنی تھی۔ اور اسکی ساری کمائی حرام کی تھی۔ یا خاص کر وہ عطر مال حرام سے تھا جیسا کہ گادیانی نے دعوی کیا اور اسمیں افترا سے کام لیا۔ متی کی انجیل باب ۲۶۔ آیت ۷ میں ہے جسوقت یسوع شمعون کوڑہی کے گھر میں تھا۔ ایک عورت سنگ مرمر کے عطردان میں قیمتی عطر اس پاس لائی جب وہ کھانے بیٹھا اسپر ڈالا۔

ایسا ہی انجیل مرقس کے باب ۱۴۔ آیت ۳ و ۴ میں اسکو صرف ایک عورت کہا گیا ہے۔ اسکو فاحشہ اور اسکے مال کو حرام نہیں کہا گیا۔

انجیل لوقا کے باب ۱۷۔ آیت ۳۶ میں اسکو گناہگار کہا گیا ہے۔ جسکے اطلاق سے انجیل کے رو سے کوئی بشر خالی نہیں۔ زناکار یا حرام کی کمائی والے اسمیں بھی نہیں کہا گیا۔

انجیل یوحنا میں اس عورت کا نام مریم بتایا گیا ہے۔ جو حضرت مسیح کے ایک شاگرد کا نام ہے۔ اس سے معلوم[1] ہوتا ہے۔ کہ وہ فاحشہ نہ تھی۔ جسکا پیشہ حرام کاری اور اسکا مال زنا کی کمائی ہو۔ گادیانی نے اس عورت کو فاحشہ اور اسکے عطر کو حرام کی کمائی لکھنے میں افترا سے کام نہیں لیا تو وہ پہلے اس بیان کی سند بتاوے۔ پھر اس صورت کو اپنے فعل کی نظیر بناوے۔

وجہ دوم۔ یہہ کہ فرض کیا اور مان لیا۔ کہ کسی انجیل میں (جو شاید قادیان میں نازل ہوئی ہو۔ جیسا کہ قادیان میں قرآن نازل ہوا۔ جسکے حق میں اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قَرِيبًا مِنَ الْقَادِيَانِ وارد ہے) اس عورت کو فاحشہ اور اسکی تمام کمائی

[1] کیونکہ حضرت مسیح کی شاگرد عورت کا فاحشہ ہونا عادۃً ناممکن ہے۔

یا خاص کر اس عظمت کو مال حسد ہم کہا ہو۔ پھر اس انجیل کا ایسا بیان کسی تصدیق قرآن اور حدیث میں نہ ہوئی ہو۔ کیونکہ لائق اعتماد اور صحیح تصور ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ قصہ تحریف کا نتیجہ ہو۔ جیسے اس قصہ کے بیان میں اناجیل اربعہ کا اختلاف شاہد ہے۔ اور کادیانی خود اناجیل کو تحریف اور کایا پلٹ قرار دے چکا ہے۔ سہ باب میں جو اہل اسلام کا خیال و منقال ہے اسکی تفصیل تو انشاء اللہ تعالیٰ منبر ۱۰ جلد ۱۱ میں بخوبی ہو چکی ہے۔ اسمقام میں کادیانی کا اعتقاد و قول منبر ۳ جلد ۱۰ ایمان احمدیہ سے نقل کیا جاتا ہے۔

وہ آیات پر جیسا یں کو بھی نہایت توجہ سے غور کرنی چاہیے کہ خدا ئے جلیل و اندا و کامل کی کلام میں کن کن نشانیوں کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اگلی انجیل پر جو تحریف اور تبدیل ہو جانے کے ان نشانیوں سے بالکل عاری اور بے نصیب ہے بلکہ انہی نشان تو یک طرف رہے معمولی راستے اور صداقت بھی کہ جو ایک منصف عالم دانشمند متکلم کے کلام میں ہونی چاہیئے۔ انجیل کو نصیب نہیں کم بخت مخلوق پرستوں نے خدا کے کلام کو خدا کی ہدایت کو خدا کے نور کو اپنے ظلمانی خیالات سے ایسا ملا دیا کہ اب وہ کتاب بجائے رہبری کے رہزنی کا ایک بڑا ذریعہ ہے ایک عالم کو کس نے تو حید سے برگشتہ کیا جو اسی معنوی انجیل نے ایک دنیا کا کشتہ خون کیا۔ انہیں تالیفات اربعہ نے جن قبضہ قدرت کی طرف مخلوق پرست کا نفس اڑہ چلتا گیا اسی طرف ترجمہ کرنے کے وقت انکے الفاظ بھی چلتے گئے کیونکہ انسان کے الفاظ ہمیشہ اسکے خیالات کی تابع ہوتے ہیں۔ غرض انجیل کی ہمیشہ کایا پلٹ کرتے رہنے سے اب وہ کچھ اور ہی چیز ہے اور خدا ہی اسکی تعلیم موجودہ کے رو سے وہ اصلی خدا نہیں کہ جو ہمیشہ صدوث اور تولد و تجسم و موت سے پاک تھا۔ بلکہ انجیل کی تعلیم کے رو سے عیسائیوں کا خدا ایک نیا خدا ہے یا وہی خدا ہے کہ جسپر تجسم سے بہت سی مصیبتیں آئیں اور آخری حال اسکا پہلے حال سے کہ جو ازلی اور قدیم تھا بالکل بدل گیا اور ہمیشہ قیوم اور غیر متبدل رہ کر آخر کار تمام قیومی اسکی خاک میں ملائی ماسوائے اسکے عیسائیوں کے محققین کو خود اقرار ہے کہ ساری انجیل الہامی طور پر نہیں لکھی گئی بلکہ تستی ڈیرٹ نے بہت سی باتیں اسکی لوگوں سے سن سنا کر لکھی ہیں اور لوکا کی انجیل میں تو خود لوکا اقرار کرتا ہے کہ جن لوگوں نے مسیح کو دیکھا تھا ان سے دریافت کر کے میں نے لکھا ہے۔ پس اس تقریر میں خود لوکا اقراری ہے کہ اسکی انجیل الہامی نہیں کیونکہ الہام کے بعد لوگوں سے پوچھنے کی کیا حاجت تھی اسیطرح متی کا مسیح کے

شاگردوں میں سے ہونا ثابت نہیں پہر وہ نبی کیونکر ہوا۔ بہر حال [illegible] انجیلیں نہ اپنی صحت پر قائم ہیں اور نہ اپنے سب بیان کے رو سے الہامی ہیں اور اسی وجہ سے [illegible] کے واقعات میں طرح طرح کی غلطیاں پڑ گئیں اور کچہہ کا کچہہ بکہا گیا۔ غرض اس بات پر عیسائیوں کے کامل محققین کا اتفاق ہو چکا ہے کہ انجیل خالص خدا کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ پتے داری گانو کی طرح کچہہ خدا کا۔ کچہہ انسان کا ہے۔"

اس قول و اعتقاد کے ساتھ کادیانی اس صورت قصہ کو اگر وہ کسی انجیل میں پائی بہی جاے کیونکر دستاویز بنا سکتا ہے۔ اور اپنے فعل کو اسکی نظیر بنا کر اسکو کیونکر جائز کر سکتا ہے۔

وجہ سوم۔ یہہ بہی فرض کیا اور بطور فرض محال مان لیا کہ اس صورت واقعہ عطر کے بیان میں اناجیل اربعہ متفق ہیں اور انکا یہہ بیان تحریف و تصرف سے خالی ہے تو پہر بہی یہہ صورت احکام اسلام کے مقابلہ میں لائق دستاویز و تمسک نہیں ہے۔ اسلام میں صاف آ چکا ہے کہ حرام سے بچو اور حلال کہاؤ

قرآن میں ارشاد ہے ایمان والو طیبات و حلال کہاؤ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یا ایہا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم (ایضاً)
کلوا مما فی الارض حلالا طیبا (بقرہ ع ۲)
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحلال بین والحرام بین وبینہما مشتبہات لا یعلمہن کثیر من الناس فمن اتقی الشبہات استبرأ لدینہ الحدیث متفق علیہ۔ قال رسول اللہ صلعم ثمن الکلب خبیث مہر البغی خبیث رواہ مسلم مشکوٰۃ ۲۳۴
نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کسب الامۃ حتی یعلم من این ہو رواہ ابو داؤد ص ۱۲۰ ج ۲)

حلال بہی ظاہر ہے حرام بہی ظاہر اور ان کے بیچ میں ایسی مشتبہ چیزیں ہیں جنکو بہت لوگ نہیں جانتے۔ جو ان سے بچ گیا اس نے اپنے دین کو بچا لیا۔ اور آپ نے فرمایا کتے کا دام پلید ہے۔ زانیہ کی اجرت خبیث ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی کمائی (کام میں لانے) سے منع کیا ہے جبتک معلوم نہو کہ وہ کہاں سے آئی یعنے یہ معلوم نہو کہ وہ اسکو جائز ذریعہ سے ملی ہے۔

اس حکم اسلام کے مقابلہ میں کادیانی کا اپنے فعل کو جائز بنانے کے لیے اس صورت سے (اگر وہ انجیل میں آ چکی ہو اور صحیح و ثابت ہو) دستاویز کرنا اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک کب جائز ہے۔

99

کادیانی کو قرآن اور حدیث اور دین اسلام سے اپنے فعل کے جواز کی دلیل نہ ملی تو اسنے حکم اسلام کے مقابلہ میں ایسی کتابوں کی (جنکو وہ محرف وغیرہ ملفوظ سمجھتا ہے) الہجات اسمین جھوٹ ملاکر اپنی دلیل بنالی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کادیانی کسی مذہب کا پابند نہیں ہے نہ اسلام کا نہ عیسائی نہ ہندو اور نہ کسی کتاب آسمانی کی قید ہے۔ نہ قرآن و حدیث کی قید میں اور نہ انجیل کی۔ اور جس سے کام نکلے نکال لیتا ہے اور جو داؤ چلی چلالیتا ہے۔ **اپنے** اس فعل شنیع کی تصحیح اور اسکے سر عقلی کی تشریح کے لیے جو کادیانی نے **اصول** بیان کیا ہے۔ کہ نافرمان انسان کا مال اور اسکی جان اسکے ملک سے خارج ہوکر خدا کے ملک میں ہوجاتے ہیں پھر خدا جسکو (رسولوں کو خواہ کسی اور کو) چاہتا ہے انکی جان و مال کا مالک بنا دیتا ہے اور اسکا ہاتھ تلف کرا دیتا ہے۔ (جو ۱۹۰۵ء میں اسکی اصل عبارت سے منقول ہے)۔

یہ اصول ریلیجس (مذہبی) نظر سے علیحدہ **پولیٹیکل نگاہ** سے بھی غور و توجہ ناظرین کی مانگتا ہے۔ اس اصول کا حاصل یہ ہے کہ نافرمانبردار انسان کا مال اور اسکی جان صرف نافرمانی کے سبب معصوم و محفوظ نہیں رہتے۔ اور ہر شخص کے لیے اسکی جان کو دینا اور اسکے مال کو تلف کردینا جائز و روا ہوجاتا ہے۔ یہ اصول اسلام کے اور اسکے اصول و دلائل قرآن حدیث سے بالکل مخالف ہے۔ اسلام نے صرف کفر یا فسق کو کفار یا فساق کے جان و مال کو غیر معصوم اور مباح ہونے کا موجب نہیں ٹھہرایا۔ ورنہ ہوتا تو عہدی اور ذمی کافروں کا مال اور خون مباح ہوجاتا۔ حالانکہ بنصوص قرآن و حدیث کے حکم انکے مال و جان ویسے ہی مسلمانوں پر حرام ہیں جیسے مسلمانوں کے مال و جان۔ اس مسئلہ کی تفصیل دلائل ہماری رسالہ **قصاد فی مسائل الجہاد** میں ہوچکی ہے۔ اور کفر سے اتر کر نافرمانی جو فسق کہلاتی ہے اور وہ اکثر مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔ تو کسیو جہ سے بھی فساق کے مال اور جان کو مباح نہیں کرتی۔ یہ ہماری کفر سے (جو نافرمانبرداری کا اعلیٰ درجہ ہے) چھوٹی سی فسق ہے (جو اس سے کمتر درجہ کی ہے) کیونکر ہوسکتی ہے اور فاسقوں کے مال و جان صرف اسوجہ سے کہ وہ نافرمان ہیں کیونکر مسلمانوں پر مباح ہوسکتی ہیں۔ معلوم نہیں کادیانی نے یہ **طرفہ** اصول کس مذہب سے اخذ کیا ہے۔ اسلام میں تو اسکا کہیں اثر و نشان نہیں پایا جاتا۔ اس **طرفہ پر طرفہ** یہ کہ یہ اصول باوجود بے اصل ہونے اور اصول اسلام سے مخالف ہونے کادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

کیفیت سالانہ الآن کما کان۔ اس سال جو اشاعت رسالہ میں زیادہ توقف ہوا اسکے وجوہ و اسباب سرورق نمبر ۵ جلد ۴ میں بیان ہو چکے ہیں ناظرین انکو ملاحظہ فرماوینگے۔ تو امید ہے کہ بجائے شکایت شکریہ بجا لائینگے اور اس دفعہ کے مضامین کو پڑھکر سبھی کلفت انتظار کو بھول جائینگے۔ اور بے ساختہ وہ اشعار زبان پر لائینگے۔ جو نمبر ۴ جلد ۱۴ کے صفحہ آخیر میں ہیں۔ یا اسکی مثل اور۔

کادیانی کی گیدڑ بھبکی

کادیانی نے مناظرات لودہانہ۔ دہلی وغیرہ میں شکست کہائی جنکی تفصیل نمبر ۱۔ جلد ۱۴ کے اوائل میں ہو چکی ہے۔ تو اسکو اپنے بچاؤ کی تدبیر اسکے سوا کچھ نہ سوجھی۔ کہ قادیاں میں پناہ گزیں ہو کر گوشۂ خلوت اختیار کرے۔ اور اس مصرعہ پر کاربند ہو ؎ ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را۔ گو حریف اسکو گریز سمجھیں اور اس بیت کا مصداق خیال کریں ؎

زاہد نداشت تاب وصال پری رخاں گنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

مگر پھر اسکو یہ فکر و حیرت ہوئی کہ خلوت اختیار کریں تو کہائیں کہاں سے۔ کیونکہ اسکی زمین (جسکی نظر ہے وہ اپنے آپکو رئیس قادیاں سمجھتا ہے) کی سالانہ آمدنی اسکے ایک مہینے کے خرچ کے لیے بھی مکتفی نہیں ہے (چنانچہ اعادہ نمبر ۵ میں سوال نمبر ۴۸ کے نتائج میں اسکی تفصیل ہوگی) اور ایسے لوگوں کو چپ چاپ بیٹھنے سے باہر سے بھی کوڑی آنے کی امید نہیں ہوتی۔ یہ سوچکر اسنے دو تدبیریں زرکشی اور اوقات بسری کی جنسے خلوت بھی قائم رہے اور روٹی بھی ملجائے نکالیں۔ ایک تدبیر یہ کہ قادیاں میں ایک سالانہ میلہ یا بہنڈارہ مقرر کریں۔ اسکی ترغیب و تحریض کے لیے اس مضمون کے اشتہار جاری کریں کہ اس جلسہ میں ایسے انوار و برکات و آثار و آیات ظاہر ہونگے۔ جنکو حاضرین خود مشاہدہ کرلیں گے۔ اس مضمون کو سنکر اس میلہ میں اکثر عوام کالانعام جو دنیا میں حیوانات کی طرح زندگی بسر رہے ہیں۔ اور ان بھیڑوں کی مانند ہیں۔ جنمیں اگر ایک کسی چیز کی طرف منہ مارنے کو دوڑتی ہے تو اسکو دیکھکر بیسوں اسیطرف دوڑتی ہیں۔ آئینگے اور بعض خواص بھی آئینگے تو وہ نئی روشنی نئی فیشن کے ہونگے جو اسکے نیچریانہ خیالات کو پسند کرتے ہونگے۔ پس عوام کو انکے مذاق کے موافق اپنی کرامات اور جھوٹے الہامات سنائینگے۔ اور خواص کو عقلی اور نیچری تقریریں اور دلائل سنا کر دام میں لائیں گے۔ اور اس میلہ میں سو پچاس چندہ کا روپیہ خرچ کرکے سال بھر کی روٹیاں کما لینگے۔ دوسری تدبیر یہ کہ علماء وقت سے بحث و مباحثہ یک لخت چھوڑ دیں۔ اور اپنے پرانے خیالات ملحدانہ کو نئے نئے رنگ دیکر اور انکے روپ بدلکر شائع و مشتہر کرتے رہیں انمیں اگر کسی مولوی سے مخاطب ہوں۔ تو وہ بھی ایسے طور پر کہ ان کے سوال یا اعتراض کا پورا جواب نہ دیں بلکہ انکے مقابلہ میں کوئی اور ہی عوام فریب اور دلچسپ بات کہکر شائع کردیں۔ اور بحث بھی کریں تو اس طرز کی جیسے مشہور ہے کہ کسی مولوی نے ایک شخص کو کہا تہا۔ کہ بھائی تمہاری ازار ٹخنے سے نیچے لٹک رہی ہے اور یہ امر خلاف شریعت ہے۔ تو اسنے یہ جواب دیا کہ تمہارے باوا جی کے نکاح میں جو پلاؤ پکا تھا۔ اسمیں نمک کہاں برابر تھا۔ اس تدبیر سے معتقد و مرید بھی جمیں رہینگے اور نئی تصانیف کی قیمت میں نقدی بھی خوب وصول ہونگے۔ اسکی پہلی تدبیر کا اثر ۱۸۹۱ء میں تو صرف اتنا ہوا تھا کہ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کرکے میری طرف رد کرے گا۔ اب انصاف سے دیکھین کہ نہ کوئی انسان اپنے حیات پر اعتماد کرسکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کی نسبت دعوی کرسکتا ہے کہ وہ فلان وقت تک زندہ رہیگا اور یا فلان وقت تک مرجائیگا۔ مگر میری اس پیشگوئی مین نہ ایک بلکہ چھ دعوی ہین اوّل نکاح کیوقت تک میرا زندہ رہنا اور پھر نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا اور پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا۔ جو تین برس تک نہین ہو چکے گا۔ پھر اسکے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا۔ پھر اُسوقت تک کہ مین اس سے نکاح کرون اُس لڑکی کا زندہ رہنا۔ پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسمون کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اسکے اقارب کے میرے نکاح مین آجانا۔ اب آپ ایمانا کہین کہ کیا یہ باتین انسان کے اختیار مین ہین اور زندہ اپنے دلکو تھام کر سوچ لین کہ کیا ایسی پیشگوئی اُسکی سچی ہوجانے کی حالت مین انسان کا فعل ہوسکتا ہے پھر اگر اس پیشگوئی پر جو لڑکی کے باپ کے متعلق ہے جو ۱۰ ستمبر ۹۲ء کو پوری ہوگئی ایمان دل نہین لاتا تو آپ اشاعۃ السنہ مین ایک شرط ہمارے حسب اپنے اقرار کے دیدین کہ اگر یہ دوسری پیشگوئیان بھی پوری ہوگئین تو مین اپنے ظنون باطلہ سے توبہ کرونگا۔ اور دعوی مین سچا سمجھ لونگا اور ساتھ اسکو خدا تعالی سے ڈر کر یہ بھی اقرار کردین گے ایک تو اُنمین سے پوری ہوگئی اور اگر اس پیشگوئی کے پورا ہوجانیکا آپکے دل پر زیادہ اثر نہ ہو تو اسقدر تو ضرور چاہیے کہ جب تک خیر ظاہر نہ ہو کف لسان اختیار کرین جب ایک پیشگوئی پوری ہوگئی تو اسکی کچھ تو ہیبت آپکے دل پر جا ٹھہرے آپ تو میری ہلاکت کے منتظر اور میری رسوائی کے دنون کے انتظار مین ہین اور خدا تعالی میری دعوی کی سچائی پر نشان ظاہر کرتا ہے۔ اگر آپ اب بھی نہ مانین تو میرا آپ پر کیا زور ہے۔ لیکن ہا دیکھین کہ انسان اپنے اوائل ایام انکار مین باعث کسی شتابہ کے معذور ٹھہر سکتا ہے نشان دیکھنے پر ہرگز معذور نہین ٹھہر سکتا۔ کیا یہ پیشگوئی جو پوری ہوگئی کوئی ایسا اتفاقی امر ہے جسکی خدا تعالیٰ

مرکر کسی نے یہ نہین کہا کہ خدا کے سوا اور اللہ کے ایک دعا کی تائید مین خود بخود یہ پیشگوئی دو مہینہ کے اندر پوری ہوگئی کیا اب بھی کوئی کاذب کی علامت باقی رہی ہے کہ یہ چیز اُنمین کہ بھی پائی جاوے۔ پھر اگر اب بھی مولوی صاحب کو انصاف کا خیال نہ آوے تو ہم کیا کرسکتے ہین ہم تو خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈرتے ہین کہ کہین ایسا نہ ہو کہ اسکے غضب سے ہمارا حشر بھی ان لوگون کی طرح ہو جو اسکی تعلیم کو چھوڑ کر ہلاک ہوگئے اور مولوی صاحب کو چاہیے کہ اپنی زبان کو بند کرین۔ خدا تعالیٰ کا غضب آپ کے غضب سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و امنتم۔ والسلام علی من اتبع الھدی و ما استکبر و عالی۔ (الراقم عاجز عبدالحمید احمد

صاحب باجواب خطوط نہ لکھنے والوں کی فہرست میں آپکا نمبر ۲ ہے توجہ فرماویں ۔

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر نہم بہت دوازدہم — جلد پانزدہم

معہ

ضمیمہ مشتمل بر مسائل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ماہ ۹ تا ۱۲ سال ۱۹۰۲ء

شرح قیمت سال ضمیمہ بدستور

خط و کتابت و سال زر مہتمم کے نام سے بٹالہ ضلع گورداسپور کرنا سے ہونی چاہیئے ابوسعید محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنۃ

اشاعۃ السنۃ پر اعتراض دشنام دہی کا جواب

کادیانی کے ایک حواری ایڈیٹر نامی سے لکھتے ہیں کہ جو الفاظ کافر دجال وکذاب بجی کادیانی لکھے جاتے ہیں یہ گالیاں ہیں باایں ہمہ جو ہم اشاعۃ السنۃ کی بابت دیتے ہیں وہ کیونکر دشنامیں ہیں گالیاں سنتے ہیں اور گالیاں دینے والوں کو کچھ جواب دیا کرتے ہیں"

(۲) بعض مسلمان جو کادیانی کے مسئلہ نہیں کہلاتے پر نسبی روشنی سے تہذیب کے بدی ہیں وہ ان الفاظ کو بجی کادیانی خلاف تہذیب قرار دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ گو کادیانی ان الفاظ کا مستحق ہے مگر بحکم تہذیب ان الفاظ کو اسکے حق میں استعمال کرنا مناسب نہیں ہے ۔

(۳) بعض مسلمان کہلانے والے ان سے بھی متاہل ہیں وہ کادیانی کے اقوال و مقامات کفر کہنے کادیانی کو ان الفاظ کا مستحق و مماثل نہیں سمجھتے ۔ اور اسکو برا نہیں کہتے ان کا مقولہ ہے کہ ہم کسی کلمہ گو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے اور غازیں قبلہ کیطرف منہ کرنے والے کو کافر نہیں کہتے اس سے حدیث میں ممانعت آچکی ہے ۔

الجواب

پہلے صاحب کے اعتراض کا جواب تو ہم نے اوپر لکھ دیا ہے دوسرے صاحب کے جواب میں ہم نذر بخط عرض کرتے ہیں ۔ انہوں نے ۔ کہ تسلیم کیا تو پھر ہم پہلے سے مضاف چاہتے کی غرض سے اسکو اپنے رسالہ میں چھاپ دینگے

فہرست مضامین ہذا بترتیب اوراق
۱۲ جلد ۱۵ ۔
(۱) اشاعۃ السنۃ پر عمومی اعتراض دشنام دہی کا جواب ۔
(۲) باقید ان اشاعۃ السنۃ کی فہرست کی تمہید اور جواب خطوط نقاضا نہ دینے والوں کی فہرست
(۳) اشاعۃ السنۃ میں ایک تبدیلی آگہانی (لائق ملاحظہ مخالفین و موافقین کادیانی)
(۴) کادیانی کی تازہ دروغگوئی
(۱) اسکی یہ دروغگوئی کہ صاحب اشاعۃ السنۃ نے میری دعوت بالبداہۃ بجواب تفسیر کا مطالبہ و عدہ وجہ نہیں دیا ۔
(۲) اسکی یہ دروغگوئی کہ صاحب اشاعۃ السنۃ نے مباحثہ لدھیانہ میں پادریوں کی خفیہ مدد دی ۔
(۳) اسکی یہ دروغگوئی کہ صاحب اشاعۃ السنۃ نے بیعنہ کادیانی کا مقتدہ چھاپ دیا ۔
(۴) اسکی یہ دروغگوئی کہ اسکو کچھ نشان آسمانی نہیں دکھائی گئے ۔
(۵) اسکی یہ دروغگوئی جو مولوی عبداللہ اہل حدیث پشاوری کی بابت کی ہے

مطبوعہ اسلامی پریس لاہور پنجاب

کی توہین کی گئی ہے۔ اور قرآن کی فصاحت بلاغت پر سخت سخت حملے کئے گئے ہیں۔ پادریوں کے مقابلہ کے لئے مستعد کر دیا۔ اور اس رسالہ کے اصل مقصود فصاحت کو (جو کادیانی کے تمام دعاوی میں کبھی نہیں ٹھہرتی) اپنے آپ کو بچانے کی غرض سے اصل بحث اسی فصاحت بلاغت قرآن سے پادری کو انکار کرنے کو تیار دیکھ اس عنوان سے پادری کو پبلشنگ (تحدی و طلب معارضہ و مقابلہ) کیا کہ آپ پہلے ہمارے رسالہ نور الحق حصہ اول میں چھپے ہوئے اعتراض غربی عبارت کلمہ پر قرآن کی فصاحت و بلاغت پر معترض ہوا تھا کادیانی نے اپنے مضامین میں کوئی اصل بحث نہیں دیا اس عنوان کو بھی اس سے غافل ہو کر ہر ایک ایسی بحث کی طرف (جس کو وہ بالاتفاق بعد دردی دور سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں اور ہمیں قرآن کی مدد کرنا ہمارا ایمان سمجھتے ہیں) متوجہ کر کے پادری کے مقابلہ کیلئے اشتعال دیدیا۔ اور اس طرفہ تر یہ کہ انکے اس اشتعال کو ایک مسلمان جاشق حدیث و قرآن مدت العمری خادم اسلام۔ دائمی مخالف مقابل مخالفین اسلام سے خاکسار مایۂ ناز کی طرف سے ایک مستعد کر دیا کہ پادری نے جو دین اسلام اور قرآن کی توہین کی ہے اسکے مقابلہ میں اس شخص (خاکسار مایۂ ناز) کی تحسین و تعریف کی ہے اور اس سے یہ بات نکالی اور دعا دی ہے کہ یہ شخص اس توہین وطعن اسلام و قرآن میں پادریوں کو پردہ مدد دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ پادری نے پیغمبر و قرآن کی توہین کے ساتھ اسکی تعریف کی ہے اور بنا بر اس ظن فاسد و اتہام کاسد یہ ہی لکھا کہ وہ شخص ہی اس رسالہ کی نظیر لکھے تو پاخیر اور یہ انعام لے۔" اس اشتہار کا ایک پرچہ بذریعہ رجسٹری خاص خاکسار کے پاس بھیجا جسکا مضمون یہ ہے کہ اگر ابو سعید محمد حسین نے رسالہ نور الحق کے خلاف میں کچھ لکھا تو یہ کہا جائیگا کہ وہ پادریوں کا مددگار ہوا۔ اور اگر وہ کچھ نہ بولا تو پھر کہا جائیگا کہ اگر وہ ہمکو ناحق پر اور اپنے آپ کو حق پر جانتا ہے تو ہمارا مقابلہ کیوں نہیں کرتا جس سے اسکی علت غائی اور آخری غرض یہ ہے کہ جو عقل کے اندھے گانٹھ کے پورے نام کے مسلمان اسکے دام میں پھنسے ہوئے ہیں وہ پھنسے رہیں اور جو ہنوز اسکے دام فریب میں نہیں آئے اور وہ اشاعۃ السنۃ میں کادیانی اور دیگر مخالفین کا اسلام کا رد دیکھکر اسکے ایڈیٹر سے حسن عقیدت رکھتے ہیں وہ اس سے بد اعتقاد ہو کر کادیانی کے دام میں آپھنسیں مگر حکم آیۃ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَائِنِیْنَ۔ یعنے خدا تعالیٰ نے خائنوں (چوروں) کے مکر میں کو رہبر نہیں لاتا خدا تعالیٰ نے اس مضمون سے کادیانی کا بھانڈا پھوڑ دیا اور اسکی غرض فاسد کو توڑ دیا۔ خاکسار نے رسالہ نور الحق سے مطلق تعرض نہ کیا و معہذا یہ ثابت کر دیا کہ کادیانی نے جو کچھ اس اشتہار میں لکھا ہے اسمیں کذب و مغالطہ سے کام لیا اور اس سے اپنے دجال ہونیکا ثبوت دیا ہے اور یہ مدلل کر دیا کہ فصاحت قرآن کی متعلق پادری نے اس رسالہ میں جو اس بے ادبانہ گستاخانہ جملہ کا واہ رے تیری فصاحت جو اس رسالہ کے ۱۴ طرح اعتراض نہیں کیا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ ھٰذَآ (الانفال ۴۶) یعنے ہمنے آیات قرآن کو سنا ہم چاہیں تو ایسے کہ ڈالیں۔ لہذا اس گستاخی کا جواب وہ نہیں ہے جو کادیانی نے دیا ہے بلکہ اسکا جواب وہ ہے جو اشاعۃ السنۃ کے اس مضمون نمبر ۴ میں ادا ہوا ہے اور اس خاکسار کے متعلق پادری نے اس رسالہ کے صفحہ ۴ میں صرف اسقدر کہا ہے کہ ایک بڑا فتوائے آجکل میری نظر سے گذرا جو مولوی محمد حسین بٹالوی نے بڑی محنت اور جانفشانی سے بہ نیت خیر خواہی اسلام مرتب کیا۔ اور علماء ہند و ستان پنجاب سے اسپر دستخط اور مہریں کرائے جواب دیا ہے۔ اور صفحہ ۴ میں صرف یہ لکھا ہے

105

مرزا صاحب کے ان سب دعووں (دعوے الہام دعوے نبوت وغیرہ کفریات اور دلائل کا بطلان ہمیں کے ذمہ نہاد سہو محمد حسین وغیرہ نے فتوے کفر دیئے کرایا ہے۔ اور لفظ ۱۵ میں صرف اتنا لکھا ہے کہ انجینئر کاریانی کو) نکیم نورالدین اور نظام دین تبلیغ صاحب اور مولوی محمد حسن صاحب کر دیں۔ انا انجام آتھم۔ یہ دعوے ناک ہر کہ کسی مسلمان نے جو مرزا کو زکیا (انشمندی سے ندیکے موافق کام کیا اور محمد حسین بٹالوی تحسین کے لائق ہیں اور دیگر مرزا صاحب کے سلام میں شریک ہیں اپنی مذہب اور عقل سلیم کے خلاف کام کرتے ہیں۔ ان تین مواضع کے سوا اس رسالہ میں اس فاکسار کا نہ کچھ نام ہے نہ کوئی تعریف و تحسین۔ ان تین مقامون میں دو جگہ تو یادری سے فاکسار کا نام خطاب لفظ مولوی کے ساتھ ذکر کیا ہے جیسے ساتھ لفظ صاحب نہیں لگایا جیسا کہ جا بجا مرزا اور اسکے حواری غلام قادر و محمد حسین کے ساتھ یہ لفظ صاحب لگا یا ہے میرا بگ لفظ مولوی ہی اڑا دیا اور صرف محمد حسین بٹالوی کے لفظ سے یاد فرمایا۔ اس سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ پادری کے نظر میں اس عاجز کی کہاں تک وقعت ہے؟ اور خامات نمبر ۱ کردہ میں سے پہلے اور تیسری جگہ جو فاکسار کی تعریف یا تحسین کی ہے وہ کاریانی کے مقابلہ میں ہے؟ اور اسکے کفریات کو رد کرنے اور اور پر کفر کا فتوی لگانے کی وجہ سے ہی ہے؟ یا طعن در تہین اسلام و آنحضرت علیہ السلام کے مقابلہ میں؟

جس شخص میں ایک ذرہ فہم و فراست و حیا و انصاف ہوگا وہ اس تعریف کو ہرگز بمقابل اسلام کہیگا بلکہ بمقابل دجال کاریانی اور اسکے اتباع نافرجام۔ کاریانی نے جو اس تعریف و تحسین کو اسلام و قرآن کے مقابلہ میں قرار دیکر مسلمانوں کو یہ جتایا ہے کہ یادری کے آنحضرت کی توہین اور مولوی کی تعریف کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ مولوی یادری کا دوست ہے اور وہ اسلام کا مدگار یہ ایک بالکل اوبے ایمانی اور براہ حیائی کے ساتھ چہرہ ﷺ کا سین کو کاریانی نے اپنی پیر و مرشد ہم الکفر والکفر شیطان کو بھی مات کر دیا ہے اور یہ کام کاریانی ہی کے اس شریفانہ و مہذبانہ اصول کی شہادت ہے جو آئینہ کاریانی کے صفحہ (۲۹۲) میں بیان ہوا ہے اور وہ اس رسالہ کے صفحہ (۲۱۲) میں منقول ہوا ہے۔ کسی متقی و حلال زادے کا کام نہیں ہے یہ اس تفصیل کا کسیقدر خلاصہ ہے۔ ناظرین اصل تفصیل کو ملاحظہ کریں گے تو اسے کمال حظ اٹھائینگے

(۵)

کاریانی کے دعوے مہدیت کی حقیقت

(گورنمنٹ نوٹس اپیل)

اس مضمون میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسوقت جو کاریانی نے مہدی ہونیکا دعوے کیا ہے اور اسکو ثبوت میں جو آیت و پیشگوئی رمضان گذشتہ کے چاند و سورج گرہن کو پیش کیا ہے ایسی اسنے خدا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کیا ہے اس مضمون کی نہ قرآن میں کوئی آیت ہے اور نہ آنحضرت ﷺ کی کوئی حدیث۔ اور گذشتہ رمضان کا گرہن عادت کے موافق ہوا ہے نہ بطور خرق عادت کاریانی کی اس تازہ جرات پر کاریانی اب ہماری اس تسلی و اطمینان کا کل نہیں راجو ریویو براہین احمدیہ مندرجہ نمبر جلد ۵ صفحہ (۱۹۳) میں ہم گورنمنٹ کو دے چکے ہیں اب اسنے کچھ اور ہی رنگ پکڑا ہے جو پولیٹیکل کا اندیشہ کا محل ہے۔ لہٰذا اب اس اطمینان دستی کی کو ہم گورنمنٹ سے واپس طلب کرتے ہیں۔

یہ چند مضامین ہیں جو جلد شائع ہوں گے اشاعت السنۃ مع مختصر شائع ہونگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

اور دو مضامین آئینہ اشاعۃ السنۃ سے علیحدہ بطور مستقل رسائل شائع کئے جائینگے وہ سعد دو محظوظ نہیں ہیں کہ کچھ کہہ کر اس کا رد کیا جائیگا۔ اسکا جواب اتنا فوقتاً اوہم سے شائع ہوتا رہیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ سردست جن مضامین کے اشاعۃ السنۃ کے نمبر مذکور سے خاطر ہو انکی فہرست ناظرین و مشتاقین کے مطلع کے لئے نیچے درج کیا جاتا ہے۔ وہ مضامین یہ ہیں۔ تو ضیح۔ ۲ رسالہ کادیانی پر جدا گانہ ریویو جو میں ان رسائل ثلثہ خصوصاً رسالہ کادیانی کے ایک ایک جملہ کے کذابت و دسائس کے تفصیل وار کی انشاء اللہ تعالیٰ (۴) بقیہ مباحثہ لودہانہ (۵) درخش کادیانی و رشتان کادیانی (۶) بقیہ کادیانی کے پردہ دری (۷) بشیر (۸) اعازہ رحمانی نجوساوس کادیانی دوگیدہ براہ مضمون مذکور (۹) تنذیر کادیانی کے حقیقت پر (۱۰) اپنی بلاد تصانیف دین کادیانی کی مخلصانہ بیانی (۹) اکاذیب جملہ تصانیف کادیانی۔ (۱۰) سکائد و مغالطات جملہ تالیفات کادیانی (۱۱) تصانیف کادیانی کی فہرست گرانی کی فہرست (۱۲) ریویو براہین احمدیہ پر ریویو وغیرہ گران مضامین کے مستقل رسائل کے طور پر اشاعت کیلئے یہ شرط ہو کہ جامیان اسلام خریداری رسائل مذکورہ کر دہ خواستین دفتر اشاعۃ السنۃ میں بھیجدیں کم سو کم ایسا درخواست آنے پر یہ اشاعت شروع ہو جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ دجال کادیانی کی اتباع عین سے ایک ایسا شخص تین سو روپیہ قیمت کا سو دو سو رسالہ خرید کر اس سبیل الطاغوت وقف کر دیتا ہے جس سے اسکا مذہب باطل کی اشاعت ہو رہی ہے مسلمان کے سب اگر ایک ایک کادیانی نہ خرید سکینگے تو پھر تفصیل کادیانی کا خاتمہ ہو گا۔ اور کادیانی کا مذہب باطل دنیا میں پھیل جائیگا۔ عیاذاً باللہ۔ پھر غریب تا توان مسلمانوں پر جو انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے اور شامل شہور مسلمانان ہو کر گو مسلمانی و کتاب بعد مرثیہ پڑھنے کے کچھ نہ ہو سکیگا۔ دنیا میں کادیانی کے شائع اور اسلام کو خاموش نیز شرق و غرب میں پہنچے ہیں تو خریداری کی درخواستیں جلد ارسال کریں ورنہ اس نوکری سے مؤلف اشاعۃ السنۃ کا استعفا قبول فرماویں۔ اسصورت میں مؤلف اشاعۃ السنۃ آخر الذکر مضامین دو اڑدہ گانہ یا آئندہ کفریات کادیانی میں کوئی مستقل سلسلہ نکالیگا مگر اس سے کادیانی صاحب خوش نہ ہوویں کیونکہ اجمالی خدمت گذاری کے لئے اور انکے کفریات و مغالطات پر مکمل یلغار کرنے اور مختصر نوٹ دینے کے لئے اشاعۃ السنۃ میں جگہ رہی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ و تقدس اشاعۃ السنۃ جبتک زندہ رہیگا کادیانی کا پیچھا نہ چھوڑیگا۔ اگر سکا سلسلہ کفریات جاری رہا۔

بقیہ فہرست مضامین نمبر ۹ بغایت ۱۲ جو صفحہ اول میں شروع ہوئی تھی۔

بقیہ صفحہ ۱ ضمن نمبر ۴ (د) سلاطین بیگل کادیانی کی رد، مغلوبان (۱) (ب) اس پیشگوئی کی اسلام کے حقانیت پر دلیل اسکی اور مغلوبی کا تمام سنہ علاوہ اور جگہ کے (ج) اس پیشگوئی کو وقوع ہوا اور اندہ نہ ہونے کے دعوے اسکے ناحقیت اور اسکی مخالف ہر کے باطل ثابت (د

انشاء اللہ تعالیٰ اسی مضمون میں ایک اور جواب عرض کرتے ہیں تاہم ذیل جواب انکی یاد سے معترضین کی اطمینان کا موجب ہو۔

وہ یہ ہے:۔ **کادیانی** کے حق میں یہ استفادہ کا بیان نہیں بلکہ اس شرعی فتوی پر عمل کرنے کا بیان ہے جو باتفاق علماء ہندوستان و پنجاب اس پر لگایا گیا ہے اور شرعی فتوی پر عمل کرنا بیان ہے اور ایک امر واقعی کا بیان ہو جسکا کادیانی بھی گا بیان نہیں سمجھتا (ازالہ کادیانی صفحہ ۱۳۱ سے صفحہ ۱۳۷ تک ملاحظہ ہو بحوالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۱۴ میں صفحہ ۱۰ وغیرہ میں منقول ہے) مان کا بیان وہ میں جو کادیانی کے ہر ایک تصنیف میں بحق نہاکسار اور دیگر علماء زمانہ اور بلکہ بحق اسلاف و جملہ سلف خلف صفاء کبار پائی جاتی ہیں۔ اور وہ صرف کادیانی کے ذاتی خیال (نفسانیت) بدگوئی کی قدیم عادت سوءاتی میں معترض صاحب کو زبان کا بیان انکی تصانیف میں نظر آوے تو وہ ہمکو اجازت دیں ہم آئندہ پرچہ میں ان کا بیان کی فہرست پیش کریں گے۔ اور انکی چند شہادتیں ہمارے رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۴ کے صفحہ ۱۰ وغیرہ میں اور اس مضمون میں بھی وہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں +

دوسرے **حضرات** کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ خود انصاف سے اور اپنے کانشنس (نور فراست ایمان) سے کام لیکر فرماویں کہ **حجج البیان** کادیانی نے اپنے ازالہ کے **صفحہ ۶۶۸** میں رسول اور نبی کی جو حکم دل شیطان کا عمل ہے کر کے چار سو نبیوں کو جھوٹا قرار دیا اور بدست آویز تقلید ایک نقل مسئلہ کی جو کسی مسلمان کو اخماد کرنا حلال نہیں جان کہدیا ہو کہ وہ سب نبی ایک فتح کی پیشگوئی میں جھوٹے نکلے۔ اور اسکے **صفحہ ۳۰۷** میں حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کو از قسم شعبدہ بازی و اہو لعب و عمل سحر بیان کیا ہو۔ صفحہ ۳۰۹ میں جان کہدیا ہو کہ اگر یہ عاجز (خود حضرت دجال) اس عمل کو کرے تو وہ فضائل **نصرت** نہ سمجھا جاوے تو ان امجد نبیوں میں ان مریم سے کم نہ رہتا۔ اور اسکے صفحہ ۳۱۰ و ۳۱۱ میں اس عمل کے حقیقت [illegible] تو میں ان الفاظ کی ہے کہ اس عمل سحر پر مرکا ایک بڑا **خاصہ** یہ ہو کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغول میں ڈالے وہ اپنی روحانی طاقتوں **میں نکما** ہو جاتا ہے اور **امر تنویر باطن** اور ترکیہ نفس اسکے ہاتھ سے **کم انجام** پذیر ہوتا ہے یہی وجہ ہو کہ حضرت مسیح [illegible] ہمارے دین کو اس عمل کے ذریعہ سے اپھانے رہے مگر **ہدایت** اور **توحید** اور **استقامت** کے کام نکما کامل طور پر زمین میں قایم کرنیکے بارے میں انکا **نمبر** ایسا کم درجہ کا رہا کہ ترتیب قریب **ناکام** کے رہے۔ (ان دونوں عبارتوں میں الفاظ حسیل ملاحظہ ناظرین و معترضین کے لائق ہیں۔ انمیں کسی صریح توہین ایک جلیل الشان پیغمبر کی بابت ہے نعوذ باللہ من ذلک ھذا لا ھانۃ) اور بجناب **سرور کائنات** کی توہین بذیل ازالہ کے صفحہ ۶۹۱ میں اس پیرایہ سے ان الفاظ سے کی ہے کہ اگر حضرت پر ان یاجوج و دجال کی اور اسکے کہنے کی اور یاجوج ماجوج کی اور دابۃ الارض کی اصلی اور کہانی ہے حقیقت نہیں کہلی تو پھر تعجب کی بات نہیں" اور اسکے مقابلہ میں بانی اس تقریر فیمن کہ میں ان چیزوں کی حقیقت بخوبی جانتا ہوں اور سمجھ چکا ہوں کہ "ابن مریم سے مراد خود مرد ہیں اور دجال سے دنیا دار یا دہری لوگ۔ اور دجال کے گدھے سے ریل گاڑی اور یاجوج ماجوج سے روم و روس اور دابۃ الارض سے بے عمل مولوی لوگ مراد ہیں" کہی کتابیں کہا کہ ڈالیں یہ ایک ایسی توہین ہے کہ آنحضرت کی ہتک پر ایک سخت اعتراض اور دہریہ ملحد ہے کہ جو ایسی آنحضرت کو لوگوں کو بلا رد و تعاقب کہا تے اور ہنسا تے تھے۔ انکی حقیقت خود سمجھتے تھے۔ یہ اس کہنے کے برابر ہے کہ وہ نبی نہ تھے اور آنحضرت کی **ختم نبوت** کو **توضیح مرام** کے صفحہ ۱۰ میں ان الفاظ سے کیا ہے کہ "من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے

ازالہ کے صفحہ ۶۷۳ میں آپ کی بشارت بنوت کو جو انجیل میں آئی ہے جسکی قرآن کی اس آیت میں خبر ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد آپ نے جہیں اپنے اوپر لگالیا ہے۔ اور یہ صاف کہدیا ہے کہ ہمارے حضرت نقطہ احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنے جلال جمال دونوں ہیں لیکن آخری زمانہ میں بروز مثیل عیسوی مجموعہ احمد جامعہ اپنے اندر حقیقت عیسوی رکھتا ہے۔ (یعنے ذات و جالیت صفات کمالیہ یانی) ہیجا گیا ہے اور ازالہ کے صفحہ ۵۳۳ میں صاف کہدیا ہے کہ خدا تعالے نے اس عاجز کا نام انتی بھی رکھا ہی تھی۔ اور رسالہ شہادۃ القرآن میں اپنے آپکو آیت اذا الرسل اقتت (جسکے معنے میں سوال وقت مقرر پر لائے جاویں گے) کا مصداق بنایا ہے اور ازالہ کے صفحہ ۶۷۰ میں آنحضرت کی بیعنی فتح مکہ کی ان الفاظ سے توہین کی ہے کہ فتح مکہ کچھ چیز نہیں اور اسکے صفحہ ۶۷۰ میں تمام صحابہ و تابعین و علماء مسلمین کی یہ کہکر توہین کی کہ انہوں نے اس فتح کے معنے نہیں سمجھے اور اسکے صفحہ ۶۷۰ و ۶۷۱ میں تمام مفسرین صحابہ و تابعین وغیرہ کو ان الفاظ سے گالیاں دی ہیں کہ انہوں نے لفظ توفی جسکے معنے رفع کے معنے مراد قرار دینے میں اجماع کا دعوی کیا ہے کام لیا ہے۔ اور اسکے صفحہ ۹۵۰ میں تمام مسلمین صحابہ و تابعین و ائمہ مفسرین و مجتہدین کی (جو حضرت مسیح کی حیوۃ اجماعی ہونے و نزول بالجسد وغیرہ کو ظاہری معنے مراد سمجھتے ہیں) ترجیح تکفیری الفاظ سے کی ہے کہ ان عقیدوں کی نسبت یہ عقیدہ صحیح انکار اور سخت ایمانی ہے اور اپنے اشتہار ۱۲ مئی ۹۱ء میں (جسکی اصل عبارت نقد تکفیر کا دعوی کے صفحہ ۱۷ میں منقول ہے) حضرت مسیح کی زندگی کے منکر کو شرک کا ستون قرار دیکر تمام گذشتہ علماء کو جنمیں صحابہ و تابعین بھی داخل شامل ہیں مشرک مخلد جہنم بنایا ہے وعلی ہذا القیاس المسیحا التہمین اور ان کفریات و توہمات کے مقابلہ میں علماء ہند و پنجاب نے کاذب دجال و کذاب کہا تو کیا خلاف تہذیب کیا؟ کیا تہذیب اسی کا نام ہے کہ ایک شخص بریالا ٹیلے پر کھڑا ہو کر ایک نقارہ جانہ بین لیکر مسیحیوں کو جھوٹا کہے انکے معجزات کو سحر یا زمہ قرار دیکر اسمیں انکی ہمسری کا دعوی کرے۔ ان کو ہدایت کے کام میں نکما اور اوھورا کہے انکو تبلیغی و دینی امور کے منصب سے جاہل قرار دیکر ان امور کے علم میں اپنی فوقیت کا دعوی کرے اور جہاں کے مسلمانوں (صحابہ تابعین و ائمہ محدثین) کو کافر و مشرک کہے پھر مسلمان اسکے مرنہ کو دیکھا کریں اسکو بالمقابلہ کاذب دجال و کذاب نہ کہیں بلکہ قبلہ کعبہ جناب حضرت اقدس مرزا صاحب کہکر یاد کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ ہر ایک مجلس میں کہیں کہ مرزا صاحب نے فلاں مسئلہ غلط کہا ہے یا ایسا نہیں کہا۔ ربس۔ اور اس سے زیادہ کوئی لفظ خلاف تعظیم زبان پر نہ لاویں تہیں ہر گز نہیں کافروں کو کافر دینا کفر ہے بلکہ اس سے سخت الفاظ کے ساتھ یاد کیا ہے جسکو خود مرزا قادیانی نے اپنی انہی کتاب کے صفحہ ۱۱۱ وغیرہ میں نقل کیا ہے اور بعض کافروں کو انکا نام لیکر برا کہا ہے اس امر کو وہ حضرات خلاف تہذیب جانتے ہیں تو وہ اس تہذیب پر خاک ڈالکر ہمیشہ ایمانیوں کی فکر کریں ایسا نہ ہو کہ وہ حضرات تہذیب کا زمانہ ہوتے ہوتے مایمان کو گھر بیٹھیں جیسا اسلامی چھوت کر کے آپ ہو جائیں تیسرے حضرات کیونکر ہمیں ناصحانہ التماس ہے کہ آپ جن کاذبانہ کافرانہ دجالانہ مرزا قادیانی کے ان کفریات کو سنکر اور انکی کتابوں میں دیکھکر یا دیکھنے پر قادر ہو کر برا نہ سمجھنا اپنے ایمان اسلام کو سلامت کرنا ہے۔

مومن و مسلمان بننے کے لئے قرآن و حدیث نے یہ شرط لازمی ٹھہرادی ہے کہ اسلام کے مخالف عقائد کو کفر سمجھیں اور انکے قائل و معتقد کو برا جانیں اور اسکے انکار کریں۔ زبان سے کچھ نہ کہہ سکیں تو دل ہی میں اسکی برائی کا اعتقاد رکھیں۔ یہی

محمد

نہ ہو تو بہرائی کے برابر ایمان نہیں رہتا۔

ایک آیت میں ارشاد ہے جو طاغوت (گمراہ و سرکش) سے کفر یعنی انکار کیا۔ اور وہ خدا پر ایمان لایا اس نے مضبوط رسی کو

فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لہا (البقرۃ ۲۵۶) پکڑا جو کبھی ٹوٹنے

وقد امروا ان یکفروا بہ (النساء ۶۰) والا نہیں۔ ایک اور آیت میں ارشاد ہوا کہ انکو حکم ہوا ہے طاغوت سے کفر انکار کریں۔

ایک آیت میں حضرت ابراہیم کا اور انکے ساتھ والوں کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے کفار کو کہا کہ ہم نے تم سے اور تمہارے

کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ (ممتحنہ ۴) باطل معبودوں سے کفر یعنے انکار کیا۔

ایک حدیث میں ہے اپنے بھائی کو خبیث بری بات یکدودہ سکرہ کہہ کر ہلاک سے ہلاک دے۔ یہ نہ ہو سکے تو زبان سے اسپر انکار

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ ولیس وراء ذلک جبۃ خردل من الایمان (مشکوۃ)

متوجہ کرے۔ اور برا سمجھے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے برا جانے۔ یہ بھی نہ کرے گا تو رائی برابر ایمان نہ رہے گا +

ان حضرات کا یہ خیال کہ تارک کا ریائی مسلمان دین کا کلمہ پڑھتا ہے انکے قبلہ کیطرف نماز پڑھتا ہے اور یہ کہنا کلمہ گو اہل قبلہ کی تکفیر سے حدیث میں مانعت آچکی ہو اور واقعی ہے یہ بھی

اسحدیث کے یہ معنے ہیں کہ مسلمان کلمہ گو اہل قبلہ کو کسی عمل نیک کے ترک کرنے یا کسی عمل گناہ کے مرتکب ہونے سے کافر

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث من اصل الایمان الکف عمن قال لا الہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام بعمل (الحدیث مشکوۃ) نہ کہا جائے۔ جیسا کہ خوارج کہتے ہیں۔ چنانچہ دوسری حدیث میں یہ تشریح ہو چکی ہے جسمیں یہ ارشاد ہے۔ تین چیزیں اسلام کی جڑ ہیں۔ اول لا الہ الا اللہ کہنے والے کی تکفیر سے رکے رہنا۔ کسی عمل (یعنے جو کفر نہو) کے سبب اسکو قتل نہ کرو۔ اور نہ دائرہ اسلام سے نکالو۔ الخ آخر حدیث۔

اسحدیث کے یہ معنے نہیں ہیں کہ کلمہ پڑھکر اور قبلہ کیطرف منہ کرکے جو کچھ کوئی کفر کرے مثلاً بیشک کرکے گائے دے یا کسی حکم قطعی و اعتقادی اسلامی سے انکار کرے۔ یا بیشک دعوی کرے جیسا کا ریانی کر رہا ہے تو بیشک اسکو کافر نہ کہو۔ اس حدیث کے یہ معنی سمجھنے تو درکنار مخالفت کے زمانہ میں مخالفین کو جو کلمہ پڑھتے تھے اور قبلہ کیطرف سر منہ کرکے نمازیں ادا کرتے تھے کافر کہا جاتا۔ حالانکہ قرآن نے انکو صاف کافر کہا ہے۔ اور اس کلمہ پڑھنے کے دعوی میں انکو جھوٹا قرار دیا ہے۔ اسکی زیادہ تفصیل فتوی تکفیر کاریانی اور اسکے متعلق تحریروں میں دیکھنے چاہیئے۔

اس مضمون کو پڑھکر امید ہے پہلے صاحب متعرض اشاعۃ السنۃ کو دشنام دہی کے الزام سے بری کرینگے۔ اور درکنار حضرات الفاظ کافر دجال وکذاب کے استعمال کو جو کاریانی خلاف تہذیب سمجھینگے تو ہے حضرات ان عقاید کی نظر سے جو باتفاق اہل اسلام کفریہ عقاید قرار دیئے گئے ہیں اسکو کافر و مرتد دجال وکذاب کہیں گے۔ اور اگر کسی خوف واندیشہ سے وہ یہ الفاظ زبان سے نہ کہہ سکیں گے تو دل میں ضرور اسکو کافر مرتد جانیں گے ان شاء اللہ تعالی

باقیداران اشاعۃ السنۃ کی فہرست کی تمہید

اور

جواب خطوط تقاضا نہ دینے والوں کی فہرست

(اسکو ملاحظہ نہ فرمائیگے تو پیرانوس کہا ؤ گے)

اے حضرات جملہ شائقین رسالہ کے ان نمبروں کے ساتھ جو زیر طبع ہیں اور وہ عنقریب شائع ہونیوالے ہیں باقیات کی فہرست شائع ہوگی اور عزیز ہوگی انشاء اللہ تعالے۔ اسمیں اکثر خریداران کے مقام درج ہونگے اور نام کی جگہ ان کے نمبر جو بستر خریداران میں ہیں درج کئے جائینگے۔ ہاں بعض حضرات کے نام اور آنریبل وغیرہ خطاب بھی درج ہونگے جسکی وجہ یہ ہوگی کہ ان حضرات نے ہمارے بیرنگ رجسٹری شدہ خطوط کے جواب نہیں دیئے اور بعض نے بیرنگ خطوط ناقبول (انکاری کرکے واپس) کردیئے ہیں سان میں بعض حضرات نامی درجہ کے گریجوایٹ (تعلیم یافتہ) اور معزز عہدوں پر ممتاز اور نامی رئیس ہیں جنکی شان سے نہایت بعید ہے کہ وہ رجسٹری شدہ خط وصول کرکے انکا جواب نہ دیں یا بیرنگ خط ایک آنہ محصول کو بازجھکڑ واپس کردیں انکی نسبت ہمارا یہ خیال واحتمال ہے کہ ہمارے خطوط ان حضرات تک نہ پہنچتے ہوں گے۔ ان خطوط کو آوری حریف دبا لیتے ہونگے ان کے نام ظاہر کئے جائینگے۔ تو وہ حضرات رسالہ میں اپنا نام دیکھکر توجہ قدم کو صرف کریں گے اور اگر رسالہ ہی یاروں نے نہ دیکھنے دیا تو کوئی اور صاحب ہی رسالہ میں انکے نام دیکھکر انکو اطلاع کریں گے۔ اور جو صاحب یہ دانستہ اغماض کرتے ہیں وہ تو اسی لائق ہیں کہ ان کے نام نامی کو ذکر کرکے ان کے حسن معاملہ کو لوگوں کو اطلاع دیکر ہم تو ہنسے ہیں آور انکے دہم ہنسے پہلے۔ جو صاحب اظہار نام کو شکایت سمجھیں وہ اس فہرست کی اشاعت کے پہلے اپنا صاف صاف باقی کریں اور اگر وہ اپنے ذمہ ہمارا حق کچھ نہیں سمجھتے تو ہمکو اس سے اطلاع دیں اور اسکی وجہ بتادیں ہم ان سے اس سے زیادہ نہیں چاہتے۔ ہماری اس نہایت درجہ کی مسامحت پر وہ حضرات مبارک ہوں تو ہم سکوت نہ کرینگے۔ اور پھر وہاں نہ کہیں گے تو پہاں کے نام شائع ہونے پر ہمارے مدعی شکایت کا حق نہ رہیگا۔ ان حضرات کے مقام (بحروف تہجی) بتفصیل ذیل ہیں۔

مقام	نمبر	تعریف و کیفیت
الہ آباد	۱۱	یہ صاحب نباتِ خود خریدار نہیں۔ مدت سے پرچہ مفت لیتے ہیں مگر دو خریداروں کے وکیل ہیں۔ ان سے روپیہ نہیں لیتے بلکہ ایک خریدار سو روپیہ دینے کا اقرار کرکے خود کہا گئے ہیں اور جواب خط بیرنگ نہیں دیتے آپ مولوی ہی کہلاتے ہیں
بھوپال	۲۱	ریاست بھوپال کے زر کثیر کی ہمیں امید ہے۔ اور اشاعۃ السنۃ کے قدیم محسن پُرانی دوستی کی عرف سو جبکہ خط کا جواب نہیں آتا معلوم ہوتا ہے کہ حریف خطوط اڑا لیتے ہیں۔ آپکے پاس پہنچنے نہیں دیتے ہیں۔
پٹنہ	۳۰	آدمی نیک ہے اشاعۃ السنۃ کا قدردان ہے۔ پر معلوم نہیں بیرنگ خطوط کا جواب کیوں نہیں دیتے۔

مقام	نمبر شمار	تعریف کیفیت
جہانرا پاٹن	۴۳	اشاعۃ السنہ ۱۳ کو مجوش درفید معاون اور قومی کا مون مین دلچسپی رکھنے والے شاید دہمارے رجسٹر وخط وط نہین پاتے انکو تعریف اوڑالیتے ہین دوایت نہین کرد صول باکر جواب نہ دین۔
حیدرآباد دکن	۵۲	ریاست حیدرآباد کے ایک رکن اعظم اشاعۃ السنہ کے قدیم معاون انکے خطوط بھی کوئی حریف اوڑاتا ہے رجسٹری کی رسید بھی انکی دستخطی نہین آتی۔
رنگون	۷۶	بشرح نمبر ۳۰۔
راجمندری	۷۷	ایک شخص یہ ہین ٹکٹ نمبر ۱ وکیل ہین معلوم نہین انکار پہ نہ اقرار ہوگئے ہین یا یہ خود بیٹھے ہین اور جواب خط نہین دیتے۔
علاقہ مدراس		
برنالہ علاقہ پٹیالہ	۸۲	یہ دونون حضرات عیسائی مرزائی ہوجانے کے سبب روپیہ دبائے بیٹھے ہین۔ کیون نہو سچ صادق کا خاصہ فیض مال ہے تو سچ کاذب کا خاصہ قبض مال اور مال ہر دو رخ ضرور ہونا چاہیے اور اسکا اثر حواریون کو پہنچنا لازم ہے۔
منگل علاقہ پٹیالہ	۸۳	
فرید آباد و دہلی	۹۷	نامی رئیس اور اشاعۃ السنہ کے قدیمی معاون انکی طرف سے جو خط رجسٹرڈ نہ ملنا یا بیرنگ خط واپس ہونا انکا کام نہین بلکہ حریفون کا کام ہے۔
کولاریا سیمور کہ		اسے درجہ گریجویٹ اور معزز عہدہ ڈپٹی کشنری پر تاہین تین سال سے رجسٹر خط وما کا جواب نہ دینا انکا کام نہین حریفون کا ہے۔
بیسوہ	۱۰۵	
ایبور یا کرنول	۱۰۶	اشاعۃ السنہ کے بڑے قدردان اسکے ڈاکٹر کے پڑنے دوست ہین جو بخط وط نہ بنانا انکی شان ہرگز نہین۔
مدراس	۱۰۸	خدا کرے زندہ ہون یہی ہماری کی خبر رکھتے ہو۔ کہین چل نہ دیے ہون۔ انکا نام مرضاے ظاہر ہوگا کہ انکے دوست ہمکو انکی حیات وممات سے تو اطلاع دین روپیہ کی خیر ہے ہی خاذ واحد ہے۔
خانقاہ ڈوگران	۱۵۰	بشرح نمبر ۳۰۔
مراد آباد	۱۵۵	〃 〃 〃
منڈا پاڈہ	۱۶۰	بشرح نمبر ۱۰۰۔
کلکتہ	۱۷۰	خود فوت ہوگئے ہین انکے وارث جو انکے مال پر قابض ہین اور انکے وکیل جنہون نے انکو پرچہ لایا یا تھا جواب خط وما نہین دیتے انکو بیدار کرنیکی غرض سے انکے نام کا اظہار ہوگا۔ سو نام وکیل صاحب۔ جو مولوی اور وزیفہ خوار ہین
سیالکوٹ یا گجرات	۱۷۵	بشرح نمبر ۸۲ و ۸۳۔
نرسراوپیٹ		یہ دو سر شخص ہین ٹکٹ نمبر ۱ وکیل ہین اور انکا پرچہ وصول کرکے کہگئے ہیں انکی اصالت سے آگاہ کرنیکی غرض سے ان کا نام
علاقہ مدراس	۱۷۹	ظاہر کیا جائیگا۔
لدھیانہ علاقہ کشمیر	۱۹۳	صاحب ہوری مٹیلین ہین سالہا وصول کرکے دعدہ سال چندہ کیا پر اسکا نام نہ دیا۔

103

مقام		تعارف و کیفیت
راولپنڈی	۱۱۰	یہ صاحب ہمیشہ درد دہ پنجمین مگر لبا نہیں کرتے انکا اقبال کوت بلکہ انکار سے بدتر ہے۔
اورنگ آباد دکن	۲۱۸	بشیخ نمبر ۱۰۹۔
کشمیر	۲۲۱	اسلئے درجہ کے مفرز ہندو رار در کن ہیں کشمیر جواب جسنر خطوط نہ بنا انکا کام نہیں حریفوں کا ہے۔
سیدپور ضلع سیالکوٹ	۲۲۳	بڑے دیندار ایک سوی صاحب کے زیعہ سے خریدا تھا دو تین سال سے ہر چہ پیکر آپ کہتے ہیں پر چہ ہمکو نہیں ملا
زیرکپور پنجاب	۲۲۴	بشیخ نمبر ۱۱۶۔
دینا نگر یا پشاور	۲۲۸	سرکاری عہدہ دار ہیں ضلعدار وعدہ دیتے وہ بیچارہ کو چل بسے۔
رکیا نوالہ یا کہار	۲۴۴	بشیخ نمبر ۲۴۲ و ۲۴۳ یہ صاحب اس کا دیانی کے حواری ہونیکے ساتھ ایک اور مہم کے بھی ہمتی ہیں جو طاعونی کے چھپے جواری ہیں: وہ ہر قسم کا اعتراض کیا کرتے ہیں اور لوگوں کی نسبت غیب مینی و نیکوئی کے مدعی ہیں۔ یہ صاحب اس مہم یا انکے بعض دوستوں کی سفارش سے ضلعداری بھرتی امید وار کھی گئی ہیں ان کا ہر قسم عزت سے بری طرح ہوگا کہ اس مہم کو بھی اپنے الہام کا نقصان معلوم ہو کہ وہ اور ان کے حالات الہام سے بیان کرتے ہیں اور پڑھنے والوں کی محبت نہیں چاہتے۔ رہا باقی آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ

اشاعۃ السنۃ میں ایک تبدیلی ناگہانی لائق توجہ موافقین و مخالفین کادیانی

ہمارے بعض معاونین ہمیں سلکتہ گھوڑ اف۔ عینو کے شاکی کہ اشاعۃ السنۃ کیوں عرصہ تین سال سے روبا میل کادیانی میں ہے تین مصروف ہوا اور دوسرے مضامین کی تحریر سے فسان قلم کو تہا ہو گیا ہے بعض حضرات لکھتے ہیں۔ ہماری میان کادیانی کا نام تک کبھی نہیں جانتا اور نہ اسکے کفریات و مستحدثات سے کوئی تعلق ہے لہذا ہمارے دیار میں اسکے رد کی کوئی ضرورت نہیں ہمکو انہی مضامین کی حاجت ہو جن سے اشاعۃ السنۃ پہلے بحث کرتا تہا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں۔ اس اشاعۃ السنۃ کو ان مضامین سے بحث کرنا نہایت ضروری ہو جو اہل مسلم برادران یورپ و امریکہ یورپین مدراس کے کام آئیں اور انکو اسے اقتدار آزادی کی ہوا سے بچا دیں جو اس وقت یورپ اور امریکہ میں مذہب کے مستقل پہیل ہی ہوا اور اسکا اثر انگریزی زبان کے ذریعہ سے ہندوستان میں بھی پہنچگیا ہے اور نہ مذہب نیچری اور مرزائی اسکا پہیل ہے اور اسی آزادی کے اثر سے ہوا سوفت یوالیٰ اشیا میں فاسد کے متشابہات (امور مکتہ تا معلوم الحقیقت مجہول الکیفیت) کو محالات سمجھکر ان سے انکار کیا جاتا ہے" اس شکایت کے جواب میں آخر الذکر حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ جو کچھ آپنے فرمایا ہے بنا مناسب و بہت درست ہوا آیندہ اشاعۃ السنۃ میں اس پر عمل ہوگا ایک حصہ اشاعۃ السنۃ کا ایسے مضامین کے لئے مخصوص کیا جائیگا جو موافقین اور مخالفین یورپ و امریکہ اور یورپین مدراس کو متشابہات عقائد اسلامیہ کے تسلیم و تصدیق میں مدد دیں۔ اور اس آزادی کی ہوا سے جو یورپ سے ہوکر ہندوستان تک پہنچگیا ہے۔ بچا دیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ دجال کادیانی نے یورپ و امریکہ و مدراس میں اپنی کفریات کی اشاعت و تبلیغ کی بنا ڈال دی ہے۔ چنانچہ سیالکوٹی رسالہ نزول المسیح ۱۲ نمبر ۱۰ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۰۲ء بر عکس رسوم "الحق" نمبر ۲ جلد صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۸ میں اسکی خبر دی گئی ہے اس حالت میں اشاعۃ السنۃ کا خصوصیت کا ساتھ فرض ہے کہ وہ اسلام کے ایسے اصول

وزوم پر جو ہمیں آزادی کو رد کئے دلے ہیں بحث کریں اور ان برادران اسلام کو بخبری و رہنمائی مطالعات سے بچاویں اس قسم کی تشنیع سے پہلے ایک ممنون **تجزیہ الاسلام** کے نام سے شائع کیا جائیگا جسمیں یہ ثابت ہوگا کہ اسلام کی کیا حقیقت ہے اور اس کے اصول میں ایسے امور کا تسلیم کرنا بھی داخل ہے جو سر فہرست مجہول الکنہ غیر معلوم التحقیقت ہیں نہ محال و معدوم الاطلاق (جیسے وجود ملائکہ و حشر و نشر وغیرہ) والا جو بناوٹی خودی وغیرہ اور کے نوع میں ایسے امور بھی داخل ہیں جنکو معاشرت سے تعلق ہے۔ جیسے لباس خوراک نوع تجارت وغیرہ) اور تازہ پارٹی والا کہ خارج از مذہب تسلیم کیا اور ان شریعت اور مذہب کی پابندی جو ہمارے ہیں۔ **اول الذکر حضرات کی خدمات** میں گذارش ہے کہ بمبئی کلکتہ و مدراس و عربستان میں اسلام ایک ہے اور ان مقامات کے مسلمان آپس میں منسلک ہیں جو ایک عضو انسان کو مجموعہ اعضاء و ارکان و بنیت ہے اگر سر دکھتا ہو تو تمام بدن کو تکلیف ہوتی ہے پنجاب کے بعض مسلمانوں کے عقائد میں کہ ایسا کافر و ارتداد و زندقہ و الحاد اثر کر گیا ہے اور مسلمانان ہند و ستان و عربستان وغیرہ کو دلوں میں پیدا ہونا اور اسکے رفع دفع کرانے کے لئے قدم قدم پر ہمدردی کرنا کہ زیادہ تر جیسے اور ان ضمائم میں ہوگا (الہی ضرورت کسی اور خاص مقام میں لاحق نہ ہو) استغفار ہے کہ ہمارا اسلامی ہمدردی کے خلاف ہے۔

دوسرا ہمارا یہ خیال ہے کہ ہر شخص اس اصول کی تہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ ہر کوئی اس علم ہمدردی کا مذاق رکھتا ہے ان حضرات کو عذر اور تسلی رہے ہیں کہ آئندہ اشاعۃ السنۃ تفصیلی ابا طیل کا دیانی کا حصہ نہ لیگا اس تفصیلی رد کیلئے ایک مستقل اشاعۃ السنۃ علیحدہ رسالہ شائع کریگا جو ہم اسہار درجہ تبعیت میں اشاعۃ السنۃ کے برابر ہوگا اور وہ ناس کران ہی لوگوں کے پاس پہنچیگا جو ہر جگہ کے مسلمانوں سے ہمدردی رکھتے ہیں اور عرب میں کہ ہند کے گمراہوں کو گمراہ کہا جاتے ہیں اور انکی گمراہی دور کرنیکو اپنا فرض جانتے اور ایسے مضامین سے بیسی کا اظہار کرتے ہیں وہ حضرات معمولی رسالہ اشاعۃ السنۃ کے بھی خریدار ہونگے تو اعوذ باللہ ثبت ہے دینی پڑیگی اور نہ صرف رسائل رد کا دیانی کی مستقل قیمت۔

اس رد تفصیلی کا دیانی سے اشاعۃ السنۃ کے سبکدوشی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اشاعۃ السنۃ جب قدر کا دیانی کو اسکے سابق دعوے نصرت اسلام کی بنا پر مسلمان جانکر اور اسکی کتاب براہین کو جو ۷ لات زبردست کو سچو دعوی سے بھرا ہوا ہے پڑھکر اسپر ریویو لکھکر اونچا کیا تھا اس سے وہ چندے کے چھپے کفر ظاہر ہو جانے اور اسکی کتاب براہین کے محض الحادات مکمل جانے پر اسکو نیچے گرا دیا۔ اور تحت الثری تک پہنچا دیا ہے۔ اکثر بلاد ہند و ستان پنجاب بمبئی و مدراس وغیرہ کے لگی کو چہ بچہ کفریہ عقائد و مقالات کے شائع و مشتہر کرکے مسلمانوں کو بخوبی آگاہ کر دیا ہے کہ شخص زندیق و ملحد ہے اور اسکی تصانیف جنمیں براہین کے فریب آمیز وذو الوجہ عبارات بے بیانات بھی داخل ہیں مجموعہ کفریات ہیں اور اسپر بسبب اشاعۃ السنۃ اپنی اس غرض و قرض سے (جسکو نمبر ۱ جلد ۱۱ کے صفحہ ۳ و ۴ میں اس نے اپنے ذمہ تسلیم کیا تھا) پورا پورا بلکہ مزید برآں اداکر چکا ہے لہذا اب کفریات کا دیانی کا تفصیلی رد مقصود بیت کیسا تھا دسکا فرض نہیں رہا۔ مگر اسے حضرات معاف فرمائیں اس عہدہ و عہدہ سے ان ضمائم میں کو آپ متفق سمجھیں اور اس سال میں انکے اندراج کی اجازت دیں جو لکھی جا چکی یا لکھی جا رہی ہیں اور وہ جلد شائع ہم کے چند نمبروں میں درج ہو کر زیر طبع ہیں اور وہ عنقریب ہدیہ ناظرین ہونگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور وہ یہ ہیں۔

عیسائیوں کی باہمی جنگ، مقدس پر اسلامی رائے۔

اس مضمون میں کادیانی اور امرتسر کے عیسائیوں کے مباحثہ ۱۸۹۳ء پر اسلامی رائے دی گئی اور یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ اس جنگ میں فریقین کا اپنی اپنی فتح ظاہر کرنا اور درپردہ مقابل کو شکست فاحش دینا نہایت مضحک جھوٹ ہے اور درحقیقت نہ کادیانی نے امرتسری عیسائیوں کے سٹے پھوڑ دلائیں کا دندان شکن اور مفصل جواب دیا نہ امرتسری عیسائیوں نے کادیانی کے سوال کا اُس شرط کے موافق جواب دیا اور نہ اسکی شرط اور محدانہ اصول کو رد کیا۔ یہ مضمون ان لوگوں کے ملاحظہ کے لائق ہیں۔ اور اسنے دار کا طالب ہے جو مناظرہ اہل کتاب کا ذوق رکھتے ہیں۔

(۲) دجّال کادیانی کی مکر چال

(گورنمنٹ نوٹس اپیل)

اس مضمون میں کادیانی کے رسالہ شہادت القرآن۔ اور تحفہ بغداد کی اکاذیب مکائد تناقضہ و مستدرضہ کو ظاہر کیا گیا اور یہ بات ثابت کیا ہے کہ ان مسائل میں وہ سخت مسیلمہ الخ اور گورنمنٹ کو دھوکہ دیا ہے۔ اور اس پر اپنا دجال ہونا قولی ثابت کیا ہے۔

(۳) دجال کادیانی کی ایک طرفہ چال

اس مضمون میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ کادیانی نے جو حمامۃ البشریٰ اور ازالہ اوہام (سفینہ نوح) کا دعویٰ کیا ہے اور اس میں کفریات سابقہ سے صاف انکار کیا اور اس لوگوں کو موا سکے ہندی رسائل نہیں پڑھ سکتے سخت دھوکہ دیا ہے اور اس طرفہ پر طرفہ کہ اس انکار کے بعد وہ بی زبان سہان غرابت کا اجمال ہی کر لیا ہے اور مع شہود ۵ چھ دلائل سے ثابت دند کہ جھوٹ ہے اور یہ اپنے حال پر فوٹو کھینچ کر دھا

(۴) دجّال کادیانی کا ایک نیا جال

(گورنمنٹ نوٹس اپیل)

اس مضمون میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دجال کادیانی نے جو پادریوں کے مقابلہ میں یا بھرا اور دیہ کا اشتہار دیا ہے۔ وہ کادیانی نے ناواقف مسلمانوں کو اپنے پنجہ میں پھنسانے اور پادریوں کے مواخذہ سے اپنے عقائد کفریہ ستمہ کو بچانے کیلئے ایک جال بچھایا ہے جس سے کادیانی کا دجال ہونیکا پورا ثبوت ملتا ہے۔ اس اجمال کی کسیقدر تفصیل اسمقام میں سنا سب لوگ ہوتی ہے جسے ناظرین کو اصل مضمون کا شوق پیدا ہوا اور اس اشتہار سے وہ فتنہ پیدا ہوتا ہے وہ کسیقدر نزدیک اور دیہ یا دوسری عمادالدین امرتسری نے کادیانی کے زمین ایک رسالہ توزین الاقوال شائع کیا تھا جسکا اصل موضوع اور مجوث عنہ کادیانی کے کفریات ہیں اور اسمیں ضمناً و تبعاً اسلام پر بھی چھوٹے جو پادریوں کے تدریم اور مغالطہ وہ علت ہی کہ اگر وہ کوئی کتاب لٹریچر (زبان دانی) میں بنانے میں تو اسکے آخر میں ہی اپنے مذہب کی شکر گزاری درج کرتے ہیں۔ علوم مروجہ کی تعلیم کے نام سے کوئی سکول کھولتے ہیں تو اسمیں ہی ایک گھنٹہ اپنے مذہب کی تعلیم کرنے ہیں۔ خیراتی ہاسپٹل جاری کرتے ہیں تو اسمیں ہی کسی نہ کسی وقت انجیل کی منادی کرتے ہیں۔ پادریوں کا ایسا کرنا کوئی انوکھی دھوکہ دہی نہیں ہے مگر دجال کادیانی کی چالاکی کہ یہ کچھ کا کچھ اس نے اس دھوکہ دہی میں پادریوں کو ہی مات کر دیا اور انہیں ہر اول گے بڑھکر انکو پیچھے چھوڑ دیا۔ اسنے اس رسالہ کو مع اصل اور بالاستقلال سکے مقابلہ میں تہاز سر پایا اسلام کا رد قرار دیا۔ اور مسلمانوں کو یہ کہکر کہ اس رسالہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فعل حرام نہیں بنا سکتا اس اصول کو دسویں کاویانی کا فعل تب ہی ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ وہ ناجائز مال بواسطہ معاہدہ کسی دوسرے کاویانی کو دلوا دیتا کاویانی نہ شمشیر سے اور نہ غلبہ و حکومت کے اسپر قبضہ آتا۔ اس صورت میں کاویانی اپنے اس غلبہ اصول کو ہرگز ہرگز نہ کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تابعداری کے سبب اپنے تصرف و اختیار سے نکال کر ہمارے قبضے و تسلط میں کر دیا ہے۔ وہ مال تو کاویانی نے آنجناب سے اور حال اور دہوکہ اور فریب کر کے مالک سے لیا ہے۔ اور اسکے کاویانی کو دیا ہے اور کاویانی اس مال کے تصرف میں اسکا نائب اور خلیفہ ہوا۔ سکتا ہے۔ لہذا ان مال کو کاویانی کا اصل مالک کی اجازت سے استعمال لانا ویسا ہے جیسا کہ اصل مالک اسکو اپنے تصرف لانا۔ جو کاویانی کے نزدیک بھی جائز نہیں پس حکم نیابت کاویانی کو بھی اس مال اپنے تصرف میں لانا جائز نہیں۔ نہ وہ مال اصول مذکورہ ہی مطابق کاویانی کے تصرف میں آیا اور نہ اس اصول کے سبب اسکا استعمال اسکے لیے جائز ہے۔ اس بات کے سمجھنے کو کسیقدر علم کار ہے جو لوگ سمجھ سکیں وہ کسی اور علم کی پرواہ نہیں۔ **پولیٹکل نگاہ** ہے جو اس اصول میں غلطی و فساد ہے اسکو پولیٹشن اعیان خود سمجھ سکتے ہیں اسلئے ہم اسکے اس تفصیل کو ضروری نہیں سمجھتے۔ (فرصت ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ) یہ مضمون قدر کاویانی کے سمجھ اسکی تفصیل کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ **آٹھویں بات** تو کس قدر کہ پولیٹشن ہے سمجھ سکتا ہے کہ کاویانی کے نزدیک سکتا کہ ہندوستان وغیرہ بلاد کا کوئی شخص غیر مذہب (حاکم خواہ محکوم) معصوم المال والدم نہیں۔ خدا کاویانی کو سب کی خون ریزی کرنا اور کا مال لوٹ لینا مباح اور حلال ہے اور جاسکے برخلاف کاویانی نہ ہو ایسا ہی ہے کہ کتاب ہدایہ میں برش گورنمنٹ سے لڑنے کو ناجائز لکھا ہے۔ اور گورنمنٹ کی تعریف بہت سے اوراق میں کیا ہے۔ وہ فقہ بالکل پولیٹکل چال۔ درحقیقت وہ ہر شخص کو جو اسکے خیالیں خدا و رسول و قرآن میں موجود المال والدم سمجھتا ہے۔ اور اس اعتقاد کے موافق عمل کرتے ہے وہ ایسے متوقع ہے کہ ہندوستان سے نکال دے۔ اگر اسکے دعوی مہدویت کو اسکے خصم غلط اور جھوٹا کر شمشیر سے جسمیں وہ مارا جائے مصدوق ہوں گے۔ میں اور جمہور خلائق نے مان لیا تو وہ سچا نہ مانا تو کافر تہ تیغ کریگا۔ اور اپنے اعتقاد کے موافق عمل کرے گا۔ اور اگر کاویانی یہ کہے کہ میرے یہ اصول اس ملک کے اشخاص و گورنمنٹ غیر مذہب کو شامل نہیں تو استثنائی وجہ بیان کرے کیا وہ لوگ کاویانی کے نزدیک خدا کے نافرمان نہیں؟ نہیں تو کاویانی نافرمان کی تعریف بتا دے۔ جو ان سے نہ صادق آوے پھر کافر و نافرمان خدا و رسول بتا دے۔ اس صورت میں وہ اس کا جواب ہی دے کر اگر ایک کافر خدا کو خدا و رسول کہے تو پھر وہ ان سب کو خاص کر بلکہ مقلد قبیح مذہب کو اطاعت اسلام کی دعوت دیتا ہے۔ بجز اسلامی تعریف کے کتاب و سنت میں ہی موجود ہے۔ (باقی آئندہ) +

106

کادیانی کی تازہ دروغ گوئی

اور

کادیانی کے عربی خطبہ کتاب وساوس کے بعض اغلاط کی فہرست

اور

عیسائیوں کی باہمی مقدس جنگ پر مختصر اسلامی رائے

زمانہ اشاعت رسالہ نمبر ۱ لغایت نمبر ۸ جلد ۱۵ - اشاعۃ السنۃ میں یہہ تینوں مضمون لکھے جا چکے تھے - بلکہ تیسرا مضمون چھپ بھی گیا تھا لیکن بعض عوائق کے سبب انکے اشاعت رسالہ مذکور کے ساتھہ نہ ہو سکی اب اُن میں بعض مطالب بڑھا کر انکی اشاعت عمل میں آتی ہے - وباللہ التوفیق +

مضمون اوّل

کادیانی کی تازہ دروغ گوئی

اندنوں کادیانی نے کئی تازہ افترا اس خاکسار و دیگر علماء پر کئے اور کئی خدا تعالیٰ پر جو اُسکے دجال و کذاب ہونے پر تازہ اور روشن دلائل ہیں اور اسی غرض (اُسکے دجالیت کے اثبات) سے انکے اشاعت عمل میں آتی ہے - ورنہ گذشتہ واقعہ اگر اس سے کوئی غرض و نتیجہ مقصود نہ ہو تو یم پارینہ کا مصداق بن جاتا ہے - اور وہ اس لائق نہیں رہتا - کہ وہ ذکر و بیان میں آوے - اب پر اُسکا ایک تازہ افترا اُسکا اپنے رسالہ "حجت" کے صفحہ ۱۱ میں یہہ کہتا ہے "واضح ہو کہ شیخ صاحب بٹالوی کی خدمت میں وہ اشتہار جس میں باالمقابل عربی تفسیر لکھنے کے لئے انکو دعوت کی گئی تھی بتاریخ یکم اپریل ۱۸۹۳ء پہنچایا گیا تھا - چنانچہ مرزا خدا بخش صاحب جو اشتہار لیکر لاہور گئے تھے - یہ پیغام لائے - کہ بٹالوی صاحب نے وعدہ کر لیا ہے - جو یکم اپریل سے دو ہفتہ تک جواب چھاپکر بھیجدینگے

سو دو ہفتہ تک انتظار جواب رہا۔ اور کوئی جواب نہ آیا پھر دوبارہ اُن کو یاد دلایا گیا۔ تو انہوں نے بذریعہ اپنے خط کے جو میرے اشتہار میں چھپ گیا ہے۔ یہ جواب دیا کہ ہم اپریل کے اندر اندر جواب چھاپ کر روانہ کرینگے چنانچہ اب اپریل بھی گذر گیا۔ اور عبدالرحمن صاحب دو وعدے کر کے تخلف کیا ہم ان پر کوئی الزام نہیں لگاتے۔ مگر انہیں آپ شرم کرنی چاہیئے۔ کہ وہ آپ تو دوسروں کا نام کاذب اور وعدہ شکن رکھتے ہیں اور اپنے وعدوں کا کچھ لحاظ نہیں کرتے؟

اِس افترا کے افترا ہونیکا ثبوت اور اُسکا ردو جواب

نہ مرزا خدا بخش یکم اپریل کو میرے پاس آپکا اشتہار لایا۔ نہ پہلے یکم اپریل سے دو ہفتہ تک وعدہ جواب کیا۔ مرزا خدا بخش تو ۷ اپریل کو جمعہ کے دن مجمع عام وہ اشتہار لایا جس پر پہلے اسوقت صرف اتنا کہا کہ اسکا جواب سوچکر دیا جاویگا۔ اس کے سوا نہ جواب کا وقت مقرر کیا نہ کسی میعاد کے اندر جواب چھاپ کر بھیجنے کا وعدہ دیا۔ آپ یا آپ کا وکیل خدا بخش اپنے بیان مذکور میں سچے ہیں۔ تو اُس پر شہادت پیش کریں۔ یہ نہ ہو سکے۔ تو جھوٹے پر حسب عادت قدیم خود لعنت کہیں۔ ہم سے شہادت چاہیں تو ہم اپنے بیان پر شہادت پیش کرنے کو حاضر ہیں۔ جھوٹے پر لعنت کہلائیں تو لعنت کہنے کو بھی مستعد ہیں۔ دوبارہ آپ نے تقاضا جواب کیا۔ تو اُس کے جواب میں جو کچھ ہم نے لکھا تھا۔ وہ آپ اشتہار ۱۹ اپریل میں اور ہمارے رسالہ نمبر ۸ جلد ۱۵ کے صفحہ ۱۶۲ میں منقول و موجود ہے۔ جس کے الفاظ بعینہا یہ ہیں۔ مگر ہر ایک بات کا جواب واجابت رسالہ میں چھاپکر مشتہر کرنا چاہتا ہوں۔ جو ان ہی بائیسماندہ ایام اپریل میں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ" *

ان الفاظ کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ ان میں نہ جواب مذکور کو اپریل کے اندر چھاپنے کا آپ سے وعدہ ہوا ہے۔ نہ آپکے پاس اُس کے ارسال کرنے کا ذکر ہے۔ ان میں تو صرف اپنے اپنے ارادہ کا اظہار کیا ہے۔ (فقرہ چھاپ کر مشتہر کرنا چاہتا ہوں غور سے ملاحظہ

107

اگر یں ۱۵ ۱۵ ۱۵

کا مصداق۔ سراج منیر کو چند ہفتہ کے بعد شائع کرنے کا وعدہ آپنے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کیا تھا۔ اور لوگوں سے خوب روپیہ بٹورا۔ مگر وہ سراج ہنوز گل ہوا نظر آرہے۔ آپ میں کچھ شرم حیا کا مادہ ہوتا تو اب جواب میں احمدیہ و سراج منیر کے سالہا سال کے عدوں اور ٹال مٹولوں کو پیش نظر رکھکر ہمارے جواب کے چند روز توقف طبع زن درازی نہ کرتے۔ مثل مشہور ہے۔ چھاج تو بولتا ہے۔ چھلنی کیا بولے۔ اسی سبب میں ہزار چھید ہوتے ہیں۔ مگر شرم ہو تب۔ آنحضرت نے سچ فرمایا ہے۔ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔ جس کا ترجمہ یہ مصرع ہے بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔

خاکسار پر اس کا دوسرا تازہ افترا اسکا اپنے اتباع اور عام اہل اسلام میں یہ شائع کرنا ہے۔ کہ عیسائیوں کے مباحثہ میں ابوسعید محمد حسین پادریوں کو نفیہ مدد دیتا رہا۔ کادیانی کے دعوی نشان نمائی پر جو پادریوں نے اندھے کوڑھی وغیرہ مریض کا انی کے سامنے پیش کر کے درخواست کی تھی۔ کہ آپ اس دعوی میں سچے ہیں۔ تو ان لوگوں کو اچھا کر دکھائیں یہ بھی اسی (ابوسعید) کی تعلیم تھی۔ پادریوں نے جو ایک فہرست آیات بیبل مسیح کی الوہیت کے ثبوت میں پیش کی تھی۔ یہ بھی اسی (ابوسعید) کے ہدایت نشان دہی سے تھی۔ وعلی ہذا القیاس

اس قسم کی باتیں کادیانی نے صرف زبان سے کہیں اور حاضرین جلسہ مباحثہ میں پھیلائی ہیں۔ بلکہ چھاپ کر مشتہر کی ہیں۔ اور دور دور تک پہنچائی ہیں جن سے اس کا مقصود یہ ہے۔ کہ اس سے عموماً اہل اسلام اور خصوصاً اسکے دام افتادہ نادانوں کو خاکسار کی نسبت سوء ظنی پیدا ہو۔ اور یہ امر اسکے نسبت حسن عقیدت اور اس کی تقلید کا موجب ہو۔

ایک رسالہ موسوم "سچائی کا اظہار"۔ جو از سرتا پا کذب کا اشتہار ہے اسی اثناء مباحثہ میں شائع کیا۔ تو اس کے صفحہ ۳ میں یہ افترا درج کیا کہ

108

غالباً گمان نہیں آتا ہے۔ کہ خود شیخ صاحب امداد کی غرض سے پوشیدہ طور پر حضرات پادری صاحبوں کی خدمت میں گئے ہونگے۔ کیونکہ جو ڈاکٹر صاحب نے مجھ کو خط لکھا ہے اور اشاعۃ السنۃ کے بعض مضامین درج فرمائے ہیں۔ وہ عبارت شیخ جی کی عبارت سے بہت ہی مشابہ ہے۔ اگر شیخ جی کو قسم دیکر پوچھا جائے۔ تو غالباً انکار بھی نہیں کرینگے۔ اور پھر جب وہ ضمیمہ نور افشاں جو ۲ مئی ۱۸۹۳ء میں چھپا ہے اور اسوقت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اسکو غور سے دیکھتے ہیں۔ تو وہ بھی گواہی دے رہا ہے چنانچہ اسکی عبارت یہ ہے۔ آپ (اے باشندگان جنڈیالہ) ایک ایسے بزرگ کو (یعنی اس عاجز کو) بحث کے لیے پیش کرتے ہو۔ جنکو اولاً ایک محمدی شخص بھی تصور کرنا مشکل ہے۔ آپ کس خیال میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ کیا آپ نے وہ فتوی جو کہ علماء اسلام پنجاب و ہندوستان نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حق میں شائع کئے ہیں۔ نہیں دیکھے وہ فتاوے مذکورہ میں یوں لکھتے ہیں۔ جو کچھ ہم نے سوال سائل کے جواب میں کہا اور قادیانی کے حق میں فتوی دیا ہے۔ وہ صحیح ہے۔ کتاب و سنت و اقوال علماء امت اسکی صحت پر شاہد ہیں۔ سب مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے دجال و کذاب سے احتراز اختیار کریں اور اس سے وہ دینی معاملات نہ کریں جو کہ اہل اسلام میں باہم ہونے چاہئیں نہ اسکی صحبت اختیار کریں اور نہ اسکو ابتداء سلام کریں۔ اور نہ اسکو دعوت مسنون میں بلاویں اور نہ اسکی دعوت قبول کریں اور نہ اسکے پیچھے اقتدا کریں اور نہ اسکی نماز جنازہ پڑھیں یہ دین کے چور ہیں بیماری بڑھاتے ہیں۔ دجال۔ کذاب ملعون۔ ملحد۔ دائرہ اسلام سے خارج کافر بلکہ اکفر پلید کھپڑی۔ ابلیس کا گمراہ کیا ہوا اور اور دنکا گمراہ کرنیوالا سنت و جماعت سے خارج بڑا بہاری دجال بلکہ عم دجال۔ اور دین کے ذریعہ سے دُنیا کمانیوالا۔ اور اگر مفصل دیکھنا ہو۔ تو کتاب اشاعۃ السنۃ النبویہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب سے منگوا کر دیکھ سکتے ہیں"۔

ہر چند اُسکے ان تقریری و تحریری اکاذیب کا خواص اہل اسلام پر کچھ اثر نہ پڑا انہوں نے ان کو دروغ بے فروغ سمجھا۔ اور اُنکو سنکر سبحانک ہذا بہتان عظیم کہدیا۔ از انجملہ ایک ہمارے

۱۲

اس کا جواب خاکسار

لاہور ۹ جنوری ۱۹۰۰ء

مرزا غلام احمد صاحب کا دیانی خدا آپکو ہدایت کرے اور راہ راست پر لاوے۔

سلام علی من اتبع الہدیٰ۔ آپکا دوسرا خط بلا تاریخ مین نے، جنوری ۱۹۰۰ء کو بٹالہ مین روانگی لاہور کے وقت وصول پایا۔ اس لئے مین اُسکا جواب بٹالہ سے نہین دے سکا اب دیتا ہون۔ اِس خط کے مطالعہ سے مجھے مسرت حاصل ہوئی اور امید ہوگئی کہ اب آپکے الہامات کی حقیقت کھلیگی۔ اور آپکے ملہم ہونے کی کیفیت جو مدت سے عوام پر مخفی و مشتبہ تھی کس وناکس پر جو فہم و توفیق دیا گیا ہو۔ ظاہر ہو جاوے گی۔

اِس خط مین پھر آپ رحم و غمخواری کے مدعی ہوئے۔ اور اسکے مقابلہ مین خاکسار پر افترا پردازی کا دعوی قلم مین لائے ہین۔ آپ واقعی ملہم و غمخوار ہوتے تو میرے خط کے جواب مین صرف اپنی پیشگوئی متعلق موت خسر فرضی کا الہامی ہونا ثابت کرتے اِن فضول دعاوی۔ رحم و غمخواری اور بیجا و ناحق تہمت افترا پردازی سے مشغول نہوتے۔ یہ چیڑ چھاڑ بلا سود آپکے دعوی رحم و الہام و ہمدردی کی تکذیب کرتی ہے۔ آپکے دعوی رحم و ہمدردی کا مفصل جواب مین اپنے پہلے خط مین دے چکا ہون۔ اب آپ کیطرح اُسکا اعادہ نہین کرتا۔

بہتانِ افترا پردازی کا جواب یہ ہے۔ کہ آپ میرے خط کی ایک بات کا خلاف واقعہ اور افترا ہونا ثابت کرین۔ کسی مجلس مین جسمین جانبین کے مساوی اشخاص ہون۔ اور تین منصف غیر طرفدار۔ اِسکا ثبوت پیش کرین۔ یہ جرأت ہو سکے (اور ہرگز نہوگی یہ پیشگوئی بھی اپنی پیشگویون کے حاشیہ پر لکھ رکھین) تو بذریعہ تحریر اِسکا ثبوت دین جسکو تین منصف مسلّم الفریقین غلبۂ رائے سے مان لین۔ تو مین صرف اسی ایک امر سے آپکا حق پر ہونا۔ اور آپکے مقابلہ مین اپنا غلطی پر ہونا مان لونگا اور آئندہ آپکا مقابلہ چھوڑ دونگا

مکرم دوست مسلمانان امرتسر سے ایک بادقعت رئیس خان بہادر شیخ غلام حسن صاحب ہیں جنہوں نے خاکسار کو بالمشافہ کہا کہ یہ لوگ آپکی نسبت یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ آپ درپردہ پادریوں کو مدد دے رہے ہیں۔ مگر مینے اسکے جواب میں یہہ کہدیا ہے۔ کہ محض بہتان ہے۔ خواہ کوئی اپنے زعم میں اسکے ثبوت میں ایسے قطعی دلائل پیش کرے جیسے دو اور دو چار تب بھی میں ان باتوں کو صحیح تسلیم نہ کرونگا۔ مگر بعض عوام کالانعام خصوصاً کادیانی کے دام افتادہ نادان ان باتونکو راست سمجھکر خاکسار پر افسوس۔ اور کادیانی کی نسبت حسن ظنی و ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں۔ ازانجملہ ایک شخص دجو اپنے آپکو مولوی عبدالسبحان خان لکھتے ہیں اپنے کارڈ مورخہ ۱۳ر جون ۱۹۰۳ء میں کہتے ہیں۔ اسوقت سب اہل اسلام کس قدر خوش ہوتے کہ آپ جیسے جید اور فاضل مولوی ہی مرزا صاحب کے حامی ہوکر عیسائیوں کو ہدایت کرتے خیر ہدایت نہیں ہدایت نہ کرتے پر ان کو پوشیدہ امداد تو نہ کرتے۔ الراقم آپکا ہادی مولوی عبدالسبحان خان ازشاہپور۔ ان ہی نادانوں کی سوءظنی رفع کرنیکے لئے خاکسار نے اس افترا کادیانی کے ذکر و بیان سے تعرض کیا۔ اور اُسکے رد و جواب کا قصد کیا ہے اور اگر کادیانی کا یہ افترا دست خود دہان خود کا مصداق رہتا۔ اور عوام نادان خواص۔ اسکا اثر نہ پڑتا۔ تو اُسکے بیان ورد سے تعرض نہ کیا جاتا۔

اِس افترا کے افترا ہونیکا ثبوت اور اُسکا رد و جواب

زمانہ مباحثہ میں یا اُسکے متصل (من بعد یا قبل) نہ خاکسار کی کسی پادری مقابل و مباحث کادیانی سے ملاقات ہوئی نہ اُن سے کسی مسئلہ میں کتابت ہوئی۔ نہ کسی مسئلہ میں انہوں نے مجھ سے مدد چاہی۔ نہ مینے خود بخود انکو مدد دی۔ نہ میری بتائی ہوئی کوئی بات انہوں نے مباحثہ میں پیش کی۔ کئی سال ہوئے (غالباً ۱۸۹۴ء ہوگا) کہ حاجی غلام حسن مرحوم اور مولوی غلام نبی صاحب سلمہ وغیرہ احباب رؤسا و اکابر امرتسر کے تحریک و شمولیت سے خاکسار ڈپٹی عبداللہ آتھم مباحث کادیانی کے مکان پر گیا اور اُن سے مسئلہ کفارہ معجزہ عیسائیوں میں مباحثہ ہوا۔ پھر

109

ڈپٹی صاحب ان ہی دنوں خاکسار کے فرودگاہ پر آئے۔ اسکے بعد نہ مینے اُنکو کبھی دیکھا نہ اُنہوں نے مجھے۔ اور نہ اُسوقت سے آجتک کبھی میری اُنکی خط وکتابت ہوئی۔ اور کادیانی کے دوسرے مباحث ڈاکٹر ایچ مارٹن کلارک صاحب میڈیکل مشنری کی تو آجتک میں نے شکل بھی نہیں دیکھی اور نہ کسی مسئلہ میں میری اُنکی خط وکتابت ہوئی۔ ہاں رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ وغیرہ جلد ۱۳ جسمیں کادیانی کے حق میں فتوی علماء پنجاب وہندوستان شائع ہوا ہے۔ اور وہ امرتسر ولاہور کے کتب فروش دکانداروں سے ہر کسی کو مل سکتا ہے۔ خدا جانے کہاں سے ان کے ہاتھ آگیا اس فتوی کے چند فقرات والفاظ بحق کادیانی اُنہوں نے انتخاب کرکے اُنکے دست آویز سے محرک سلسلہ مباحثہ میاں محمد بخش پاندہ دیسی مکتب جنڈیالہ ضلع امرتسر کو اپنے اشتہار مورخہ مطبوعہ اختر پریس امرتسر میں یہ الزام دیا۔ کہ ہم نے تو محمدیوں یعنی مسلمانوں سے مباحثہ کرنا منظور کیا تھا۔ تم نے ایک ایسے شخص کو مباحثہ کے لئے منتخب کیا ہے۔ جو باتفاق علماء اہل اسلام کافر و زندیق قرار دیا گیا ہے۔ اس اشتہار ڈاکٹر کلارک کے شائع ہونے پر کادیانی رسالہ سچائی کا اظہار شائع کیا۔ جس میں ان فقرات کو درج کیا۔ جو بصفحہ ۲۰۹ میں منقول ہو چکے ہیں اور پھر اثناء مباحثہ میں اور اُس کے بعد کادیانی اور اُسکے اتباع نے یہ کہنا اور شائع کرنا شروع کر دیا۔ کہ ابو سعید محمد حسین پادریوں کو مسائل و دلائل مباحثہ میں مدد دیتا ہے۔ فلاں فلاں بات جو پادریوں نے پیش کی جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اُسکی بتائی ہوئی ہے۔ وارث دین عیسائی لاہور میں گیا تھا۔ اور اُس سے وہ باتیں لکھا لایا ہے وعلی ہذا القیاس۔ ان مفتریات و بہتانات کا ردّ و جواب اول تو وہی ہے۔ جو میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ اور اب اسکی مزید تشریح کرتا ہوں۔ کہ زمانہ مباحثہ سے اسوقت تک نہ میں کسی پادری یا عیسائی کے پاس گیا۔ نہ میری پاس کوئی پادری یا اُنکا کوئی فرستادہ پیغام لیکر آیا۔ نہ میں وارث دین عیسائی کو جانتا ہوں۔ نہ کسی اور اُنکے فرستادہ یا وکیل سے چار چشم یا ہم سخن ہوا ہوں۔ نہ کسی عیسائی نے مجھ سے کوئی مسئلہ متعلق بحث پوچھا۔ نہ میں نے خود بخود بلا واسطہ یا بالواسطہ اُن کو مسائل و دلائل بحث سے کچھ

بتایا یا لکھا یا اشارہ کیا آپنے اپنے بیان میں فریقین میں سے جو شخص جھوٹا ہو خدا اُسپر وہ عذاب ولعنت نازل کرے۔ جو آجتک ملعون وکاذب پر نازل نہ ہوا ہو +

کادیانی اور اُسکے دروغ گو اتباع اپنے بیان میں سچے ہیں۔ تو وہ بھی جھوٹے پر ان الفاظ سے لعنت کہیں۔ اور بالمشافہ نہ سہی تحریری مباہلہ کریں۔ دوسرا جواب یہ کہ کادیانی کا خاکسار پر الزام کہ در پردہ عیسائیوں کو مدد دی ہے۔ خاکسار پر ایک کفر یا فسق کا الزام ہے کیونکہ اسلام کے مقابلہ میں مخالفین اسلام کو مدد دینا کفر ہے۔ اور اُسکے فسق ہونے میں تو کادیانی کو بھی شک نہ ہوگا۔ اور کفر وفسق کے الزام کے ثبوت کے لئے کادیانی نے ایک نہایت مہذبانہ وشریفانہ اصول اپنی کتاب وساوس میں بیان کیا ہے۔ ہم کادیانی کے اِس الزام کے ثبوت کے لئے اسی مہذبانہ شریفانہ اصول کو پیش کر کے اِس مضمون کے مطابق کادیانی سے اِس الزام کا ثبوت چاہتے ہیں۔ کادیانی صاحب نے وساوس کے صفحہ ۲۹۲ میں وہ مہذبانہ وشریفانہ اصول ان الفاظ سے بیان فرمایا ہے۔ "جو شخص متقی اور حلال زادہ ہو۔ اول تو جرأت کر کے اپنے بھائی پر بے تحقیق کامل کسی کفر وفسق کا الزام نہیں لگاتا۔ اور اگر لگاوے۔ تو پھر ایسا کامل ثبوت پیش کرتا ہے۔ کہ گویا دیکھنے والوں کے لئے دن چڑھا دیتا ہے"۔ اِس اصول کے مطابق خاکسار بڑے ادب انکسار سے کادیانی کی خدمت میں ملتمس ہے۔ کہ اگر آپ دونوں صفتوں مذکورہ بالا سے متصف ہیں۔ تو آپ کو اِس خداوند قادر ذوالجلال کی قسم ہے جسکی قسم پر حضرت نبی صلعم بھی توجہ کے ساتھ جواب دیتے تھے۔ کہ آپ حسب خیال دعویٰ خود ثابت کر دکھاویں۔ کہ خاکسار کسی پادری کے پاس گیا یا کوئی پادری یا اُسکا وکیل پیغام لیکر میرے پاس آیا۔ یا اُنہوں نے کوئی مسئلہ زیر بحث مجھے پوچھا یا میں نے خود بخود کسی مسئلہ یا اُسکے دلیل (مثلاً کوڑھی اندھے کو پیش کرنا وغیرہ) کی بابت اُن کو کچھ کہا یا بتایا یا اشارہ کیا۔ ان امور سے کوئی امر آپ روز روشن کی طرح ثابت کر سکیں تو آپ خود ہی خیال کر لیں کہ پھر اپنے شریفانہ مہذبانہ اصول مجوزہ کے رو سے آپ کون بنتے ہیں۔ ہم اِس

باب میں ایک حرف بھی کہنا نہیں چاہتے +

آپ نے جو اس الزام کی تقریر میں رسالہ سچائی کا اظہار کے صفحہ ۳ میں لکھا ہے کہ "غالباً گمان گذرتا ہے۔ کہ شیخ صاحب امداد کی غرض سے حضرات پادری صاحبوں کے پاس گئے ہونگے وہ اس الزام کا ثبوت نہیں رہے۔ بلکہ اس ثبوت کی نفی کرتا ہے۔ اور صاف بتاتا ہے کہ اپنے اُس اصول شریفانہ تہذیبانہ کی پابندی سے تحقیق کامل کی طرف رخ نہیں کیا۔ بلکہ صرف ظن اور اٹکل سے کام لیا ہے۔ جو حکم اصول مذکورہ جس شخص کا کام ہے آپ جانتے ہیں اور جو اُس کے ثبوت میں یہ کہا ہے" کہ جو ڈاکٹر صاحب نے مجھ کو خط لکھا ہے اور رسالہ شاعۃ السنۃ کے بعض مضامین درج فرمائے ہیں وہ عبارت شیخ جی کی عبارت سے مشابہ ہے"۔ یہ بھی ثبوت نہیں بلکہ مغالطہ ہے۔ وہ عبارت اور اس کی نقرات والفاظ ہماری عبارت کے مشابہ کیا ہونگے وہ تو بعینہٖ خاکسار کے عبارت والفاظ ہیں۔ اس عبارت والفاظ و فقرات کو ڈاکٹر بکلارک صاحب ہمارے فتوی سے نقل کیا اور خود ہمارے فتوی کا حوالہ دیا جسکو کادیانی نے عبارت منقولہ صفحہ ۱۰۹ میں خود نقل کیا ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ خاکسار نے بذات خود یا مشافہ یا بذریعہ تحریر ڈاکٹر بکلارک کو وہ الفاظ بتائے ہیں۔ تیسرا جواب خاکسار پادریوں کو مدد دیتا تو پھر اپنے محاکمہ میں انکی دیسی ہی خبر کیوں لیتا۔ جیسا کہ آپکی خبر لی ہے کیا اس صورت میں اُسکو پادریوں سے افشائے راز کا اندیشہ نہ ہوتا۔

اگر بینے حوصلہ اور جرات کرکے باوجود سابقہ موافقت اور پردہ اعانت پادریوں کے اب اُنکے خلاف میں قلم اُٹھایا ہے۔ تو ضرور ہے۔ اور عصبت مذہبی کو لازم ہے۔ کہ وہ میرے اس خلاف کے اشاعت پر اس رازِ موافقت و مخفی اعانت کو فاش کریں۔ اور اس خلاف کا بدلہ لیں اور یہ مشتہر کریں کہ پہلے تو تم نے خود ہی ہم کو یہ مسائل و دلائل بتائے اور رہنمائی ہی تعلیم و مدد سے ہم نے وہ مباحثہ میں پیش کئے۔ اب تم نے خود ہی اسکا خلاف کیا۔ اور ہم کو ناحق الزام دیا۔ یہ امر اشاعت محاکمہ پر پادریوں سے وقوع میں نہ آیا اور ہرگز نہ آئیگا انشاء اللہ تو اس سے کس وناکس کو جو کادیانی

کی تقلید میں اندھا بہرا نہ ہو گیا ہو گا یقین ہو گا کہ خاکسار نے درپردہ پادریوں کو مدد نہیں دی۔ اور اس دعوی مدد دہی میں کادیانی بمقتضائے کذاب ہے اور یہ امر اسکے دجال ہونے پر بڑی بھاری دلیل ہے +

خدا تعالیٰ پر کادیانی کا ایک تازہ افترا خاکسار کی نسبت اسکی وہ پیشگوئی ہے۔ جو رسالہ "حجت" کادیانی کے صفحہ ۲۲ میں مرقوم ہے۔ کہ اب اسکے کشتی گرداب میں ہے جس سے جانبر ہونا بظاہر محال معلوم ہوتا ہے۔ * وانی رایت ان ھذا الرجل یومن بانیانی قبل موتہ ورایت کانہ ترک الکفر وتاب۔ وھذہ رؤیائی وارجو ان یجعلھا ربی حقا۔ غلام احمد از قادیاں ۴ مئی ۱۸۹۳ء +

اس افترا کے ذیل ضمن میں صفحہ ۲۱ "حجت" میں اسی خاکسار اور دیگر علما اہل افترا پر ایک افترا بھی کیا ہے۔ کہ انہوں نے صرف اس وجہ سے کہ وہ (کادیانی) مسیح کو فوت شدہ سمجھتا ہے اسکو کافر بلکہ اکفر کہدیا ہے۔ اور انہوں نے مجھ (کادیانی) پر یہ افترا کیا ہے۔ کہ گویا یہ عاجز (کادیانی) ملائک کا منکر ہے۔ اور معراج نبوی کا انکاری ہے۔ اور نبوت کا مدعی اور معجزات کو بھی نہیں مانتا۔ سبحان اللہ کافر ٹھہرانے کے لئے اس بیچارہ نے کیا کچھ افترا کئے ہیں۔ ان ہی غموں میں مر رہا ہے۔ کہ کسی طرح ایک مسلمان کو تمام خلق اللہ کافر سمجھ لے۔

خدا پر افترا کادیانی کے افترا ہونے کا ثبوت اور اُسکا رد و جواب

اس پیشگوئی کا پہلا حصہ اسکے دوسرے حصہ کا کذب ہے۔ پہلے حصہ میں خاکسار کی جانبری کو محال قرار دیکر ہلاکت یعنے عذاب کا ڈر سنایا۔ دوسرے حصہ میں جو عربی عبارت میں ہے۔ ایمان اور توبہ کی بشارت دیکر

* اس عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ میں (کادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ یہ آدمی (خاکسار کی طرف اشارہ ہے) اپنی موت سے پہلے میرے ایمان پر ایمان لے آیا۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ گویا اسنے مجھے کافر کہنا چھوڑ دیا۔ اور وہ اس سے

۲۱۱

اُس عذاب سے بے ڈر کر دیا ہے۔ اور خاتمہ بالخیر ہونیکا مژدہ دیا ہے۔ جو پہلے حصہ کا صریح مخالف اور مکذب ہے جس سے صاف ثابت ہے۔ کہ اس الہام نمائی میں کادیانی نے خدا تعالیٰ پر افترا کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے شان اُس سے اجل وارفع ہے کہ وہ کسی سچے ملہم کو دو الہام متناقض اور ایکدوسرے کا مکذب الہام کرے۔ **کادیانی** نے اپنے وساوس کے حاشیہ صفحہ ۳۱۰ میں خاکسار کے دل کی حالت کو بھی ظاہر کر کے ہدایت سے محروم رہنے کی خبر دی ہے اور یہ امر ظاہر ہے۔ کہ کسی کے دل کی حالت تعالیٰ کسی کو معلوم نہیں ہوتی اور جو شخص کسی کے دل کی حالت کے علم کا مدعی ہوتا ہے وہ اسباب میں الہام الٰہی کا مدعی ہوتا ہے پس اگر وہ الہام کادیانی سچا ہے۔ تو اس الہام نمائی کے کذب و افترا علی اللہ ہونے پر یہ دوسری دلیل ہے۔ یہ اس الہام نمائی کادیانی کے کذب و افترا علی اللہ ہونیکا ثبوت اور اُسکا رد یہ ہے۔ اب ہم اس الہام کے متعلق کادیانی کو ایک نوٹس دیتے ہیں+

نوٹس

اے کذاب کادیانی و دجال لامانی تو نے خاکسار کی نسبت الہام منذر کی اشاعت چاہی تھی سو دو دفعہ دی گئی۔ ایک دفعہ مشروط بشرط اجازت قانونی۔ دوسری دفعہ اس شرط سے مجرد اور عام اجازت اس صورت سے کہ وہ الہام پہلے اشاعۃ السنۃ میں چھپے اور اس میں اُسکے الفاظ و معانی کی تحقیق و تعیین و تشریح و تبیین ہو جائے پھر جس اخبار میں تو چاہے اس الہام کے اشاعت کا تجھے اختیار رہے۔ مگر تو نے ہماری طرف سے اس اجازت دفعہ ثانی کا انتظار نہ کیا۔ اور ایک الہام (یا احتلام شیطانی) میعاد چالیس روز کا خاکسار کے نسبت وساوس کے صفحہ ۴۰۰ شائع مشتہر کر دیا۔ جس میں خدا تعالیٰ تجھے جھوٹا اور روسیاہ کیا چنانچہ صفحہ ۱۲۵ نمبر ۸ جلد ۱۵۔ اشاعۃ السنۃ میں اُسکا مفصل بیان ہو چکا ہے۔ دوسرا یہ الہام نمائی۔ حلم شیطانی رسالہ "حجت" میں شائع کر دیا۔ آئندہ تو نے اس خاکسار کی نسبت کسی قسم کا کوئی الہام اشاعۃ السنۃ میں شائع کرانے

بقیہ حاشیہ۔ تائب ہو گیا ہے۔ یہ میرا خواب ہے۔ امید ہے کہ خدا اوسکو سچا کریگا+

پیشتر کسی رسالہ یا کسی اخبار یا اشتہار میں شائع کیا۔ تو تجھے ضرور عدالت میں حاضر ہونا پھر سنٹرل جیل کا نظارہ کرنا ہوگا۔ انشاء اللہ و تقدس۔ بہتر ہے کہ ان گیدڑ بھبکیوں سے باز آجاور نہ سخت پچھتائیگا +

خاکسار اور دیگر علماء اہل افتا پر اُسکے افترا کے افترا ہونیکا ثبوت اور اُس کا ردّ و جواب

کادیانی کے اس قول کو کہ علماء اہل افتا نے اُسکو صرف اس وجہ سے کافر بلکہ اکفر کہا ہے کہ وہ حضرت مسیح کو فوت شدہ سمجھتا ہے۔ اُسکا یہ قول کہ اُن علماء نے مجھ پر یہ افترا کیا ہے کہ یہ شخص وجود ملائکہ سے منکر ہے۔ معراج نبوی سے انکاری ہے۔ مدعی نبوت ہے معجزات کو نہیں مانتا جھٹلاتا ہے۔ اور صاف بتا رہا ہے کہ ان علماء نے اُسکو صرف وفات مسیح کا قائل ہونیکے سبب کافر نہیں کہا۔ بلکہ اُسکے اقوال و عقائد مذکورہ (جسکو کادیانی افترا قرار دیتا ہے اور وہ علماء ان اقوال و عقائد کا ثبوت اُسکی کتابوں سے پیش کر رہے ہیں) بھی اس تکفیر کے موجب اور وجوہات ہیں قادیانی نے صرف قول و اعتقاد وفات مسیح کو سبب تکفیر ٹھہرانے میں محض افترا سے کام لیا ہے۔ بہرحکم آنکہ دروغ گوئی را حافظہ نباشد" اپنے اس دعوی کا خود خلاف کیا۔ اور اُسکے برخلاف یہ بھی اُسی قلم سے چار ہی سطر کے بعد لکھ گیا۔ کہ ان علماء نے ازراہ افترا مجھ پر یہ دعوے کہ یہ مدعی نبوت ہے وجود ملائکہ۔ معراج نبوی اور معجزات سے انکاری ہے۔ یہی قائم کئے ہیں۔ جس سے انکا مقصود یہ ہے کہ کسی طرح ایک مسلمان کافر ٹھہر جائے۔ جو صاف اور صریح اس کہنے کے برابر ہے۔ کہ اعتقاد وفات مسیح سے وہ کافر بنانا سکے تو اُنہوں نے یہ چار جھوٹے دعوے یا جرم مجھ پر قائم کئے۔ اور مجھے کافر بنایا۔ اس کہنے کے ساتھ اُسکا وہ کہنا کہ اُنہوں نے مجھے صرف اعتقاد وفات مسیح کے سبب کافر کہا ہے۔ افترا نہیں۔ تو اور کیا ہے؟ کادیانیو! انصاف اور شرم سے کام لیکر جواب دو منصفو! داد انصاف دو

112

یہ کادیانی کی کلام کا صریح مسلوق و مفہوم ہے۔ اور امر واقعی بھی یہی ہے۔ کہ صرف وفات حضرت مسیح کے اعتقاد کے سبب کادیانی کو اہل افترا نے کافر نہیں ٹھہرایا۔ اور نہ صرف ایک اس عقیدہ بدعتیہ کے سبب وہ کافر ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ وہ صرف اتنی ہی بات میں سلف و خلف کا خلاف کرتا۔ تو اُسکو صرف مبتدع و گمراہ کہا جاتا اس نے تو اکثر اصول اسلام و تسنن کو اُلٹ پلٹ کر دیا ہے۔ اور ایک نیا دین قائم کیا۔ اور اسلام میں وہ باتیں نکالی ہیں جو قدیم اسلام کے بالکل مخالف ہیں۔ از انجملہ چاروں یہ باتیں بھی ہیں۔ جن کو اُسنے خود بیان کر کے علماء اہل افترا کا افترا قرار دیا ہے۔ ان ہی باتوں کی نظر سے علماء اہل افترا نے اُسکو کافر و اکفر کہا ہے۔ نہ صرف اعتقاد وفات مسیح کے سبب +

کادیانی کا ان باتوں کو خرق اجماع انصاف اور حیا کے جو انسانیت کے لوازم سے ہر خلاف ہے۔ یہ باتیں اُسکی کتابوں میں موجود ہیں۔ جنکا پتہ و نشان ہم بارہا اپنے رسالہ میں تفصیل بتا چکے ہیں اس مقام میں اس تفصیل کا اجمال نقل کرتے ہیں۔ پہلی بات (وجود ملائکہ سے انکار) اسی معنے کر اُسکی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کہ وہ جبرائیل وغیرہ ملائکہ کے اصلی وجود سے زمین پر نور انبیا کے پاس آنے سے انکاری ہے۔ اور اس بات کا قائل ہے کہ جس جبرائیل یا روح القدس کو انبیا کے پاس آنیوالا اور اُنکے ساتھ رہنیوالا اور اُنکو دکھائی دینیوالا تسلیم کیا جاتا ہے۔ وہ ان ہی انبیا کے اندرونی صفت ہے۔ اور اُن کے محبت کا نتیجہ ہے۔ اور اِن ہی کی خیالی صورت ہے۔ وہ کوئی خارج از انسان جبرائیل نہیں ہے۔

اور اُس کا یہ اعتقاد اُسکے رسالہ توضیح مرام کے صفحہ ۲۱ صفحہ ۲۵ صفحہ ۲۹ صفحہ ۳۳ صفحہ ۳۸ صفحہ ۶۸ صفحہ ۷۰ صفحہ ۹۷ وغیرہ میں موجود ہے۔ جنکی اصل عبارات اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ وغیرہ جلد ۱۳ میں بضمن فتویٰ اور نیز جلد ۱۴ میں بضمن جواب فیصلہ آسمانی منقول ہیں اور اُسکی آخری کتاب دسادس کے صفحہ ۲۷، ۲۸، لغایت ۹۷ میں مرقوم ہے جنکی اصل عبارات اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ جلد ۱۵ میں ہیں۔ اس مقام میں اِسکے چند فقرات بعینہا اُسکے الفاظ سے نقل

کئے جاتے ہیں۔ توضیح کے صفحہ ۲۱ میں ہے۔ ان دونوں محبتوں (یعنے محبت خدا و محبت بندہ) کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتے ہیں۔ ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے جس کا نام روح القدس ہے۔ اور اسکے صفحہ ۲۵ میں ہے۔ یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کے صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اُسکو روح امین[1] بولتے ہیں۔ اور اُسکا نام شدید القویٰ[2] اور ذوالافق الاعلیٰ بھی ہے۔ اور اسکے صفحہ ۲۹ میں ہے محققین اہل اسلام اسبات کے ہرگز قائل نہیں۔ کہ ملائکہ اپنے شخصی وجود کے ساتھ زمین پر اُترتے ہیں۔ اور اسکے صفحہ ۷۹ میں ہے جب جبرائیلی نور جنبش میں آتا ہے۔ تو معاً اُسکے ایک عکسی تصویر جسکو روح القدس کے بہی نام سے موسوم کرنا چاہے۔ محب صادق کے دل میں نقش ہو جاتی ہے۔ اور اُسکی محبت صادقہ کی ایک عرض لازم بنجاتی ہے۔ کادیانی صاحب اور ناظرین! انصاف سے کہو۔ ان عبارات میں جبرائیل وغیرہ فرشتوں کے اصلی وجود سے زمین پر اور انبیاء کے پاس آنیکے صریح اور صاف انکار نہیں ہے؟ اور کیا یہ تصریح نہیں ہے کہ جو روح القدس انبیاء کے پاس آتی اور ہستی اور دکھائی دیتی ہے۔ وہ ان ہی کے ایک اندرونی صفت محبت کا نتیجہ اور عرض لازم تھی۔ نہ خارج از انسان کوئی روح القدس اور یہی اعتقاد علماء اہل افتاء نے ہمارے (کادیانی صاحب) کیطرف منسوب کیا ہے۔ پہر یہ افترا کیونکر ہوا؟

دوسری بات (معراج نبوی سے انکار) بھی اسی معنے کر آپکی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کہ آپ معراج جسمانی آنحضرت کے قائل نہیں اور یہ انکار آپ کے صریح کلام میں بصفحہ ۴۷ وغیرہ ازالہ کے موجود ہے جو پورا پورا فتویٰ کے صفحہ ۱۳۱ میں اور جواب فیصلہ آسمانی کے صفحہ ۴۳ میں میں منقول ہے۔ اِس مقام میں اُسکا ایک فقرہ نقل کیا جاتا ہے۔ ازالہ کے صفحہ ۴۷ میں ہے۔ اس جگہہ اگر کوئی اعتراض کرے۔ کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے۔ تو پھر آنحضرت کا معراج اِس جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا۔ تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے

---

[1] و [2] یہ تینوں نام یا صفات قرآن میں جبرئیل علیہ السلام کے حق میں استعمال ہوئے ہیں کادیانی کہتا ہے ان تینوں سے وہی اندرونی صفت محبت سے متولد جبرائیل مراد ہے۔

113

ساتھ نہیں تھا۔ کادیانی صاحب کیا یہ عبارت آپکی نہیں ہے۔ اور اس میں معراج جسمانی سے انکار نہیں ہوا۔ ہوا ہے۔ تو پھر علماء اہل افتا نے اِس میں کونسا بھس ملا دیا۔ اور آپ پر کیا افترا کیا +

تیسری بات (کادیانی کا مدعی نبوت بلکہ رسالت ہونا) اسکی صریح کلام میں موجود ہے اور **توضیح مرام** صفحہ ۱۸ میں **وازالہ** کادیانی صفحہ ۵۳۳ و صفحہ ۶۷۶ وغیرہ میں مرقوم ہے۔ جنکی پوری عبارات فتوی مندرجہ نمبر ۴ جلد ۱۳ میں بصفحہ ۱۱۴ و صفحہ ۱۷۲ وغیرہ اور جواب فیصلہ آسمانی مندرجہ نمبر ۲ جلد ۱۴ میں بصفحہ ۳۴ منقول ہیں۔ اس مقام میں اُس کے ایک دو فقرات نقل کئے جاتے ہیں۔ ازالہ کادیانی کے صفحہ ۵۳۳ میں ہے۔ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا۔ اور نبی بھی" اور اس کے صفحہ ۶۷۳ میں ہے۔ اور اس آنیوالیکا نام جو احمد رکھا گیا ہے۔ وہ بھی اُس کی مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اِسی کی طرف اشارہ ہے **ومبشراً رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد** ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں۔ یعنے جامع جلال وجمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشینگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسوئیت رکھتا ہے۔ بھیجا گیا ہے"۔ **کادیانی صاحب** آپ نے ان عبارات میں اپنے تئیں نبی اور احمد رسول نہیں کہا؟ کہا ہے۔ تو پھر علما اہل افتار نے آپ پر کیا افترا کیا ہے +

چوتھی بات (معجزات سے انکار) بھی انہی معنے کر آپ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کہ آپ آنحضرت کے بوجود جسمانی آسمان پر جانے کو خارق عادت سمجھکر نہیں مانتے اور حضرت مسیح کے معجزات احیاء موتیٰ وخلق ظہور وغیرہ سے انکاری ہیں۔ سو یہ انکار آپکے صریح کلام میں **توضیح مرام** کے صفحہ ۹ اور **ازالہ** کے صفحہ ۴۷ اور صفحہ ۲ و ۷ و ۸ و ۳۰۱ و ۳۰۵ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۲۳ وغیرہ میں موجود ہے۔ جن کی پوری عبارات

تو ایک ہی بات مین مدت کا جھگڑا طے ہوتا ہے۔ اور سیدان آپکے ہاتھ آتا ہے۔ یہ نہو سکے تو آیندہ بے جا و ناحق تہمتون اور دروغ گوئی سے اپنے آپ کو روکین۔ جن سے آپ پر سوءِ ظنی زیادہ بڑھتی ہے۔ اور آپکے دعوی الہام کی تکذیب ہوتی ہے۔

کادیانی صاحب! مین سچ کہتا ہون اور اسپر خدا تعالےٰ کی قسم جس مضمون وعنوان کے ساتھ آپ چاہین کہانے حاضر و مستعد ہون کہ مجھے جسقدر آپ سے بدگمانی ہوئی ہے اسکا قوی سبب آپ کی دروغ گوئی و افترا پردازی و دہوکہ دہی۔ جس سے آپکی کوئی تحریر خالی نہین۔ آپ اس بدگمانی کو دور کرانا چاہتے ہین۔ تو آیندہ اس کذب سے کف لسان فرمایا کرین۔ مطلب کی بات کا جواب راستی دیا کرین۔

آپ کی پیشگوئی متعلقہ موت خسر فرضی کے الہامی ہونے کی نسبت جو مجھے عذر ہے اسکا اظہار و بیان بحکم اصول مناظرہ و قانون عدالت و دیانت تب ہی مجھپر واجب ہوتا جب آپکی طرف سے اس پیشگوئی کے الہامی ہونے کا بپابندی اصول مناظرہ و قانون عدالت و دیانت ثبوت گذرتا۔ مگر ہنوز آپسے یہ امر وقوع مین نہین آیا۔ تو پھر اس عذر کے پوچھنیکا آپکو کیا استحقاق ہے۔

آپنے اس خط مین یہ دعوے کیا ہے۔ کہ مینے نہ اپنے نفسانی طمع اور نکاح کی ذاتی غرض سے بلکہ دین اسلام کی حقانیت اسکے منکرون اور مخالفون پر (جو میری برادری اور قوم بیشمار مین سے تھے اور وہ مجھسے آسمانی نشان طلب کرتے تھے)۔ ظاہر کرنے کی غرض سے یہ پیشگوئی کی تھی کہ اگر مرزا* ہوشیارپوری اپنی بیٹی اس عاجز کو نہ دیگا کسی اور سے اسکا نکاح کریگا۔ تو روز نکاح سے تین برس کے عرصہ مین وہ فوت ہو جائے گا۔ ان تین برس مین گو تاریخ موت نہین بتائی گئی۔ مگر دوسری کشف سے معلوم ہوا کہ کچھ بہت عرصہ نہین گذرے گا۔ آور اڈھائی برس کے عرصہ تک اسکا شوہر فوت ہو جائیگا۔ اور وہ لڑکی بیوہ ہو کر میرے نکاح مین آئیگی۔ اور یہ سب باتین تمہارے

* انکا نام کادیانی کی کلام مین اصفر و استفسار یہ ہے جسکے معنی کلام مین کاشف الغیب آدمی کا ذکر کرنا ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

و ۳۰۱ و ۳۰۵ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۲۳ وغیرہ میں موجود ہے۔ جن کی پوری عبارات فتوی میں بصفحہ ۱۲۸ وغیرہ اور جواب فیصلہ آسمانی میں بصفحہ ۳۶ وغیرہ منقول ہیں اس مقام میں چند عبارات بطور تمثیل نقل کیجاتی ہیں۔ توضیح مرام کے صفحہ ۹ میں ہے۔ یہی معجزہ کفار مکہ نے ہمارے سید رسول حضرت خاتم الانبیاء سے مانگا تھا کہ آسمان پر ہمارے روبرو چڑھیں۔ جواب ملا۔ قل سبحان ربی یعنے خدا تعالیٰ کی کیا نہ شان اس سے پاک ہے۔ کہ ایسی کہلی خوارق اس دار الابتلا میں دکھادی۔ اور ازالہ کادیانی کے صفحہ ۷ میں ہے۔ مسیح کے معجزات اور پیشینگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئی۔ کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔ اور اسکے صفحہ ۳۰۲ میں ہے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دیدی ہو۔ جو ایک مٹی کے کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسی پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس نجاری کا کام بھی کرتے رہے اور اسکے صفحہ ۳۰۵ میں ہے ماسوا اسکے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب یعنے سمرزمی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔ اور اسکے صفحہ ۳۲۲ میں ہے۔ غرضکہ یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور شرکانہ خیال ہے۔ کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا۔ جو روح کی قوت سے نرقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے۔ کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کے تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال معجزہ ایک کھیل

لہ آنحضرتؐ کا خاتم الانبیا کہنا اس معنے کر ہے کہ اب کے بعد کوئی نبی نئی شریعت لیکر نہ آئیگا مطلق نبوت کو کادیانی ختم نہیں سمجھتا۔ وبنا علیہ وہ خود بھی نبوت کا مدعی ہے

توضیح مرام صفحہ ۱۹ ۔ رسالہ ہذا کا صفحہ ۲۱۹ ملاحظہ ہو ۔

۱۱۷

کی قسم سے تھا۔ اور اسکے صفحہ ۴۴۱ میں ہے۔ ایسا مردہ تو کوئی زندہ نہیں ہوا۔ کہ وہ بولتا ہو الخ اور اسکے صفحہ ۲ میں ہے۔ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے۔ مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے۔ وہ ہرگز نہیں مریگا"

کادیانی صاحب! ان عبارات میں کیا آنحضرت کے معجزہ معراج جسمانی سے اور حضرت مسیح کے معجزات کے حقائق مشہورہ سے صریح دھان انکار نہیں ہے؟ پھر علماء نے آپ پر کیا افترا کیا ہے؟

خدا تعالیٰ پر کادیانی کا دوسرا افترا

خدا تعالیٰ پر کادیانی کا دوسرا افترا اسکے مخالف نبی یا ہر عام اسکے پیشگوئی ہے۔ جو مباحثہ عیسائیوں کے آخری پرچہ مورخہ ۵ جون ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۱ میں اُس نے کی اور وہ سچی اسلام مسلمانان سخت مضرت رسان ہے +

وہ یہ ہے

آج رات جو مجھ پر کھلا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جبکہ مینے بہت تضرع وابتہال سے جناب الہی میں دعا کی۔ کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں۔ تیرے فیصلے کے سوا ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اُسنے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے۔ کہ اس بحث میں دونو فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے۔ اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے۔ اور عاجز انسان کی خدا بنا رہا ہے۔ وہ ان ہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینا لیکر یعنے ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاویگا۔ اور اُسکو سخت ذلت پہنچیگی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے۔ اور سچے خدا کو مانتا ہے اُسکی اس سے عزت ظاہر ہوگی۔ اُس وقت جب یہ پیشگوئی ظہور میں آویگی بعض اندھے سوجاکے ہوجاوینگے۔ اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے۔ اور بعض بہرے سننے لگینگے"

یہ کادیانی کی اصلی لاف زنی یا پیشگوئی ہے۔ اس میں جو فریق مخالف کا ہاویہ کے گرایا جانا

بیان کیا ہے۔ اسکی تفسیر کادیانی نے اسی پرچہ کے صفحہ ۸ میں بایں الفاظ کی ہے۔
مَیں اسوقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے۔ یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزا موت ہاویہ میں نہ پڑے۔ تو میں ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ مجھکو ذلیل کیا جاوے۔ رو سیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے طیار ہوں۔ اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور ایسا ہی کریگا۔ ضرور کریگا۔ ضرور کریگا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اُسکی باتیں نہ ٹلینگی اب ڈپٹی صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر یہ نشان پورا ہوگیا۔ تو کیا یہ سب آپ منشا کے موافق کامل پیشگوئی ٹھہریگی یا نہیں اور رسول صلعم کے سچے نبی ہونے کے بارہ میں محکم دلیل ہو جائیگی یا نہیں"

اِس لاف زنی یا پیشگوئی کے بحق اسلام مضرت رسان ہونے
اور
اِسکے کذب وافترا ہونے کا ثبوت
اور
اسلام سے اسکی مضرت کی مدافعت

اسلام کے مخالفین اور اس دین کے طاعنین اور پیشوایان اسلام کی اہانت کرنیوالے اور مسلمانوں کو ایذا پہنچانیوالے اگر سب کے سب صفحہ دنیا سے اُٹھ جائیں اور ایک آن میں ہلاکت کو پہنچ جائیں تو نص کم جہاں پاک کی مثل صادق آوے اور ہر ایک مسلمان کی آنکھ میں نور اور سینہ میں سرور ہو مگر کسی مسلمان کا خواہ وہ کیسا ہی ولی دلہم ومبشر ہو دیکھو حضرات انبیاء علیہ السلام کے جو تبلیغ میں معصوم اور خدا کی طرف سے مخبر ومبشر ہوتے ہیں اور اپنی الہامی بشارتوں خبروں اور پیشگوئیوں میں دائماً وابداً صادق ومصدوق ہوتے اور کسی خبر متعلق موت یا حیات وغیرہ میں۔ جو الہام کی مدد سے وہ دیتے ہیں۔ کبھی جھوٹے نہیں نکلتے۔ اور وہ اپنے الہام اور الہامی خبروں

۱۱۵

پر بغیر کسی آزمائش کے یقین کرنے کے مامور ہوتے ہیں) یہ حق اور منصب نہیں کہ وہ اپنے الہام و بشارت کے وقوع و ظہور کو اسلام کی سچائی کا معیار قرار دے اور اپنے الہام و بشارت پر اعتماد کر کے کسی خاص شخص یا فرقہ کے موت کو اسلام کے سچائی کا معیار و نشان ٹھہراوے اور مخالفین اسلام کے مقابلہ میں یہ کہے۔ کہ اسلام سچا ہے۔ تو ضرور وہ شخص یا فرقہ فوت ہو جاویگا اور اگر وہ فوت نہ ہوا۔ تو میں اسلام کو چھوڑ کر مخالف مقابل کا مذہب اختیار کر لونگا یا اسکے بدلے اپنی جائداد کا نصف حصہ اپنے مقابل کو اسکے مذہب کے اشاعت و ترویج کے لئے دیدونگا۔ جیسا کہ کادیانی نے کیا اور کہا ہے +

+ اس لاف زنی یا پیشگوئی مندرجہ کی تفسیر میں کادیانی نے اس نشان موت کو آنحضرت کی صداقت کا نشان ٹھہرایا۔ منقول ہے اور رسالہ "حجت" کے صفحہ میں نشان دکھانے کی شرط یہ تجویز کی ہے۔ کہ اگر میرا نشان سچا نہ نکلا۔ تو میں مذہب اسلام چھوڑ دونگا۔ یا تائید مذہب عیسائی کے لئے اپنی جائداد کا نصف حصہ دیدونگا چنانچہ کادیانی نے حجت کے صفحہ ۳ و ۵ و ۶ میں یہ بیان کیا ہے۔ کہ مباہلہ سے کوئی نتیجہ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ فریقین اپنے تحریروں پر حاشیہ چڑھا چڑھا کر اپنی فتح ظاہر کرینگے۔ پھر صفحہ میں کہا ہے۔ ان وجوہات کے خیال سے ڈاکٹر صاحب کو بذریعہ خط رجسٹرڈ یہ صلاح دی گئی تھی کہ مناسب ہے۔ کہ چھ دن کے بعد لینے جب فریقین اپنے چھ دن پورے کر لیں۔ تو اُن میں مباہلہ بھی ہو۔ اور وہ صرف اسقدر کافی ہے۔ کہ فریقین اپنے اپنے مذہب کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ سے آسمانی نشان چاہیں۔ اور ان نشانوں کے ظہور کے لئے ایک سال کی میعاد قائم ہو پھر جس فریق کی تائید میں کوئی نشان آسمانی ظاہر ہو۔ جو انسانی طاقتوں سے بڑھکر ہو جسکا مقابلہ فریق مقابل سے نہ ہو سکے تو لازم ہوگا۔ کہ فریق مغلوب اس فریق کا مذہب اختیار کرے جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے آسمانی نشان کے ساتھ غالب کیا ہے۔ اور مذہب اختیار کرنے سے اگر انکار کرے۔ تو واجب ہوگا۔ کہ اپنی نصف جائداد اس سچے مذہب کی امداد کی غرض سے فریق غالب کے حوالہ کردے۔ پھر صفحہ میں کہا ہے کہ اگر یہ سوال ہو کہ اگر ایک سال کے عرصہ میں دونوں طرف سے

جو شخص مدعی اسلام کہلا کر مخالفین اسلام کے مقابلہ میں ایسا کرے۔ اور کسی مخالف اسلام کی موت یا کسی اور نشان کو مدار و نشان و شرط حقیت اسلام قرار دے وہ درحقیقت مسلمان نہیں بلکہ دشمن اسلام ہے۔ اور مخالفین اسلام کا چھپا دوست اور اُن کا وکیل ہے جو بظاہر مقابلہ کے لئے کھڑا ہو گیا ہے مگر در پردہ اِس مقابلہ میں زرگری کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے۔ کہ اِس

کوئی نشان ظاہر نہ ہو یا دونو طرف سے ظاہر ہو۔ تو پھر کیونکر فیصلہ ہوگا تو اُس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ راقم اِس صورت میں بھی اپنے تئیں مغلوب سمجھیگا اور ایسی سزا کے لائق ٹھہریگا۔ جو بیان ہوئی ہے" اس دعوی و درخواست کادیانی کے جواب میں آپکے مقابل نے مباہلہ کرنے سے جسمیں لعنت کرنا لازمی امر ہے تو انکار کیا مگر یہ وعدہ دیا کہ اگر آپ کوئی نشان یا معجزہ دکھائینگے۔ تو ہم دین اسلام قبول کر لینگے۔ چنانچہ رسالہ "حجت" کے صفحہ ۱۳ میں آپنے قول مخالف و مقابل نقل کیا ہے۔ "قولہ بہرکیف اگر جناب کسی معجزہ کے دکھانے پر آمادہ ہیں۔ تو ہم اسکے دیکھنے سے آنکھ بند نہ کرینگے۔ اور جس قدر اصلاح اپنی غلطی کی آپکے معجزہ سے کر سکتے ہیں۔ اُسکو اپنا فرض عین سمجھینگے۔ اور رسالہ اظہار کے صفحہ ۱۵ میں اُسکا خط نقل کیا ہے۔ جو ذیل میں منقول ہے +

"نقل خط مسٹر عبداللہ آتھم صاحب ۹ مئی ۱۸۹۳ء"

"منمقام امرتسر"

"جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان

بجواب جناب کے حجۃ الاسلام متعلق بندہ کے عرض ہے کہ اگر جناب یا اور کوئی صاحب کسی صورت سے بھی یعنے بہ تحدی معجزہ یا دلیل قاطع عقلی تعلیمات قرآنی کو ممکن اور موافق صفات اور مس ربانی کے ثابت کر سکیں۔ تو میں اقرار کرتا ہوں کہ مسلمان ہو جاؤنگا جناب یہ سند میری اپنے ہاتھ میں رکھیں باقی منظوری سے مجھے معاف رکھئے کہ اخباروں میں اشتہار دوں + دستخط مسٹر عبداللہ آتھم صاحب"

116

نشان و دلیل شرط کے عدم ظہور سے اسلام کا عجز مغلوب ہونا ظاہر ہو اور مخالفین اسلام کو غلبہ و فتح حاصل ہو یہی وجہ ہے کہ ابتداء زمانہ نبوت سے اس وقت تک کبھی کسی مسلمان ولی مہم مبشر و پیشگو نے کبھی مخالفین اسلام کے مقابلہ میں پیشگوئی کرنے یا کوئی اور نشان دکھانے کے وقت یہ دعوی نہیں کیا۔ (جو کادیانی نے کیا ہے) کہ اگر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کسی دعویٰ و درخواست و تجویز و شرط کی بنا پر اور اسی سلسلہ میں کادیانی کے مقابل نے اس سے نشان طلب کیا تھا۔ چنانچہ کادیانی نے اپنے اشتہری پرچہ کے صفحہ ۶ میں کہا ہے۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب قرآن شریف کے معجزات سے منکر ہیں۔ اور اُس کی پیشگوئیوں سے بھی انکاری ہیں۔ اور مجھ سے پہلی اس مجلس میں تین بیعانہ پیش کر کے ٹھٹھا کیا گیا ہے۔ کہ اگر دین اسلام سچا ہے۔ اور تم فی الحقیقت مہم ہو تو ان تینوں کو اچھا کر کے دکھاؤ۔ پھر صفحہ ۷ میں اُس کے جواب میں کہا۔ مگر آتھم میں دعا کرتا ہوں اور آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے۔ تا آخر لاف زنی جو صفحہ ۲۱ میں منقول ہوئی۔ پھر اس کے صفحہ ۸ میں اس کی تفسیر کر کے ڈپٹی صاحب سے سوال کیا ہے۔ کہ اگر یہ نشان پورا ہو گیا۔ تو آپ کے معیار کے موافق یہ کامل پیشگوئی ٹھہر گئی یا نہیں اور اس سے رسول صلعم کے سچے نبی ہونے پر محکم دلیل قائم ہو گی یا نہیں"۔ اس تمام سیاق و سباق سے ناظرین اہل انصاف پر صاف ثابت و ہویدا ہو گا۔ کہ یہ نشان کادیانی نے اپنی اسی تجویز کے سلسلہ میں پیش کیا ہے۔ اور اس نشان کو دین اسلام اور آنحضرت صلعم کے صدق و ثبوت کا نشان ٹھہرایا ہے۔ لہذا اس میں اس کی وہ شرط کہ اگر یہ نشان ظاہر نہ ہوا۔ تو وہ دین اسلام چھوڑ کر عیسائی ہو جاویگا۔ اور اگر عیسائی نہ ہوا۔ تو دین عیسائی کی امداد و ترویج کے لئے اپنی جائداد کا نصف حصہ عیسائیوں کو دیدیگا

میں یہ نشان نہ دکھا سکا تو میں دین اسلام کو چھوڑ دونگا۔ بلکہ اسلام میں اور پہلے دینوں میں جب مخالفوں کے طرف سے نشان نمائی کا سوال و مطالبہ ہوا۔ تو بارہا نشان نمائی سے صاف انکار واقع ہوا۔ اور یہ ارشاد ہوا "قل انما الآیات عند اللہ وانما انا نذیر مبین"۔ جس میں یہ ہدایت و تعلیم ہے کہ دین کی سچائی نشان نمائی پر موقوف نہیں۔ نشان ظاہر نہ ہو تب بھی دین سچا ہے۔ اور اُس کی ذات اپنی صداقت پر دلیل ہے۔ ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اور جب کسی مسلمان نے کوئی نشان ظاہر کیا تو اس میں اس شرط کو کہ اگر یہ نشان ظاہر نہوا۔ تو میں دین اسلام چھوڑ کر مرتد ہو جاؤنگا تسلیم نہیں کیا۔ اور اگر کسی شرط مخالفین کو مانا تو اُسے حد حد تک مانا کہ اس کا اثر مذہب پر کچھ نہ پڑے۔ اِس کا اصل اصول اور اس پر دلیل معقول جس سے کسی باخبر مسلمان کو حتی کہ نام کے مسلمان کا دیانی کو بھی انکار کی گنجائش نہو۔ یہ ہے۔ کہ کسی مسلمان ولی ملہم مبشر پیشگو کو یہ جائز و ممکن نہیں ہے۔ کہ اپنے الہام و بشارت و پیشگوئی کے مضمون و صدق و تحقق کا ایسا یقین اور اُس پر ایسا وثوق و اعتماد کرے۔ کہ در صورت عدم تحقق مضمون پیشگوئی یا تحقق اُس کے خلاف کے وہ اسلام کو سلام کرے۔ اور دین اسلام

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۵ ۔ اسکی طرف سے ملحوظ و برقرار ہے کیونکہ اس شرط سے اُسنے انکار نہیں کیا۔ گو فریق ثانی نے نشان دیکھنے پر صرف اس بات کو تو مانا ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیگا۔ مگر بات کو تسلیم نہیں کیا کہ بصورت عدم قبول اسلام وہ نصف جائداد فریق مقابل کو دیدیگا +

* اسکی ایک نظیر حضرت صدیق اکبر کا پیشگوئی فتح روم کے متعلق مشرکین مکہ کے اس شرط کو قبول کرنا ہے کہ اگر ۹ سال کے عرصہ میں روم کو فتح نہ ہوئی تو اُس کے بدلے میں سو اونٹ بطور تاوان بھروں گا اس موقعہ پر آپنے یہ نہ کہا کہ اگر یہ پیشگوئی قرآن پوری نہ ہوئی تو میں دین اسلام چھوڑ دونگا + (مناظرہ الستہ نمبر ۱ جلد ۲ وغیرہ ملاحظہ ہوں اور تفاسیر معالم فتح البیان وغیرہ) +

چھوڑ کر مرتد ہو جائے۔ بلکہ یہ واجب اور لازم ہے کہ درصورت عدم تحقق پیشگوئی یا بشارت یا تحقق خلاف ۔ یہ سمجھے۔ کہ میری وہ پیشگوئی خدا کی طرف سے نہ تھی اگر تھی تو اُسکے معنے وہ ظاہری مراد نہ تھے۔ جو میں سمجھے تھے۔ اس پیشگوئی کا وقوع نہیں ہوا۔ تو اس سے معلوم ہوا۔ کہ میرا وہ الہام جھوٹا اور شیطانی تھا۔ یا اسکے معنے میں غلط سمجھے تھے۔ اس سے اسلام جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہو۔ تو اس سے لازم آتا ہے۔ کہ اسلام اس کے الہام کے تابع ہے۔ وہ تابع اسلام نہیں ہے۔ جس کا کوئی مسلمان قائل نہیں ہے۔ ہم نے تو اس اصول کو غیر نبی کی اُن پیشگوئیوں اور الہامات و بشارات کی نسبت جو بالآخر دین اسلام کی صداقت کے معارض و مزاحم ہوں۔ بیان کیا ہے۔ مگر طرفہ یہ ہے۔ کہ کادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عام پیشگوئیوں اور بشارات کی نسبت یہی اصل رول قرار دیا اور کہا ہے۔ کہ عموماً آنحضرت کی پیشگوئیوں کی ظاہری معنے مراد نہیں ہوا کرتے۔ اور اگر اُن کے ظاہری معنے پر زور ڈالا جائیگا۔ تو درصورت عدم ظہور معانی ظاہری ایمان ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ چنانچہ آپ نے اپنے ازالہ کے صفحہ ۱۴۰ میں کہا ہے۔ اور پیشگوئیوں کے بارے میں یہ ضروری نہیں۔ کہ وہ ضرور اپنی ظاہری صورت میں پورے ہوں بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں۔ کہ قبل از ظہور پیشگوئی خود انبیاء کو بھی جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھ میں نہیں آسکتے۔ چہ جائے کہ دوسرے لوگ اُن کو یقینی طور پر سمجھ لیویں دیکھو جس حالت میں ہمارے سید و مولیٰ آپ اس بات کا اقرار کرتے ہوں کہ بعض پیشگوئیوں کو میں نے کسی اور صورت پر سمجھا اور ظہور اُن کا کسی اور صورت پر ہوا۔ تو پھر دوسرے لوگ گو فرض کے طور پر ساری امت ہی کیوں نہ ہو۔ کب ایسا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ کہ ہماری سمجھ میں غلطی نہیں۔ سلف صالح ہمیشہ اسی طریق کو

پسند کرتے رہے ہیں کہ بطور اجمالی پیشگوئی پر ایمان لے آویں۔ اور اسکی تفصیل یا اس بات کو کہ وہ کس طور سے ظہور پذیر ہوگی۔ حوالہ بخدا کریں۔ اور میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں۔ کہ اقرب بامن جس سے ایمان سلامت رہ سکتا ہے۔ یہی مذہب ہے۔ کہ محض الفاظ پیشگوئی پر زور نہ ڈالا جائے۔ اور تحکم کے راہ سے یہی دعوی نہ کیا جائے کہ ضرور اس کا ظہور ظاہری صورت پر ہی ہوگا۔ کیونکہ اگر خدانخواستہ انجام کار ایسا نہ ہوا تو پھر پیشگوئی کے صداقت میں طرح طرح کے شکوک پیدا ہو کر ایمان ہاتھ سے گیا۔ ایسی کوئی وصیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی کہ تم نے پیشگوئیوں کو ظاہر پر حمل کرتے رہنا کسی استعارہ یا تاویل وغیرہ کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ اب سمجھنا چاہئے کہ جبکہ پیشگوئیوں کے سمجھنے کے بارے میں خود انبیاء سے امکان غلطی ہے۔ تو پھر امت کا کورانہ اتفاق یا اجماع کیا چیز ہے۔ ازالہ کے صفحہ ۱۴۲ میں کہا ہے میں پھر دوبارہ کہتا ہوں۔ کہ اس بارہ میں عام خیال مسلمانوں کا گو اُن میں اولیا بھی داخل ہوں اجماع کے نام سے معصوم نہیں ہو سکتا مسلمانوں نے صورت پیشگوئیوں کو مان لیا ہے۔ اُنکی طرف سے ہرگز یہ دعوی نہیں۔ اور نہ ہونا چاہئے۔ کہ خدا تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں کہ شاید اس پیشگوئی کے ایسے تفاصیل مخفی ہوں۔ جو ابتک کھلے نہیں۔ درحقیقت تمام انبیاء کا یہی مذہب رہا ہے۔ کہ وہ پیشگوئی کی اصل حقیقت کو خدا تعالیٰ کے وسیع علم پر چھوڑتے رہے ہیں اسی وجہ سے وہ مقدس لوگ باوجود بشارتوں کے پانیکے پھر بھی دعا سے دست بردار نہیں ہوتے تھے۔ جیسا کہ بدر کی لڑائی میں فتح کا وعدہ دیا گیا تھا۔ مگر ہمارے سید و مولیٰ رو رو کر دعائیں کرتے رہے۔ اِس خیال سے کہ شاید پیشگوئی میں کوئی ایسے امور مخفی ہوں یا وہ کچھ ایسے شروط کے ساتھ وابستہ ہوں جن کا علم ہم کو نہیں دیا گیا۔ اور اُسکے صفحہ ۳۹۶ میں کہا ہے۔ سو ان وقتوں میں نبی کریم کو بطور تسلی وہی

118

فرمایا گیا۔ کہ اگرچہ حالت نازک ہے مگر تو بباعث ضعف بشریت شک مت کر یعنے یہ خیال مت کر کہ شاید اس پیشگوئی کے معنے اور ہونگے۔ اس کلام میں کادیانی کے بہت سے اکاذیب وملحدانہ مغالطات پائے جاتے ہیں۔ (جیسے کادیانی کا یہ کہنا کہ انبیاء اپنے پیشگویوں کے معنے نہ سمجھتے تھے۔ اور اُن میں غلطی کرتے۔ اور یہ کہنا کہ امت محمدیہ کا اتفاق کورانہ اجماع ہے۔ اور یہ کہنا کہ آنحضرت صلعم جنگ بدر میں اس خیال سے دعا و تضرع کرتے تھے۔ کہ شاید پیشگوئی فتح بدر سے کچھ اور مراد ہو وغیرہ وغیرہ جملہ انبیاء اور آنحضرت خاتم الانبیاء پر افترا ہے مگر اس افترائی تفصیل کا محل نہیں۔ بلکہ ہمارا ریویو ازالہ کادیانی اس کا محل ہے۔ اس مقام میں اس کلام کو صرف اس امر کے اظہار کی غرض سے نقل کیا گیا ہے۔ کہ اس میں کادیانی نے بڑے زور سے بیان کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی پیشگویوں کے ظاہری معنے کا مراد ہونا یقینی اور ضروری نہیں۔ بعض پیشگویوں کے آنحضرت نے ظاہری معنے سمجھے تو وہ خطا نکلے۔ لہذا ہر ایک پیشگوئی نبوی کے ظاہری مراد لینے سے زوال ایمان کا اندیشہ ہے کیونکہ ممکن ہے۔ کہ ان ظاہری معنے کا ظہور نہ ہو۔ اور پھر آنحضرت کی نسبت شک پیدا ہو۔ اور اس سے ایمان جاتا رہے"۔ کادیانی کے اس بیان پر اس پر یہ الزام قائم ہوتا ہے جب آنحضرت صادق و مصدوق کی پیشگویوں کی نسبت کادیانی کا یہ اعتقاد ہے تو پھر وہ اپنی پیشگویوں کے (جو بطور نشان صداقت اسلام وہ مخالفین اسلام کے مقابلہ پیش کرتا ہے) ظاہری معنے کا کیونکر یقین کر سکتا ہے۔ اور کس طرح ان معنے کے ظہور کو اسلام کی صداقت کی شرط ٹھہرا سکتا ہے۔ کیوں جائز نہیں۔ کہ اُنکے ظاہری معنے مراد نہ ہوں۔ کیا اسکا الہام آنحضرت صلعم کے الہام کی نسبت زیادہ یقینی ہے۔ اور وہ اپنے الہام و پیشگوئی کے معنے سمجھنے میں خطا سے معصوم ہے۔ اس کا اگر یہ دعوی ہے۔ تو پھر اسکے کفر میں کیا شک ہے اور اگر وہ یہ

13

دہم جولائے ۱۸۸۸ء مین درج ہو کر شتہر ہو چکی ہین۔ اور اس پیشگوئی کے الہامی ہونے کا یہ ثبوت دیا ہے کہ اس پیشگوئی کا ایک جز تو پورا ہو گیا ہے۔ کہ مرزا مذکور نے ۷۔ اپریل ۱۸۹۲ء کو اس لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا۔ تو ہم مہینے سے کم عرصہ مین ۱۴ ستمبر ۱۸۹۲ء کو وہ فوت ہو گیا ہے۔ ایسی ہی باقی دو جزدن (اس کے شوہر کے فوت ہونے۔ اور اُس لڑکی کے میرے نکاح مین آنے) کی امید ہے۔ پھر کہا ہے کہ یہ پیشگوئی دوسرے وسائل نجوم۔ رمل وجفر سے نہین ہو سکتی۔ کیونکہ منجمون کی پیشگوئی ایسی نہین ہوا کرتی جسمین ذاتی فائدہ کے لحاظ سے شرطین ہون (جیسا کہ مین نے شرط نکاح لگا دی ہے۔) اور نہ وہ اس دعوی کے ساتھ ہوتی ہین۔ کہ مین ملہم اور خدا کیطرف سے مامور اور بھیجا گیا ہون۔ (جیسا کہ میرزا دعوی کیا ہے) اس دعوی کے ساتھ کوئی منجم یا رمال پیشگوئی کرے تو اسکا سچا ہونا ممکن نہین ہے۔ جسکی عقلی وجہ یہ ہے۔ کہ اگر منجم جھوٹے مدعی الہام کی پیشگوئی سچی نکلے تو اسمین اور سچے نبی مین فرق نہین رہتا۔ اور لوگون کو صدق نبوت مین اشتباہ ہو جاتا ہے۔

اور نقلی دلائل وہ آیت ہے جنمین مومن آل فرعون کے اس قول کی حکایت ہے۔

وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یہدی من ھو مسرف کذاب۔	کہ اگر موسے سچا ہے۔ تو تمکو (ای فرعونیو) ضرور وہ عذاب پہنچیگا جسکی وہ پیش گوئی کر چکا ہے۔ خدا تعالی جھوٹے زیادتی کرنے والے کو راہ نہین دکھاتا۔ یعنی اُسکی پیشگوئی کو پورا نہین کرتا۔ اور وہ آیہ جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا ہے۔ کہ
ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین ولا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔	اگر وہ ایک قول بھی ازخود بنا کر ہماری طرف منسوب کرتا۔ تو ہم اسکی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور وہ آیہ جسمین ارشاد ہے۔ خدا تعالی

دعویٰ نہ کرے اور اپنے اِس اصول اور جنرل رول کو اپنے پیشگوئیوں کی نسبت بھی مان لے۔ اور یہ اقرار کرے۔ کہ اس کی پیشگوئیاں بھی ظاہری معنے کے یقین کے موجب و مثبت نہیں ہوتیں۔ اور وہ احتمال رکھتے ہیں کہ اُن کے ظاہر معانے مراد نہ ہوں تو پھر اس کا مخالفین اسلام کے مقابلہ یہ کہنا۔ کہ اگر میری پیشگوئی کا وقوع نہ ہوا۔ اور میں نے آسمانی نشان نہ دکھایا۔ تو میں مذہب عیسائی قبول کرلونگا۔ اور دین اسلام چھوڑ دونگا۔ دیدہ دانستہ التزام و تسلیم کفر نہیں ہے۔ تو اور کیا ہے۔ اور اس صورت میں بھی بحکم اِس مسئلہ فقیہہ و علم عقائد کے کہ جو شخص زمانہ آئندہ میں کفر کا ارادہ کرے وہ دم نقد اور سر دست کافر ہو جاتا ہے + اس کے کفر میں کیا کسر رہتی ہے۔ اور اگر اس نشان کا دیانی کا ظہور نہ ہوا۔ اور پندرہ مہینے میں اُس کا مقابل فوت نہ ہوا۔ تو اِس سے بجز اس کے اور کیا سمجھا جائیگا۔ کہ اُس نے اِس مقابلہ اور دعویٰ نشان نمائی میں جنگ زرگری کیا ہے۔ اور دیدہ دانستہ مخالفین اسلام کو موقع دیا ہے کہ وہ اِس نشان کے عدم ظہور سے اسلام کو جھوٹا (عیاذاً باللہ) کہیں اور اہل اسلام کے مقابلہ میں اپنی فتح ظاہر کریں +

یہ اس لاف زنی (یا پیشگوئی) کے بحق اسلام مضر ہونے کا بیان ہے اب اس کا کذب و افترا ہونا ثابت کرکے اسلام سے اس کی مضرت کے مدافعت عمل میں آتی ہے۔ اس لاف زنی (یا پیشگوئی) کے الہامی نہ ہونے پر اندرونی اور بیرونی دو قسم کی شہادت پائی جاتی ہے +

اس پیشگوئی کے افترا ہونے پر اندرونی شہادت

اِس پیشگوئی کے دروغ و افترا ہونے پر بہت سے دلائل و علامات خود اس پیشگوئی

ہ وکذا لو نوی ان یکفر فی الاستقبال کفر فی الحال (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۷ مطبوعہ مطبع دہلی)

119

میں پائے جاتے ہیں جن سے قطعاً ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی الہامی نہیں حلم شیطانی ہے

دلیل اول۔ اس کا مضمون (طالب نشان کے لئے موت کی خبر) ہی ایسا ہے۔ کہ وہ ہرگز ہرگز الہام رحمانی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ نشان ایک ایسے شخص (ڈپٹی عبداللہ آتھم) کو دکھایا گیا ہے۔ جو کسی نشان کے دیکھنے پر دین اسلام قبول کرنے اور مسلمان ہو جانیکا اقراری تھا۔ (چنانچہ اس کا یہ اقرار کادیانی نے خود اپنی تحریرات میں نقل کیا ہے[1]) پھر یہ نشان اسی کی موت ہوا اور اُس کا ظہور اس کے مرجانے کے بعد ہوا۔ تو وہ اسکے لئے کیونکر نشان ہوگا۔ وہ اُس کو کیونکر دیکھیگا۔ اور اُس کو دیکھکر اسلام پر ایمان کیونکر لائیگا کیا وہ مرنے کے بعد ایمان لائیگا۔ اور اس کا یہ ایمان شرعاً معتبر ہوگا۔ اور وہ اسی وقت (بعد الموت) کادیانی کے سوال کا جواب دیگا۔ کہ "ہاں یہ پیشگوئی میرے منشاء کے موافق پوری ہوگئی۔ اور یہ آنحضرت صلعم کی رسالت پر محکم دلیل قائم ہوگئی"۔ نہیں ہرگز نہیں ایسے شخص بظاہر طالب حق و مدعی قبول اسلام کو ایسا نشان جو اُسکے مرنیکے بعد ظہور پذیر ہو دکھانا اور اُس سے اسکے وقوع پر اسلام اور نبوت پیغمبر علیہ السلام کی تصدیق چاہنا ادنیٰ عقلمند انسان کا کام نہیں ہے۔ پھر یہ کام خدا تعالیٰ حکیم و علیم و رحیم کا کام کیونکر ہو سکتا۔ یہ تو محض تلاعب اور حماقت اور سفاہت ہے جس سے خدا تعالیٰ کے شان اجل و ارفع ہے۔ اور یہ شیطان ہی کا کام ہے۔ اور وہی کادیانی کو ایسی باتوں کا القا و الہام کرتا ہے۔ اور لوگوں سے اسکی ہنسی و تذلیل کراتا ہے۔ اور اگر یہ صرف گیدڑ بھبکی ہے۔ اور اس سے کادیانی کا مقصود یہ ہے۔ کہ وہ شخص موت سے ڈر کر ایمان لے آوے۔ اور اس سے کادیانی کی ولایت اور الہام ثابت ہو۔ تو یہ بھی

---

[1] دیکھو صفحہ ۲۲۴ رسالہ ہذا جس میں رسالہ اظہار کادیانی بہ اقرار منقول ہے۔ اور صفحہ ۲۲۴ و ۲۲۵ جس میں مباحثہ کادیانی کے آخری پرچہ سے منقول ہے کہ کادیانی نے (ڈپٹی عبداللہ آتھم)

خدا تعالیٰ و تقدس کے شان سے بعید ہے۔ اور ایسے ایمان کا شرعاً کچھ اعتبار نہیں ہے۔ جو مارے جانے سے ڈر کر اور مجبور ہو کر بغیر یقین اور انشراح صدر کے قبول کیا جائے اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ اور کادیانی نے بھی اس مسئلہ کو عیسائیوں کے مباحثہ میں بڑے زور کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس بیان سے ثابت ہوا۔ کہ یہ نشان مار ڈالنے کی دھمکی کا ایک بظاہر طالب نشان و مدعی قبول اسلام و ایمان کے مقابلہ میں آسمانی نشان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خود اس کا مضمون اسکے نشان نہ ہونے پر قوی دلیل ہے +

دلیل دوم۔ اس پیشگوئی میں مقابل مخالف حق ہلاک ہونیوالے کی کوئی تعیین و تشخیص نہیں ہوئی۔ صرف فریق مخالف حق کا ہلاک ہونا بتایا گیا ہے۔ جس سے نہ تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے فریق عیسائی کے تمام ممبر یا حاضرین جلسہ یا متصدیان و معاونین مباحثہ جن میں ڈپٹی عبداللہ آتھم کے علاوہ کئی اور اشخاص (پادری جوالی ٹھاکر داس۔ پادری عبداللہ اور پادری ٹامس ہاول صاحب اور ڈاکٹر ایچ اکم کلارک صاحب وغیرہ وغیرہ بھی داخل تھے) مراد ہیں یا ان میں سے کوئی خاص شخص۔ اس ابہام و عدم تعیین سے یہ مقصود معلوم ہوتا ہے کہ اگر بحسب اتفاق وانقضاء مدت عمر ڈپٹی عبداللہ آتھم (جن کے پاؤں گور میں لٹک رہے ہیں اور وہ اپنی پیرانہ سالی اور

بقیہ حاشیہ سے نشان دیکھنے کا سوال نقل کیا۔ پھر اس کے جواب میں کہا ہے کہ میں اس کے لئے دعا کرتا رہا۔ جس پر مجھے یہ نشان ملا۔ اور پھر بعد نقل و تفسیر نشان مذکور کادیانی نے ڈپٹی عبداللہ آتھم سے یہ سوال کیا ہے۔ کہ اگر یہ نشان پورا ہو گیا۔ تو آپکے منشاء کے موافق یہ کامل پیشگوئی ہو گی یا نہیں۔ اور یہ آنحضرت صلعم کے سچے نبی ہونے پر محکم دلیل ہو گی یا نہیں +

120

کمال درجہ کی کمزوری وجہہ سے گویا مصرع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند کا مصداق ہو رہے ہیں) اِس دنیا سے سدہارے تو اُن کو اس کا مصداق بنایا جائیگا۔ ورنہ یہ کہدیا جائیگا کہ گروہ عیسائی سے اور شخص مراد ہے۔ جس کا تمام عیسائیان پنجاب و ہندوستان سے یا خاصکر عیسائیان جنڈیالہ و امرتسر سے (جو مباحثہ میں شریک تھے) پندرہ ماہ میں فوت ہونا ممکن ہے +

اس پیشگوئی کا یہ ابہام اور اس سے یہ مقصود بھی قطعی دلیل ہے کہ یہ الہام خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ شیطان ہی کا احتلام ہے۔ جو ہمیشہ اپنے دوستوں کو دہوکہ میں ڈالتا ہے۔ اور ایسے دہوکے دینے والا الہام کرنا اُسیکا کام ہے +

دلیل سوم۔ اِس پیشگوئی میں فریق مخالف حق کے فوت ہوجانے کی صریح لفظ موت سے خبر نہیں دی صرف یہ کہا ہے کہ وہ ہاویہ میں (یعنی جہنم میں ڈالا جائیگا۔ جو ہر ایک مخالف حق کا ٹھکانا ہے) پھر اُسکی تشریح کادیانی نے اپنی تفسیر میں کی ہے جس سے اِسکا یہ مقصود معلوم ہوتا ہے کہ اگر ڈپٹی عبداللہ آتھم یا کوئی اور عیسائی ہندوستان و پنجاب سے مرگیا۔ تو اُس کو اِس پیشگوئی کا مصداق ٹھہرالیا جائیگا۔ اور اگر اس عرصہ میں کوئی بھی نہ مرا تو یہ کہا جائیگا کہ ہاویہ میں گرائے جانے سے مرجانا مراد ہونا ہماری طرف سے بطور تفسیر بالرائے بیان ہوا تھا اصل الہام و پیشگوئی میں صرف ہاویہ میں گرایا جانا بیان ہوا ہے۔ جو ضرور وقوع میں آئیگا۔ جب کوئی اُن میں سے مریگا۔ اور پھر اُٹھایا جائیگا۔ اور آخر جہنم میں جائیگا اِس پیشگوئی کا یہ ابہام اور پھر اسکی تفسیر مذکور بھی اِس بات پر دلیل ہے۔ کہ یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ دہوکہ بازی ہے جو شیطان ہی کا کام ہے۔ نہ خدائے رحمان کا +

دلیل چہارم۔ اس میں جو لفظ عمداً گھا گیا ہے۔ یہ بھی اُس دھوکہ کی غرض سے لکھا گیا ہے کہ اگر اُن میں سے کوئی نہ مرا۔ تو یہ کہا جائیگا۔ کہ یہ لوگ جو خدا پر افترا کرتے ہیں

عمداً نہیں کرتے۔ ان کی سمجھ میں غلطی ہے۔ اس لئے یہ ہلاک نہیں ہوئے۔ اور اگر اس لفظ سے اس دہوکہ دہی کی غرض نہیں۔ تو پھر اسکا ذکر و اظہار لغو ہے چونکہ اس شرط کی تحقیق و عدم تحقیق کا علم خدا تعالیٰ کو ہی ہو سکتا ہے۔ نہ کسی بشر کو اور عذاب موت بھیجنا بھی اسیکا فعل ہے۔ پس اگر الہام خدا کی طرف سے ہوتا تو اپنے فعل کی شرط کی تحقیق یا عدم تحقیق کو وہ خود ہی دیکھ لیتا۔ بندوں کے سامنے اس شرط کے اظہار کا کیا فائدہ ہوا۔ وہ تو اس شرط کا امتحان بلا اعلام خداوندی کسی صورت سے نہیں کر سکتے۔ لہذا یہ لفظ بھی اس بات پر دلیل ہے۔ کہ یہ الہام رحمانی نہیں افتراء شیطانی ہے +

دلیل پنجم۔ اس پیشگوئی کے ظہور کی میعاد جو بلحاظ ۱۵ یوم مباحثہ کے پندرہ دن تک مقرر کی گئی ہے یہ بھی مشعر ہے۔ کہ یہ الہام رحمانی نہیں بلکہ افتراء شیطانی ہے۔ اولاً اسلئے کہ یہہ مباحثہ پندرہ دن نہیں ہوا۔ تیرہ دن ہوا ہے اتنا مباحثہ میں دو دن اتوار کے سبب ناغہ اور ترک مباحثہ ہوا نہ فعل مباحثہ۔ پس اگر یہ سزا موت بلحاظ ایام مباحثہ تجویز ہوئی تھی تو مناسب تھا کہ تیرہ ہی دن میں یہ سزا ملتی۔ ثانیاً اس لئے کہ اگر یہ سزا ان دنوں کے (تیرہ ہوں خواہ پندرہ) لحاظ سے تجویز ہوئی ہے۔ تو اس سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہ اگر مباحثہ میں زیادہ دن لگ جاتے پندرہ کے بیس یا تیس دن ہو جاتے۔ تو یہ سزا بھی بیس یا تیس دن تک ٹل جاتے۔ اور اُس میں تاخیر واقع ہوتی۔ اور یہ تاخیر سزا بتمادی وقت گناہ مضمون سزا کے مخالف ہے۔ اور ایک قسم کا رحم و حلم و انعام الٰہی ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی شان نہیں۔ کہ جتنے دن بندہ گناہ میں زیادہ صرف کرے۔ اتنے دن خدا تعالیٰ اُس کی سزا میں دیر کرے۔ اور پہر سزا دے تو وہی دے جو بصورت جلدی دینا چاہتا تھا اور اس پر کچھ زیادتی نہ کرے وہ سزا میں دیر کرتا ہے تو پہر

121

سخت سزا دیتا ہے کما قیل بیت تو مشو مغرور بر حلم خدا + دیر گیرد سخت گیرد مر ترا +
یہودیوں نے یہ احمقانہ بات بنا رکھی تھی۔ کہ جتنے دنوں (چالیس روز) ہم نے بچھڑے کی عبادت کی ہے۔ اتنے دنوں ہم کو عذاب ہوگا اس سے کم یا زیادہ نہ ہوگا۔ مگر یہ حماقت کسی یہودی کو بھی نہ سوجھی (جو کادیانی یا اس کے ہلم بے عقل (معلم الملکوت) کو سوجھی ہے کہ جتنے دن گناہ میں دیر ہوگی اتنے ہی دن نزول عذاب میں دیر ہوتی رہیگی۔ اور اگر اس مہلت و بیان مدت سے کادیانی کی یہ مراد ہے۔ کہ پندرہ ماہ اخیری حد و انتہا مدت سزا ہے اور وقوع سزا اس سے پہلے ہی ہو جائیگا۔ تو اس پر یہ دو سخت اور مشکل اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس صورت میں پندرہ دن کا لحاظ لغو اور بے فائدہ ہو جاتا ہے۔ دوسرا۔ یہ کہ قریب الوقوع سزا یا نشان کو بعید الوقوع بتانا خدا تعالیٰ کی حکیمانہ شان سے بعید ہے گو اس کا عکس سراسر حکمت ہے۔ چنانچہ صفحہ ۳۱ نمبر ۱ جلد ۱۵ میں بیان ہو چکا ہے۔ یہ پانچ وجوہات و دلائل اندرونی کی شہادت کی ہیں۔ جن سے صاف ثابت ہے۔ کہ یہ پیشگوئی الہام رحمانی نہیں۔ افترا شیطانی ہے۔ اب بیرونی شہادت سنو +

اس پیشگوئی کے افترا ہونیکی بیرونی شہادت

قرآن اور حدیث کی قطعی شہادت سے ثابت ہے۔ کہ الہام رحمانی اور شرف خطاب و ہم کلامی خداوندی کا محل وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو اہل کمال ایمان ہوتے ہیں۔ اور صاحب اخلاق حمیدہ و اوصاف جمیلہ۔ نہ کافر۔ کذاب۔ بدخلق خود غرض اور ایسے آفات کے محل۔ اور یہ بات ظاہر اور تصانیف کادیانی سے بخوبی ثابت ہے۔ کہ کادیانی ادنیٰ درجہ کا مسلمان نہیں ہے۔ وہ خدا تعالیٰ

کو اسکی صفت قدرت کاملہ کے ساتھ نہیں مانتا۔ اور خدا تعالیٰ کو اس امر سے عاجز جانتا ہے۔ کہ وہ کسی زندہ انسان کو ایک مدت مثلاً ہزار سال تک غذا اور ہوا وغیرہ ضروریات دنیاوی کے بغیر زندہ رکھے۔ اور بناءً علیہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے زندہ آسمان پر موجود ہونے پر یہ سوالات کرتا ہے۔ کہ وہ کرہ زمہریری کیونکر گذر گئے۔ اور آسمانوں پر ان کے سانس لینے کے لئے ہوا کہاں ہے۔ اور وہ آسمان پر کھانا کہاں سے کھاتے ہونگے پائخانہ کہاں پھرتے ہونگے۔ وغیرہ وغیرہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انکی صفت و شان ختم نبوت کے ساتھ نہیں مانتا اور اس ختم نبوت کو توڑکر وہ خود مدعی نبوت و رسالت بن بیٹھا ہے۔ اسی طرح وہ اصول واعتقادات اسلامیہ کو نہیں مانتا اور اخلاق کا یہ حال ہے۔ کہ اگر کسی پر اسکو بدگوئی کا وہم بھی ہو۔ تو اسکی وہمی بدگوئی کے مقابلہ میں اسکو دس گونہ برا کہتا ہے بلکہ بلا عوض عام مسلمانوں کو گالیاں دیتا ہے۔ اور اس کی خود غرضی تو اسکی ہر ایک کارروائی سے عیاں ہے۔ جہاں کوئی بات کہتا یا کوئی تجویز نکالتا ہے وہاں فلوس کا سوال موجود ہے۔ اور ہزارہا روپیہ کا مسلمانوں کا خورد برد کر چکا ہے۔ اور ہنوز ہل من مزید (یعنے کچھ اور بھی ہے) کی صدا جاری ہے۔ ان باتوں کا ثبوت اس کی تصانیف و اشتہارات میں موجود ہے۔ جن کا خلاصہ اشاعۃ السنۃ میں منقول۔ پھر ایسا بداعتقاد و بدخلق خود غرض صاحب الہام و شرف خطاب الٰہی سے مشرف کیونکر ہو سکتا ہے۔ یہ بیرونی شہادت تفصیل طلب ہے۔ اور یہ پیشگوئی مذکور کی افترا و کذب ہونے پر ان ہی لوگوں کے نزدیک شہادت بن سکتی ہے جن کو کادیانی مکالات واعتقادات مذکورہ بالا کا تفصیلی علم ہو۔ اشاعۃ السنۃ کے پرانے ناظرین تو اس تفصیل سے بخوبی آگاہ ہیں۔ لہذا وہ اس شہادت کو قطعی شہادت سمجھینگے + نئے ناظرین اس تفصیل پر مطلع نہ ہوں تو وہ تصانیف کادیانی۔ فتح۔ توضیح

122

ازالہ وساوس کو دیکھیں۔ اور ساتھ ہی اس کے اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۱ وغیرہ کو بھی ملاحظہ فرماویں۔ اس سے وہ یقین کرینگے کہ یہ شہادت اندرونی شہادت سے بڑھکر اس پیشگوئی کے کذب وافترا ہونے پر دلیل ہے یہ اس پیشگوئی کے کذب وافترا ہونیکا ثبوت ہے۔ اب اسکی بحق اسلام مضرت کی مدافعت کیجاتی ہے +

اس پیشگوئی کے عدم وقوع کی صورت میں اسکی مضرت کی مدافعت

ناظرین! پیشگوئی مذکور کا وقوع نہ ہوا۔ تو اس عدم وقوع سے نہ کسی مسلمان کو یہ پہنچتا ہے۔ کہ وہ اس سے عدم صداقت اسلام نکال لے۔ اور اسلام کو سلام کرکے عیسائی یا مرتد ہو جائے۔ کیونکہ خدا اور اُسکے رسول نے کادیانی کو پیشگوئی کرنے اور اپنے نیابت کا منصب عطا نہیں کیا۔ اور کسی آیت یا حدیث میں نہیں فرمایا۔ کہ ما ینطق الکادیانی عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنے کادیانی اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں کہتا۔ وہ جو کچھ کہتا ہے۔ خدا کی وحی ہوتی ہے وغیرہ بلکہ یہ نہیں فرمایا اگر اسکی کوئی بات جھوٹی نکلے۔ تو ہم جھوٹے ہونگے۔ اور یہ کس عیسائی یا اور مخالف اسلام کا یہ حق ہے۔ کہ وہ اس پیشگوئی کے جھوٹے ہونے پر اسلام پر الزام قائم کرے۔ وہ لوگ انصاف سے کام لیکر یہ سوچیں۔ اور بتادیں کہ اسلام نے اُسکو ان لوگوں کے مقابلہ کے لئے کب منتخب کیا اور اپنا وکیل بنایا ہے۔ اور اسکی شکست و الزام کو کب اپنی شکست و الزام تسلیم کیا ہے۔ پادری لوگ تو خود جانتے ہیں کہ ایک شخص [illegible] کادیانی کو [illegible] کر چکے ہیں۔ کہ یہ شخص باتفاق میجارٹی اہل اسلام سے باخراج [illegible] خارج کیا گیا ہے۔ پھر وہ اس کے الزام کو اسلام کا الزام کیونکر بنا سکتے ہیں۔ یہ اس پیشگوئی کے عدم وقوع پر اس کی مضرت کی مدافعت ہے۔ اب اسکے اُس مضرت کی مدافعت کیجاتی ہے۔ جو بصورت

اِس کے وقوع کے اسلام کے حق میں متصور ہے +

بصورت وقوع اِس پیشگوئی کے مضرت اور اسکے مدافعت

اِس پیشگوئی کا وقوع ہوا۔ یعنے پندرہ مہینے کے عرصہ میں ڈپٹی عبداللہ آتھم۔ یا پادری ڈاکٹر کلارک یا کسی اور عیسائی مباحث یا معاون کا انتقال ہوگیا۔ تو اس سے باقیماندہ عیسائیوں کا مسلمان ہوجانا۔ تو متوقع ہی نہیں۔ کیونکہ اگر یہ پیشگوئی ڈپٹی عبداللہ آتھم کے موت سے پوری ہوگئی تو انکا ایمان بعد الموت متصور ہی نہیں۔ رہے باقی عیسائی سو ان میں سے کسی نے یہ نشان یا کوئی اور نشان دیکھکر اسلام لانے کی شرط تسلیم نہیں کی اور اگر ڈپٹی عبداللہ آتھم کے سوا کوئی اور صاحب فوت ہوئے تو ڈپٹی عبداللہ آتھم یہ عذر کرینگے۔ کہ تم نے اس پیشگوئی میں کسی خاص شخص کی تعیین نہیں کی تھی۔ اور خارجاً میرے فوت ہونیکی خبر مشہور رکھی تھی۔ اب میں تو زندہ ہوں اور اُس فوت ہونیوالے کو اس پیشگوئی کا اثر کس دلیل سے مان لوں۔ کیوں جائز نہیں کہ وہ شخص حسب اتفاق اور عام دستور زمانہ کے موافق فوت ہوا ہے۔ ہاں اسکے وقوع سے بہت سی مسلمانوں کے مرتد اور عیسائی (یعنے مرزائی) ہوجانیکا اندیشہ ہے وہ اس سے کادیانی کا ولی وملہم اور کلام وخطاب الٰہی سے مشرف ہونا سمجھ لینگے۔ اور اس اعتقاد سے وہ کادیانی کی پیروی ومریدی اختیار کرکے اسکے عقائد کفریہ کو مانکر مرتد ہوجائینگے۔ لہذا اس مضرت کے مدافعت زیادہ ضروری ہے۔ اور اُن نادان مسلمانوں کے اس ارتداد کی محافظت میں کوشش کرنا ہمارا اسلامی فرض ہے۔ جو ادا کیا جاتا ہے +

ناظرین! یہ پیشگوئی اگر وقوع میں آگئی تو اسکو آپ الہامی اور کادیانی کے ملہم اور ولی ہونیکے نشانی نہ سمجھیں۔ بلکہ وجوہات شہادت اندرونی وبیرونی کو توجہ سے

123

ملاحظہ فرما کر یقین کریں۔ کہ یہ پیشگوئی الہام رحمانی نہ تھی بلکہ ایک دروغ گوئی دلافگنی تھی جو اتفاقاً مطابق واقع نکلی۔ اور یہ شخص اس لائق نہیں ہے۔ کہ وہ خدا کے کلام وخطاب سے مشرف ہو سکے۔ اتفاقاً اس کے وقوع پر اگر آپ صاحبوں کو یہ شبہ و سوال پیدا ہو۔ کہ اگر پیشگوئی خدا کی طرف سے اور الہامی نہ تھی۔ تو یہ واقع کے مطابق کیوں نکلے تو اُس کا حل اور جواب آپ ہمارے ان سوالات سے حاصل کریں۔ جو کادیانی کی پیشگوئی متعلق موت خسر فرضی پر ہم نے رسالہ نمبر ۱ و ۲ جلد نمبر ۱۵ میں کئے ہیں۔ ان سوالات کو پڑھکر آپ لوگ جان جائینگے۔ کہ ایسی پیشگوئیاں۔ کاہن[1]۔ نجومی[2]۔ رملی[3]۔ جفری[4]۔ جوتشی[5] پنڈت سٹیٹمنٹ[6] فلاسفر۔ مسمریزیسٹ قیافہ شناس[7]۔ روحانیات[8] تسخیر کے عالم۔ اٹکل باز[9]۔ دلیر بے شرم۔ بھی کرتے ہیں جو بعض اوقات صحیح سچے نکلتے ہیں۔ لہذا جائز ہے۔ کہ کادیانی بھی ان ہی میں سے ہو اور رمل و نجوم و مسمریزم وغیرہ علوم میں دخل رکھتا ہو۔ اس امکان کا موئید یہ امر ہی کہ رسالہ نمبر ۱ جلد ۱۵ میں ہم نے کادیانی سے یہ سوال کئے۔ کہ تم علم رمل و جفر و مسمریزم وغیرہ میں دخل رکھتے ہو۔ یا نہیں۔ تو اس کے جواب میں اسنے اس علم و دخل سے انکار نہیں (جیسا کہ اور دو تین باتوں سے جن میں گنجائش انکار

---

* ان دنوں دہلی میں ایک جوتشی پنڈت ایسے قائم ہیں پیشگوئیاں علم جوتش کی مدد سے کر رہا ہے جو حسب اتفاق سچے نکلتے ہیں۔ چنانچہ اخبار عام لاہور یکم ستمبر ۱۹۰۳ء میں مرقوم ہے۔

پنڈت کانشی ناتھ صاحب جوتشی

دہلی کا اخبار لیڈر گزٹ لکھتا ہے کہ ناظرین اخبار کے سامنے ہم اسوقت پنڈت صاحب کی غیب دانی کی ایک اور کیفیت جو ۲۰ اگست کو گذری ہے بیان کرتے ہیں جو خالی

اپنے غیب پر بجز رسول کسی کو مطلع نہین کرتا۔ رسول کا لفظ عام ہے جسمین رسول اور نبی اور محدث داخل ہین" ان آیات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جھوٹھے مدعی الہام کی پیش گوئی پوری نہین ہوتی۔ اور اسکو غیب پر اطلاع نہین ہوتی۔ اور اسکی رگ جان کاٹی جاتی ہے۔ اور چونکہ مین گیارہ برس سے دعوی وحی والہام کرتا ہون اور ابتک مارا نہین گیا بلکہ دن بدن میری عزت و قبولیت لوگونمین بڑہتی جاتی ہے۔ میرے پچھلے جلسہ سالانہ مین صرف پچھتر آدمی شامل ہوئے تھے اور اس سال تین سو ستائیس ۳۲۷ مخلص واحباب آئے ہین اور میری پیش گویان سچی نکلتی ہین اس ثابت ہوتا ہے۔ کہ مین صاحب وحی والہام ہون اور میری پیش گوئی مذکور الہامی ہے رمل و نجوم جفر سے وہ نہین ہوئی۔ اب آپ اس پیشگوئی کو الہامی مان لین اور اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ مین یہ اعتراف چھاپ دین۔ کہ ایک جز پیش گوئی متعلق موت خسر فرضی کادیانی پوری ہوگئی ہے۔ باقی دو جز (موت شوہر دختر خسر مذکور و نکاح ثانی آن دختر بکادیانی) پوری ہوگئین تو مین توبہ کرونگا۔ اس اعتراف کو آپنے رسالہ مین نہ چھاپا تو پھر آپ کے لئے غضب الٰہی جو آپکے غضب سے بڑھکر ہے تیار ہے۔ کیونکہ نشان دیکھنے کے بعد انسان معذور نہین ٹھہر سکتا" یہ آپکے دعوی اور اسکے ثبوت کا جسکو اپنے پراگندہ طور پر مکرر سہ کرر عبارات مین ادا کیا ہے۔ ضبط و شایستگی کے ساتھ خلاصہ ہے۔ اس باضبط و شایستہ پیرایہ مین اسکو اس لئے ادا کیا گیا ہے۔ کہ اسپر ضبط اور آسانی سے یکجا گفتگو ہو سکے۔

میرے نزدیک اور ہر ایک منصف حقیقت شناس سخن رس ناظر و مناظر کے نزدیک آپکا یہ ثبوت غیر مکمل و ناکافی ہے اور کراس ایگزیمنیشن (امتحان جرح) کا محتاج ہے۔ لہذا آپکے دعوی اور اسکے ثبوت مذکور پر چند سوالات جرح کئے جاتے ہین۔ انکا جواب اپنے کافی و شافی اور صافی دیا تو آپکا ثبوت مکمل سمجھا جائیگا۔ اور اسوقت آپکو اپنے دعوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

پائی صاف انکار کیا) جس سے سمجھا جاتا ہے کہ ان علوم میں ضرور اُسکو دخل ہے۔ اور مسمریزم میں تو اُس کا دخل اسکے صریح کلام سے ثابت ہے۔ جوازالہ کادیانی کے صفحہ ۳۰۹ میں موجود ہے۔ کہ اگر یہ عاجز اس عمل (مسمریزم) کو مکروہ اور قابل نفرت

بقیہ حاشیہ از دلچسپی نہیں۔ لالہ جگن ناتھ صاحب ساہو دہلی نہر والے کے مکان پر جہاں بہت سے رؤسار سہنو داور مسلمان موجود تھے پانچ بجے ایک کشمری صاحب انگریزی خوان سیاہ کوٹ پتلون پہنے ہوئے آئے اور پنڈت کانشی ناتھ صاحب سے کہا کہ میں آریہ سماج میں ہوں اگر آپ میرے سوال کا جواب دیدیں تو میں اس علم کو سچا سمجھوں اور اس سماج کو چھوڑ دوں۔ پنڈت صاحب نے کہا ہماری طرف سے کوئی چاہے آریہ مت میں رہے چاہے کسی مت میں رہے اس بات سے ہم کو کچھ بحث نہیں۔ ہاں جو سوال تم اپنے دل میں رکھتے ہو اور اس سوال کا جواب ہم نے ٹھیک دیا تو پھر تم کسی محفل یا سبھا یا کمیٹی میں جاکر کسی کا امتحان مت لینا۔ تمہارا سوال یہ ہے کہ کل میرے پاس جو سرکار سے پرچہ آیا ہے بابت امتحان اُس میں مینے کتنے نمبر دیئے ہیں آپ بتلایئے۔ اس لڑکے نے اقرار کیا کہ ہاں میرا سوال یہی تھا اور جو آدمی میرے ساتھ تھے مینے اُن سے بھی کہدیا تھا کہ میں یہ سوال پنڈت صاحب سے کرونگا مگر یہ بتلایئے کہ مینے نمبروں میں کونسا ہندسہ دیا ہے۔ پنڈت صاحب نے ہندسہ کا بچار کرکے اُسیوقت یہ کہا کہ تم نے آٹھ کا ہندسہ دیا ہے۔ اُسنے اُسیوقت منظور کیا اور کہا کہ بہت درست ہے آٹھ ہی کا ہندسہ مینے دیا ہے۔ اُسنے کہا کہ آپ مہربانی کرکے میری خطا کو معاف فرمایں کہ مینے صدہا آدمیوں میں اگر آپ سے ایسا پرشن کیا تو پنڈت صاحب نے کہا ہمارے ہاں تو سیکڑوں سوال ہر روز ایسے ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ابھی ریلوے میں ایک دکشنی برہمن نوکر ہے پنڈت جی نے کہا کہ تمہارے گھر اسے

124

نہ سمجھتا۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تہا۔ کہ ان [illegible] میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔" پھر اُس کا اس قسم کی پیشگوئیاں علم رمل یا جفر یا مسمریزم کے ذریعہ سے کرنا۔ اور ان کا صادق نکلنا کونسی تعجب کا محل ہے قوی الایمان

بقیہ حاشیہ

مہینے کی سات تاریخ لڑکا پیدا ہوگا۔ سو اُسی تاریخ کو لڑکا پیدا ہوا۔ املی کے محلہ میں ایک پنڈت بنارسی داس کے دو لڑکے چلے گئے تھے۔ پنڈت مذکور نے جوتشی جی مہاراج سے عرض حال کیا چنانچہ آپ نے دو جنتر دیئے جن کی برکت سے بعد دو تین روز کے وہ لڑکے اپنے گھر آگئے۔ علیٰ ہذا ایک اور مارواڑی کا لڑکا چلا گیا تھا پنڈت جی نے جنتر دیا اور کہا کہ وہ لڑکا جو گمایا کی طرف چلا گیا ہے بعد تین روز کے گہر آجاویگا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ ایک اور لڑکا رام دھن داس کا چلا گیا تہا۔ سو پنڈت صاحب نے کہا وہ بعد پانچ روز کے آجاویگا۔ ایک اور زمیندار کا لڑکا چلا گیا تہا پنڈت جی نے فرمایا کہ پندرہ روز کے بعد خبر آویگی۔ چنانچہ خبر آگئی۔ ایک کھتری صاحب کی گھڑی لیکر ایک کہار کا لڑکا بھاگ گیا تہا۔ اُس نے آکر پوچہا پنڈت جی نے کہا کہ اُسکا پتہ لگ جائیگا سو پتہ لگ گیا۔ ایک مارواڑی کا مقدمہ تہا اُس نے فیصلہ باہمی کی نسبت سوال کیا پنڈت جی نے کہا ہو جائیگا چنانچہ آپس میں فیصلہ ہو گیا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ میرا چچا بمبئی گیا ہوا ہے اُسکی کوئی خبر نہیں آئی وہ راضی خوشی تو ہے پنڈت صاحب نے کہا کہ اُسکی راضی خوشی کی کل خبر آجاویگی دوسرے دن اُسکی خبر آگئی کہ وہ راضی خوشی ہے۔ ایک صاحب بلند شہر سے آئے اور پنڈت جی سے مقدمہ کے بارے میں پوچھا۔ پنڈت جی نے فرمایا کہ آج یہ مقدمہ ملتوی رہجائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غرضکہ ایسی ایسی صدہا باتیں ہر روز پنڈت صاحب کی خدمت میں پیش ہوتی رہتی ہیں۔ اسوقت جتنے لوگ اُس سبھا میں بیٹھے تھے سب نے پنڈت جی مہاراج کو دہنیا دویا

مسلمانوں سے کامل امید ہے۔ کہ اگر پیشگوئی کا پورا پورا بحسب معنی مشہور ظہور ہو۔ یعنے ڈپٹی عبداللہ آتھم پندرہویں مہینے کی ٹھیک آخری دن فوت ہو جائے۔ تو ہی وہ اس پیشگوئی کو کچھ چیز قابل دفعت نہ سمجھینگے۔ اور کادیانی کے اعتقاد و عمل طریق

بقیہ حاشیہ۔ اور یہ کہا کہ ہم نے ایسے مہاتما کا درشن نہیں کیا تھا۔ آج کل خداوند ایسے سجن کو مدت تک سلامت رکھے۔ پنڈت صاحب کو جو کمال حاصل ہے وہ جوتش اور عمل پر مبنی ہے اور وہ یہ دعوی نہیں کرتے کہ اُن کو الہام ہوتا ہے اور وہ حضرت فلاں ہے۔ شاید یہ کادیانی کی طرف اشارہ ہے یہ پیشگوئیاں جو پنڈت کی ہیں اگر واقعی سچی نکلتی ہیں تو اسکی وجہ ایک پنڈت ایڈیٹر اخبار عام نے خود بیان کر دی ہے کہ یہ علم عمل جوتش پر مبنی ہے۔ الہام نہیں ہیں۔ دجال کادیانی کی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی تو اس پنڈت کی پیشگوئیوں سے بڑھ نہ جائیگی۔ ایسا ہی ایک اور جوتشی ملک دکن کی پیشگوئیاں آج کل سچی نکلتی ہیں +

چنانچہ اخبار عام ۱۵ نومبر ۱۹۰۳ء میں علم جوتش کے محققوں کے لئے یہ خبر خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ تھیوسوفیکل سوسائٹی کے جنرل پریسیڈنٹ اور بانی کرنل آلکاٹ صاحب نے اپنا انجام شائع کیا ہے اور دکن کے ایک مشہور جوتشی نے از روئے علم کے اسکی نسبت جو کچھ تعبیر لکھی ہے اس میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ کرنل آلکاٹ صاحب ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۵ء سے ۵ نومبر ۱۹۰۵ء کے درمیان فوت ہونگے۔ کرنل صاحب کی تاریخ ولادت ۱۷ اگست ۱۸۳۲ء ہے پس اسوقت انکی عمر ۷۱ برس کی ہے اور ابھی بائیس برس تک کرنل صاحب کو زندہ رہنا باقی ہے۔ یہ بھی بتلایا ہے کہ کرنل صاحب کی زندگی میں کیا پیش آیا۔ کب والدہ مریں۔ کب والد فوت ہوئے۔ کب شادی ہوئی کیا اولاد ہوئی۔ کس قسم کا مزاج ہے کیا کچھ پیش آیا۔ اور کرنل صاحب اس پر

125

کی نظر سے اُسکو ایک دجال وکذاب و زندیق خیال کر کے بحکم شہادت اندرونی بیرونی اِس پیشگوئی کو ایک رملی یا نجومی یا مسمریزلسٹ وغیرہ کی پیشگوئی سمجھکر اُسکی مضرت سے بچ جائینگے۔ اور اپنے آپ کو ان مسلمانوں کی نظیر بن کر دکھائینگے۔ جو دجال موعود سے اس قسم کے خوارق اور نشان دیکھکر بھی اِس کو کافر کہینگے۔ اور اس کو ظاہری بہشت کو چھوڑکر اسکے آگ میں جانا منظور کرینگے۔ پر ایمان کو ہاتھ سے نہ دینگے +

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ دجال نکلیگا۔ تو اُس کی طرف مومنوں سے ایک آدمی متوجہ ہوگا اُس کو دجال کی مسلح لوگ (سپاہی) ملینگے۔ اور پوچھینگے تو کہانکا قصد رکھتا ہے۔ وہ بولیگا اس آدمی کی طرف قصد رکھتا ہوں جو نکلا ہے۔ وہ کہینگے۔ تو ہمارے رب کو نہیں مانتا۔ وہ کہیگا ہمارا چھپا نہیں رہتا۔ وہ بولینگے۔ اس کو قتل کر ڈالو ان میں بعض کہینگے کہ کیا تم کو تمہارے

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الدجال فیتوجہ قبلہ رجل من المومنین فیلقاہ المسالح مسالح الدجال فیقولون لہ این تعمد فیقول اعمد الی ھذا الذی خرج قال فیقولون لہ او ما تؤمن بربنا فیقول ما بربنا خفاء فیقولون اقتلوہ فیقول بعضھم لبعض

بقیہ حاشیہ: یہ رائے دیتے ہیں کہ بالعموم اکثر باتیں ایسی صحیح ہیں کہ حیرت ہوتی ہے سنہ وفات کی تیس سے پہلے اور دو جوتشیوں نے اُن کا زائچہ دیکھا تھا اُنہوں نے بھی وہی تاریخ اور سنہ بتلایا تھا۔ دجال کادیانی کی تو آج تک ایک بھی پیشگوئی ایسی نہیں نکلی جو پنڈت کانشی ناتھ یا جوتشی دکن کا مقابلہ کر سکیں اور جب کسی صاحب عقل و فہم کے نزدیک جوتشی ان پیشگوئیوں کے ساتھ الہامی نہیں مانی گئی تو کادیانی کی اس پیشگوئی کے سبب اگر وہ واقعی نکلی کیونکر ملہم کہا جائیگا +

الیس قد نھاکم ان تقتتلوا
احدا دونہ فیظلقون بہ الی الدجال
فاذا رآہ المؤمن قال یا ایہا الناس
ھذا الدجال الذی ذکرہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال فیامر الدجال
بہ فیشیح فیقول خذوہ وشجوہ فیوسع
ظھرہ و بطنہ ضربا فیقول وما
تومن بی فیقول انت المسیح الکذاب
فیومر بہ فیوشر بالمیشار من
مفرقہ حتی یفرق بین رجلیہ قال
ثم یمشی الدجال بین القطعتین ثم
یقول لہ قم فیستوی قائما ثم یقول لہ
اتومن بی فیقول ما ازددت فیک
الا بصیرۃ قال ثم یقول یا ایہا الناس
انہ لا یفعل بعدی باحد من
الناس قال فیاخذہ الدجال لیذبحہ
فیجعل ما بین مرقبتہ الی ترقوتہ
نحاسا فلا یستطیع الیہ سبیلا قال
فیاخذ بیدیہ ورجلیہ فیقذفہ بہ
فیحسب الناس انما قذفہ الی النار
وانما القی فی الجنۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ

رب (دجال) نے اس سے منع نہیں کیا
کہ اسکی غیر حاضری میں کسی کو قتل کرو۔ تو
وہ اس کو دجال کے پاس لے چلینگے جب
مومن دجال کو دیکھیگا یہ کہیگا۔ لوگو! یہ
وہی دجال ہے جس کا ذکر رسول اللہ
صلعم نے کیا تھا۔ پھر دجال حکم دیگا۔ کہ اسکا
سر زخمی کرو۔ پھر وہ اُس کو خوب زخمی کرینگے
اور اسکی پشت اور پیٹ کو مار مار کر لنبا اور
وسیع کرینگے پھر دجال اُسکو کہیگا۔ (اب
بھی) تو مجھ پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ بولیگا
تو مسیح کذاب ہے تو دجال اُسکی چوٹی پر
آرہ رکھکر اُس کو دو ٹکڑے کرا دیگا۔ پھر ان
دو ٹکروں کے مابین چلیگا۔ پھر اُس کو کہیگا
تو کھڑا ہو جا۔ تو برابر ہو کر کھڑا ہو جائیگا۔
پھر دجال اُسے کہیگا۔ کہ (اب تو) تو مجھ پر ایمان
لائیگا؟ وہ کہیگا اب میرا یقین تیرے دجال
ہونے کی نسبت زیادہ ہو گیا ہے پھر وہ
مومن لوگوں سے کہیگا۔ اب اُسکو کسی پر
اس فعل (قتل) کی قدرت نہ ہوگی پھر
اسکو دجال ذبح کرنیکے لئے پکڑیگا تو خدا تعالیٰ
اسکی گردن پر تانبہ رکھ دیگا۔ تو دجال کو اسکے

126

علیہ وسلم ھذا اعظم الناس شھادۃ عند رب العالمین (صحیح مسلم صفحہ ۴۰۲ جلد ۲)

ذبح کرنیکی قدرت نہ ہوگی۔ پھر وہ اسلئے ہاتھ اور پاؤں پکڑ کر لوگوں کے خیال میں آگ میں ڈالدیگا۔ اور درحقیقت وہ بہشت میں ڈالا جائیگا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ یہ شخص اللہ کے نزدیک شہادت میں سب لوگوں سے بڑا ہوگا +

اور ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ دجال ایک قوم (یعنے کفار) کے پاس آئیگا۔ اور اُنکو اپنی طرف بلائیگا۔ تو وہ اس پر ایمان لائینگے پھر وہ آسمان کو مینہہ برسانے کا اور زمین کو درخت اُگھیتی جانے کا حکم دیگا۔ تو وہ ویسے ہی ہو جائینگے اور اُنکے جانور بڑے موٹے تازے پیٹ بھرے دودھ والے ہو کر آئینگے۔ پھر وہ ایک اور قوم (مسلمانوں) کے پاس آئیگا۔ اور اُن کو اپنی طرف بلائیگا۔ تو وہ اُس کی بات کو رد کرینگے (یعنے اُس پر ایمان نہ لائینگے) پھر وہ تہیدست ہو جائینگے۔ اُنکے مال اُن کے ہاتھ میں نہ رہینگے۔ پھر وہ کھنڈر ردی کی طرف گذریگا اور اُنکو حکم دیگا۔ کہ وہ اپنے خزانے نکال دیں تو اُنکے خزانے ایسے اسکے پیچھے ہو چلینگے جیسے شہد کی مکھیاں پھر وہ ایک آدمی جوان کو بلائیگا۔ اور اُسکو تلوار سے دو ٹکڑے کر دیگا۔ پھر

فیاتی علی القوم فیدعوھم فیؤمنون بہ فیامر السماء فتقطر والارض فتنبت فترتوح علیھم سارحتھم اطول ما کانت ذری واسبغہ ضروعاً وامتدہ خواصر ثم یاتی القوم فیدعوھم فیردون علیہ قولہ فینصرف عنھم فیصبحون ممحلین لیس بایدیھم شئی من اموالھم ویمر بالخربۃ فیقول لھا اخرجی کنوزک فتتبعہ کنوزھا کیعاسیب النحل ثم یدعو رجلا ممتلیاً شباباً فیضربہ بالسیف فیقطعہ جزلتین رمیۃ الغرض ثم یدعوہ فیقبل ویتھلل وجھہ یضحک (صحیح مسلم صفحہ ۴۰۱) +

اسکو بلائیگا تو وہ ہنستا ہوا اور اُسکا چہرا چمکتا ہوا۔ آئیگا۔ اسی قسم کے خوارق دجال موعود کی اور بھی احادیث میں مذکور ہیں۔ اور کتب صحاح میں موجود جنکے نقل سے تطویل متصور ہے اور جب ایسے خوارق دجال موعود دیکھکر آخری زمانہ کے مسلمان اپنے ایمان نہ چھوڑینگے تو اس زمانہ کے سچے اور باخبر مسلمان اس زمانہ کے ایک دجال کی ایسی خبر کو (جو علم نجوم جفر سمریزم سے بلکہ صرف اٹکل و قیاس و مشاہدہ حالات عمر سے ہوسکتی ہے) سچے اور مطابق واقع کے دیکھکر اس پر کیونکر ایمان لائینگے۔ اور اس کے عقاید کفریہ اور اخلاق و عادات شنیعہ کے نظر سے اس کی اس خبر کو (اگر بالفرض صادق ہوگئے۔ کیوں نجوم سمریزم وغیرہ کا نتیجہ قرار نہ دینگے جو کادیانی کے مناسب حال ہے +

مضمون اول ختم ہوا۔ اب اس کے ذیل میں بعض اور نمونہ کاذیب کادیانی بعض ضمیمہ ذکر کئے جاتے ہیں +

ضمیمہ مضمون اوّل

کادیانی کے رسالہ اظہار وغیرہ تحریرات و تقریرات میں بہت سی دروغ گوئیاں پائی جاتی ہیں۔ ازانجملہ بعض کی تفصیل بطور تمثیل عمل میں آتی ہے +

رسالہ اظہار میں کادیانی کی دروغ گوئیوں کی تفصیل

اس رسالہ کے سرورق میں کادیانی نے لکھا ہے کہ اس رسالہ میں بعض فاضل اور مستند علماء عرب و شام کے اس عاجز (کادیانی) نسبت تصدیق ہے۔ پھر اسکے صفحہ ۶ میں لکھا ہے +

ڈاکٹر مارٹین کلارک صاحب کے ایک وہم کا ازالہ

ڈاکٹر مارٹین کلارک صاحب نے اپنے اشتہار ۱۲ مئی ۱۸۹۳ء میں جو بطور ضمیمہ نور افشاں لودیانہ کے شائع ہوا ہے شیخ بٹالوی صاحب کی کتاب اشاعۃ السنۃ سے یہ وہم کا کہا یا

127

ہے۔ یا لوگوں کو دھوکا دینا چاہا ہے کہ گویا مستند علماء اسلام کے اس عاجز کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اِس لئے عام و خاص کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ تمام مستند علماء اسلام جن کو خدا تعالیٰ نے علم و عمل بخشا ہے اور نور فراست ایمانیہ عطا کیا ہے وہ میرے ساتھ ہیں۔ اور اسوقت چالیس کے قریب ہیں۔ اور فریق ثانی کے ساتھ اکثر ایسے لوگ ہیں۔ جو صرف نام کے مولوی اور علمی اور عملی کمالات سے تہیدست ہیں اگر اِس عاجز کا یہ بیان ڈاکٹر صاحب کی نظر میں معمول پر مبالغہ نہ ہو۔ تو ڈاکٹر صاحب کسی ایسے جلسہ مباحثہ میں جو علماء مخالفین اور اِس عاجز کے گروہ کے فاضل علماء میں واقعہ ہو۔ خود شامل ہو کر دیکھ لیں۔ بلکہ عنقریب ایک ایسا جلسہ مباحثہ ۱۵ اگر جون ۱۸۹۳ء تک ہونیوالا ہے اُس میں فریق مخالف مولوی غلام دستگیر اور اُن کے ہم مشرب تمام علماء لاہور سے ہونگے اور اسی طرف سے کوئی ایک یا دو افاضل مقابلہ کے لئے تجویز کئے جائینگے۔ پھر پادری صاحب بچشم خود دیکھ سکتے ہیں کہ علماء ربانی اور مستند فاضل کس طرف ہیں۔ اور نام کے مولوی اور ژولیدہ زبان کس طرف نقل مشہور ہے شنیدہ کی بود مانند دیدہ۔ ایک دشمن بخیل کی قلم سے جو نکلے وہ یک طرفہ بیان عقلمند کی نظر میں ہرگز وقعت اور عزت نہیں رکھتا۔ بلکہ ہر ایک حقیقت عند الامتحان کھلتی ہے۔ ماسوائے اس کے ڈاکٹر صاحب یہ بھی جانتے ہیں کہ اسلام کے مستند علماء کا تختگاہ حرمین شریفین ہے۔ زادہما اللہ مجداً و شرفاً و برکتاً اور اسلام میں یہی بلاد عرب خاص کر کے مکہ و مدینہ دین کا گھر سمجھے جاتے ہیں۔ سو اُن متبرک مقامات کی جگر گوشہ اور فاضل مستند بھی اِس عاجز کے ساتھ ہوتے جاتے ہیں۔ چنانچہ بطور نمونہ تین بزرگوں کی تحریرات ذیل میں لکھتا ہوں۔ اخی مکرمی مولوی حافظ محمد یعقوب صاحب سلمہ ویرہ دوں سے لکھتے ہیں۔ "ایک عالم عرب اسوقت میرے پاس بیٹھے ہیں شامی ہیں سید ہیں بڑے ادیب ہیں۔ ہزاروں اشعار عرب عاربہ کے حفظ ہیں۔ اُن سے آپکے

بارہ میں گفتگو ہوئی۔ وہ متبحر عالم میں عامی مگر توفی کے معنے میں کچھ بن نہ پڑا۔ آپکے عبارت آئینہ کمالات جو عربی ہے۔ اُن کو دکھائی گئی۔ کہا واللہ۔ ایسی عبارت عرب نہیں لکھ سکتا۔ ہندوستانی کو تو کیا طاقت ہے۔ قصیدہ نعتیہ دکھایا۔ پڑھکر رو دیا اور کہا خدا کی قسم مینے اِس زمانہ کے عربوں کے اشعار کو کبھی پسند نہیں کیا۔ اور ہندیوں کا تو کیا ذکر۔ مگر ان اشعار کو حفظ کرونگا۔ اور کہا واللہ جو شخص اس سے بہتر عبارت کا دعویٰ کوئی چاہے۔ عرب ہی کیوں نہ ہو۔ وہ ملعون مسلیمہ کذاب ہے تم کلا امہ حضرت میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ کلام ربانی اور تائید سبحانی کا اعجاز ہے۔ آدمی کا کام نہیں۔ مینے حضرت کو اپنی جان اور اپنی اہل اور اولاد میں مالک کر دیا + س کے بعد کادیانی نے صفحہ ۸ میں اس عرب کا خط نقل کیا ہے

چنانچہ آپ لکھتے ہیں

محبت نامہ فاضل عربی اِس عاجز کی طرف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یا من انشد نسیم الاشتیاق عن وسیم وصفہ واستنشق مباھر الازاھر من شمیم عطرہ وعبیر عرفہ احیط حضرتک العالیۃ باسرار الاسرار واعیذ سعادتک السامیۃ من نوائب الاقدار لا زالت سفن نجاتک تجری فی بحار العلوم والویۃ سیادتک معقودۃ لحل اشکالات المنطوق والمفہوم ولا برحت الجباہ لعلو حضرتک ساجدۃ والافواہ بالثناء علی محاسن ذاتک شاھدۃ (احصی ثنائی علیک ولا دعائی وشوقی الیک السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تحیۃ عن ودٍّ اکیدٍ وقلب لم یکدرہ تنکید اما بعد فان راقم الاحرف قد عبت بہ نسیم

نوٹ۔ ان خطوں کے مضمون سے ہم کو بحث نہیں لہذا انکا ترجمہ نہیں کیا گیا صرف انکی غلطی بیان کرنا مقصود ہے جو عمل میں آئیگا

128

الامال وزعزعته لواعج الانتقال حتی قذفته سهام الاقدار فی بلده هذه الدیار فجمعته طرق الاتفاق بتقدیر الملك الخلاق بالاخ الرفیق والمولی الشفیق الحافظ المولوی محمد یعقوب وقاه الله من ورطات العیوب ووهدات الذنوب فی بلدة دهره دون لازال رحبها بالمواهب الالهیة مشحون فاخذنا نجنی ثمار الاخبار وندیر اقداح التذکار عما مضی وتقدم من الازمان والاثار حتی افضی بنا الحدیث الی هذا الزمان فذکرت حضرتکم العلیة فسئلته عن بیانها بوجه التفصیل والایضاح فاخبرنی بالجناب ومناقبه بما کان اهلا له حتی ثنی عنان فکری واستمال عطف خاطری الی مشاهدة الذات لما سمعت من بدیع الصفات اذ الکلام صفة لقائله ولا یخفی ما فی المشاهدة من عمیم الفائدة ولذلك طلبها الکلیم علیه السلام ولم یمنعنی من تلك الا مشقة الطریق وتوقد الرمضاء واصفرار الید وخرق الحبیب وعدم الراحلة (شعر) ولو انی اطیر لطرت شوقاً الیك ولم اکن عن ذاك ناهی ولکن اجنحی قصت وصیرت وکیف یطیر مقصوص الجناح - وعلی کل حال فان عدم ذلك بالاقدام فمکن ان یکون بالاقلام لا سیما وقد قیل القلم احد اللسانین والمراسلة نصف المواصلة ولکن لیس الخبر کالعیان اذ هو عین الیقین الا انا اذا فقدنا الماء صرنا الی بدیله والسلام +

اسکے بعد کادیانی نے اس خط کا جواب جو اس نے دیا تھا نقل کیا ہے پھر صفحہ ۱۲ میں دوسرے عرب کا خط نقل کیا ہے جو ذیل میں منقول ہے

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی اشرف الخلق اجمعین الی حضرت الجناب المحترم المکرم العزیز الاکرم مولانا ومرشدنا وهادینا ومسیح زماننا

اور اُسکے دلائل کی صحت و تسلیم مین عذر پوچھنے کا استحقاق پیدا ہوگا۔

وہ سوالات یہ ہین۔

سوال اول اس پیشین گوئی سے جو غرض اپنے بیان کی ہے۔ اس غرض کا اظہار آپ نے کب کیا تھا درخواست نکاح کے وقت یا جب درخواست نامنظور ہوئی تب یہ غرض بنائی گئی۔ اشتہار متضمن پیشین گوئی مذکور اور اشتہار متضمن اظہار غرض مذکور ایک تاریخ کے ہین یا اشتہار پیشگوئی کی تاریخ آگے اور اشتہار متضمن اظہار غرض کی تاریخ پیچھے۔ ایسا ہو تو غرض و علت غائی کا جسکا وجود ذہن مین پہلے ہوتا ہے۔ اظہار پیچھے کیون ہوا۔؟

سوال دوم اگر آپ کی کسی تحریر سابق یا لاحق سے یہ ثابت ہو۔ کہ درخواست نکاح کے وقت آپنے معجزانہ اور مردانہ مقابلہ نہین کیا۔ بلکہ عاجزانہ و بزدلانہ خوشامد چاپلوسی اور مال کی طمع دہی سے کام لیا ہے۔ اور سنہ ۹۱ء تک (جسمین دوسرے شخص سے اس لڑکی کے نکاح کی تجویز ہوئی تھی) اس طمع دہی کو نہین چھوڑا۔ تو پھر آپ اس دعوی کو ودڑا کرینگے یعنی واپس لینگے۔ یا اسمین کوئی عذر پیش کرین گے۔ پیش کرنا ہو تو اُسکو پہلے سے بیان کر دین۔

سوال سوم اس اشتہار دہم جولائے سنہ ۸۸ء کو جسمین آپ نے یہ تینون پیشگویان درج کی ہین آپنے پبلک (عام لوگون) مین شائع کیا تھا؟ اور اسکا کیا ثبوت آپ دیسکتے ہین۔ یا اسکو چھاپ کر اپنے پاس رکھ چھوڑا۔ اور پرائیویٹ طور پر خاص خاص لوگون مین شائع کیا تھا؟ جیسا کہ آپ کے بعض اشتہارات کی نسبت یہ امر معلوم ہو چکا ہے۔

سوال چہارم۔ جو پیشگوئی کسی شخص کی سچی نکلے وہ بذاتہ و بانفرادہ۔ اُس شخص کے ملہم ہونے اور پیشین گوئی کے الہام ہونے پر دلیل ہو سکتی ہے۔ یا اُسکی صداقت کے علاوہ اُس شخص مین اور بھی شرائط ہونی ضرور ہین۔ جنسے اُسکا ملہم اور اُس کی پیشین گوئی کا الہام ہونا ثابت ہو۔؟

غلام احمد حفظہ اللہ تعالیٰ آمین آمین یارب العالمین اما بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ قد وصلنا کتابکم العزیز وقرئنا وفہمنا ما فیہ وحمدنا اللہ الذی انتم بخیر وعافیہ ویا سیدی اطلب من اللہ ثم من جنابکم العفو والسماح فیما قد اخطئت ویا سیدی انا ولدک وخادمک وتحسوب علی اللہ ثم الی جنابکم وان شاء اللہ تعالیٰ انا ثبت وعزمت علی ان لا اعود ابدا وکلا الکلام بمثل الکلام الذی ذکر قط جعل اللہ عاقبتکم وشکر اللہ فضلکم والسلام ۔

الراقم احقر العباد محمد ابن احمد مکی

قد عجبنی الکلام الذی ذکرتم فی الکتاب الحمد للہ الذی وعدنی بملاقات جنابکم لا شک ولا ریب انک انت من عند اللہ امنا وصدقنا واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۔

الراقم محمد ابن احمد مکی

پھر صفحہ ۱۳ میں تیسرے عرب کے خط سے یہ عبارت نقل کی ہے

الی الجناب الاجل الناقد البصیر طود العقل العزیز وکوکب المشرق المنیر ذی الحزم والہام اللہ الکبیر صاحب الالہام رکن الدولۃ الابدیۃ سلطان الرعیۃ الاسلامیۃ میرزا غلام احمد نضا ئلہ تلوح کالکوکب فی الآفاق للجاھل والعاقل بحر الندی الذی لا یری لہ الساحل ومنبع العلوم والعطایا التی ھی صافیہ المناھل ۔

اس دعوی الہام کے ثبوت و شواہد میں جو کچھ کادیانی نے کہا ہے وہ از سر تا پا اکاذیب و مغالطات کا مجموعہ ہے از انجملہ تین کذبوں کی یہاں تفصیل کیجاتی ہے ۔

129

پہلا کذب

اس کا پہلا کذب۔ اس کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ تمام مستند علماء میرے ساتھ ہیں اور وہ اسوقت چالیس کے قریب ہیں۔ اور فریق ثانی کے ساتھ اکثر ایسے لوگ ہیں۔ جو صرف نام کے مولوی ہیں +

اس کے کذب ہونیکا ثبوت اور اسکا ردّ

اس دعویٰ کے دوسرے حصے کا کذب ہونا تو کس و ناکس پر اظہر من الشمس ہے کادیانی کے تکفیر پشاور سے کلکتہ تک کے جن مشاہیر علماء فضلا کا اتفاق ہوا ہے۔ ان کی علمیت و فضیلت عوام و خاص میں مسلم ہے۔ کادیانی پر وہ مخفی ہے۔ تو یہ اسکی آنکھ کا قصور ہے۔ نہ علماء کا قصور ؎ گر نہ بیند بروز شپر چشم + چشمۂ آفتاب را چہ گناہ + راست خواہی ہزار چشم چناں + کور بہتر نہ آفتاب سیاہ + اور اس دعویٰ کے پہلے حصہ کا کذب عوام پر (جو کادیانی کے مریدوں کو مولوی سمجھتے ہیں)۔ مخفی ہو تو ہو خواص تو اسکو بھی ویسا ہی کذب جانتے ہیں۔ جیسا کہ حصہ دوم کو اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ کادیانی کے ساتھ اس وقت تک کم سے کم ایک بھی عالم و فاضل نہیں ہے۔ جس کو علماء کے اصطلاح میں مولوی یا عالم کہا جا سکے۔ کادیانی نے اس رسالہ میں صرف تین شخص کو عالم قرار دیکر ان کی عبارتوں اور خطوں کو ان کے علم و فضیلت کی دلیل بنا کر پیش کیا ہے لہذا ہم بھی ان تینوں کا عالم نہ ہونا ان ہی کی کلام سے ثابت کرتے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے اتباع میں سے دوسرے نام کے مولوی حکیم نورالدین بھیروی یا منشی محمد احسن امروہی یا میاں عبدالکریم سیالکوٹی کو اس دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرتا۔ تو ہم پہلے ان لوگوں کی نسبت

کادیانی سے۔ یہ سوال کرتے۔ کہ براہ مہربانی وہ ہم کو بتا دے +

(۱) کہ ان صاحبوں نے علوم رسمیہ اور کتب درسیہ جن کی تحصیل سے لوگ علماء و فضلاء کہلاتے ہیں۔ کہاں تک اور کس مدرسہ یا اُستاد سے پڑھے ہیں

(۲) اور ان لوگوں کے پاس کن کن مشہور فاضل اُستادوں کی سندیں موجود ہیں +

(۳) اور ان سے کس کس شخص نے علم پڑھا اور استفادہ کیا ہے۔ اور کہاں پڑھا ہے پھر بالمقابلہ ثابت کرتے کہ ان لوگوں میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو بحسب اصطلاح عالم و فاضل کہلانے کا مستحق ہو۔ گو عوام اُن کو مولوی کہیں +

کادیانی نے اُن لوگوں کو اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش نہیں کیا۔ تو اس مقام پر ہم کو بھی ان کی بے علمی کا ثبوت پیش کرنا ضروری نہیں۔ اور ان ہی تین عربی مولویوں کے عالم نہونے سے تعرض کرنا کافی ہے جس کو کادیانی نے اپنے دعوی کا شاہد ٹھہرایا ہے۔ جو کذب دوم کادیانی کے رد و جواب میں عمل میں آتا ہے +

دوسرا کذب

کادیانی کا دوسرا کذب اس کا یہ دعوی ہے۔ کہ "تختگاہ حرمین شریفین کے جگہ گوشہ اور مستند علماء اور فاضل اسکے ساتھ شامل ہوتے جاتے ہیں۔ اِن میں سے بطور نمونہ تین بزرگوں کی تحریرات بطور نمونہ نقل کیجاتی ہے"۔ جس کو اس نے پہلے کذب کی دلیل و ثبوت میں پیش کیا ہے +

اِس کے کذب ہونیکا ثبوت اور اس کا ردّ

یہ دلیل نہیں۔ بلکہ عین دعوی ہے۔ کادیانی کا دعوی یہ تھا۔ کہ مستند علماء و فضلاء حرمین میرے ساتھ ہیں۔ اور اس کا ثبوت اس نے یہ دیا۔ کہ تین علماء

130

وفضلاء عرب و شام نے اپنے خطوں میں میری تصدیق کی ہے۔ اور یہ سوچا کہ ان تینوں کا عالم فاضل ہونا میرے مخاطبوں کے نزدیک کب مسلم ہے۔ کہ ان تینوں کی تصدیق میرے دعویٰ کی دلیل ہو سکے۔ یہ تو وہی دعویٰ ہے جو پہلے کیا ہے۔ کہ عرب کے مستند علماء و فضلاء میرے ساتھ ہیں۔ ان تینوں کا میری تصدیق میں خطوط لکھنا تب دلیل ہوتا۔ جب کہ ان تینوں کا عالم و فاضل ہونا مخاطبوں میں مسلم ہوتا۔ یا میں پہلے اُس کو بہ دلائل ثابت کر لیتا۔ اور اگر کادیانی نے اس خیال سے ان تینوں کی تحریر و مقال کو اس دعویٰ کی دلیل قرار دیا ہے۔ کہ ان تینوں نے عربی میں لکھے ہیں جو ان کے عالم و فاضل ہونے پر دلیل ہیں۔ اور شامی کو تو ایک مولوی ٹیرہ دون (محمد یعقوب) نے بھی عالم فاضل کہہ دیا ہے اور اُس سے ایسی باتیں نقل کی ہیں۔ جو اس کے فاضل ہونے پر دلیل ہیں۔ تو یہ کادیانی کی سفاہت و بے علمی پر دلیل ہے۔ ان تینوں خطوں سے ان تینوں کا عالم و فاضل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اور نہ کادیانی کے فرضی مولوی دیرہ دون کے شامی کو عالم و فاضل کہنے سے یا ان باتوں سے جو اسنے شامی سے نقل کی ہیں۔ شامی کا عالم و فاضل ہونا ثابت ہوتا ہے +

ان تینوں خطوں سے ان تینوں کی فضیلت کا ثابت ہونا

ان خطوں سے ان کی فضیلت تین وجہ سے ثابت نہیں ہو سکتی

وجہ اول۔ اس پر کوئی دلیل نہیں۔ کہ وہ خط انہوں نے اپنے قلم اور علم سے لکھے ہوں۔ کیوں جائز نہیں۔ کہ کسی اور سے لکھوائے ہوں +

وجہ دوم۔ عربی ان لوگوں کی مادری زبان ہے۔ اور مادری زبان میں کچھ لکھنا یا لکھانا عالم ہونے کی دلیل نہیں۔ علوم سے جاہل بھی اپنی مادری زبان نظم و نثر میں اچھی طرح ادائی کرتے ہیں پھر وہ عالم فاضل نہیں کہلاتے +

وجہ سوم۔ ان خطوں کی عربی عبارت بتا رہی ہے۔ کہ ان کے راقم علوم صرف ونحو ادب وغیرہ سے محض جاہل ہیں۔ اور ان خطوں میں انہوں نے ایسی غلط تک بندی کی ہے۔ جیسے جاہل اہل لسان کیا کرتے ہیں۔ ان تینوں خطوں کی عبارت اول سے آخر تک غلط ہے۔ مگر ہم بطور مثال ان تینوں کی چند غلطیاں جو ان کی بے علمی پر دلیل ہیں۔ اہل علم کے سامنے پیش کرتے ہیں +

پہلے خط کی غلطی کی مثالیں

پہلی مثال

پہلے خط میں یہ فقرہ "احیط حضرتک العالیۃ باسرار الاسرار" غلط ہے۔ اس میں احیط فعل مالم یسم فاعلہ ہے۔ جس میں فاعل کو حذف کر کے مفعول بہ اس کے قائمقام کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ احاطہ کا مفعول بہ بواسطہ حرف ب آتا ہے۔ فعل معروف ہو خواہ مجہول چنانچہ قرآن میں چھ[1] جگہ فعل معروف کا اور دو جگہ فعل مجہول[2] کا اسی طرح استعمال ہونا۔ حاشیہ میں منقول ہیں۔ لہذا ضرور ہے۔ کہ جو اسکا مفعول بہ قائمقام فاعل کیا گیا ہو۔ اس پر حرف ب وارد ہو۔ اور اس عبارت میں لفظ اسرار الاسرار جس پر ب وارد ہے مفعول بہ نہیں ہو سکتا۔ اور لفظ حضرتک کو اگر مفعول بہ

---

[1] وہ چھ مواضع یہ ہیں

(۱) ان ربک احاط باالناس (بنی اسرائیل رکوع ۶) (۲) احاط بہم سرادقہا (کہف ع ۴)

(۳) قد احاط اللہ بہا فتح ع ۳ (۴) ان اللہ قد احاط بکل شیء علما (الطلاق ع ۲)

(۵) احاط بما لدیہم (سورۃ الجن ع ۲) (۶) احاطت بہ خطیئتہ (بقرہ ع ۹)

[2] وہ دو مواضع یہ ہیں

(۱) واحیط بثمرہ (کہف ع ۵) (۲) وظنوا انہم احیط بہم (یونس ع ۳)

ان چھ مواضع کے علاوہ اور بہت مقام ہیں جیسے احطت بما لم تحط بہ وغیرہ وغیرہ جن کی تفصیل میں تطویل ہے +

131

قرار دیا گیا ہے۔ تو اس پر حرف ب نہیں۔ اور اگر شامی صاحب اسرار الاسرار کو مفعول بہ سمجھتے ہیں۔ تو پھر بتا دیں۔ کہ اس فعل کا فاعل کون ہے۔ اور حضرت تک ترکیب میں کیا واقع ہوا ہے۔ اور اسرار الاسرار پر وقوع فعل مذکور کیونکر ہو سکتا ہے؟ شامی صاحب خود اس غلطی کی تصحیح نہ کر سکیں۔ تو شام تشریف لیجا دیں۔ اور وہاں کے علماء سے اسکو صحیح کرالا دیں +

دوسری مثال

تحیتہ عن وداکیہ وقلب الخ۔ اس میں لفظ عن غلط ہے۔ تحیۃ کا صلہ من آتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ تحیتہ من عند اللہ مبارکتہ طیبتہ (توبہ ع ۸) +

تیسری مثال

فی بلادۃ بذہ الدیار۔ اس میں لفظ بلدہ محض بے محل و بے معنے ہے۔ گھروں کا شہر کوئی معنے نہیں رکھتا۔ کیا کوئی شہر بے گھر بھی ہوتا ہے؟

چوتھی مثال

لازال رجہا بالمواہب الالہیۃ مشحون۔ اس میں لفظ مشحون کو مرقوع لانا غلط ہے یہ لازال کی خبر ہے جو منصوب چاہیے +

پانچویں مثال

اقداح التذکار عما مضی۔ اس میں لفظ عن بے ضرورت ہے۔ ذکر بلا واسطہ متعدی ہوتا ہے "ذکر رحمت ربک عبدہ زکریا"۔ لہذا اقداح تذکار ما مضی چاہیئے تھا +

چھٹی مثال

اصفرار الید۔ محض غلط ہے۔ اصفرار ید سے اسکی مراد تہیدست ہونا ہے۔ یعنے بلا خرچ ہونا۔ اور اصفرار کے یہ معنے نہیں۔ بلکہ سخت زرد ہونے کے معنے ہیں۔ صرف کے پہلے کتاب منتخب میں ہے۔ الاصفرار سخت زرد شدن* +

* فٹ نوٹ۔ اِن اغلاط کے لکھے جانے کے بعد شامی صاحب جن کا نام محمد سعید ہے قادیاں سے چکر کھا کر دو دفعہ خاکسار کے مکان پر بٹالہ میں آئے اور کچھ وقت مقیم رہے مینے مدارات و مہمانداری کے بعد اُن سے ذکر کیا کہ آپکے خط پر نکتہ چینی کی گئی ہے چونکہ آپ میرے مہمان ہو چکے ہیں اور آپ کی خاطرداری عمل میں آئی ہے۔ لہذا آپ پر یہ ظاہر کر دینا مناسب سمجھا تاکہ آپ ان اغلاط کو شتہر دیکھ کر رنج اور یہ خیال نکریں۔ کہ ایک مہمان کی خاطرداری کے بعد اس کی خاطر شکنی کی یہ نکتہ چینی اس سے پہلے ہو چکی ہے پھر مینے بعض اغلاط کو بہ تفصیل بتایا اور دلائل کیا جس پر اُنہوں نے بعض اغلاط کو (جیسے نمبر ۶) تسلیم کیا اور بعض کو (جیسے نمبر ۳) کاتب کی زمہ لگایا اور بعض اغلاط (جیسے نمبر اول) کی تصحیح و توجیہہ میں زور مارا مگر ان سے کچھ بن نہ پڑا پھلے تو یہ کہا کہ یہ کاتب کی غلطی ہے مینے کہا کہ پھر بتائے صحیح کونسی عبارت ہے۔ تو اُن سے کوئی عبارت صحیح بتائی نہ گئی پھر لفظ احیط کو اپنے منہ سے پھیرنے لگے تو پھیر نہ سکے اس تحریر کی اشاعت کے بعد وہ کچھ لکھینگے تو ہمارے اس بیان کی تصدیق کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اِس دو دفعہ کی ملاقات میں اُن سے جو گفتگو ہوئی اُس سے یہی معلوم ہوا کہ وہ عالم نہیں۔ ہاں اُن کو اشعار عرب یاد ہیں اور شاید خود بھی شعر کہتے ہونگے۔ مگر شاعر ہونے سے عالم ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اپنی مادری زبان

132

دوسرے خط کی غلطی کی مثالیں

پہلی مثال

اس میں فقرہ حمدنا اللہ الذی انتم بخیر وعافیہ غلط ہے کیونکہ اگر جملہ اسمیہ انتم بخیر وعافیہ الذی کا صلہ ہے تو اس میں الذی کی طرف ضمیر نہیں ہے اور اگر یہ جملہ علیحدہ ہے تو الذی کا صلہ ندارد +

دوسری مثال

محسوب علی اللہ تم الی جنابکم۔ بے معنے و بے محاورہ ہے۔ لفظ محسوب حساب سے ہے تو اس کا صلہ الی بے معنے ہے۔ اور اگر یہ کوئی اور لفظ ہے (محسور یا مجبور یا مجبور) تو اس کا پہلا صلہ علی۔ دوسرا الی دونو کوئی وجہ نہیں رکھتے۔ اور نہ ان کے کوئی معنے بنتے ہیں +

بقیہ حاشیہ زبان میں جاہل بھی شاعر ہوتے ہیں دیکھو پنجاب میں درشاہ ہدایت اللہ مقبل وغیرہ +

کادیانی کی تائید و مدح میں شامی صاحب کی قصائد لکھنے کے وجہ اُن سے پوچھی گئی اور سوال کیا گیا کہ کیا واقعی آپ کادیانی کو مسیح موعود اور سچا جانتے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے قصیدہ ہزج کا یہ بیت مشعر ہے۔ انت الذی وعد الرسول وجئتا + وعداً بہ قد صمت الا بناء + تو اس کا اُنہوں نے یہ جواب دیا کہ نہیں ہرگز نہیں اور کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ شاعر ایسے ہوتے ہیں جیسے فلاسفر جن کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اور جو وہ کہتے ہیں دل اور اعتقاد سے نہیں کہتے۔ یہ انہوں نے سچ

تیسری مثال

وانشاء اللہ تعالیٰ انا ثبت غلط ہے اس میں جملہ انا ثبت شرط ان شاء اللہ کے کی جزا ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جب جزا شرط جملیہ اسمیہ ہو تو جزا میں فا رجزائیہ یا اسکے قائمقام حرف اذا کو حالت سعتہ کلام میں لانا واجب ہوتا ہے۔ جیسے اشتہ قرآنیہ

من یہدی اللہ فلا مضل لہ الخ وان تعدہم فانہم عبادک۔ فلما نجاہم الی البر اذا ہم یشرکون۔

کہا۔ قرآن میں اس کی تصدیق موجود ہے۔ والشعراء یتبعہم الغاوون الم ترانہم فی کل وادٍ یہیمون وانہم یقولون مالا یفعلون۔ یعنے شاعر گمراہوں کے پیشوا ہوتے ہیں تو نے نہ دیکھا کہ وہ ہر ایک جنگل میں بھٹکتے (یعنے خیال بندی کرتے ہیں) اور وہ جو کہتے ہیں سو نہیں کرتے۔ (یعنے اس پر عمل و اعتقاد نہیں رکھتے) امرتسر کے کل کوچہ میں یہ خبر مشہور تھی کہ اس قصیدہ ہمزیہ کے صلہ میں کادیانی نے شامی صاحب کو دو سو روپیہ دیئے ہیں یعنے شامی صاحب سے اس خبر کی حقیقت دریافت کی تو انہوں نے اس سے انکار کیا۔ اور ان کے بیان سے یہ معلوم ہوا کہ اس مدح و تائید کی صلہ میں کادیانی نے کسی خوبصورت عورت سے نکاح کرا دینے کا اُن کو وعدہ دیا تھا وہ اس وعدہ کے بہروسہ قادیاں میں چار مہینے کے قریب رہے۔ اس عرصہ میں قادیانی نے ان سے عربی نظم و نثر میں بہت کچھ لکھوایا۔ اور گو دودھ بالائی آم مرغ کھلانے سے ان کی اچھی مدارات کی مگر انکے اصل مطلوب نکاح سے اُن کو محروم رکھا۔ اور وہ وعدہ پورا نہ کیا ایک عورت فاحشہ سے ان کا نکاح کرانا چاہا مگر اسکے فاحشہ ہونے کا اُن کو علم ہوگیا۔ اسلئے اسکے نکاح سے انہوں نے انکار کیا اور دو تین عورتیں اگر اُن کو

133

میں واقع ہے اور اس جگہہ دونوں سے ایک نہیں +

چوتھی مثال

ولا تکلم بمثل الکلام الذی ذکر قط - غلط ہے - قط ماضی منفی کے ساتھہ مختص ہے اور یہاں ماضی منفی نہیں ہے - اگر اسکو لا تکلم کے ظرف قرار دیا ہے تو وہ مضارع ہے اور اگر ذکر کی ظرف ٹھہرایا ہے تو وہ منفی نہیں ہے

پانچویں مثال

محمد بن احمد مکی - دونوں جگہہ غلط ہے - مکی صفت محمد یا احمد کی ہے - اور دونو معرفہ ہیں اور مکی نکرہ حالانکہ صفت و موصوف میں تعریف و تنکیر میں مطابقت واجب ہے +

بقیہ حاشیہ - دکھائیں مگر وہ خوبصورت نہ ہونے کی وجہہ سے ان کو پسند نہ آئیں - آخرہ فادیاں سے سخت ناراض ہو کر چلے گئے جاتے ہوئے خاکسار سے ملے تو کادیانی پر بہت ناراضی ظاہر کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اب میں ایک سالہ موسومہ بکرامات کادیانی لکھونگا اس میں کادیانی کی مکاری کا خوب اظہار کرونگا - اور انہوں نے مجھہ سے اس امر کی درخواست کی کہ میں ان کی یہ سرگذشت و پر حسرت کیفیت مشتہر کروں اور اس پر کادیانی کے اس بے وفائی اور وعدہ خلافی پر افسوس ظاہر کروں - اس درخواست کی وجہہ سے یہ چند سطور لکھے گئے ہیں - اور نیز اس سے عامہ خلائق کی ہدایت و صیانت مقصود و مد نظر ہے تاکہ عام لوگ کادیانی کے دام فریبوں سے واقف ہو جائیں اور اس دام سے

سوال پنجم۔ خواص حقیقت شناس لوگون نے انبیاء علیہم السلام کو جو انبیاء مانا ہے۔ تو صرف اُنکی کسی پیش گوئی کے سچا ہونے سے مانا ہے۔ یا اُنکو نبی ماننے مین اُنکے اخلاق دائمی اور مدت العمری راست بازی۔ رحمدلی۔ بے غرضی۔ عفت۔ عدالت۔ وغیرہ۔ اور اُن کی اعتقادات وتعلیمات کا بھی لحاظ کیا ہے۔

سوال ششم۔ نبیون کی سبھی پیشگوئی کا سچا ہونا ضروری ہے یا نہین۔ بلکہ بعض کا جھوٹا ہونا بھی ممکن یا واقعہ ہو چکا ہے؟ ظنی اور خیالی تعبیر سے سوال نہین اس واقعہ کی نسبت سوال ہے جسکی نبی نے قطعی طور پر خبر دی ہو۔ جواب(۲) مین شق نفی اختیار کرین تو ایسی پیشگوئی غیر صادق کی مثال نبی آخرالزمان کی پیشگوئی سے بحوالہ کتب اسلامی دین۔ کیونکہ اہل کتاب کی نقل وبیان پر اہل اسلام کو اعتماد نہین ہے۔

سوال ہفتم جس شخص کی کوئی پیشگوئی سچی نکلے اور کوئی جھوٹی وہ سچی پیشگوئی مین ملہم ہو سکتا ہے۔؟

سوال ہشتم۔ ایسا شخص اگر اکثر جھوٹ بھی بولتا ہو۔ لوگون کے مال ناجائز ذریعہ سے مارتا ہو۔ ناجائز مال اجرت زنا وغیرہ کام مین لاتا ہون۔ ظلم۔ ایذا رسانی۔ بیرحمی بدخلقی و بدگوئی پر مصر ہو تو پھر بھی وہ اگر اُسکی کوئی پیشگوئی سچی نکل آوے اس سچی پیشگوئی مین ملہم۔ ولی۔ محدث۔ ومجدد اور خدا کا مخاطب ہو سکتا ہے۔؟

سوال نہم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اور اُس سے پیشتر ایسے لوگ عرب مین موجود تھے جو کاہن کہلاتے تھے اور غیب دانی کے مدعی تھے۔ اور وہ بعض پیشگویون مین سچے نکلتے تھے یا نہین۔؟

جواب(۲) بشق نفی ہو۔ تو جن احادیث سے ایسے کاہنون کا وجود ثابت ہوتا ہے وہ موضوع ہین یا کچھ اور معنے رکھتے ہین۔ اور(۳) اگر جواب بشق اثبات ہو تو وہ لوگ ان سچی پیش گویون مین ملہم اور خدا کے مخاطب کہلا سکتے ہین۔؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

چھٹی مثال

انک انت من عند اللہ غلط ہے اس میں انت ضمیر فصل ہے اور ضمیر فصل کی شرط ہے کہ خبر معرفہ یا افعل مستفل یعنی ہو جیسے انک انت العزیز الحکیم۔ زید ہو افضل من عمرو۔ اور اس مقام میں دونوں سے ایک نہیں +

تیسرے خط کی غلطی کی مثالیں

پہلی مثال

اس میں ذی الہام اللہ الکبیر کے بعد لفظ صاحب الالہام تکرار بلا فائدہ ہے جس میں تنگ بندی ہے (بے معنے ہی سہی) پائے نہیں جاتے +

بقیہ حاشیہ۔ سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اس مضمون کے لکھے جانے کے بعد ہم نے سنا ہے کہ کادیانی کے درپردہ پیر و مرشد بسبب ظاہر مریدی حکیم نورالدین صاحب بہروی نے شامی کا نکاح کہیں کرا دیا ہے اس خبر کے سننے سے ہم کو خوشی ہوئی اور افسوس نیز۔ خوشی اسلئے کہ مظلوم شامی کی حسرتی رہی۔ افسوس اس لئے کہ اب شامی صاحب کی طرف سے رسالہ کرامات کادیانی کے اشاعت چندے ملتوی رہیگی۔ شامی صاحب کے نکاح کی تجویز یہ خاکسار کہیں کرا دیتا تو ان سے جسقدر چاہتا کادیانی کے دو تہائی حصہ میں نظم و نثر (جیسی ان کو آتی ہے) لکھوا لیتا۔ ولیکن یہ پیشہ دلالی کادیانی صاحب ہی کا خاصہ ہے۔ جس کے ذریعہ سے انہوں نے کئی نامی مریدوں کو دام مریدی میں پھنسایا ہوا ہے۔ جن کے نام امی اور القاب گرامی مولوی حکیم وغیرہ وغیرہ سے اکثر مسلمانے پنجاب واقف ہیں۔ اور ایسے باطل اور ناجائز ذرائع سے کام نکالنا ان ہی

134

دوسری مثال

منبع العلوم والعطایا التی ہی صافیۃ المناہل میں اگر التی ہی صافیۃ المناہل علوم وعطایا کی صفت بنائی گئی ہے تو یہ خلاف محاورہ ہے۔ کوئی اریب علوم وعطایا کو صافیۃ المناہل نہیں کہیگا۔ اور اگر یہ منبع کی صفت ہے تو یہاں تذکیر وتانیث میں مطابقت صفت وموصوف (جو واجبات سے ہے) فوت ہے۔ کیونکہ منبع مذکر ہے اور التی الخ مونث ہے +

تیسری مثال

عقل کو عزیز کہنا بے معنے تک بندی ہے۔ اور اگر یہ لفظ عزیز ہے تو وہ تک بندی فوت ہے۔ یہ کادیانی کے شواہد خطوط اور مصدقین علماء عرب وشام بغداد کے علم وفضیلت کی حقیقت بیانی ہے۔ اور جواز انجملہ پہلے خط رقمزدہ شامی صاحب کے جواب میں کادیانی صاحب نے عربی میں خامہ فرسائی کی ہے اور اس میں اپنی عربیت وفضیلت کی داد دی ہے اس کا بیان گو اس محل میں اجنبی معلوم ہوتا ہے مگر اصل خط شامی صاحب کے طفیل اس کے جواب کی حقیقت نمائی ہے بالکل نامناسب نہیں ہے۔ پس پہلے کادیانی صاحب کا وہ جواب خط شامی صاحب نقل کیا جاتا ہے پھر اس کی عربیت اور کادیانی کی علمیت جو اس سے ثابت ہے بیان ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

بقیہ حاشیہ: کا شیوہ ومعجزہ ہے۔ لہذا یہ جرأت مجھ سے نہ ہوسکی اور مینے اُن کو کسی طرح کی امید نہ دلائی۔ ان دلچسپ حالات کو پڑھکر ناظرین کو دجال کادیانی جالوں اور چالوں کا پورا علم ہوگا اور اس کے اس دعویٰ باطلہ کا کہ عرب وشام کے مستند فاضلوں نے اس کی تصدیق کی ہے سر بخوبی کھل جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

رسالہ اظہار حق میں کادیانی صاحب لکھتے ہیں
فاضل عربی کے محبت نامہ کا جواب اس عاجز کی طرف سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اما بعد فاعلم یا محبی ومخلصی قد وصلنی کتابکم العزیز واذا فتحتہ ونظرت الیہ وقرأتہ وفہمت ما فیہ فاذا ھو من رجل ذکی وتقی وفہیم وذکی ناقد بصیر ذی رای صائب وعقل عزیز الی فقیر عزتہ تکفیر معمور صغیر وکبیر فحمدت اللہ علی انہ وھب لی کتشلک محباً مسلیاً من العرب العرباء یبشرنی بہ نسیم محبۃ تلک الشرفاء وکنت قد نفقت کتاباً لارسلہ الی دیار العرب والشام لعلی اظفر من تلک الکرام فوجدت مکتوبک فی اسعد الایام وحسبتہ باکورۃ جنی العرب وتفألت بہ لاصلاح الشرق والغرب۔ وتاقت نفسی ان اوطی اللہ تراک لاقوز بمرآک یا اخی ان علماء ھذہ الدیار قد اکفرونی وکذبونی وسبونی بالبھتانات۔ وتمالئوا علی باللعن والطعن والھذیانات۔ فبرئت من تلک العلماء وعلمہم۔ ولحقت بمن یشک فی سلمھم وانی اری خواطرھم تشابہ خواطر الیھود۔ فی ظن السوء والتجاسر امام الرب المعبود۔ اصروا علی کفرھم وجاھدوا لاضراری۔ وکفروا مؤمنا موحدا فی التحریر والتقریر۔ وماندوا علی باد رتہ التکفیر وقالوا ان الوقت لیس وقت ظھور مجدد یجدد الدین۔ ویرجم الشیاطین۔ امارأوا ان الغاسق قد وقب۔ وسمجۃ الخبیر قد انتقب۔ والعدو صال علی حصن الاسلام ونقب۔ واخذ الظلام موضع النور وعقب۔ وظھر قوم علی الارض یعبد الصلیب۔ ویتخذ الھا العبد الضعیف الغریب۔ ویضل البعید والقریب مافی بین یجمع الا المکر والزور۔ او المال الموفور۔ فتھوی الیھم النفوس الغوی

عقل کو غیر کا کھا جانا محض ہے معنے تک بدل جاتے ہیں

ائل سے معنے اور دلیر جھگڑنا ہیں نہ کہ سب کا کسی دوسرے پر جھگڑنا جو قادیانی کا مقصود ہے اسکے لئے تو ہ الی علی ہے

ھم الخیر للفتح اول ں حرف سے چاہیئے نہ کہ ہوز آخر میں سے

بضم اول وسکون ما ان امر دو سے خوبصورت ہونے کے معنے ہیں تو وہ یہاں میں ہی ہیں سکتے اور اسکے لفظ کے کچھ معنے ہیں ع تا قوم کی صفات بعید۔ نقد۔ یہاں بصیغہ مفرد غلط ہے قرآن میں قوم کی صفات جمع آئی ہیں "قوم لا یفقھون"

135

ودخل فی شرکھم الزمر والجمھور۔ وعسی ان یدرک ھذا العطب اکثر المسلمین ویفتون من ایدی المضلین۔ فنظر اللہ الی الامۃ المرحومۃ وجد ھم المتضعفین فارسل عبدًا من عباد یجدد الدین ویقیم البراھین۔ یا اخی ان ھذہ الایام لیل دامس۔ وطریق ملتبس فیری اللہ تعالٰی مفاسد ھذا الزمان وتلاطم فتن الدوران۔ وظلام الکفر والطغیان وقیام الخلق علی شفاء النیران۔ فاعطی بفضلہ وعیاصمًا من عنم العثار ومنع التدین والاثم وانی قصصت علیکم بعض ھذہ الآلام لتدرکوا کم وقتہ علی غربۃ للاسلام۔ فانی اراک فتی صالحا ومن المخلصین المحبین وقد اسرنی تکلمات محبتک وسلیت باقوال مودتک غریبا یھجر القوم ومورد الطعن واللہ یحفرک اللہ ویحمیک وھو ارحم الراحمین آمین

الراقم العبد الضعیف یھجر القوم غلام احمد عفی عنہ

یعنی ولالی اخرہ لغویات اور غلط کا مجموعہ ہوگیا۔ تمام میں بطور تمثیل چند غلطیاں بیان کی جاتی ہیں+

ان میں پہلی غلطی وہی لفظ عزیز کو عقل کی صفت میں لانا ہے جو تیسرے خط میں لایا گیا ہے

دوسری غلطی

تمالیا علی تعامل کے معنے باہم گرایک کا دوسرے پر جھکنا اور سب کا کسی امر پر جھکنا جو کادیانی کا مقصود ہے اس مقصود کے لئے لفظ مالوا علی چاہیے تھا+

تیسری غلطی

مھجہ الخیر۔ بفتح اول۔ حائے حطی سے چاہیے نہ ہوز سے اور اگر اس لفظ سے مہجۃ بضم اول وسکون ثانی مراد ہے جسکے معنے خون یا خون دل یا روح کے ہیں تو وہ یہاں بن نہیں سکتے۔ اور اسکے لقب کے کچھ معنے نہیں+

چوتھی و پانچویں و چھٹی غلطی

قوم کی صفات یعبد و یتخذ و یضل بصیغہ مفرد لانا باوجود تمام قرآن میں قوم کی صفات جمع آئی ہیں

قوم لا یفقہون قوم یفکہون وغیرہ وغیرہ +

ساتویں غلطی

شفاء المیزان - شفا بمعنے کنارہ بلا ہمزہ چاہئے - وکنتم علی شفا حفرۃ من النار +

آٹھویں غلطی

اسر رتنی - سر مجرد خوش کرنے کے معنے میں آتا ہے - نہ اسر مزید اغلاط کی تفصیل فہرست اغلاط خطبہ عربی وساوس کادیانی میں عنقریب آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ +

دیرہ دونی کے قول اور نقل سے شامی صاحب کی فضیلت کا ثابت نہ ہونا

دیرہ دونی کا نہ اپنا قول شامی کی فضیلت کا مثبت ہو سکتا ہے نہ اسکی نقل جس میں اقوال شامی منقول ہیں - اسکا اپنا قول اس وجہ سے مثبت نہیں ہو سکتا کہ وہ خود عالم نہیں - اپنے امی وعامی ہونے کا خود اقراری ہے - چنانچہ اسکے خط میں جو کادیانی نقل کیا یہ اقرار موجود ہے اور بہ قاعدہ مسلمہ کل ہے کہ کسی کے عالم ہونے کی شہادت اسی شخص کی معتبر ہے جو خود بھی علم رکھتا ہو ایک دانا کا قول ہے ؎ قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری ایک اور دانا کہتا ہے ؎ صائب دو چیز می شکند قدر شعر را + تعریف ناشناس و سکوت قدر شناس

ان دونوں مسلمات سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ دیرہ دونی کی تعریف شامی کی فضیلت کو توڑتی ہے نہ کہ جوڑتی اسکی نقل جس میں شامی کے اقوال منقول ہیں اس لئے مثبت فضیلت نہیں ہو سکتی کہ وہ اقوال علم وعلماء کی شان سے بہت بعید ہیں - وہ اقوال واقعی شامی صاحب نے کہے ہیں تو ان سے ثابت کہ شامی صاحب عالم نہیں ہیں +

ازانجملہ ایک یہ قول ہے جو دیرہ دونی نے شامی سے نقل کیا ہے - کہ انہوں نے

136

کہا۔ "مینے اِس زمانہ کے عربوں کے اشعار کو کبھی پسند نہیں کیا۔ اور ہندیوں کا تو کیا ذکر ہے یہ قول اگر واقعی شامی کا قول ہے تو یہ یقین دلاتا ہے۔ کہ شامی صاحب کا جوف علم سے خالی ہے۔ اور بجائے علم اس میں نادانی کی ہوا بھری ہوئی ہے۔ کیونکہ خالی برتن ہی زیادہ بولتا ہے۔ اور وہی برتن ہمیشہ اچھلتا ہے جو بھرا ہوا نہ ہو +

آپ اِس زمانہ کے تمام عربوں کے اشعار کو پسند نہیں کرتے۔ سب ہندیوں کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ اور یہ خیال نہیں فرماتے کہ آپ شعر گوئی اور ادب کہاں سے سیکھے ہیں۔ اور آپ ہیں کس زمانہ کے؟ کوئی پُرانا خرانٹ عرب شاعر و خطیب یہ دعویٰ کرے۔ تو زیب بھی دے آپ تو ہنوز بچے ہیں۔ آپ کی عمر اسوقت بائیس ۲۲ برس کی ہے چنانچہ آپنے عند الملاقات بیان کیا۔ اور آپ کا چہرہ دیکھکر بھی ہر کوئی بحکم ؎ رویش ببیں حالش مپرس آپکی یہی عمر بتائیگا اور جو کچھ آپ نے عربیت اور ادب میں سیکھا ہے۔ اگر وہ عرب میں سیکھا ہے۔ (چنانچہ آپ کا دعویٰ ہے) تو ضرور ہے کہ آپ کی عربی استاد پرانے شاعر آپ سے فائق ہوں۔ اور اگر مدرسہ عربی سہارنپور وغیرہ میں سیکھا ہے۔ (چنانچہ آپکے بعض* ہم مکتبوں کا بیان ہے) تو ضرور ہے کہ آپکے ہندی اُستاد ادب میں آپ سے برتر ہوں۔ آپ اپنی عمر کے چار پانچ سالوں میں جو بعد بلوغت آپ کو نصیب ہوئے ہیں۔ ایسے شاعر و ادیب کیونکر بن گئے۔ کہ تمام عرب اور ہندیوں کو ہیچ سمجھنے لگ گئے۔ "گے آمدی و کے پیر شدی" +

اے حضرت! بسیار عمر باید تا پختہ شود خامی۔ آپ کی یہ لاف زنی یہ یقین دلاتی

---

* وہ میرے ایک عزیز دوست مولوی ثناء اللہ امرتسری ہیں جنہوں نے بذریعہ خط مجھے انہی دنوں اطلاع دی تھی کہ یہ شخص سہارنپور میں میرے ساتھ پڑھتا تھا میں اس کو خوب جانتا ہوں۔ اِس کے بعد شامی صاحب نے بھی عند الملاقات بیان کیا کہ میں سہارنپور پڑھتا رہا ہوں +

ہے کہ آپ عالم نہیں ہیں۔ ازانجملہ شامی صاحب کا یہ قول ہے جو دیرہ دونی نے اُنسے نقل کیا ہے کہ جو شخص اس سے (یعنے کادیانی کی عربی عبارت کتاب وساوس سے) بہتر لکھنے کا دعویٰ کرے چاہے۔ عرب ہی کیوں نہ ہو وہ ملعون مسیلمہ کذاب ہے۔ یہ قول بھی انکا ہے۔ تو اور ہی یقین دلاتا ہے۔ کہ شامی صاحب عربیت اور علوم سے [illegible] ناواقف اور اجنبی ہیں کتاب [illegible] وساوس کے عربی ایسی غلط وکریہ ہے۔ کہ [illegible] نحو جاننے والا اسکی غلطی پر شہادت دیسکتا ہے۔ چنانچہ مضمون "بعض [illegible] عربی کادیانی کی فہرست" سے جو مضمون ہذا کے بعد آئیگا ناظرین کو معلوم ہوگا پھر جو شخص اس عبارت کو بے نظیر کہے۔ وہ ناواقف نہیں تو اور کون ہے۔ اور اس کتاب کے عبارت عربی سے بہتر عبارت لکھنے والے کو ملعون ومسیلمہ کذاب کہنا بھی اسی کا کام ہے جو علوم ومسائل دین سے محض ناواقف اور جاہل ہو مسلمان اہل علم کو اس بات کا کامل یقین ہے۔ کہ یہ رتبہ کہ اس سے بڑھکر یا اس کے برابر کسی سے بن نہ پڑے۔ صرف قرآن مجید ہی کو حاصل ہے جس نے فاتوا بسورۃ من مثلہ کا اشتہار دیا ہوا ہے۔ اور

* شامی صاحب سے (عند الملاقات) دریافت کیا گیا کہ آپ نے یہ کلمہ کہا ہے تو اُنہوں نے کہا کہ میں نے ہرگز نہیں کہا۔ یہ مجھپر افترا اور کذب ہے۔ اب ہم نہیں کہہ سکتے کہ اسکی نقل وبیان میں کاذب ومفتری کون ہے کادیانی یا دیرہ دونی یا شامی بہرحال ہمارا جھوٹا کہیں نہیں گیا کادیانی ہو یا دیرہ دونی یا شامی اور یہ کلام پایۂ اعتبار سے ساقط ہے اگر شامی صاحب جھوٹ بولتے ہیں تو اُن کی تعریف وتائید کادیانی لائق اعتبار نہیں اور اگر دیرہ دونی نے یہ افترا کیا ہے تو اُسکی نقل پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔ اور اگر یہ کادیانی کی من گھڑت ہے تو آپ کے دعاوی حقانیت ومسیحائیت وولایت ونبوت سب غلط ہوتے ہیں کیا ایسے مفتری کذاب بھی سچے مسیح وولی ہوسکتے ہیں ہرگز نہیں ۔

137

اس کا مقابلہ و معارضہ بھی بجز مسیلمہ کذاب و دیگر کذابین کسی نے نہیں کیا (جس میں وہ ناکامیاب ہی رہے) پس اگر شامی صاحب کادیانی کی عبارت عربی کو قرآن کی ہم پلہ سمجھتے ہیں تو اس سے ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں۔ کہ پھر وہ کون ہوئے۔ ہم خود کچھ نہیں کہتے۔ ناظرین آپ ہی فتوی لگا دینگے۔ **یہ ان تینوں صاحبوں کے عالم ہونے کے دعوی کادیانی اور اسکے شواہد میں کلام ہے +**

اب ان تینوں کے مستند اور جگر گوشہ حرمین شریفین ہونے میں جسکا کادیانی نے دعوی کیا ہے۔ **گفتگو** ہوتی ہے۔ پس واضح ہو کہ حرمین کے مستند ہونے کے یہ معنے ہیں۔ کہ حرمین اور ان کے ماتحت بلاد کے لوگ ان کے فتوی سے استناد اور اعتماد کریں۔ اور دین میں ان کی سند لیں۔ اور جگر گوشہ ہونیکے معنے تو ظاہری ہیں کہ وہ جگر کے ٹکڑے ہیں۔ اور حرمین میں ایسے عزیز الوجود یا رکن رکین ہیں۔ جیسے بدن انسان میں جگر ہوتا ہے۔ کہ وہ نہ ہو۔ تو انسان زندہ ہی نہیں رہتا +

اور ان صفات کا ان تینوں صاحبوں میں پایا جانا کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہے۔ ہزاروں اہل اسلام عرب اور حرمین میں گئے ہیں۔ یہ خاکسار راقم خاص کر مکہ معظمہ میں چھ مہینے کے قریب رہ آیا ہے۔ کسی گلی کوچہ مدرسہ مکتب دار القضا دار الافتا بیت الشرفا میں ان کا نام تک نہیں سنا۔ اور بہت سے فتوے عرب سے ہندوستان میں آئے۔ اور موجود ہیں کس فتوی پر ان تینوں کا دستخط یا مہر نہیں ہے +

دوسرے اور تیسرے صاحب کو تو مینے نہیں دیکھا۔ مگر پہلے شامی صاحب کو تو ہندوستان پنجاب کے بہت لوگوں نے دیکھا اور اُنکے حالات کو سُنا ہے۔ اور وہ ابتک پنجاب میں موجود ہیں۔ ان کی صورت اور عمر دیکھ کر کس و ناکس بحکم رُویش بہ بیں حالش مپرس کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ ہنوز بچے ہیں اور اس لائق نہیں۔ کہ عرب کے مستند علماء و فضلاء میں شمار ہوں یہ بھی عموماً دیکھا گیا ہے (اگرچہ خاصکر ان تینوں صاحبوں کی نسبت کچھ کہا نہیں جا سکتا) کہ عرب

چھوڑ کر جو لوگ ہندوستان میں آتے ہیں۔ وہ اکثر عامی ہوتے ہیں۔ جو صرف گداگری کے لئے شہر بشہر پھرتے ہیں۔ وہاں کے نامی علماء اور خاندانی مشائخ و شرفا ایسے مقدس ملک کو کب چھوڑتے ہیں جنکو ہمارے اس بیان میں نزاع ہو وہ ہم کو بتادیں۔ کہ کونسا عالم مفتی یا شیخ یا شریف ہندوستان میں آیا ہے اور وہ دربدر اور شہر بشہر پھرا ہے۔ اگر کوئی عالم شریف نہ بتا سکیں تو سمجھ جائیں اور انصاف سے تسلیم کریں کہ صدہا آوارہ گرد بادیہ نورد عرب سے ہندوستان میں روٹی کمانے آتے ہیں اور سید شریف مستی عالم کہلاتے ہیں اور درحقیقت کچھ نہیں ہوتے۔ ایسے لوگوں سے چند فلوس دیکر جو کچھ کوئی چاہے لکھوا سکتا ہے۔ اور اہل دانش و بینش ایسے بے پتہ اشخاص کے قول و فعل کا ہرگز اعتبار نہیں کیا کرتے +

کادیانی نے جو یہ کہا ہے۔ کہ اسلام کے مستند علماء کا تخت گاہ حرمین شریفین ہے۔ زادہما اللہ مجداً و شرفاً و برکتاً اور اسلام میں بھی بلاد عرب خاصکر کے مکہ و مدینہ دین کا گھر سمجھے جاتے ہیں۔ اس سے جو اس کا مقصود تھا (کہ علماء حرمین اس کے ساتھ ہوتے جاتے ہیں) وہ تو جیسا باطل ہوا ہے ناظرین پر مخفی نہ ہوگا۔ مگر یہ قول آپکا اگر دل سے ہے۔ تو اس پر آپکا دہان مبارک قند و شکر سے پُر کردینے کا مستحق ہوگیا ہے۔ اور آپ کا یہ قول اب زر سے لکھنے کے لائق ہے +

ہم اس قول کی دست آویز سے کادیانی کو ایسی تدبیر و تجویز بتاتے ہیں۔ جو روز کے جھگڑوں کے جڑھ کاٹ دے اور کادیانی کو (اگر وہ اپنے دعووں میں اور نیز اس قول میں سچا ہے) تمام جہان کا عزیز و مخدوم و مقبول بنا دے +

وہ تدبیر با توقیر و تجویز ہر دلعزیز یہ ہے

کادیانی صاحب ان تینوں فرضی علماء حرمین کی شہادت کو تو دوڑا کریں (واپس لیں) اور

138

اور بجائے اس کے خود بنفس نفیس حرمین شریفین میں تشریف لے چلیں انکا زاد و راحلہ خاکسار کے ذمہ ہے جب قصد کریں فوراً نقد وصول کرلیں۔ اور وہاں چلکر پہلے کعبہ کا حج کریں۔ اور اس فریضہ اسلام کے ادا کرنے سے جو غالباً دس ہزار روپیہ کی ذاتی جائداد کے مالک ہونے سے اور دس ہزار سے زائد فتوحات کا روپیہ آنے سے ان پر فرض ہو چکا ہوگا۔ فارغ ہو کر پورے مسلمان بنیں اس کے بعد اپنے عقائد و مقالات کو علماء حرمین شریفین کے حضور میں پیش کریں + ان علماء نے ان عقائد کو اسلامی عقائد قرار دیا۔ اور آپ کو مجدد و امام وقت و مسیح موعود سمجھکر اپنا مقتدا بنا لیا۔ تو پھر ہندوستان کیا تمام روئے زمین کے مسلمانوں میں آپ مخدوم و امام مانے جائینگے۔ اور آپکے مخالفین و معارضین خصوصاً یہ خاکسار ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ جو اس سفر میں آپکا ہمرکاب ہوگا۔ بہی آپکا لوہا مان لیگا۔ پس اب چلنے کی ہی ٹھہرا دیں۔ اب تو آپ پر حج بہی فرض ہو گیا۔ اور عدم استطاعت کا عذر اگر تھا جاتا رہا۔ ایک شخص آپ کے زاد و راحلہ کا ذمہ دار ہو گیا ہے۔ اور آپ کی سچائی کا وہ معیار و قانون جسکو آپ نے بڑے فخر و ناز کے ساتھ بیان کیا تھا آپ کے خصم نے مان لیا ہے اب کیا رہا۔ آپ نے اس تدبیر و تجویز کے تسلیم سے انکار کیا۔ تو کس و ناکس کو یقین ہوگا۔ کہ حرمین اور وہاں کے علماء کی تعریف میں آپ کا وہ بات کہنا محض کذب ہے اور چھپی نفاق پر مبنی ہے اور آپ کا یہ دعویٰ کہ مستند علماء حرمین آپ کے ساتھ ہو جاتے ہیں نیز محض کذب ہے۔ جس سے جہلا عوام کی تسخیر آپ کو مدنظر ہے۔ اور آپ کو کامل یقین ہے کہ حرمین شریفین کے علماء آپ کو کافر بلکہ اکفر جانتے ہیں۔ اور اس وجہ سے آپ حرمین کے فتویٰ و فیصلہ پر ہرگز راضی نہ ہونگے بلکہ کبھی حرمین جانیکا قصد نہ کرینگے۔ اور یہ جانتے ہونگے۔ کہ آپ حرمین جاکر اور وہاں پر اپنے عقائد جدیدہ ظاہر کرکے وہاں سے زندہ اور سلامت واپس نہیں آسکتے۔ اور اس خوف و غدر سے آپ حج خانہ کعبہ بہی اپنے ذمہ سے ساقط کر بیٹھے ہونگے +

سوال دہم۔ ابن صیاد کاہن نے (جسکو آپ دجال سمجھتے ہین) آنحضرت کے دلمین چھپائی ہوئی بات کسیقدر معلوم کرلی تھی یا نہین۔

جواب (۲) بشق اثبات ہو تو اسصورت مین وہ ملہم و صاحب وحی متصور ہوگا یا کچھ اور اور (۳) اگر بشق نفی ہو تو ان احادیث کی نسبت جنمین ابن صیاد کا بتایا ہوا لفظ دُخ منقول ہے آپکا کیا خیال ہے۔ وہ موضوع ہین۔ یا اور کچھ معنے رکھتی ہین؟

سوال یازدہم۔ اکثر زمانون اور ملکون مین نجومی۔ رمال۔ جفری۔ پنڈت جوتشی واقعات آیندہ موت وحیات بعض اشخاص کی نسبت پیشین گویان کرتے ہین۔ پنڈت لوگون کی جنم پتریان لکھتی ہین۔ نجومی زائچی لکھتے ہین جنمین سال بھر کے واقعات درج کرتے ہین۔ اور وہ اخبارونمین چھپتے ہین۔ جنمین سے بعض واقع کے مطابق اور سچے نکلتے ہین۔ انمین وہ ملہم۔ اور انکی سچی پیشگویان الہامی ہوتی ہین یا کچھ اور۔؟

سوال دوازدہم۔ اگر وہ اسکے ساتھ جھوٹا دعویٰ الہام کرلین یا کوئی اور جھوٹ بولین یا کسی ذاتی فائدہ کو ملحوظ رکھین اور اسکی نسبت پیشگوئی کرنی چاہین۔ تو پھر انکی اس قسم کی پیشگویان بند ہوجاوین اور پھر وہ کسی پیشگوئی مین سچے نہ نکلین؟ اور اسکی وجہ کیا ہے۔ کیا وہ اپنے علم نجوم جفر وغیرہ کو بھول جائین۔ یا اور سبیل سے روکے جاوین۔

سوال سیزدہم۔ طبعی فلاسفر سائنٹیفک مین (سائنس جاننے والے) جو پیشگویان کرتے ہین انمین سے بعضی سچی نکلتی ہین یا نہین) اور (۲) اگر نکلتی ہین تو کیا وہ لوگ بھی ملہم اور وہ پیش گویان الہامی ہین۔

سوال چہاردہم۔ روحانیات کی تسخیر وحاضرات سے جو پیش گویان لوگ کرتے ہین چنانچہ آجکل کلکتہ کی ایک جماعت تعلیم یافتہ نے ازابیل بابو کرسٹو داس پال

ہمارا یہ خیال غلط ہے۔ تو بسم اللہ کیجئے۔ اور حرمین چلنے کی تیاری کر کے جب چاہئے زاد راہ لیجئے +

تیسرا کذب

تیسرا کذب کادیانی کا حافظ محمد یعقوب خان مقیم دیرہ دون کو مولوی کہنا۔ اور اُن کو اپنا ایسا حواری قرار دینا۔ کہ وہ آپکو امام وقت مان گئے ہیں۔ اور اپنی جان اور اہل (یعنے زوجہ اور اولاد) کا مالک بنا چکے ہیں +

اسکے کذب ہونے کا ثبوت اور اُسکا ردّ

ہم نے کادیانی کے رسالہ اظہار میں حافظ محمد یعقوب خانصاحب کا وہ خط جو کادیانی نے انسے نقل کیا ہے۔ پڑھا تو اسپر ہم کو تعجب ہوا۔ کہ ایک شخص مولوی عالم ہو کر کادیانی جیسے بداعتقاد و زندیق کو اپنا امام اور اپنے بیوی بچوں کا مالک بنا رہا ہے۔ اِس سے پہلے حکیم نورالدین نے کادیانی کے حق میں ایسے کلمات کہے تھے۔ مگر ان کا ایسا کہنا محل تعجب نہ تہا۔ کیونکہ وہ صاحب غرض ہیں کادیانی کے ذریعہ اپنا نیچری مذہب پھیلانا چاہتے ہیں۔ (چنانچہ رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۱۲ کے مضمون قدرتی مباحثہ میں بیان ہوا ہے)۔ لہذا وہ اس غرض کے لئے جسقدر جھوٹ بولیں اور اس ذریعہ سے لوگوں کو دام میں لادیں۔ وہ تھوڑا ہی اور نیچریوں کے نزدیک فرقہ خطابیہ کے مانند نصرت مذہب کے لئے جھوٹ بولنا گناہ نہیں اس قسم کا جھوٹ کیا۔ کوئی گناہ بہی اُن کے نزدیک گناہ نہیں۔ اور نجات کے لئے اُن کے نزدیک صرف خدا کو دل سے خدا مان لینا کافی ہے اور صرف اسی اعتقاد کا نام مذہب اور اسلام ہے دیگر ہیچ۔ مگر کسی صحیح الاعتقاد مسلمان عالم کی یہ شان نہیں ہے۔ کہ وہ کادیانی کے حق میں ایسے کلمات کہے۔ اس وجہ سے مینے دیرہ دون کے خریداران اشاعۃ السنۃ

139

پیر جی خدا بخش صاحب اور اُنکے خلف الرشید محمد حنیف صاحب سوداگر سے حافظ صاحب کا حال دریافت کیا۔ اس دریافت کرنے پر حافظ محمد یعقوب خان صاحب نے خود ہی اپنا حال اپنے خط میں لکھا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اس خط سے جیسا کہ حافظ محمد یعقوب خان صاحب کا مولوی و عالم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ویسا ہی یہ ثابت ہے۔ کہ وہ ہنوز پورے عیسائی مرزائی نہیں ہوئے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو اس وقت تک حنفی المذہب مقلد لکھتے ہیں اور حنفی المذہب مقلد سے ہرگز ممکن و متصور نہیں کہ وہ عیسائی مرزائی ہو جائے۔ جب تک کہ وہ حنفی المذہب کا مقلد ہو۔ یہ بلا رکادیانی کے اتباع کی اکثر اُسی فرقہ میں پھیلی ہے۔ جو عامی و جاہل ہو کر مطلق تقلید کے تارک و غیر مقلد بن گئے ہیں یا ان لوگوں میں جو نیچری کہلاتے ہیں جو درحقیقت اس قسم کے غیر مقلدوں کے برانچ (شاخ) ہیں۔ اس امر کو ہم ایک مستقل مضمون میں ثابت و مدلل کرنا چاہتے ہیں۔ جو عنقریب شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

کادیانی کا حافظ محمد یعقوب خان صاحب کو اولاً مولوی کہنا۔ پھر اُن کو اپنا فدائی مملوک قرار دینا اپنے اس دعویٰ کی تصدیق کے لئے ہے۔ کہ مولوی عالم اس کے ساتھ ہیں جن کی تعداد چالیس کے قریب ہے۔ اور وہ اس کے پیرو ہوتے جاتے ہیں۔ اور اس کذب سے اس کی غرض یہ ہے۔ کہ جاہل لوگ خصوصاً (جو مطلق تقلید چھوڑ کر شتر بے مہار ہو بیٹھے ہیں۔ اور مطلق تقلید کے نام سے ایسے چونکتے ہیں کہ تقلید جماعت سلف صالحین صحابہ و تابعین و اجماع مسلمین کو بھی گمراہی جانتے ہیں۔ اور خاکے شاہ کی کتیا کی مانند کس و ناکس کی (جو کوئی آیۃ خواہ کیسے غلط معنے سے سنائی جاتی ہو۔ یا کوئی حدیث خواہ موضوع ہی ہو اُن کے سامنے پڑھ دے) پیروی اختیار کرے اور بحکم کل جدید لذیذ۔ نئے دن نیا مذہب اختیار کرنا پسند کرتے ہیں) اس کے دام میں آجائیں۔ کادیانی کے ایسے شخصوں کو (جو مولوی ہونے سے خود انکار کریں)

مولوی کہنے سے ناظرین بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اس کے باقی پیرو مولوی (جن کی تعداد وہ چالیس کے قریب بتاتا ہے) بھی اسی قسم کے ہونگے۔ یہ کذب کادیانی کچھ نیا نہیں ہے۔ بلکہ یہ اسکی قدیم سنت ہے۔ اسنے اپنے ازالہ اور فیصلہ آسمانی میں منشی غلام قادر اڈیٹر پنجاب گزٹ سیالکوٹ کو۔ اور صرف فیصلہ آسمانی منشی محکم الدین مختار امرتسر کو (جنہوں نے آجتک خود مولوی نہیں کہلایا۔ نہ کسی اور اہل علم نے ان کو مولوی کہا ہے) مولوی لکھدیا تھا فہرست مریدان اور حاضرین جلسہ سالانہ ۹۱ و ۹۲ء کی فہرستوں میں کس وناکس کو مولوی لکھدیا جس سے اس کا مقصود دہی دھوکہ دہی ہے۔ کہ جاہل لوگ مولویوں کا نام سُنکر اس کے دام میں پھنسیں اسی غرض سے اس رسالہ میں اس نے مولویوں کی تعداد چالیس کے قریب بتائی ہے۔ ہم نے اس کے ان جملہ فہرستوں کے مولویوں کو شمار کیا۔ تو ان میں سکولوں کے ٹیچر (معلم) اور نام کے مولوی (جن کو سمجھ کادیانی کسی اہل علم مولوی نہیں کہا) ملاکر ان کی تعداد کو ۲۰ سے زیادہ نہ پایا۔ اس چھبیس میں وہ لوگ بھی داخل ہیں۔ جو اس کے سالانہ جلسوں میں جو محض ورثروں (تماشیوں) میں آئے تھے۔ اور وہ کادیانی کو گمراہ جانتے ہیں۔ اور خاصکر مریدوں کے فہرست میں تو یہ تعداد کادیانی کے نامزد مولوی اور سکولوں کے ٹیچر ملاکر ۲۲ تک پہنچتی ہے۔ اب ہم وہ خط نقل کرتے ہیں۔ جو حافظ محمد یعقوب خان نے خاکسار کے نام تحریر کرکے ارسال کیا ہے +

نقل خط حافظ محمد یعقوب خانصاحب دیرہ دونی

۲۳ ربیع ۱۸۹۳ء سہ شنبہ ۶ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ دیرہ دون محلہ دہا مانوالہ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

حضرت مخدوم العلماء مولانا صاحب عم فیضکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خاکسار محمد یعقوب خان سلام مسنون کے بعد آداب مخلصانہ عرض کرتا ہے۔ خاکسار کو اس سے

140

پہلے آپ کی خدمت میں عریضہ لکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن میں تقریباً پندرہ برس سے یعنے جب سے یہاں دیرہ دون میں مقیم ہوں۔ آپ کے کمالات فضل و علم کی شہرت سُنتا آیا ہوں اور اس عرصہ میں ہمیشہ تو نہیں مگر اکثر آپ کے رسالہ اشاعۃ السنۃ کو دیکھتا رہا ہوں۔ کل ۲۲ مئی ۱۸۹۳ء کو آپ کا ایک خط پیر جی خدا بخش و محمد حنیف کے نام معہ رسالہ اشاعۃ السنۃ کے آیا ہے۔ اس میں خاکسار کے حالات دریافت فرمائے گئے ہیں۔ اس لئے جی میں یہ خیال آیا۔ کہ میں خود ہی اپنے حالات خدمت مبارک میں عرض کروں اور میرے خیال میں مجھ سے بہتر طور سے شاید میرے حالات کوئی دوسرا نہ بیان کر سکیگا۔ اس لئے اوقات مبارک کا حرج کر کے سامعہ خراشی کرتا ہوں۔ میں سہارنپور کے نواح کا رہنے والا ہوں۔ آب و دانہ کی کشش نے تلاش معاش کے طور پر یہاں لا ڈالا ہے۔ اور اتفاقات تقدیر سے یہیں رہ پڑا ہوں۔ میں پڑھے لکھے ہوؤں میں شمار نہیں ہوں کہ یہ بتاؤں۔ کہ کیا کیا پڑھا ہے۔ اور کس کا شاگرد ہوں۔ اُردو وغیرہ کی معمولی نوشتہ خواند سے کسی قدر واقف ہوں۔ جس سے ایک ادنیٰ حیثیت کی گذران کر سکتا ہوں۔* نہ علماء کے زمرہ میں ہوں۔ نہ طلبا کا نام لیوا۔ حتیٰ کہ مولوی وغیرہ کے فرضی لقب سے بھی مشہور نہیں ہوں۔ اور نہ صرف مولوی بلکہ منشی وغیرہ الفاظ بھی جو کسی درجہ کے پڑھے لکھے ہونے کا پتا دیا کرتے ہیں۔ میرے نام کے ساتھ مشہور نہیں۔ کتابیں دیکھنے کا شوق ہے اُردو وغیرہ کے رسائل دیکھ سکتا ہوں۔ ان میں سے جو سمجھ میں آگیا۔ آگیا جو مضمون سلیسی کے سبب رہ گیا۔ رہ گیا۔ قدیم سے حنفی ہوں۔ آپ کی تصنیفات اور اہل حدیث کے ملنے کا اتنا اثر ہے۔ کہ اہل حدیث اور عمل بالحدیث کو بُرا نہیں سمجھا کرتا ہوں۔ اور جو جھگڑے اہل حدیث کے ساتھ یہاں ہوئے۔ جن میں سے بعض میں عدالتوں اور لڑائیوں تک نوبت پہنچی ان سب میں میں حنفیوں سے الگ رہا ہوں۔ اور یہ بھی ہے۔ کہ لڑائی جھگڑوں اور مرافعتوں میں عمائد و معتبر لوگ شریک ہوا کرتے ہیں۔ میں چونکہ

* سنا ہے آپ انگریزوں کو اُردو وغیرہ پڑھا کر اپنی گذران کرتے ہیں۔

احادالناس سے ہوں۔ (تو بیکسی دغریبی ترا کہ می پرسد) کا مصداق بنا رہا ہوں مجھے افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑا کہ آپ نے مجھے مرزا غلام احمد صاحب کا حواری اور اپنے یاروں کا بہکانے والا کیونکر قرار دے لیا۔ حالانکہ آپ کو اسی تحریر کے موافق میرا مفصل حال بھی معلوم نہیں۔ ایسے مجہول الحال کی طرف تو آپ ایسے۔ سرآمد فضلاء کا اعتنا بھی نہیں ہونا چاہئے تھا۔ مرزا صاحب سب کچھ بنے مگر بقول آپکے آپ کے سامنے مولوی نہیں بن سکے۔ مولوی محمد احسن صاحب اور حکیم نورالدین صاحب کی حالت ان سے بھی زیادہ خراب ثابت کی گئی۔ بہکنے بہکانے کی کیفیت تو یہ ہے۔ کہ پیر جی خدا بخش صاحب میرے والد کے ملنے والوں میں سے ہیں۔ اور میرے والد سے عمر میں شاید بڑے ہی ہیں۔ میں محمد حنیف کا ہم عمر ہوں۔ اور چونکہ میں غریب آدمی ہوں۔ پیر جی صاحب میرے محسن بھی ہیں۔ لیکن ان سب باتوں سمیت مجھے وہ تارک تقلید نہیں بنا سکے۔ اور نہ میں اُن کو حنفی بنا سکا۔ مرزا غلام احمد صاحب کا اشتہار برہین احمدیہ شاید اوّل اوّل اشاعۃ السنۃ میں دیکھا تھا اُس سے کتاب دیکھنے کا شوق پیدا ہوا اہل مقدرت دوستوں نے کتاب منگوائی۔ دیکھنے میں میں بھی شریک ہو گیا۔ مگر وہی کچی پکی سمجھ سے جو سمجھ میں آیا سمجھ لیا۔ اور وہ بھی اس طرح کہ جب کوئی حصہ آیا۔ اُسکو اُنہیں دنوں دیکھ بھال لیا۔ اپنے ملک کی کتاب ہو۔ تو آدمی دوبارہ حصہ بارہ میں کچھ زیادہ کام نکال لے۔ میں اس سے بھی محروم۔ رفتہ رفتہ مرزا صاحب کے حالات زیادہ معلوم ہونے لگے۔ بعض اور تحریریں اور اشتہارات آنے کا سلسلہ بندھ گیا۔ اور یہ سلسلہ باعث ہو گیا حسن ظنی پیدا ہونیکا۔ اس پر مولوی محمد احسن صاحب تو خاص طور پر اور آپ بھی عموماً مرزا صاحب کی تعریف کیا کرتے تھے۔ یونہی آہستہ آہستہ حفظ و کتابت سے تعلق محبت پیدا ہو گیا۔ اب مرزا صاحب کے دعاوی جدیدہ کے زمانہ میں ہر چند طبیعت اوکھڑی۔ چنانچہ اس باب میں مرزا صاحب سے مختصر اور مولوی محمد احسن صاحب

141

سے کسی قدر بسط کے ساتھ خط وکتابت میں گفتگو بھی ہوئی۔ پارسال رمضان شریف میں مولوی صاحب سابق الذکر یہاں تشریف لائے تھے۔ تو زبانی بھی کہنے سننے کا اتفاق ہوا۔ سو بھی ایک آدھ بات میں۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ دن کو مجھے اپنی نوکری اور گھر کے کاروبار سے فرصت نہ ہوتی تھی۔ رات کو روزہ کے تکان کے علاوہ قرآن شریف سُنایا کرتا تھا۔ یہاں پارسال ہیضہ کی کثرت تھی۔ ملنے ملانے والوں کی عیادت وتعزیت بھی کرنی پڑتی تھی غرضکہ جمعیت واطمینان سے کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ جس طرح ایک بے علم اپنے من سمجھوتی کر لیتا ہے اُسی طرح اگر کچھ سمجھ بھی لیا ہے۔ تو اس کو دوسروں کے معاملات سے کیا علاقہ۔ اس کے سوا میں اوپر عرض کر آیا ہوں۔ کہ میں اپنے بے مائیگی علم کے سبب اپنی دانست میں بھی مقتدا بننے کے لائق نہیں ہوں۔ جیسے ہر شخص ایک رائے رکھتا ہے۔ میری بھی اس معاملہ میں ایک راے ہے۔ جو شخصی راے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ مرزا صاحب کے مثالب کی تحقیق جیسی چاہئے ہو نہیں سکی۔ اور چاہے بے توفیقی سمجھئے۔ خواہ تعصب پوری کوشش کی بھی نہیں کی۔ مرزا صاحب کے خلاف میں کئی رسالہ دیکھے بھی ہیں۔ شفاء الناس۔ بیان الناس۔ مناظرہ حضرت مولوی محمد بشیر صاحب وغیرہ وغیرہ آپ کا رسالہ پارسال جو آیا تھا اس کو بھی مینے پڑھا ہے۔ کل آیا ہے اِسکو بھی دیکھ رہا ہوں۔ میرا یہ خیال ہرگز نہیں۔ کہ آپ جیسے علماء کو ہم بیعلموں کی نصیحت کرنے کا استحقاق نہیں۔ ماننا نہ ماننا توفیق خداداد سے تعلق رکھتا ہے۔ مرزا صاحب نے مقتدا بننے کا دعویٰ کیا ہے۔ اُن سے آپ خفا ہوں۔ تو ایک بات بھی ہے۔ ہم جیسے عامیوں کی شخصی راے سے آپ کیوں خفا ہوتے ہیں شخصی خیالات والوں کے بہکنے سے اتمام حجت کے بعد شاید آپ سے باز پرس بھی نہ ہو۔ مینے ایسا سمجھا کہ شاید کسی نے میری نسبت آپ سے یہ کہدیا ہے کہ محمد یعقوب کوئی مولوی یا مرزا صاحب کا کوئی حواری ہے۔ جس کے معنے میں نائب یا اُسکے قریب سمجھتا ہوں۔ آپ تو الاقرب

فا لاقرب فرماتے ہیں۔ اور اس گزدہ کے نام نہاد والے آپ کے سامنے نہیں ٹھہر سکے من کربا شم کہ در آئم بہ شمارے بارے۔ مینے آپ کی کلام سے اکثر دینی نفع اُٹھایا ہے۔ اس لئے میں آپکا شکر گذار ہوں۔ اور دعا گو بھی۔ آپ کا اگر حرج نہ ہوا کرے۔ تو گاہے گاہے عزت نامہ سے معزز فرما دیا کیجئے۔ اور اتفاقاً اسی عریضہ کا جواب مرحمت ہو۔ زیادہ حد ادب اگر اس عریضہ میں کوئی لفظ خلاف ادب میری قلم سے نکلا ہو۔ تو میں نہایت ادب سے اس کی معافی چاہتا ہوں۔ عریضہ نگار محمد یعقوب خان مدہوش تاریخ اوپر لکھ آیا ہوں" یہ خط ہمارے بیان کا صریح طور پر مصدق ہے اور شاہد ناطق ہے کہ حافظ یعقوب خان صاحب نہ تو مولوی ہیں۔ اور نہ کادیانی کے حواری و فدائی۔ کادیانی نے ان دونوں دعاوی میں کذب سے کام لیا۔ اور حافظ یعقوب خان صاحب پر افترا کیا ہے۔ رہی اس خط کے اور مضامین سے بحث سو اس مقام میں آئندہ کادیانی کی دروغ گوئی آئندہ کے ذیل میں ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اسی کے ضمن میں حافظ صاحب کی اس درخواست کا کہ اس خط کا جواب دو جواب دیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ+

کادیانی کے رسالہ اظہار کے اکاذیب کی تفصیل ہو چکی۔ اب اس کی اور تحریرات و تقریرات کی اکاذیب سُنو+

ایک اور تحریر میں کادیانی کی تازہ دروغ گوئی

کادیانی صاحب اپنے خط مورخہ ۱۱ مئی ۱۸۹۳ء مشتہرہ اخبار نور افشاں ۲ جون ۱۸۹۳ء میں بجواب ڈاکٹر کلارک صاحب میڈیکل مشنری کے اس سوال کے کہ اراکین اسلام آپ کو دائرہ اسلام سے خارج ٹھہراتے ہیں۔ (چنانچہ فتوی تکفیر مندرجہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ وغیرہ جلد ۱۳ سے ثابت ہوتا ہے) پھر آپ اہل اسلام کی طرف سے مباحثہ کے لئے کیونکر منتخب ہو سکتے ہیں"۔ لکھتے ہیں "آپ کو (اے ڈاکٹر صاحب معلوم نہیں

142

کہ بعد اسکے (یعنی فتوی تکفیر لکھے جانے کے بعد) اکثر اُن مہر لگانیوالوں سے تائب بھی ہو گئے اور نہ صرف تائب بلکہ سخت ناراض ہوئے کہ اس شیخ بٹالوی نے ہم کو سخت درجہ کا دہوکہ دیا تھا۔ × × × پس آپنے (اے ڈاکٹر صاحب) یہ سخت غلطی کی کہ صرف بٹالوی صاحب کے فتوی کو دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ گویا تمام علماء اس عاجز کے مخالف ہیں۔ کاش آپنے کس باخبر سے پوچھ لیا ہوتا۔ کہ اب بٹالوی کے ساتھ کس قدر مستند علماء شامل ہیں جو اس عاجز کا نام کافر رکھتے ہیں"+

ان **فقرات** خط میں کادیانی صاحب نے یہ **دعویٰ** کیا ہے۔ کہ جن مستند علماء ہندوستان و پنجاب نے اس پر فتوی کفر لگایا تھا۔ اِن میں سے اکثر یعنی زیادہ علماء نے اس فتوی سے رجوع کر لیا ہے۔ اور وہ کادیانی کو کافر کہنے سے تائب ہو گئے ہیں۔ اور جو ان میں سے ابتک کادیانی کو کافر کہتے ہیں وہ توبہ کرنے والوں کی نسبت تھوڑے رہگئے ہیں۔ اور یہ ایسا دروغ بے فروغ ہے۔ جس کو **سفید جھوٹ** کہا جاتا ہے+

ناظرین کادیانی اور اس کے اتباع کے اشتہارات و تحریرات کی خوب چھان بین کرینگے اور ان کا ایک ایک صفحہ سطر ٹٹولینگے۔ تو فتوی تکفیر سے **رجوع** کرنے والوں کے تعداد **دو** سے زیادہ نہ پائینگے۔ جن میں ایک **حافظ** نابینا عظیم بخش ساکن پٹیالہ ہے جس کا رجوع کادیانی کے رسالہ نشان آسمانی کے صفحہ ۲۴ سے ثابت ہوتا ہے۔ دوسرا [illegible] **برہان الدین** جہلمی ہے۔ جسکا رجوع اسکے اشتہار مباحثہ مطبوعہ ۵ دسمبر ۱۸۹۳ء سے ثابت ہے۔ اب ان کے مقابلہ میں فتوی کفر کادیانی کے پر مہر لگانے والوں کی تعداد کو دیکھنا چاہئے۔ کہ کسقدر ہے۔ دو سے کم یا وہ سینکڑوں تک پہنچ چکی ہے۔ پھر انصاف سے کہنا چاہئے۔ کہ اس تعداد کے مقابلہ میں کادیانی کا ان دو شخصوں کے رجوع کو اکثر لوگوں کا رجوع و توبہ قرار دینا سفید جھوٹ نہیں ہے۔ تو پھر سفید جھوٹ کس کو کہتے ہیں

اسکے جواب میں اگر کادیانی صاحب یہ کہیں۔ کہ اس فتوی تکفیر پر مہر کرنیوالوں سے عالم مستند ہی دو صاحب تھے۔ باقی جسقدر لوگ ہیں وہ ان دو کے مقابلہ میں ہیچ گویا وہ عالم ہی نہیں ہیں۔ تو اس کا **جواب** یہ ہے۔ کہ اس فتوی پر مہر کرنیوالے اور کادیانی کو تکفیر کافر و مرتد سمجھنے والے وہ لوگ ہیں۔ جو ان دو شخصوں رجوع کرنیوالوں کے استاد ہیں۔ حافظ عظیم بخش کے اُستاد مولوی محمد ہاشمی صاحب مفتی شہر پٹیالہ مولوی حافظ غلام مرتضی خانصاحب مولوی غلام محمد صاحب مولوی شیخ کرامت اللہ صاحب وغیرہ صاحبان ہیں۔ اور میاں برہان الدین جہلمی کے استاد حضرت شیخنا و شیخ الکل مفتی دا ستاد العرب والعجم حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی۔ وغیرہ ہیں اور اگر یہ حضرات اُستاد عالم مستند نہیں تو پھر ان کے وہ دونو شاگرد جنکو کادیانی علما مستند سمجھتا ہے۔ کیونکر عالم مستند ہو گئے۔

قطع نظر اس سے فتوی کو پڑھنے والے اور ان علما ہند دستان پنجاب کو جن کی اس فتوی پر مہریں اور دستخط ہیں جاننے والے اور عظیم پٹیالوی و برہان جہلمی کو پہچاننے والے خود اس امر کا فیصلہ کر لینگے۔ کہ عالم مستند کون ہے۔ یہ دو نو یا وہ جماعت۔ اس بات میں کادیانی کی کون مانتا ہے۔ اور نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سُنتا ہے۔ **شاید** یہاں کوئی شخص یہ **سوال** کرے۔ اور کہے کہ اس بیان سے یہ تو ثابت ہوا۔ اور مان لیا کہ کادیانی کا اکثر مہر کرنیوالوں سے رجوع و توبہ کا دعوی تو سفید جھوٹ اور محض افترا ہے۔ مگر اس بیان سے ان دو نو کا رجوع تو ثابت ہوتا ہے۔ پھر کیا ان دو نو کا رجوع کرنا اس فتوی میں ضعف پیدا نہیں کرتا۔ اور ان دو نو نے رجوع کیا۔ تو کیوں کیا؟

اسکا جواب یہ ہے۔ کہ ان دو نوں میں سے پہلے شخص حافظ عظیم بخش کے رجوع کی وجہ تو اس کے اُس خط میں پائی جاتی ہے۔ جس کو کادیانی نے اپنے نشان آسمانی کے صفحہ ۴۴ میں نقل کیا ہے۔ اس خط میں اُس نے کادیانی کو مخاطب کر کے لکھا ہے "غریب نواز

143

پٹیالہ سے حضور کے تشریف لیجانے کے بعد سکنائے بلد نے مجھ کو نہایت تنگ کیا۔ یہاں تک کہ مساجد میں نماز ادا کرنے سے بند کیا گیا۔ مینے اپنے بعض دوستوں کو، جن کا الزام دور کرنے کے لئے یہ لکھدیا۔ کہ میرا عقیدہ اہل سنت والجماعت کے موافق ہے اور انکار ختم نبوت اور وجود ملائکہ اور معجزات انبیاء دلیلۃ القدر وغیرہ کو موجب کفر و الحاد سمجھتا ہوں۔ وہی تحریر مولوی محمد حسین مہتمم اشاعۃ السنۃ نے لیکر اپنے کفرنامہ میں جو آپکے لئے تیار کیا تھا۔ درج کردی۔ مینے خبر پاکر مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں خط لکھا۔ کہ جو میری طرف سے فتوی پر عبارت لکھی گئی ہے۔ وہ کاٹ دینی چاہئے۔ مولوی صاحب نے اسکا کچھ جواب نہیں بھیجا۔ پیچھے سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ اُنہوں نے میرا نام کفرین کے زمرہ میں چھاپ کر شائع کردیا ہے"+

اس بیان میں حافظ عظیم بخش کا صاف اظہار ہے۔ کہ اس نے فتوی پر وہ عبارت تو لکھوائی تھی مگر از راہ تقیہ یعنے لوگوں سے ڈر کر یا مسجدوں سے نکالے جانے کے سبب لکھوائی تھی اور درحقیقت وہ کادیانی کے عقائد کفریہ کا (جسکو فتوی میں کفر قرار دے چکا ہے) معتقد تھا۔ ان کفریات کا وہ اب معتقد نہیں ہوا۔ بلکہ پہلے ہی سے کافر تھا۔ اور دل سے اس کفر پر قائم رہا ہے۔ اب ناظرین خیال فرما سکتے۔ کہ ایسے منافق کی نہ تو تائید و تصدیق سے فتوی کو قوت پہنچ سکتی ہے۔ نہ اس کے رجوع سے نقصان پہنچنے کا احتمال و امکان ہے +

وہ فتوی خاکسار نے اپنے بعض احباب اہل پٹیالہ کے پاس دستخطوں اور مواہیر علماء کے لئے بھیجدیا تھا۔ اُنہوں نے جس جس شخص سے اپنے خیال میں اس پر دستخط و تصدیق کرانا مناسب سمجھا۔ اس سے دستخط و تصدیق کرا کے میرے پاس بھیجدیا۔ اور ویسا ہی وہ چھپ گیا۔ اور اگر خاکسار خود پٹیالہ میں ہوتا۔ اور حافظ کا یہ حال کہ اس نے تقیہ سے اور ڈر کر فتوی کی تصدیق میں کچھ لکھوانا چاہا ہے معلوم کرتا تو اس فتوی پر اس سے کچھ نہ لکھوانا اور اگر لکھے جانے کے بعد اور چھپنے سے پہلے اس کا علم ہوتا تو اس کا نام فتوی سے کاٹ دیتا

کی روح کو بلا کر یہ پیشین گوئی ہے کہ جیوری سسٹم مین لفٹنٹ گورنر کو ناکامی ہوگی اور حضرت مسیح کی روح سے یہ پیشین گوئی کرائی ہے۔ کہ ملکہ معظمہ قیصر ہند کی عمر چار برس اور ہوگی اور پرنس اوف ویلز انکی جانشین ہونگے۔ وغیرہ وغیرہ جو اکثر اخبارون مین شائع اور مشتہر ہوئی ہین۔ انمین سے اگر کوئی پیشین گوئی سچی ہوگئی تو کیا وہ جماعت بھی ملہم متصور ہوگی اور یہ پیشین گویان الہامی ہونگی۔

سوال پانزدہم سمریزم (یا عمل الترب) کے ذریعہ سے جس تہ پائے میز یا چوکی کو ہلایا جاتا ہے۔ جسکا آپ نے بھی اپنے ازالہ کے صفحہ ۳۵ مین اعتراف کیا ہے۔ وہ بھی لوگون کی حیات وممات وغیرہ واقعات آیندہ کی نسبت پیشین گویان کرتے ہین چنانچہ لاہور مین اسکا مدت تک گھر گھر مشغلہ رہا ہگی کوہ ہین چرچا ہوا۔ لاہور کے ایک معزز رئیس اور میرے دوست سید رجب علی شاہ صاحب مینوفیکچرر کمشنر اور پروپرائٹر امپیریل پریس کے مکان پر اور کئی اور لوگون کے مکانات پر ایسی میزین تین جن سے میرے دوستون اور احباب نے اپنی آنکہ سے اس کارروائی کو مدت تک دیکھا۔ یہ پیشین گویان اگر سچی نکلین۔ تو کیا وہ تہ پائے بھی ملہم ومحدث ومجدد وصاحب وحی کہلائینگی۔ اور اس تہ پائے سے سمریزم کے ذریعہ سے یہ کام لینے والے ہندو مسلمان۔ عیسائی۔ ملہم ومحدث کہلائینگے۔ ؟

سوال شانزدہم۔ بعض مسلمان فاسق فاجر زناکار شراب خوار اس حالت اور اسوقت مین جبکہ وہ بادہ بسرار آشنا یہ کا مصداق ہوتے ہین اور بعض کافر بعض اوقات ایسی خواب دیکھتے ہین جنمین واقعات آیندہ کی حالات انپر کھلجاتے ہین کہ فلان شخص فوت ہوگا۔ یا فلان شخص کے گھر مین لڑکا یا لڑکی پیدا ہوگی۔ اور فلان شخص بیمار ہوگا۔ فلان چیز ہاتھ آئے گی۔ اور ان پیشگویون مین وہ سچے نکلتے ہین۔ کیا ان پیشگویونمین وہ لوگ ملہم۔ محدث وغیرہ کہلا سکتے ہین۔ ؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

حافظ نے جو لکھا ہے۔ کہ میں نے مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں خط لکھا تھا۔ کہ جو میری طرف سے فتویٰ تکفیر پر عبارت لکھی گئی ہے۔ وہ کاٹ دینی چاہئے۔ یہ محض کذب اور سنت کادیانی اور اسکی مریدی کا اثر ہے۔ واللہ باللہ ثم تاللہ حافظ کا کوئی خط میرے پاس نہیں پہنچا پہنچتا تو میں اسکا نام حرف غلط کی طرح فوراً کاٹ دیتا۔ دوسرے صاحب میاں برہان الدین جیلمی کے رجوع کی وجہ بھی ان ہی کی زبان سے بیان ہو چکی ہے۔ جب آپ اخیر دسمبر ۱۸۹۳ء میں کادیانی کے منذر الہام بحق خاکسار کی سفارت میں بشمولیت ڈپوٹیشن بٹالہ میں آئے۔ تو پہلے رات کے وقت آپ اکیلے خاکسار کے مکان پر پہنچے اور ایک گھنٹہ کے قریب ٹھہرے۔ اور دودھ روٹی تناول فرما کر باعث ممنونیت خاکسار ہوئے۔ اسوقت خاکسار نے اس رجوع کا سبب ان سے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں کہا کہ میں مخبوط الحواس ہوں۔ میری رجوع سے آپ کا نقصان ہے۔ ہر چند مینے علمی باتوں۔ اور مسائل کا سلسلہ ہلایا۔ اور آپ سے ان کا جواب بہت اصرار کے ساتھ طلب کیا۔ مگر آپ نے بجز اظہار اسی مخبوط الحواسی اور کمزوری دماغی کے کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ اس رجوع کی اور کوئی وجہ بیان کی۔ اس وجہ پر ہمارا بھی صاد ہے۔ اور اس پر ہماری طرف سے ایک وجہ یہ بھی مستزاد ہے کہ آپ علاوہ مخبوط الحواس و ماوف الدماغ ہونے کے ان علوم و فنون سے جو قرآن و حدیث کے خادم ہیں (جیسے علم معانی و بیان و اصول و عقائد وغیرہ نابلد و محض بے خبر ہیں اور صرف قرآن اور بعض کتب حدیث کا ترجمہ استاد سے پڑھے ہوئے ہیں۔ اور اس وجہ سے آپ علم میں ادہورے اور نیم ملاں ہیں۔ اور یہ مسئلہ بطور مثل مشہور ہے۔ "نیم ملاں خطرہ ایمان و نیم حکیم خطرہ جان"۔ اور اس طرفہ پر طرہ مصداق مثل کریلا۔ اور نیم چڑھا۔ ان کی یہ حالت بھی ہے کہ اس نیم ملاپن کے ساتھ آپ تقلید* یا پیروی اہل سنت و جماعت و سلف صالحین صحابہ

* یا لفظ اسلئے بولا گیا ہے کہ تقلید کے لفظ سے بعض مدعیان ترک تقلید ناخوش ہوتے ہیں وہ بجائے تقلید اتباع یا پیروی کا لفظ پسند کرتے ہیں۔

144

و تابعین چھوڑ کر خود مجتہدین بنے ہوئے ہیں۔ اور بلا واسطہ سلف صالحین صحابہ تابعین قرآن و حدیث کے معنے از خود گھڑ لینے کے عادی ہوئے ہیں۔ اور یہ امر (ترک تقلید یا پیروی سلف صالحین) جیسا دینداروں کے لئے گمراہ ہو جانے کا موجب ہے ایسا اور کوئی سبب ضلالت نہیں ہے۔ اسی سبب سے کادیانی کے دام میں وہ لوگ پھنس گئے ہیں۔ جو کم علم و بے علم ہو کر اہل سنت و جماعت کی تقلید یا پیروی سے آزاد ہو کر مجتہد کہلاتے تھے۔ اس امر کو ہم پہلے ہی بصفحہ ۵۲ نمبر ۲ جلد ۱۱ جتا چکے اور اس کی تشریح و توضیح مسئلہ "ترک تقلید میں غلط فہمی" کے مضمون میں عنقریب کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

اس پر شاید یہ سوال ہو کہ اگر برہان الدین جیلمی ایسا ہے نیم ملا تھا۔ تو پھر تم نے اس فتویٰ پر اس کی مہر کیوں کرائی۔ تو اسکا جواب ہم تمہید فتوی میں بصفحہ ۱۰۳ نمبر ۴ جلد ۱۳ بایں الفاظ دے چکے ہیں جو ذیل میں منقول ہیں" +

"امر سوم اس فتوی پر بعض ایسے اشخاص کے دستخط و شہادات بھی ہیں جن کو ہم عالم و لائق افتا نہیں سمجھتے۔ ان کے دستخط صرف ان لوگوں کی فہمائش و طمانیت کے لئے کرائے گئے ہیں۔ جو اُن کے پیرو ہیں۔ اور ان کے اتفاق سے انکی ہدایت متصور ہے"۔

میاں برہان الدین جیلمی بھی ان ہی لوگوں میں سے ہے۔ جہلم اور اسکے اطراف کے جہلا اس وجہ سے کہ وہ اُن کو قرآن اور بعض کتب حدیث کا ترجمہ سنایا کرتا تھا۔ عالم سمجھتے تھے۔ انکی فہمائش کے لئے اس سے فتوی پر اس کا دستخط کرایا گیا تھا۔ اس پر شاید یہ سوال کہ اب اُنکے رجوع کا ان پیروان برہان الدین پر تو اثر پڑیگا۔ اور ان کی نظروں میں تو فتوی کمزور ہو جائیگا اس کا جواب یہ ہے۔ کہ نہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ حافظ کا تو کوئی پیرو ہی نہیں۔ وہ تو ایک نوجوان لڑکا ہے۔ جو ہنوز دوسروں کا پیرو ہے۔ رہے میاں برہان جن کے بعض عوام پیرو تھے سو از انجملہ جو متبع سنت و مذہب اہل سنت و جماعت کے پابند تھے۔ وہ اس کے رجوع کے وقت سے اس کو گمراہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ اور اب وہ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے

اِس کے سلام کا جواب نہیں دیتے جہاں وہ ایسے سابق اتباع میں جاتا ہے۔ ذلت اُٹھاتا ہے۔ اس مقام میں بطور تمثیل ایک جگہہ کے بیان اتباع برہان کی تفصیل کیجاتی ہے +

موضع ہنجانوالی ضلع گوجرانوالہ میں آپ ہر سال جایا کرتے۔ وہاں کے مسلمان خصوصاً چودہری امام الدین صاحب نمبردار آپ کی خدمت و تواضع کیا کرتے۔ فتوی سے رجوع کرنیکے بعد آپ ہنجانوالی میں پہنچے۔ اور چودہری صاحب کو سلام علیکم کہا۔ تو چودہری صاحب نے جواب نہ دیا۔ اور یہ کہا کہ بس اور کچھہ نہ بولنا۔ اور زبان کو سنبھال کر رکھنا (یعنی مزاج پرسی بطور اخوت اسلامی یا کچھہ وعظ و نصیحت نہ کرنا) نماز کا وقت آیا۔ تو چودہری صاحب نے میاں برہان صاحب کو پیچھے رکھا۔ اور خود امام بن گئے۔ میاں برہان نے اُن کا اقتدا کیا۔ تو وہ بھی اجازت لیکر۔ اور یہ کہکر کہ اگر میرا مقتدی بن جانا مفسد جماعت نہ ہو تو میں مقتدی بن جاؤں۔ نہیں تو نہیں۔ رات کو کھانے کا وقت آیا۔ تو چودہری صاحب نے خود کہانے کو بھی نہ پوچھا۔ ان کا کوئی متعلق کھانا لیکر آیا۔ جس پر میاں برہان نے اس سے پوچھا۔ اور یہ کہا کہ اگر یہ کھانا چودہری صاحب نے بھجوایا ہے تو میں کھاؤنگا۔ ورنہ نہیں۔ اُس شخص نے جواب دیا۔ کہ چودہری صاحب نے تو یہ کھانا نہیں بھجوایا۔ تو آپ نے کھانا نہ کھایا۔ اور رات کا روزہ رکھا۔ اور بر طبق مصرع خرجت مع البازی علی سواد تڑکے ہی وہاں سے بلا ملاقات کوچ کیا۔ ایسی ہی خدمت مداراۃ آپ کی اور جگہوں اہل سنت و جماعت کی طرف سے ہوتی ہے +

اور جو از انجملہ پیروان میاں بُرہان پہلے ہی سے گمراہ تھے۔ اور وہ آپ کے سابق پیروی سے آزادی کے خواہاں تھے اور اِس حالت میں بھی وہ کبھی نیچری ہو جاتے کبھی لامذہب کہلاتے۔ اور وہی لوگ اب عیسائی مرزائی ہو گئے ہیں۔ سو اگرچہ اس رجوع کے بعد آپ کے اوبھگت کرتے ہیں ولیکن وہ محل تعجب و سوال نہیں ہیں۔ وہ پہلے کب داخل اسلام تھے۔ کہ اب ان کا اسلام سے خروج لازم آیا ہو۔ اور ان کے

145

خروج سے اسلام میں نقصان ہو +

ہماری ان باتوں اور جوابوں کو کادیانی کے اتباع مانیں خواہ نہ مانیں انکو یہ تو ضرور ماننا پڑیگا۔ کہ کادیانی نے اِس خط مندرجہ نور افشاں ۲ جون ۱۸۹۳ء میں جو لکھا ہے۔ کہ فتوی پر مہر کرنیوالوں سے اکثر علماء نے رجوع کرلیا ہے۔ یہ سفید جھوٹ ہے۔ اور حق یہ ہے۔ کہ اکثر مہر کرنے والے اس فتوی پر قائم و مستحکم و ثابت قدم ہیں اور رجوع کرنے والے یہی دو شخص عظیم و برہان ہیں۔ جو اقل قلیل ہیں۔ نہ اکثر +

کادیانی اس دروغ گوئی کی دُم

(مگر اصل سے بڑھی ہوئی)

کادیانی نے اس دروغ گوئی میں یہ جرأت کی تو اسکے خلیفوں اور مریدوں نے اس کو اور بھی وسعت دی اور بیت مشہور کی تصدیق کر دکھائی۔ بہ بینم بیضۂ چو سلطان ظلم رو ادارد۔ زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ۔ وہ جا بجا کہتے پھرتے ہیں۔ کہ اِس فتوی پر مہر کرنے والوں فلاں فلاں مولوی صاحب نے رجوع کرلیا ہے۔ بلکہ فلاں فلاں مولوی صاحب نے مہر کی بھی نہ تھی۔ ابو سعید محمد حسین نے ان کی مہر از خود لگادی ہے۔ اور اس کے فلاں فلاں دوست اِس فتوی کے سبب اس کے دشمن ہو گئے ہیں۔ اور اب لوگ ان کا رسالہ خرید نہیں کرتے۔ وعلیٰ ہذا القیاس +

ان اراجیف* کو شائع کرنے والے اس کے بڑے بڑے برگزیدہ خلیفہ و حواری ہیں۔ اور اِس سے وہ اپنی رہی سہی پیروان اور نادان مذبذبوں کو اپنے جھوٹے مذہب پر قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اُنہوں نے جب دیکھا کہ فتوی کا اثر ایسا وسیع ہو گیا ہے۔ کہ بہت سے مخلص اتباع کادیانی نے اِس فتوی کو دیکھ کر کادیانی کو چھوڑ دیا۔ اور کافر سمجھ لیا ہے

* اراجیف خوفناک جھوٹی خبریں جو سننے والوں کو ڈرا دیں +

تو اُن کو بہ تقلید اس دروغ گوئی کادیانی یہ سوجھا۔ کہ اس فتوی کے اثر کو ان اراجیف سے کم کریں۔ اور باقی ماندہ دام افتادوں اور ناواقف نئے پھنسنے والوں کو یوں پھنسائی رکھیں۔

از انجملہ ایک خلیفہ کادیانی کی اس کارروائی کا ذکر اس مقام میں کیا جاتا باقی خلفا کا ذکر پھر سہی وہ خلیفہ میر حامد صاحب سیالکوٹی ہیں۔ جن کی تعریف میں کادیانی نے اپنے ازالہ صفحہ ۳۷، میں کہا ہے "جسقدر خدا تعالیٰ نے شعر اور سخن میں ان کو قوت بیان دی ہے دور سالہ قول فصیح کے دیکھنے سے ظاہر ہوگی۔ میر حامد شاہ کے بشرہ سے علامات صدق و اخلاص و محبت ظاہر ہیں۔ ان کا جوش سے بھرا ہوا اخلاص اور ان کی محبت صافی جس حد تک مجھے معلوم ہوتے ہیں اس کا اندازہ نہیں کر سکتا"۔ اور انہوں نے کادیانی کی تائید میں نظم قول فصیح۔ قول فیصل۔ جنگ مقدس کا فوٹو الجواب وغیرہ رسائل لکھے ہیں۔ اور اپنی تحریر و تقریر نظم و نثر میں کوئی دقیقہ نصرت ناجائز مذہب کادیانی کا باقی نہیں چھوڑا۔ اور وہ ہو کہ دہی و افترا پردازی میں کادیانی کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ ان کارناموں کی نظر سے وہ جھوٹے مسیح کادیانی کے فرضی حواری پولوس کہلانے کے مستحق ہیں۔ آپ نے حافظ یعقوب خان صاحب مدہوش ساکن دیرہ دون (جسکا ذکر صفحہ ۲۷۲ میں ہو چکا ہے) کے نام ایک خط لکھا ہے جسکا وہ حصہ جو خاکسار کے متعلق ہے نقل کیا جاتا ہے۔

نقل خط میر حامد شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی معظمی اخویم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔ آپ کا کارڈ ملا۔ حضرت مخالفین کا آپ کیا پوچھتے ہو۔ وہ تو

146

رسوائی بٹالوی کی حالت دن بدن ابتر ہے۔ سب احباب اور دوست جن پر اس کو ناز تھا چھوڑتے جاتے ہیں۔ رسالہ اشاعۃ السنۃ کو نکلے بہت دن ہوئے اب تو اسے کوئی خریدتا بھی نہیں۔ بہت سے خریداروں نے جواب دیدیا۔ تازہ واقع لودہیانہ کا سُنئے۔ مولوی محمد حسن صاحب لودہیانوی کو جو رؤسائے شہر میں سے ایک نامی آدمی ہیں آپ بخوبی جانتے ہونگے ان کے پاس بہت سے مولوی لودہیانہ کے جمع ہو کر گئے (یہ اندنوں کی بات ہے جب مباہلہ کا اشتہار حضرت مقدس مسیح موعود نے دیا تھا۔) اور کہا کہ اب یہ مباہلہ کا اشتہار آیا ہے کیا صلاح ہے مولوی محمد حسن صاحب نے کہا کہ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں صلاح کیسی جو مکفرین مرزا صاحب ہیں اُن کو اُنہوں نے بلایا ہے وہ جانیں میں تو کفر نہیں ہوں اسلئے یہ خطاب مجھے نہیں ہے سب مولوی صاحبان نے یک زبان ہو کر کہا کہ کافر تو ہم بھی نہیں کہتے۔ ان میں سے سعد اللہ نومسلم نے جو شرک کا مادہ ابھی تک اپنے اندر رکھتا ہے۔ مولوی محمد حسن صاحب کو کہا کہ آپ کی طرف سے فتوی کفر میں آپ کا نام موجود ہے۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ میں مکفرین میں نہیں ہوں۔ مولوی محمد حسن صاحب نے کہا۔ کہ محمد حسین بٹالوی نے میرا نام بطور خود لکھ دیا ہے۔ حالانکہ میں نے اسکو مذریعہ خط لکھ بھی دیا تھا کہ میرا نام ہرگز نہ لکھنا میں کافر نہیں کہتا۔ اس واقع کی اطلاع سعد اللہ نے یا کسی اور نے محمد حسین کو لکھی کہ اہتو لودہیانہ کے لوگ بھی مرزا صاحب کی طرف توجہ کرتے جاتے ہیں اور مولوی محمد حسن صاحب کا واقعہ بھی لکھا اس خط کے پہنچنے پر محمد حسین نے بٹالہ سے ایک خط بدریافت اس امر کے مولوی محمد حسن صاحب کو بھیجا۔ اس خط کا جواب مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودیانہ نے کچھ نہ دیا۔ اب تھوڑے دن ہوئے کہ مولوی محمد حسین خود وہاں پہنچا۔ مگر بدستور سابق نہ تو کسی نے پیشوائی کی اور نہ اُترنے کے لئے مولوی محمد حسن صاحب نے کوئی سامان کیا۔ بیچارہ خود سٹیشن سے اُتر کر کس بیرسوں کی طرح وارد شہر ہوا۔ ایسی بیرخی اور عدم توجہی دیکھکر اس نے مولوی محمد حسن صاحب سے ملنے کی جرأت نہ کی اگرچہ لوگوں نے بہتیرا کہا کہ گھر پر اُنکے

پاس چلو مگر اس نے یہی کہا کہ میں مسجد میں اُن سے مل لونگا۔ چنانچہ مسجد میں بعد فراغت نماز عام مجمع میں جو باہم گفتگو ہوئی وہ یہ ہے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی۔ مولوی محمد حسن صاحب لودہیانوی سے۔ آپ نے میرے خط کا جواب کیوں نہ دیا۔ مولوی محمد حسن صاحب۔ میں نے جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔

بٹالوی۔ کیوں آپ نے کفر مرزا صاحب سے انکار کیا ہے۔ جواب میں نے پہلے ہی بذریعہ خط جو تمہارے نام لکھا تھا انکار کر دیا۔ آخر میں بہت سی گفتگو کے بعد مولوی محمد حسن صاحب نے کہا سنو مولوی صاحب مجھ کو بہت سے مسائل میں مرزا صاحب کے ساتھ اتفاق ہو گیا ہے صرف چند ایک مسائل رہ گئے ہیں جنکو میں نہیں سمجھا۔ مگر تم یہ تو کہو کہ ہمیشہ سے ہم یہ سُنتے آئے تھے کہ دہلی کی جامع مسجد میں جمع ہو کر اور سب کچھ واہی تباہی گفتگو کرنے کی بابت عام گنڈوں تک بھی اجازت تھی مگر یہ بات عام مشہور ہے کہ لام کاف یعنی لعنت اور کافر کہنے کی گنڈوں تک کو ممانعت تھی۔ اب افسوس ہے کہ بڑے بڑے مولوی آپ جیسے اس لعنت بازی اور اور کفر بازی پر تل گئے حیف ہے یہ تو فرمایئے کیا مرزا صاحب آیت یا حدیث پیش نہیں کرتے۔ کوئی بات بھی مرزا صاحب ایسی کرتے ہیں کہ اسکی سند میں کوئی آیت یا حدیث یا قول سلف نہ لاویں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اِن کے دلائل کو رد کر دیا جائے اگر وہی معنے سچے ہوں جو وہ کرتے ہیں۔ تو پھر ہمارا کیا حال ہوگا۔ میں تو اب اس ضد سے دست بردار ہوتا ہوں۔ اس پر مولوی محمد حسین بٹالوی ایسا خاموش ہوا کہ سارے مجمع کے سامنے اِس سے کچھ بن نہ پڑا۔ اور کہا تو اتنا کہا کہ میں اشاعۃ السنۃ میں چھاپ دونگا کہ مسلمانوں کے تین فرقے یعنی بدعتی۔ اہل سنت جماعت اور غیر مقلد مشہور تھے وہ بھی بگڑ گئے۔ مولوی محمد حسن صاحب نے کہا کہ جاؤ تمہارا اختیار ہے جو چاہو بکتے پھرو۔ اس گفتگو کے بعد پھر مولوی محمد حسین لودہیانہ میں نہیں ٹھہرا اور سب لوگوں کی طرف سے بے توجہی کے آثار دیکھکر بوریا بدھنا سنبھال کر واپس ہوا ××× عبدالحق غزنوی بھی اب متروک ہو گیا ہے ××× خاکسار حامد سیالکوٹی یکم جنوری ۱۸۹۴ء

147

اِس خط کا از سرتاپا دروغ ہونا

اس خط میں میر حامد صاحب سیالکوٹی نے از سرتاپا کذب سے کام لیا ہے۔ اور چونکہ میر صاحب کادیانی کے ایسے بااخلاص اور پرجوش خلیفہ ہیں کہ انکے اخلاص اور جوش محبت کا اندازہ کادیانی صاحب سے نہیں کرسکتے اور یہ قاعدہ مسلمہ کل ہے۔ کہ "درخت ہمیشہ پھل سے پہچانا جاتا ہے"۔ لہذا اس خط کے سراپا کذب ہونے سے یہ ثابت ہوگا کہ کادیانی صاحب بھی ایسے ہی کذاب ہیں اور یہ کذب خلیفہ صاحب کا اُسی کذب کادیانی کا اثر ہے جو انکے خط مشتہرہ اخبار نور افشاں ۲ جون ۹۳ء میں پایا جاتا ہے۔ اور یہ اسی درخت کا پھل ہے +

اِس خط کے از سرتاپا دروغ ہونے کا ثبوت

خلیفہ صاحب سیالکوٹی نے جو یہ فرمایا ہے کہ بٹالوی کی حالت دن بدن ابتر ہے۔ اس سے اگر کوئی ایسی دینی حالت (جسکا اثر آخرت میں ظاہر ہوگا) مراد ہے تو میں اس کے مقابلہ میں کوئی اپنی حالت ایمانی یا علمی ظاہر نہیں کرسکتا اور اس حکم قرآنی کو "فلا تزکوا انفسکم ہو اعلم من اتقی" مانع پاتا ہوں ہاں اسقدر کہنے کی قرآن کی اس ایتہ واما بنعمتہ ربک فحدث میں اجازت پاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس قطرہ آب و مشت خاک پر اس سال وہ انعام واکرام کئے ہیں کہ اگر مجھے روئے زمین کی سلطنت اور تمام دُنیا کی دولت حاصل ہوجاتی تو اس سے مجھے اسقدر فرحت و مسرت حاصل نہ ہوتی جسقدر ان انعامات الٰہی سے ہوئی ہے +

آرانجملہ ایک انعام دولت لازوال حفظ قرآن مجید و فرقان حمید ہے۔ کہ میری اس پنجاہ و سہ سالہ عمر میں اور میری اس کثرت اشغال و قلت فرصت کے ساتھ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے من غیر حول منی ولا قوۃ اس عاجز ناتوان کو عطا فرمائی اٹھارہ سیپارہ یہ

عاجز حفظ کر چکا ہے ماور لاسپلہ کے حفظ کی عنقریب خدا کے فضل سے امید رکھتا ہے۔ اور اس سے بڑھکر نعمت کہ اس تاریکی کے زمانہ میں ہے جس میں دینی علوم اور علماء کو نظر اہانت سے دیکھا جاتا ہے اور اس انگریزی خوانی کی آندھی کے طوفان میں جس کو اکثر تعلیم یافتہ مدعیان اسلام کی آنکھ میں حُبِ دنیا کی خس و خاشاک بھر کر قرآن کی عظمت سے ان کو اندھا کر دیا ہے اور وہ حفظ قرآن بلکہ ناظرہ خوانی کو بچوں کے کودن ہو جانے کا موجب کہتے ہوئے مینے اپنے کانوں سے سُنے ہیں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ اپنے لائق تعلیم بچوں کو حفظ قرآن میں لگا دیا ہے۔ میرا چوتھا فرزند ارجمند حافظ عبد الشکور اپنے ہفت سالہ میں عرصہ تقریباً پانچ ماہ میں سات تراویح میں سیپارہ قرآن حفظ کر چکا ہے۔ اور خداوند تعالیٰ سے امید قوی ہے کہ وہ دو سال کے بعد قرآن شریف تراویح رمضان میں سنائیگا انشاء اللہ تعالیٰ اور میں عزم باجزم کر چکا ہوں کہ اپنے دوسرے فرزندوں احمد حسین (جو قرآن شریف ناظرہ پڑھتا ہے) عبد النور۔ محمد اسحٰق (جو ہنوز شیر خوار ہیں) میں سے بھی جسکو قوی الحافظہ پاؤنگا قرآن شریف حفظ کرانے کی کوشش کرونگا۔ اور یہ سلسلہ حفظ قرآن میری نسل میں انشاء اللہ تعالیٰ و تقدس قائم رہیگا اور اسکے ساتھ سلسلہ علم قرآن حدیث وغیرہ علوم بھی جاری ہے۔ چنانچہ میرا دوسرا لڑکا عبد الرشید نام مدرسہ عربی کا پنجوم میں عربی کی کتابیں پڑھ رہا ہے اور اس سلسلہ تعلیم دین کے ساتھ تعلیم علوم دنیاوی کا بھی سلسلہ جاری ہے۔ حافظ عبد الشکور سلمہ اُردو کی ایک کتاب ختم کر کے دوسری اور فارسی کی پہلی پڑھتا ہے اور تقسیم تک حساب بھی نکالتا ہے۔ اختتام حفظ قرآن کے بعد وہ اس سلسلہ کی تکمیل کریگا انشاء اللہ تعالیٰ +

میں اپنی اور اپنی اولاد کی اس حالت تعلیم علی الخصوص حفظ قرآن کو دولت عظمیٰ و نعمت کبریٰ سمجھتا ہوں اور ان بخار کی نظر سے بارہا چشم پر آب سے یہ اشعار پڑھا کرتا ہوں۔ اور جناب باری کا شکریہ بجا لاتا ہوں ؎ اگر ہر موئے من گردد زبانے + ز تو رانم بہر یک داستانے +
نیارم گو ہر شکر تو سُفتن + سر موئے ز احسانِ تو گفتن + اس حالت کے بیان سے

148

غرض مقصود علاوہ تکذیب خلیفہ کادیانی۔ اور تحدیث نعمت رحمانی کے ایک یہ بھی ہے کہ کادیانی کے دام افتادہ سادہ لوح جو خلیفہ صاحب کے اس جھوٹ کو سچ سمجھکر اس سے اس کی حقانیت کا استدلال کا اعتقاد جما بیٹھے ہیں اگر بیٹ دہرم میں تو وہ شرمندہ ہوں اور اگر منصف مزاج ہیں اور دہوکہ میں آگئے ہیں جیسے ڈیرہ دون کے بعض لوگ تو وہ اس دہوکہ سے نجات پائیں۔

دوسری غرض یہ ہے کہ جو لوگ انگریزی کے دُھن میں حفظ قرآن کے کودن ہو جانے کا موجب سمجھتے ہیں وہ اپنی غلطی خیال پر آگاہ ہوں اور حافظ عبدالشکور کی موجودہ حالت اور متوقع حالت کو دیکھکر اس سے عبرت پکڑیں اور سنت قدیمہ حفظ قرآن کی پیروی کریں تیسری غرض یہ کہ میرے مخلص احباب دایما اپنی اوقات مخصوصہ میں میرے لئے اور میری اولاد کے لئے تمام حفظ قرآن اور اس عزم میں کامیاب ہونے کی دعا کرتے ہیں یہ غرض اعلیٰ اور مقصود اقصیٰ ہے۔ اور اگر اس حالت سے کوئی دنیاوی حالت خلیفہ صاحب کی مراد ہے تو میں صاف اور برملا کہتا ہوں کہ وہ فقرہ خلیفہ صاحب کا سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ دنیاوی حالت غالباً مال اولاد عزت اور صحت سے دیکھی جاتی ہے۔ اور میں محض خدا کے فضل و کرم سے بفضل غیر حولٍ منی و لا قوۃ" اپنے ان حالات میں اس سال یا اس سے پہلے کئی سالوں سے کمی نہیں پاتا بلکہ ترقی پاتا ہوں اور اسپر خدا تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہوں۔ پس اگر اس دنیاوی حالت سے خلیفہ صاحب کی مراد آمدنی زر ہے تو خدا کے فضل و کرم سے میری سالانہ آمدنی اس سال کی بھی کادیانی کی جائز آمدنی سے جس کی تعداد میں رسالہ جلد کے صفحہ میں بتا چکا ہوں کئی حصہ بڑھکر ہے۔ ہاں کادیانی کی ناجائز آمدنی جسکو وہ جھوٹے دعوی سچائی کے ذریعہ سے کمار ہا ہے۔ مجھ سے زاید ہے۔ مگر ناجائز آمدنی بہت سے بڑے پیشہ والوں کی کادیانی سے بڑھکر ہے اگر اس پر خلیفہ صاحب فخر کرتے ہیں اور اسکے مقابلہ میں میری آمدنی کو کم کہتے ہیں تو وہ لائق فخر نہیں بلکہ محل شرم ہے۔

اور اگر اس سے خلیفہ صاحب کی مراد حالت کثرت اولاد ہے تو میری اس حالت میں بھی

سوال ہفدہم۔ دنیا مین ایسے لوگ بھی ہین جو نہ الہامی کہلاتے ہین نہ کاہن نہ نجومی نہ رمّال۔ طبعی مناسبتوں کے سرسری خواب مین کی رویت بیان کرتے ہین بلکہ صرف قرینہ وقیاس وتجربہ اور ظن سے ایک شخص کی نسبت پیدائش یا موت یا صحت یا بیماری کی خبر دیدیتے ہین اور وہ سچی نکل آتی ہے۔ کیا وہ بھی آپ کے نزدیک الہامی ہین اور انکی وہ پیشگوئی الہام ہے۔

سوال ہژدہم۔ بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہین جو قیافہ وتجربہ ہی نہین رکھتے صرف سادگی سے بے سانتہ اُن کے مُنہ سے ایک آیندہ کی بات نکل جاتی ہے اور وہ اتفاقاً سچی ہوجاتی ہے۔ اورمین بعض لوگ ایسے ہوتے ہین جنکو لوگ عاجز اور ناچیز سمجھتے ہین اور درحقیقت وہ راست باز ہوتے ہین۔ خدا تعالیٰ انکی عاجزی پچائی کی برکت سے انکی بات کو پورا اور انکو سچا کردیتا ہے۔ جنگے حق مین آپکا ہے لواقسم علی اللہ لابرہ۔ کیا وہ لوگ ایسی باتون مین خدا کے ملہم ومخاطب ہین۔؟

سوال نوزدہم۔ بعض ایسے لوگ بھی ہین جو سفات مذکورہ بالا سے ایک صفت بھی نہین رکھتے ہین۔ بلکہ وہ پرلے درجہ کے جھوٹے بے حیا اور دلیر ہوتے ہین۔ ننگ ودنیا رکھتے ہین اور نہ خوف آخرت اور وہ یون ہی بغیر کسی یقین وظن کی ایک لاف ومارد یتے ہین کہ جاتیرے گھر بیٹا ہوگا۔ یا اگر تو ہمکو کچھ نہ دیگا تو تیرا یہ نقصان ہوجائیگا۔ جیساکہ بعض ڈوڈہ سونڈ بھیک مانگنے والے جوگی فقیر کرتے ہین۔ اور خدا کے علم وتقدیر مین اُنکا وقوع مقدر ہوتا ہے۔ تو اتفاق سے اُنکے کہنے کے موافق ہوجاتا ہے۔ انکو بھی آپ الہامی اور انکی ایسی پیش گوئی کو الہام کہین گے۔؟

سوال بستم سیالکوٹ کے ملک کا علم نجوم یا رمل مین کچھ دخل رکھتے تھے۔ اور آپکو اُن سے صحبت وملاقات واستفادہ کا کوئی تعلق رہا ہے یا نہین۔

(باقی آیندہ)

خدا کے فضل و کرم سے کادیانی کی نسبت کمی نہیں اس سال بھی خدا تعالیٰ نے [illegible]
کیا ہے جیسا کہ سال گذشتہ میں اور اس سے پہلے کئی سالوں سے یہ سلسلہ [illegible] جاری ہے
اور اس وقت خدا کے فضل و کرم سے میں ابو الحشر ہوں کادیانی صاحب اپنی منسوخ اولاد کو
(جن کو عاق کر چکے ہیں) ملا کر بھی بمشکل میرے نصف کو پہنچینگے اور اگر اس [illegible] خلیفہ
صاحب کی مراد اعیان قوم و اخوان اہل اسلام میں عزت مراد ہے تو اس میں بھی خدا کے
فضل و کرم سے "من غیر حول منی ولا قوۃ" کمی نہیں پاتا بلکہ ترقی پاتا ہوں پہلے تو میری
خداداد عزت خاص کر اس فرقہ اہل اسلام میں تھی جسکا میں خادم و وکیل ہوں یعنی فرقہ
اہل حدیث۔ اور جب سے کادیانی کا رد و مقابلہ شروع کیا ہے تب سے وہ خداداد عزت
اہل اسلام کے اور فرقوں حنفیہ وغیرہ میں بھی ہو گئی ہے۔ وہ سب کے سب اس
خدمت اسلام کے سبب میری توقیر کرتے ہیں۔ اس پر خلیفہ صاحب یا انکے اس
جھوٹ کے دہوکہ میں آجانیوالوں کو کچھ شک ہو تو ایک محضر نامہ خاکسار تیار کرتا ہے
جس پر ہزارہا اہل اسلام مختلف فرقوں کے شہادات ثبت ہونگے کہ ابو سعید محمد حسین
ہمارے دین اسلام کا خادم ہے اور اس وجہ سے وہ ہماری نظروں ایسا عزیز ہے اس
کے مقابلہ میں خلیفہ صاحب یا اور معتقدین کادیانی ایک ایسا محضر نامہ تیار کراویں جس پر
اُن کو اچھا جاننے والے اور اُن کی عزت کرنے والوں کی شہادتیں ثبت ہوں۔ پہر دونو
جانب کی شہادتوں میں موازنہ کریں۔ اور دیکھیں کہ قوم کی نظروں میں کون عزت رکھتا ہے
یہ نہ ہو سکے تو لاہور یا کسی اور صدر مقام میں ایک جلسہ عام کریں اور اسمیں فریقین
اپنے اپنے اعزاز اور قدر کرنے والوں کو بلاویں پہر دیکھیں کثرت کس طرف نکلتی ہے ۔
اور اگر کادیانی صاحب یا اُن کے خلیفہ صاحب سیالکوٹی اخوان اہل اسلام کے
عزت کو عزت اور انکی شہادت کو اس عزت کی مثبت نہیں سمجھتے تو گورنمنٹ اور اُس کے
[illegible] شہادت سے فیصلہ کریں

149

یہ خاکسار فرزند ہے اس خداداد عزت کی شہادت میں دیسرا اس لفٹنٹ گورنر پنجاب کا نشان دیتا ہے۔ وغیرہ اعلیٰ عہدہ داران گورنمنٹ کی چٹھیات پیش کریگا۔ کادیانی صاحب اس طرح کی کونسی چٹھی پیش کریں گے جس سے اسکو ذاتی اعزاز ثابت ہو۔ اپنے خط مرزا غلام مرتضیٰ کے نام کی کوئی چٹھی پیش کریگے تو وہ اس ثبوت کے لئے کافی متصور نہ ہوگی اور اس کے مقابلہ میں اگر ہر ایک کوئی چٹھی ویسی ہی پیش کی جاویگی جس سے حکام وقت کا والد ماجد شیخ رحیم بخش صاحب رئیس بٹالہ کے عزت کرنا اور ان کو دربار میں بلانا ثابت ہو۔

اور اگر اس حالت سے خلیفہ صاحب کی مراد حالت صحت توانائی ہے تو اس میں بھی خاکسار کی نہیں پر تائید خدا کے محض فضل وکرم سے کادیانی کی نسبت ترقی پاتا ہے +

اس عاجز کی صحت عموماً اچھی رہتی ہے۔ امراض شدیدہ میں خاکسار کم مبتلا ہوتا ہے۔ ۱۸۸۴ء میں بمقام لودہیانہ بخار شدید میں مبتلا ہوا تھا پھر ۱۸۹۱ء میں بمقام لاہور ہاں تخفیف امراض نزلہ وغیرہ کبھی کبھی عارض ہوتے ہیں جن میں خاکسار اپنے کاروبار خصوصاً روٹا کادیانی سے بیکار نہیں ہوتا۔ اور اس کے مقابلہ میں حضرت کادیانی صاحب ہمیشہ ایسے امراض شدیدہ میں مبتلا رہتے ہیں جو اُن کو بیکار کر دیتے ہیں اور موت کی صورت دکھا دیتے ہیں۔ اور ایک مرض اختناق الرحم تو اُن کو لازم ہو گیا ہے۔ اس دائم المرض ہونے کی نظر سے رسالہ نمبر ۲ جلد ۱۱ میں آپ کے حق میں یہ اشعار لکھے گئے تھے +

آنکس کہ خود ضعیف و ز غرلنزی کند + ہم عوسی مسیحی و یعنی بری کند + خوش گفت بزرسیح کہ سیال روزگار او نوشتہ پند گہ ست کز ابہری کند + جو طبیب اپنا تباہ خود ہی حضرت زار پر مژدہ بادای مرگ عیسیٰ آپ ہی ہمایہ

* ناظرین تعجب کرینگے کہ کادیانی صاحب مرد ان کو یہ رحمی مرض کیسا حضرت! اس کی وجہ آپ ان ہی سے پوچھئے۔ اس مرض کا حال آپنے خود مجھے بتایا تھا اور پھر اس پر تبسم فرمایا شاید بطور کرامت وخرق عادت آپ کے اندر مرحم ہی ہو البشیر موعود اسی سے متولد ہو +

توانائی کا مقابلہ کرنا ہو تو خلیفہ صاحب کادیانی کا خاکسار سے مقابلہ کرالیں وہ تو دو قوتوں جسمانی اور روحانی کے مدعی ہیں۔ خاکسار اپنی ایک خداداد قوت جسمانی سے ان سے وہ معاملہ کریگا۔ جو آنحضرت صلعم نے رکانہ سے کیا تھا۔ جس کا اجمال نعیم الریاض شرح شفاء عیاض میں ہے اور تفصیل اخبار نور علی نور کے نمبر ۲۴ جلد ۱ کے صفحہ ۲ میں ہے۔

ان صفات و حالات اربعہ کے سوا کسی اور حالت میں خلیفہ صاحب کو خاکسار کی کمی کا دعوی ہے تو اسکو پیش کر کے اسکا ثبوت دیں۔ اور اگر اس مضمون کو پڑھکر وہ اس کے جواب میں کچھ نہ کہیں تو ناظرین خصوصاً دیرہ دون کے ساکنین متردد ین یقیناً جان لیں کہ وہ فقرہ خلیفہ صاحب کا سفید جھوٹ ہے۔ جس سے وہ اپنے دام افتادہ سادہ لوحوں کو اپنے مذہب باطل پر جمائے رکھنا چاہتے ہیں +

اسی غرض خلیفہ کادیانی کے باطل و بیکار کرنے کے لئے یہ حالات بیان ہوئے ہیں۔ ورنہ خدا گواہ ہے وکفی باللہ شہیدا خاکسار کو اپنی کسی حالت پر فخر نہیں۔ اور نہ یہ فخر میری تمام عمر کی عادت ہے +

کادیانی اور اس کے خلیفوں نے اس قسم کے اراجیف (جھوٹی خبروں) کو شائع کر کے لوگوں کو بہکانا شروع کیا۔ اور اس کا اثر بعض ناواقف لوگوں پر پڑتا نظر آیا تب خاکسار نے مجبور ہو کر اس تفصیل حالات کی طرف رجوع کیا +

اس فقرہ کے بعد جو خلیفہ صاحب نے یہ فقرہ فرمایا ہے کہ سب احباب اور دوست جن پر اسکو ناز تھا چھوڑتے جاتے ہیں۔ یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ میرے ایک پرانی دوست نے بھی مجھے نہیں چھوڑا۔ اور بہت سے نئے دوست پیدا ہو گئے ہیں خلیفہ صاحب کو انسانی شرم یا ایمانی غیرت ہو تو کم سے کم ایک ایسا شخص بتا دیں جو وہ میرا دوست ہو اور اس نے مجھے زمانہ مخالفت کادیانی سے اسوقت تک چھوڑا ہو۔ اگر وہ لاہور کے کسی شخص کا نام پیش کریں تو اس میں دو شرطوں کا لحاظ کر لیں ایک یہ کہ وہ شخص عیسائی مرزائی نہ ہو اور اگر وہ کسی عیسائی مرزائی کو پیش کریں گے تو میں

150

یہ ثابت کرو کہ اُسنے مجھے نہیں چھوڑا بلکہ میں نے اُسکو چھوڑا ہے۔ میں بحکم فتوی علماء پنجاب و ہندوستان اسکو ابتداً سلام نہیں کرتا اور اگر وہ مجھے سلام کرتا ہے تو میں اُس کا جواب جو مسلمان کا حق ہے نہیں دیتا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اُس کا مجھے چھوڑنا زمانہ مخالفت کادیانی سے ہو۔ اور اگر وہ کسی ایسے شخص کو پیش کریگے جسکو میں نے خود زمانہ مخالفت کادیانی سے کئی سال پہلے اس کے مشرب بے مہار ہو جانے اور جاہل ہو کر مجتہد بن جانے کے سبب چھوڑ رکھا ہو تو اس سے الگ ہونا اُمت اُٹھانی پڑیگی +

اور جو اس کے بعد خلیفہ صاحب نے فرمایا ہے کہ رسالہ اشاعۃ السنۃ کو نکلے بہت دن ہوئے یہ مغالطہ آمیز جھوٹ ہے۔ اس میں آپ نے یہ جتایا ہے کہ اشاعۃ السنۃ کا نکلنا مخالفت کادیانی کے سبب اب معرض التوا میں پڑ گیا ہے اور یہ محض کذب ہے۔ رسالہ اشاعۃ السنۃ ۱۸۸۱ء سے جب وہ کمیشن تعلیم کی شہادت میں مصروف ہوا تھا دیر سے نکلتا ہے۔ سب سے پہلا اس کا پرچہ نمبر ۱۲ جلد ۱۲ مخالفت کادیانی میں ۱۸۸۹ء میں جب نکلا تو اُسوقت اس پرچہ کے ساتھ پچھے پرچے اور جس میں مسائل سود وغیرہ کی بحث تھی دیر سے نکلے تھے۔ پھر ۱۸۹۱ء میں ۱۳ پرچے بس میں فتوی وغیرہ مضامین اکٹھے نکلے اسکے بعد سولہ پرچے جن میں کادیانی کے وساوس کا جواب ہے اکٹھے نکلے اس سے ثابت ہے کہ یہ دیر و توقف تازہ اور کادیانی کی کرامت کا نتیجہ نہیں ہے۔ جیسا کہ خلیفہ صاحب نے جتایا ہے۔ اور اس بیت کا مضمون یاد دلایا ہے۔ ایں کرامت ولی ما چہ عجب +
گر بشاشیہ گفت باراں شد + اس کے بعد جو خلیفہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اب تو اسے کوئی خریدتا ہی نہیں۔ بہت سے خریداروں نے جواب دیدیا +

یہ ایسا سفید جھوٹ ہے کہ اس کا جھوٹ ہونا خود اس کے مضمون سے ثابت ہے اس مضمون کا پہلا فقرہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اب اسکا خریدار کوئی نہیں رہا۔ دوسرا فقرہ کہہ رہا ہے اکثر خریداروں نے جواب دیدیا ہے مگر بعض ہنوز خریدار ہیں جو پہلے فقرہ کا صریح کمذب ہے

قطع نظر اس سے یہ امر واقع کے بھی برخلاف ہے
سال گذشتہ میں ہزاروں [illegible]
خریداری اشاعت اسلام کو بادیانی [illegible] والا [illegible]
ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست تحصیل حافظ آباد۔ دوسرے منشی امیر الدین کو دیالی
تیسرے ایک اور منشی صاحب جو انجمن اسلامی کے ممبر تھے ہیں۔

ان میں کے سوا کسی اور شخص کا خلیفہ صاحب نام نہیں لیتے۔ تو ہی [illegible]
لیں۔ نہ بتا سکیں گے اس افترا کو زمانہ کے ساتھ واپس لیں۔

* مولوی غلام علی تو بہت سے مرزائی مشہور ہیں منشی ناصر نواب تو بہ کے بعد مرزائی ہوئے ہیں منشی صاحب مکرمی چھپے مرتد ہیں۔ جن کے مرزائی ہونے پر تین دلائل ہیں۔

اول یہ کہ وہ مطالعہ رسائل کادیانی کے نتیجہ اسکا سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں جو کادیانی کے ہونے کا اصل اصول ہیں۔

دوسری دلیل یہ کہ انہوں نے کادیانی کے ازالہ کے فروخت و اشاعت میں خوب سعی کی۔ پہلے تو انہوں نے انجمن کے مکان میں اسکو لا رکھا تھا مگر جب ارشد ممبران انجمن نے اس پر اعتراض کیا تو اس کو اپنے گھر میں لیجا رکھا اور فروخت کیا

تیسری دلیل یہ کہ انہوں نے ایک کمیٹی ہماری اور خلیفہ خاص کادیانی کو انجمن کے دعوتوں میں نوکر رکھا مگر لوگوں کے دان بندی کے لئے اس سے یہ شرط کرائی کہ وہ اپنے دورہ وعظ میں کادیانی کے خیالات کی اشاعت نہ کرے اور چونکہ یہ شرط خلاف الایمان تھی اور اپنے دلی خیالات کی اشاعت کسی سے ترک نہیں ہو سکتی۔ لہذا انہوں نے جواب دیا۔ تا ہم گجرات و سیالکوٹ و سیہرہ وغیرہ وہاں اس نے خیالات

151

اس دروغ خلیفہ صاحب کے مقابلہ میں یہ کہنا بجا ہے سوتی نہیں ہے کہ مائیکل شتا
بن کیپ والوں کی نسبت بہت سے خریدار پیدا ہو گئے ہیں خلیفہ صاحب چاہئے تو
ان کو بھی شائع کر دینگے۔ اور باوجودیکہ معمولی اخباروں میں ہمیشہ زیادتی خریداران

بقیہ حاشیہ صفحہ سابق۔ کادیانی کی تبلیغ واشاعت کی۔ اس کے اس خلاف ورزی
شرط پر فاکسار نے اپنی خاص تحریر کے ذریعہ سے منشی صاحب کو آگاہ کیا تھا اور
اسکے ساتھ بعض علماء فخیمہ کی تحریری شہادت بھی ارسال کی تو منشی صاحب موصوف
نے فاکسار کی اس تحریر اور اس شہادت کو نظر توجہ سے نہ دیکھا۔ اور اس مرزائی کو اس
عہدہ سے موقوف نہ کیا۔ اور میری تحریر کا ناگزیر ہو کر گستاخانہ جواب دیا کہ آپ کی تحریر الخلافہ
ہو گئی ہے۔ یعنی وامس۔

آخر جب اس واقعہ پر ایک عورت کے اغوا کا الزام قائم ہوا۔ اور اس الزام کو بعض انجمن
ممبران انجمن نے پرائیویٹ تحقیق سے ثابت کر دیا تو منشی جی کو مجبور ہو کر اس واقعہ کو موقوف
کرنا پڑا۔ منشی جی کے ان خیالات و حرکات کے سبب خاکسار نے انکو اپنے تلامذہ اور جہاب
کے زمرہ سے خارج کر دیا۔ اور ایک معاملہ متعلقہ انجمن میں ان کو خط لکھنے کا اتفاق ہوا تو اس
میں سلام مسنون نہ لکھا۔ اس پر منشی جی، ۱۲ دسمبر ۱۹۳۳ء کو مجھ سے تو شائی ظاہر ہوئے کہ
کیا اعتقاد وفات مسیح علیہ السلام کے سبب میں کافر خارج از اسلام ہو گیا ہوں کہ مجھے سلام
مسنون سے یاد نہیں کیا گیا اسکا جواب اُن کو بسبوقت یہ دیا گیا کہ اگرچہ صرف اعتقاد وفات
مسیح مطلقاً موجب کفر و خروج از اسلام نہیں ہے مگر جن اصول و لوازم سے کادیانی نے
وفات مسیح کا اعتقاد ظاہر کیا ہے انکا مان لینا بے شک کفر از اسلام سے خارج کر نیوالا اعتقاد
ہے اس تفصیل سے مقصود یہ ہے کہ اگر خلیفہ صاحب مجھ کو چھوڑنے والے

کے ساتھ کمی بھی لائق رہتی ہے اور پیشوں اخبار انکاری ہوکر واپس آتے ہیں سال گذشتہ میں اشاعۃ السنۃ کا ایک پرچہ بھی کسی خریدار نے بجز ان تین مرزائیوں کے واپس نہیں کیا یہ اشاعۃ السنۃ کی ہر دلعزیزی پر قوی دلیل ہے۔ اور یہ محض تائید غیبی ہے جو اس کو خدا کی طرف سے پہنچتی ہے +

اشاعۃ السنۃ ماہوار رسالہ ہے۔ مگر سال بھر کے بعد اکٹھا نکلتا ہے تب بھی خریداران قدرشناس اس کو نعمت الٰہی سمجھ کر بسر و چشم قبول کرنے اور اسکو عید کا چاند سمجھ کر شوق سے دیکھتے ہیں +

اس کے بعد جو خلیفہ صاحب نے لودہیانہ کا واقعہ اور مباہلہ کے متعلق مولوی محمد حسن صاحب اور منشی سعد اللہ صاحب کی گفتگو نقل کی ہے۔ اسکی مفصل کیفیت ناظرین مولوی محمد حسن صاحب سے پوچھیں۔ مولوی محمد حسن صاحب نے یا کسی اور دوست نے لودہیانہ سے ہم کو اسکی تفصیل سے اطلاع نہیں دی۔ ہم کو جو اس میں سفید جہوٹ نظر آرہے ہیں اس سے ہم ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں +

ازانجملہ ایک سفید جہوٹ یہ ہے جو مولوی محمد حسن صاحب سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ خطاب (یعنے مباہلہ کا) مجھ سے نہیں ہے +

اسکا سفید جہوٹ ہونا کادیانی کے اعلان مباہلہ مندرجہ رسالہ اظہار سے ثابت ہوتا ہے اُس میں صاف درج ہے کہ مولوی محمد حسن صاحب بھی اس مباہلہ میں کادیانی کے مخاطب تھے اور یہ اعلان ان کے پاس بھی بھیجا گیا تھا۔ اصل عبارت اعلان مندرجہ رسالہ اظہار یہ ہے +

اُسوقت میں بتاریخ دہم ذیقعد یا بصورت کسی عذر کے گیاراں ذیقعد ۱۳۱۰ھ ہجری

بقیہ حاشیہ صفحہ سابق دوستوں میں سے منشی صاحب سکرٹری کو پیش کرینگے تو اپنا دعویٰ ثابت نہ کرسینگے کیونکہ منشی صاحب سکرٹری نے خاکسار کو نہیں چھوڑا بلکہ خاکسار نے انکو مرزائی سمجھ کر چھوڑا ہے +

کو مجھ سے مباہلہ کرلیں اور ہم ذیقعدہ اس مصلحت سے تاریخ قرار پانے کے تا دوسرے علماء بھی جو اس عاجز کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر ٹھہراتے ہیں شریک مباہلہ ہو سکیں جیسے محی الدین لکھوے اور مولوی عبد الجبار صاحب اور شیخ محمد حسین بٹالوی اور منشی سعد اللہ رئیس لودہیانہ اور عبد العزیز واعظ لودہیانہ اور منشی محمد عرب سابق ملازم ساکن لودہیانہ اور مولوی محمد حسن صاحب رئیس لودہیانہ × × × اور اگر یہ لوگ باوجود پہنچنے ہمارے خبر شدہ مشتہرات کے مباہلہ نہ ہوئے تو یہی ایک پختہ دلیل اس بات پر ہوگی کہ وہ درحقیقت اپنے عقیدہ تکفیر میں اپنے تئیں کاذب اور ظالم اور ناحق پر سمجھتے ہیں × × × اتمام حجت کے لئے رجسٹری کرا کر یہ اشتہار بھیجے جاتے ہیں تا اس کے بعد مکفرین کو کوئی عذر باقی نہ رہے اگر بعد اس کے مکفرین نے مباہلہ نہ کیا اور نہ تکفیر سے باز آئے تو ہماری طرف سے اُن پر حجت پوری ہوگئی۔ بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ مباہلہ سے پہلے ہمارا حق ہوگا کہ ہم مکفرین کے سامنے جلسہ عام میں اپنے اسلام کے وجوہات پیش کریں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ +

خاکسار
المشتہر
میرزا غلام احمد۔ ۳۰ شوال ۱۳۱۰ھ

اِس خط کو لکھنے اور اس میں یہ جھوٹ درج کرنے کے وقت فضیلۃ صاحب کو کاذبانی کا یہ اعلان رسالہ اظہار یکجہم دروغ گو را حافظہ نباشد۔ یاد ندارد۔ یا دیدہ دانستہ یہ جھوٹ بنایا +

از انجملہ ایک سفید جھوٹ یہ ہے جو بجواب منشی سعد اللہ کے کہ آپکی طرف سے فتوی کفر میں آپ کا نام موجود ہے مولوی محمد حسن صاحب سے نقل کیا گیا ہے۔ کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے میرا نام فتوی میں بطور خود لکھ دیا ہے حالانکہ میں نے انکو بذریعہ خط بھی لکھ دیا تھا کہ میرا نام ہرگز نہ لکھنا +

اسکا سفید جھوٹ ہونا اصل فتوی کے ملاحظہ سے اور مولوی محمد حسن صاحب سے دریافت کرنے سے ثابت ہو سکتا ہے اصل فتوی پر جو مولوی محمد حسن صاحب کی طرف سے[1]

[1] مولوی محمد حسن صاحب نے اپنے خط دوم میں ظاہر کیا ہے کہ اس فتوی پر دستخط نہیں کئے۔

عبارت و تصدیق مرقوم ہے وہ مولوی محمد حسن صاحب کی خاص قلم سے لکھی ہوئی ہے جس منصف مزاج و متردد شک ہو اصل فتوی ملاحظہ کرے اور موی محمد حسن صاحب سے بھی اس امر کو دریافت کرے +

ازانجملہ ایک سفید جھوٹ یہ ہے جو بیان کیا گیا ہے کہ اس گفتگو متعلق مباہلہ کا حال منشی سعد اللہ نے خاکسار کو لکھا اور خاکسار نے اس واقعہ کے متعلق کچھ مولوی محمد حسن صاحب کو لکھا اور اُس کا اُنہوں نے کچھ جواب نہ دیا +

نہ منشی سعد اللہ صاحب نے گفتگو متعلق مباہلہ سے مجھے اطلاع دی اور نہ مینے مولوی محمد حسن صاحب کو مباہلہ کے متعلق کوئی بات لکھی اور نہ میرے لودہیانہ پہنچنے پر مباہلہ کی بابت میری اُنکی گفتگو آئی۔ مینے صرف یہ سُنا تھا کہ مولوی محمد حسن صاحب رسالہ تحذیر منشی حسن امروہی کو دیکھ کر تکفیر[1] کادیانی میں متوقف اور بعض مسائل میں کادیانی کے موافق ہو گئے ہیں اس پر میں نے بواسطہ اپنے دوست منشی محمدی صاحب نقشہ نویس اُنکے نام ایک خط بغرض دریافت حال لکھا تو منشی صاحب نے یہ جواب دیا کہ یہ خبر محض غلط ہے مولوی محمد حسن صاحب کسی مسئلہ میں کادیانی کے موافق نہیں یہی بات مولوی محمد حسن صاحب نے لودیانہ میں عند الملاقات خاکسار کو کہی اور یہی اپنے اس خط میں لکھی جو عنقریب منقول ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

اسکے بعد جو خلیفہ صاحب نے خاکسار کے لودہیانہ جانے اور مولوی محمد حسن کے مکان پر نہ پہنچنے اور اُن سے مسجد میں گفتگو کرنے اور آخر لودہیانہ سے ناراض ہو کر چلے آنے کی بابت قصہ نقل کیا ہے یہ از سر تا پا دروغ بے فروغ ہے خاکسار لودہیانہ پہنچا تو مولوی محمد حسن صاحب کے مکان پر ٹھہرا اور وہ عادت قدیم کے مطابق خاکسار سے مداراۃ و تواضع کے ساتھ پیش آتے رہے +

اِس امر کی تصدیق میں مولوی محمد حسن صاحب کا خط نقل کیا جاتا ہے جو خلیفہ حامد کے خط کو دیکھکر اُنہوں نے خاکسار کے نام ارسال کیا ہے +

[1] عزیز مولوی صاحب کا خط دوم ہمارے اس بیان کی تصدیق عنقریب ہوگی +

153

نقل خط مولوی محمد حسن صاحب

مخدوم مکرم بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میر حامد سیالکوٹی کا خط مجھے دیکھا افسوس لوگ دشمنی اور عداوت کے مارے بہتان باندھتے ہیں اور اپنے رب کو منہ دکھانے پڑتے ہیں۔ میں مرزا غلام احمد کے ساتھ کسی ایک مسئلہ میں بھی متفق نہیں چہ جائکہ میں یہ کہا ہو کہ میں اکثر مسائل میں متفق ہو گیا چند مسائل میں جو سمجھ میں نہیں آئے۔ صرف توقف ہے۔ میں مرزا کے عقائد مستحدثہ کو ضلالت جانتا ہوں اور ان کی تاویلوں کو تلاعب۔ چونکہ وہ مدعی اسلام ہیں اور شاہین علی انفسہم بالکفر کے زمرہ میں سے نہیں ہیں اس لئے میں ان کو کافر نہیں کہتا +

جناب لودیانہ میں تشریف لائے بدستور قدیم خاکسار نے اور جملہ موحدین نے جناب کا اکرام کیا اور حاضر خدمت رہکر مساعدت انہ ذمی کرتے رہے۔ میر حامد نے جو لکھا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب کی ملاقات صرف مسجد میں ہوئی تھی کیونکہ میرے کو دیکھکر مولوی صاحب محمد حسن کے مکان پر جانے کی جرأت نہ کر سکے یہ صریح جھوٹ ہے +

مرزا غلام احمد کے تکفیر اور جواب خط کے بارہ میں مسجد میں ہرگز ہرگز گفتگو نہیں ہوئی جسکو ایک ذرہ عقل اور تمیز ہے وہ جان سکتا ہے یہ سراسر بہتان و افترا ہے۔ بھلا دہلی کے شہدوں کی بات سنہ تھی جو میں گفتگو میں جناب کے روبرو پیش کرتا۔ یہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے صاحب کے کسی رفیق کے روبرو یہ ذکر کیا تھا کہ دہلی کے شہدے جب آخری جمعہ کا روزہ رکھتے تو نماز کے لئے بھی مسجد میں آنے تھے ہیں ہیگر ناشی کی عادت تو نہ چھوڑ سکتے مگر اتنا التزام کر لیتے کہ بھیا لام کاف نہیں کہنا +

مجھے تو نہ پہلے کسی سے بغض تھا اور نہ اب ہے جو ضد کے بارے حد سے تجاوز کر گئے ہیں اللہ کریم انکو توفیق توبہ بخشے والسلام۔ ۲۷ جنوری ۱۸۹۶ء۔ لودیانہ۔ خاکسار محمد حسن

میلہ کی پیڑی جمگئی۔ سہیل کادیانی کو جس بدا تکا اور وہ چند اصحبوں کو جو ہماری کے متعلق ذاتی اغراض رکھتے تھے پہنسالا ہو۔ ان کے سامنے کادیانی نے اسلام کی دجودہ حالت کا خوفناک ہونا۔ اور اپنا نصرت اسلام کے لئے مستعد ہونا ظاہر کر کان کے دل میں یہ بات جلادی۔ کہ اس میلہ سے یہی خاص مقصود ہے۔ اور ہر سال غیر قوموں کا اسلام کا اس میدیں آنا فرضی ہے۔ ۱۹۰۰ء میں اس پہلی پر ایک عمارت بنائی گئی بہتے ہمار اور پراپیرٹ خطوں کی ذریعہ انوار و آیات و تائید و برکات کی خوب طمع دلائی گئی۔ اور جس موعود کو وہ طمع امید کے درجہ تک پہچادی۔ پچھلے سال کی انحص امید آئی اور وہ بہت سے غیر جانوروں کو جو محض ای لان پڑھ) تھے جھوٹی طمع دیکر بینسا لائے۔ سبق تھا کہ میلہ سجھدار اور خانہ بہی تھے گزرا ہجلہ بعض قابل تماشا ہو۔ بعض صرف لاہور کے تماشائی تھے بعض ایگریٹر (ممتحن) اس جلسہ میں کادیانی نے جو عوام اور بعض خواص کو بتہا تک یا کرب دکھائے۔ ان ہجلہ تین امر زیادہ توجہ ناظرین کے لائق ہیں۔ جنہیں ہی کادیانی نے اپنی مطبوعہ رکیفیت کے جلسہ میں صرف امر سوم کو ذکر کیا ہے۔ باقی دو کا ذکر چھوڑ دیا۔ **امر اول** یہ کہ ایک شخص سلوب الحس و الحواس منکس الخلق میاں محمد بخش جہلمی کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اور اسکے منہ سے یہ کہلوا دیا کہ کتاب شاہ مجذوب نے یہ کہدیا تھا۔ کہ آنیوالا مسیح غلام احمد کادیانی ہے۔ جسکو کادیانی نے اپنے اشتہار کے صفحہ ۵۰۰ میں اور رسالہ نشان آسمانی میں بھی ذکر کیا ہے۔ اسکی روداد پر حاضرین عوام کالانعام کو کادیانی کے مسیح موعود ہونیکا یقین ہوگیا۔ اور کسی پیچارہ کو یہ خیال نہ آیا۔ (اور بے علمی و ناواقفی کے ساتھ یہ خیال کیونکر آسکتا) کہ اول تو اس سلوب الحواس کی بات کا کیا اعتبار ہو اور اگر یہ اس بیان میں سچا ہے تو ہم اس مجذوب کی بڑ کا کیا اعتبار ہے اور جس مسیح کی اطاعت اور اسکے دعوی کی اجابت اسوقت کو تمام دنیا کے اہل اسلام پر واجب ہے۔ اسکی تائید میں قیاسیاتی کی طرف ایسی ہی الکدر سلوب الحواس اور مجذوبوں کی شہادت کافی ہو سکتی ہے ہرگز نہیں۔ خصوصاً اسحالت میں کہ اس سلوب الحواس کی تلقین مسیح کے لیے کادیانی کا ایک خلیفہ عبدالقادر جہالپوری مقرر و مسلط ہے۔ **امر دوم** یہ کہ کادیانی نے وجوہات نقوی تکفیر علما پنجاب و ہندوستان اپنی اور پر ٹولنے کے لیے اپنا قائل معجزات و کرامات ہونا بیان کیا۔ اور اسکے ضمن میں یہ بھی کہدیا کہ کسی بزرگ کی دعا یا کرامت سے یہ کوہاں (ایک سولہ گز کے کوٹھے کی طرف اشارہ کر کے) پر وار کر سکتا ہو۔ اسپر اگرچہ کادیانی کو نیچری معتقد گھہرائے اور سنا ہو کہ بعض یہ کلمہ سنکر بلا ملاقات واپس ہو چلے آئے اور باقیماندہ نیچریوں کے کادیانی نے لطائف الحیل سے آنسو پونچھے اور انکی طفل تسلی کی۔ مگر عوام کالانعام پر اس بیان کا اثر بھی کادیانی سفید پڑا۔ انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ کادیانی جو اس کا منکر نہیں ہے ناظرین۔ کادیانی کی دیانت و امانت اور شکر گذاری کو دیکھیں کہ اسنے اپنی مطبوعہ کیفیت میں بیان کو جس سے اسکو ظاہر نفع ہوا تھا صرف اس خیال سے نکالدیا کہ اسکے نیچری دوست جو ہفوات حاضر نہ تھے اس بیان کو سنکر معترض نہو جائیں۔

امر سوم - کادیانی نے بڑے زور شور سے بیان کیا۔ کہ اسوقت یورپ[1] اور امریکہ میں اسلام پھیلا جاتا ہے۔ ایسے وقت میں

---

[1] کادیانی اور اسکے خاص حواری یورپ اور امریکہ کے اسلام کو کادیانی کے کرامات سے سمجھتے ہیں۔ امریکہ کے اسلام کی نسبت تو انکا صاف یہ دعوی ہے کہ مسٹر الگزینڈر ڈوی وسل وب صاحب کو جنہوں نے امریکہ میں اسلام کا علم بلند کیا ہے۔ کادیانی سے ہدایت ہوئی ہے۔ حالانکہ مسٹر ڈوی نے کادیانی سے خط و کتابت کی بھی تھی نہ حق میں چھپی ہو۔ تو کادیانی نے انکی تسلی کر دی۔ جسکے سبب وہ مسلمان ہوگئے۔ اور یورپ میں کادیانی کے ذریعہ سے اسلام پھیلنے کی بابت اشتہار سالانہ جلسہ اسلام میں صفحہ ۱۹ سطر ۱۱ تک متعدد اشارات کئے ہیں اسکے صفحہ ۲۰ میں ہے۔ "اسمیں بڑا خیال کرنے کا ہیں۔ کہ میاں کے خیالات نہ خود بخود ہستی کی طرف مٹا کہا ہو۔ لیکن درحقیقت یہ کام ان دشمنوں کا ہوتا ہے۔ جو خلیفۃ اللہ کے ساتھ آسمان سے اترتے ہیں۔ وہ حقیقت نہ فہمتے اس خلیفۃ اللہ سے ایک نہیں ہوتے اسی کے چہرہ کا نور ہوتے ہیں۔ خواہ وہ جسمانی طور پر نزدیک یا دور ہو۔ جو شخص بیشمار لوگوں میں بیٹھا ہوں پیارے کے بانسدوں میں ہو" اور درحقیقت یہ دونوں باتیں باطل خیال اور سودائی خیال ہیں صاحب کو صرف نہ کادیانی سے کچھ ہدایت و تسلی نصیب ہوئی۔ انکا

سوال بست و یکم۔ بٹالہ کے مولوی گل علیشاہ اور انکے بعض متعلقین علم جفر مین دخل رکہتے تھے؟ اور آپ کو اُن سے صحبت و استفادہ کا تعلق تھا یا نہین۔

سوال بست و دوم فیصلہ آسمانی کے صفحہ اخیر مین جو آپنے ہندسہ اور بعض نقوش لکھے ہین۔ انسے کیا مراد ہے اور وہ کس علم کی اصطلاح ہے۔

سوال بست و سوم آپکو مسمریزم یا عمل الترب مین دخل ہے یا نہین۔ (۲) اور اگر نہین ہے تو پھر آپ نے اپنے ازالہ کے صفحہ ۳۰۹ مین یہ کیون دعوے کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمایون مین حضرت ابن مریم سے کم نرہتا۔

سوال بست و چہارم اس عاجز کی باون سال کی عمر کو پہنچکر فوت ہونے کی نسبت اپنے وہ پیش گوئی جو آپکے مرید اور آپ کے دوست بیان کرتے ہین۔ کی ہے یا نہین۔ کی ہے تو کس عنوان و بیان سے۔

سوال بست و پنجم۔ جو لڑکا بشیر نام آپکا فوت ہو گیا ہے۔ اُسکی نسبت آپنے کسی تحریر یا اشتہار مین لکھا تھا یا نہین۔ کہ اسمین پسر موعود اشتہار ۲۰ فروری ۸۶ء کی علامات پائی جاتی ہین اور یہ وہی لڑکا معلوم ہوتا ہے۔

سوال بست و ششم کسی تحریر مین اس بیان علامات سے آپنے انکار کیا ہے یا نہین۔

سوال بست و ہفتم۔ اس لڑکے کی نسبت آپ کے کسی حامی نے یہ بہی مشتہر کیا تھا کہ وہ لڑکا عمر پانے والا ہے یا نہین۔ کیا تھا تو اپنے اُسپر سکوت کیا یا اُس کو رد کیا تھا۔

سوال بست و ہشتم شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیارپور کی رہائی کی نسبت آپنے قطعی پیشگوئی کی تھی؟ اور وہ کس عنوان سے تہی۔ اور اُسکی تشہیر کی تھی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اس خط پر ہماری طرف سے ایک نوٹ

(لائق توجہ مولوی محمد حسن صاحب و دیگر مترددین در تکفیر کادیانی)

اِس خط میں میرے عزیز دوست مولوی محمد حسن صاحب نے جو باوصف تسلیم و اظہار اس امر کے کہ کادیانی کے عقائد مستحدثہ ضلالت ہیں اُسکو کافر کہنے سے توقف ظاہر کیا ہے یہی بعض اور علماء کی بھی جنکے فتوی تکفیر کادیانی پر دستخط ثبت ہیں۔ رائے ہے چنانچہ فتوی کے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہے۔ اس توقف کے وجہ ان علماء کے نزدیک یہ ہے کہ اگر بعض عقائد کادیانی حد کفر تک پہنچ گئے ہیں مگر چونکہ وہ ان میں تاویل کرتا ہے اور تاویل کفر سے بچا لیتی ہے لہذا وہ تکفیر سے بچ جاتا ہے۔ اور وہ اِن مسائل کے سبب صرف گمراہ و مبتدع کہلانے کا مستحق ہے۔ اِس وجہ توقف میں ان علماء نے اپنے قصور معلومات کی وجہ سے دہوکا کہایا ہے ان کو تاویل و تکفیر کے اس قانون پر پوری اطلاع نہیں ہے کہ تاویل جو تکفیر سے بچا لیتی ہے وہ تاویل ہے جو مسائل محل و محتمل تاویل میں ہو اور جو تاویل ایسے مسائل میں ہو جو دین سے قطعاً و ضرورۃً ثابت ہوں (جیسے حشر کو مردوں کا جسموں کے ساتھ اُٹھایا جانا اور خدا تعالیٰ کے علم و قدرت کا غیر محدود ہونا وغیرہ) وہ محل تاویل نہیں اور ان مسائل میں تاویل کفر سے نہیں بچاتی چنانچہ امام غزالی وغیرہ محققین اسلام کے تصانیف میں بیان ہوا ہے اور اسکا خلاصہ اشاعۃ السنۃ کے مضمون التفرقہ بین الاسلام والتزندقہ میں بضمن نمبر۔ جلد منقول ہوا ہے اور ان کی توجہ اسطرف نہیں ہوئی کہ کادیانی ایسے ہی قطعی مسائل میں تاویل کرتا ہے وہ نزول جبرئیل۔ ختم نبوت۔ وسعت قدرت خداوندی وغیرہ وغیرہ عقائد و مسائل میں جو دین اسلام میں قطعاً تسلیم کئے جاتے ہیں تاویل کرتا ہے چنانچہ صفحہ وصفحہ میں گذرا +

میرے عزیز دوست مولوی محمد حسن صاحب نے جو اپنے توقف کی یہ وجہ بھی بتائی ہے کہ کادیانی اپنے نفس پر خود کفر کی شہادت نہیں دیتا یعنے و مدعی و ملتزم کفر نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی

154

وجہ سے ہمکا اثر دشمن کسی اور اہل علم کے کلام میں پایا نہیں جانا میرے عزیز دوست نے شاید کتب فقہ و حدیث صحیح بخاری و قرآن مجید میں نوادقہ اور منافقین کا حال اور حکم توجہ سے نہیں پڑھا کہ وہ باوصف اظہار اسلام اور الٹھا رشعایر اسلام کافر قرار دیئے گئے اور انسے وہ معاملات ہوئے جو کافروں سے ہوتے ہیں۔

میرے عزیز اپنی اس وجہ پر نظر کرینگے اور زندیق کا حکم کتب فقہ اور صحیح بخاری میں صفحہ ۱۰۴۲ ملاحظہ کرینگے تو امید ہے کہ اس وجہ کو واپس لینگے +

دجال کادیانی باتفاق بخاری زندیق ہر وہ اپنے کفر پر شہادت نہ دیگا۔ پھر کیا اس حدیث سے بچ جائیگا؟ نہیں ہرگز نہیں +

خط کے اخیر میں جو خلیفہ صاحب نے صوفی عبدالحق غزنوی پر ایک شوشہ چھوڑ دیا اور یہ لکھا ہے کہ "عبدالحق غزنوی بھی اب متروک ہو گیا ہے" یہ بھی سفید جھوٹ ہے میں صوفی عبدالحق غزنوی کو عمر تسر میں تھوڑے دن ہوئے ہیں دیکھ کر آیا ہوں وہ جن اعیان اہل اسلام میں جس عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے ان میں اسی عزت سے اب بھی دیکھے جاتے ہیں اور انکے متروک العوام ہونیکی کوئی وجہ نہیں خلیفہ صاحب اگر کہیں کہ انکے مباہلہ کا کوئی اثر بظاہر نہیں ہوا اسلئے انکے ساتھی مسلمانوں نے انکو چھوڑ دیا ہے تو ہمکا جواب یہ ہے کہ اس سے بڑھکر اور اثر کیا ہو گا کہ سمدن سے کادیانی پر چاروں طرف سے اہل اسلام کی لعنت و ملامت کی زیادہ بوچھاڑ ہو رہی ہے اور عام مسلمان کہہ رہے ہیں کادیانی نے عیسائیوں کے مقابلہ میں کچھ نہ کیا مسلمانوں کی رہی سہی عزت کو کھویا۔ اور انکو ذلیل کر دیا۔ چنانچہ مضمون سوم میں مفصل مذکور ہو گا۔ اور ان کے مباہلہ کا بھی کوئی اثر بظاہر صوفی عبدالحق پر ظاہر نہیں ہوا۔ اس بات کو خلیفہ صاحب تسلیم نہ کریں تو پھر وہی بتا دیں کہ کادیانی کے مباہلہ کا اثر بد صوفی عبدالحق غزنوی پر کیا ظاہر ہوا۔ ابتک اسکا ایک بال بھی بیکا (ٹیڑھا) نہیں ہوا۔ اور انکے متروک ہونے کا دعوی ایک سفید جھوٹ ہے۔ صوفی عبدالحق نے تو صرف بعض علماء سلف کی سنت پر مباہلہ کیا تھا اسکے

سوا کسی نشان نمائی کا آن کو دعوی نہ تھا بخلاف کادیانی کہ اُسکو تو اپنے مباہلہ سے نشان نمائی کا دعوی تھا۔ اور دعوی بھی ایسا کہ اگر اُسکی جانب سے نشان ظاہر نہ ہوا یا دونوں جانب سے مساوی نشان ظاہر ہوا۔ تب بھی وہی (کادیانی) جھوٹا متصور ہوگا۔ چنانچہ حجت کادیانی کے صفحہ ۹ میں یہ دعوی شائع ہو چکا ہے۔ اِس دعوی کی رو سے صوفی عبدالحق غزنوی کی طرف سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا اور کادیانی پر کوئی عذاب آسمانی نازل نہ ہوا تب بھی کادیانی ہی جھوٹا متصور ہوگا۔ جب تک صوفی صاحب پر کوئی ایسا اثر ظاہر نہ ہو جس کو کس و ناکس مباہلہ کادیانی کا اثر سمجھیں۔ خلیفہ صاحب نے اِس نتیجہ لازم اور الزام غیر مفارق کا تو کچھ لحاظ نہ فرمایا اور اپنے احمق اور ناواقف دام میں آنیوالوں کے پھنسانے کے لئے یہ افترا کا شرارہ صوفی عبدالحق غزنوی پر چھوڑ دیا۔ اور انصاف و شرم سے کام نہ لیا +

اے حضرات ناظرین! خصوصاً دیرہ دون کے مترددین! حافظ یعقوب خان صاحب و پیر جی خدا بخش صاحب اِس خط کے از سر تا پا دروغ ہونے کا یہ ثبوت ہے آپ اِس کو غور کی نگاہوں سے دیکھیں اِس ثبوت میں اگر کچھ اشتباہ ہو تو اُس سے بذریعہ خطوط یا اخبار اطلاع دیں اور اگر اس ثبوت کو کافی وافی پاویں تو حسبتاً للہ ان دجالوں و کذابوں کی نسبت اپنا تردد دور کریں اور اُن کو گمراہ جانکر اُنکے اتباع و محبت سے دست بردار ہو جائیں اور یہ جان لیں کہ ایسا جھوٹ بولنے والے۔ مجدد۔ ولی و ملہم ہرگز نہیں ہو سکتے +

پیر جی صاحب آپ حضرت شیخ الکل کے دیکھنے والے شیخ عبید اللہ مرحوم کے وعظ سُننے والے اہل حدیث دیرہ دون کے ممتاز ممبر قرآن حدیث کے عامل آپ اپنے ان اکابر پیشواؤں کی پیروی چھوڑ کر دجال و کذاب کادیانی کے دام تزویر میں کیونکر پھنس گئے ان کے ایسے سفید جھوٹ اور عرعظیم (جو اشاعۃ السنۃ مدت سے ظاہر کر رہا ہے اور وہ آپ کے پاس ہمیشہ پہنچتا رہتا ہے) دیکھ کر بھی آپ اُس دام سے نکل نہیں سکے کیا آپ اشاعۃ السنۃ نہیں دیکھا کرتے۔ اور آپ خواندہ نہیں ہیں۔ بنیر ہو تو اپنے صاحب زادہ محمد حنیف سے وہ رسالہ لفظ بلفظ سنا کریں۔

۱۵۵

حافظ یعقوب خان صاحب آپ اپنے خط منقولہ صفحہ ۲ میں لکھ چکے ہیں کہ ہم علم نہیں رکھتے لہذا ممکن ہے کہ علمی باتوں میں کادیانی کی دھوکہ بازی آپ نہ سمجھتے ہونگے۔ پھر کیا کادیانی کے ایسے سفید جھوٹوں کو جو واقعات کے متعلق ہیں نہیں سمجھ سکتے۔ واقعات کی تحقیق صرف مشاہدہ حال اور شہادتوں سے ایک عامی بھی کر سکتا ہے۔ آپ کو ان واقعات کی تحقیق سے ثابت ہو کہ کادیانی اور اسکے خلفاء جھوٹے واقعات از خود بناتے ہیں اور جھوٹ بولکر لوگوں کو پھنسانا چاہتے ہیں تو آپ اپنے تردد کو دور کریں اور کادیانی کو دجال سمجھکر اُس سے علیحدہ ہو جاویں۔ اور اگر ان واقعات کے ثبوت میں آپ کو اشتباہ رہے تو آپ مجھ کو اُس سے مطلع کریں۔ یہ آپ کے خط کا جواب ہے۔ جس کا صفحہ ۲ میں وعدہ دیا گیا تھا اسکے جواب میں آپ نے کادیانی کا دجال ہونا تسلیم کر لیا یا ان واقعات کی نسبت کوئی عذر معقول پیش کر کے اپنے تردد کو موجہ کیا تو پھر آپ سے سلسلہ خط و کتابت جاری رہیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

ناظرین! خلیفہ عامہ کا یہ خط صرف دیرہ دون پہنچتا اور پرائیویٹ رہتا تو اسکی نقل اور رد سے تعرض نہ کیا جاتا یہ خط اور اسکا مضمون پبلک میں مشتہر ہوا اور جا بجا اسکا شہرہ ہوا چنانچہ دیرہ دون کے علاوہ لاہور کی ایک مسجد میں (جو سنٹ ہال کے پاس ہے اور وہاں کادیانی کے کھلے اور چھپے حواری ملازم محکمہ چیف انجنیر پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ آفس نمازیں پڑھتے ہیں) حواریان کادیانی نے جلسہ عام میں لودہیانہ کا یہ قصہ سنایا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی دفعہ لودہیانہ میں گئے تو انکی خاطر نہ ہوئی وغیرہ وغیرہ اور ایک چھپے حواری کادیانی نے جو صوفی اور صاحب الہام کہلاتے ہیں لودہیانہ کی مقدس ریش دیکھکر خواجہ خضر یاد آتے ہیں میرے ایک دوست نقشہ نویس ملازم نہر دیپڑ کو یہ کہا تھا کہ اشاعۃ السنۃ کے خریداران اب اسکو خریدنا موقوف کرتے جاتے ہیں اسی قسم کی اور باتیں یہ حضرات شائع کر رہے ہیں ان اراجیف کا اثر بعض ناواقف لوگوں پر پڑتا نظر آیا تو اس خط اور اسکے جواب کا شائع کرنا ضروری سمجھا گیا +

اِس دروغ گوئی کی ایک اور دُم

شجرۃ الکذب (جھوٹ کے درخت) کادیانی کا ایک پھل جو اصل درخت کی حقیقت ظاہر کرتا ہے وہ ہے جو کادیانی کے ایک خلیفہ راشد ایڈیٹر رسالہ موسوم بہ الحق" سے (جو دراصل از سرتاپا باطل اور برطبق مصرع مشہور ؎ برعکس نہند نام زنگی کافور ۔ اپنے اصلی واجبی نام کے عکس سے موسوم ہے) ظاہر ہوا ہے۔ اس رسالہ میں بہی خلیفہ صاحب ایڈیٹر نے اس قسم کا جھوٹ کہ کادیانی اتباع و پیروان میں ترقی و کثرت ہوتی جاتی ہے اور اسکے مخالفوں کو سکنت ذلت شائع کیا ہے۔ چنانچہ اس رسالہ کذب مقالہ کے صفحہ ۲۳ نمبر ۱ جلد ۲ میں مرقوم ہے ۔

بڑی بھاری بشارت

نومبر کی چوتھی تاریخ کو جب حضرت امام زمان مسیح موعود فیروزپور میں تھے۔ آپ کی خدمت میں جناب حاجی عبداللہ اور حاجی عبداللطیف حاضر ہوئے۔ یہ حاجی عبداللہ وہ مشہور سرگرم حامی اسلام ہیں جنہوں نے محمد الگزنڈر وب مسلمان امریکن مشنری کو اشاعت اسلام کے لئے کئی ہزار روپیہ اپنی گرہ سے دیا۔ حاجی عبداللہ نے بیان کیا کہ حضرت کی قدمبوسی کی تحریک میرے دل میں اس طرح ہوئی۔ کہ میں نے ایک دفعہ جو محمد رسل وب سے سوال کیا کہ اسلام کی بے بہا نعمت آپ کو کیونکر حاصل ہوئی تو انہوں نے جواب دیا کہ یہہ بڑا بھاری خداوندی فضل مجھے جناب مرزا غلام احمد صاحب کی بدولت میسر ہوا۔ اسی وقت سے میرے دل میں خیال تھا کہ میں ایسے واجب القدر حامی اسلام کو دیکھوں جس کے پاک انفاس سے اتنے بڑے زبردست لوگ غیر قوموں سے مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ چند روز ہوے میرے دل میں جناب مرزا صاحب کی زیارت کی پرزور تحریک پیدا ہوی الخ

156

اسکے بعد صفحہ ۲۴ میں خلیفہ ایڈیٹر نے کادیانی کی طرف مدراسیوں کے رجوع و توجہ کا مژدہ نقل کر کے کہا ہے۔ غرض یہ سب اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت کا عجیب ثبوت ہے۔ اور اس بات پر کافی دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود مؤید من اللہ ہیں۔ افسوس اُن یہودی صفت قسی القلب لوگوں پر جو اب تک اس پاک سلسلہ کی مخالفت سے باز نہیں آئے وہ خوب سمجھ رکھیں کہ اُن کے لئے ذلت مسکنت اور غضب اللہ درپیش ہے"۔

ہمارے نزدیک اور ہر ایک مبصر و محقق کے نزدیک پہلے مژدہ کے بیان میں خلیفہ ایڈیٹر نے کذب سے کام لیا ہے۔

اس میں جو مسٹر محمد رسل وب صاحب امام اہل اسلام امریکہ کا قول نقل کیا ہے یہ صاحب ممدوح پر محض افترا ہے صاحب ممدوح کی جو اظہار اسلام سے پہلے کادیانی سے خط و کتابت ہوئی ہے اور وہ کادیانی کے رسالہ شحنہ حق میں چھپی ہے۔ وہ اس قول کے افترا ہونے پر دلیل ہے۔ اس مراسلت سے صاحب ممدوح کا کادیانی سے مدد چاہنا تو بے شک ثابت ہے مگر کادیانی کا اُن کو مدد دینا ثابت نہیں ہوتا بلکہ صرف وعدہ مدد دینا جسکا کادیانی نے تاہنوز ایفاء نہیں کیا۔ اور نہ آئندہ اس سے اس ایفاء کی امید ہے جب تک کہ بقیہ براہین احمدیہ "سراج المنیر" "قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ" وغیرہ وغیرہ تصنیف ہو کر شائع نہ ہوں (جو قیامت سے پہلے تصنیف و شائع ہوتی نظر نہیں آتیں) اور جب صاحب ممدوح بعد اظہار اسلام لاہور میں تشریف لائے۔ اور حواریان و معتقدین کادیانی کا ڈیپوٹیشن آپ کے پاس پہنچا اور بکمال اصرار اس امر کا خواستگار ہوا کہ آپ قادیاں تشریف لے چلیں۔ اور مرزا صاحب سے ملیں۔ تو آپنے قادیاں جانے سے صاف انکار کر دیا۔ اور برملا فرمادیا کہ میں کادیانی سے تسلی یافتہ نہیں ہوں۔ یہ حال ہم نے بعض راشد مسلمانان سکرٹریان انجمن حمایت اسلام سے (جسکے صاحب ممدوح مدعو و مہمان تھے) سنا تھا۔ اور اپنے رسالہ نمبر ۱ جلد ۱۵ کے صفحہ ۳ و ۴ میں شائع و مشتہر کر دیا تھا اور اس میں کادیانی اور اسکے حواریوں و ہواخواہوں نے کچھ

چون وچرا نہیں کیا تھا۔ ایک صوفی صاحب اُن میں سے بولے تو صرف اسقدر بولے کہ اس ڈیپوٹیشن میں جس نے صاحب ممدوح سے قادیان جانے کی درخواست کی تھی میں شامل نہ تھا۔ میرا نام اس میں کیوں ذکر کیا گیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت آپ نہ سہی آپ کے بڑے بھائی صوفی اور دوسرے منشی جی سہی۔ کام سے کام ہے نہ نام سے نام میں راوی کی غلطی ہوگئی ہوگی۔ اس سے تو آپ کو انکار نہیں کہ ڈیپوٹیشن اُنکے پاس گیا اور خواستگار امر مذکور ہوا اور صاحب ممدوح نے انکار کیا اور وہ قول فرمایا +

وہ قول مسٹر محمد رسل وب صاحب کا اس نقل خلیفہ ایڈیٹر کے افترا ہونے پر دوسری دلیل ہے اور یہ صاف مشعر و شاہد ناطق ہے کہ اس قصہ میں جو قول صاحب ممدوح کا نقل کیا گیا ہے وہ اُن پر محض افترا ہے لہذا یہ سارا قصہ ناقابل اعتماد و قبول ہے ہم نے ایک معزز دوست سے جو علاقہ فیروزپور میں مدرس ہیں سُنا ہے کہ فیروزپور میں کوئی گدا صورت عربی کادیانی کے پاس آیا تھا۔ اُسی کو ان حضرات نے عبداللہ عرب بنالیا اور اُس پر یہ قصہ گھڑ لیا +

اور اگر یہ بہی فرض کرلیا اور مان لیا جاوے کہ وہی شخص عبداللہ عرب تھا جو مشہور مالدار اور نامی تاجر ہے تو پھر اس قصہ میں جو مسٹر رسل وب کا یہ قول درج کرلیا گیا ہے وہ اُس قصہ کی ساری رونق و اعتبار کو دور کرتا ہے۔ اور اسکو صاف جھٹلاتا ہے +

وہ قول صاحب ممدوح جب اِن ہی دنوں اشاعۃ السنۃ کے ذریعہ شہرہ آفاق ہوگیا تو کادیانی صاحب نے یہ سمجہا کہ یہ قول ہمارے اس دعویٰ کو کہ امریکہ میں اسلام ہمارے طفیل پہنچا ہے جھٹلا رہا ہے تو اس قول کے ضرر و اثر سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے ایک یہ افترا کھڑا کیا اور اُس کو اپنے اُسی خلیفہ حامد سیالکوٹی کے ذریعہ سے اپنے معتقدین کے پبلک میں پھیلایا (جسکی اطلاع خاکسار کو بھی بعض معزز احباب کے ذریعہ پہنچ گئی) کہ محمد رسل وب صاحب جہاز سے اُترے تو کادیانی صاحب نے اُنکو بذریعہ خط مطلع کردیا اور لکھ دیا تہا کہ مسلمان لوگ مجھے زندیق کافر سمجھتے ہیں۔ لہذا آپ میرے پاس نہ آویں ورنہ آپ بہی متہم ہوجائینگے

157

شاید یہ حضرات اِس افترا قدیم کو اس افترا جدید سے نہ ربط دیں تو ہم سری دلیل دوم کے جواب میں پیش کریں۔ اسکا جواب ہم پہلے ہی سے دیتے ہیں کہ لاہور آؤ۔ اور معزز مسلمانوں سے اُس قول صاحب ممدوح کے کہ میں کادیانی سے تسلی یافتہ نہیں ہوں۔ تصدیق کرالو۔ یا خود صاحب موصوف ہی سے بذریعہ خط دریافت کرو کہ اپنے ڈیپوٹیشن کے جواب میں وہ قول فرمایا تھا یا نہیں۔ جس معزز دوست سے ہم کو اس افترا قدیم کادیانی پر جو خلیفہ حامد کے ذریعہ شروع پایا تھا۔ اطلاع ہوئی ہے ان کی صاحب ممدوح سے بہت خط و کتابت ہے وہی دوست صاحب ممدوح سے دریافت کریں کہ ڈیپوٹیشن کے جواب میں وہ قول فرمایا تھا یا نہیں۔ سوال صرف اتنا ہو اُس سے ایک حرف زیادہ نہ ہو۔

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر اسوقت کادیانی نے صاحب ممدوح کو ملاقات سے منع کیا تھا اور اس امر کو مسلمانوں میں انکے متہم ہو جانے کا باعث سمجھا تھا۔ تو انکا یہ قول (اگر یہ بھی افترا نہیں ہے) اب رسالہ میں کیوں چھپوایا۔ کیا اب مسلمان جن سے صاحب ممدوح کو انواع اعانت کی امید ہے اُن کو متہم نہ کرینگے۔ اور نہ سمجھینگے کہ وہ درحقیقت کادیانی سے ملے ہوئے ہیں۔ اِس قول کی اشاعت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کادیانی صاحب کا وہ قول جو خلیفہ حامد صاحب کے ذریعہ شائع کیا گیا ہے محض بناوٹ ہے +

مدراسیوں کے رجوع بسوئے کادیانی کا جو مژدہ درج کیا گیا ہے وہ کسی قدر صحیح ہو تو تعجب نہیں کیا وجہ کہ مدراس میں دو قسم کے مسلمان ایسے ہیں جو آپ کے دام میں پھنس سکتے ہیں ایک جماعت یورشین مسلمانوں کی جو عیسائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوئے ہیں ان میں اردو فارسی عربی جاننے والے بہت کم ہیں۔ اور وہ اصول و مسائل اسلام سے ہنوز بہت کم واقف ہیں۔ اُنکو تو جو ہادی مل جائے وہ اُس کے پیچھے ہو چلینگے۔ دوسرے بے علم یا کم علم ہو کر تقلید جماعت سلف صالحین صحابہ و تابعین و ائمہ متقدمین چھوڑنے والے ہیں انکا بہکنا تو بہت ہی قابل ہے وہ جو چاہیں بن سکتے ہیں اور بنتے جاتے ہیں۔ یہ

دو قسم کے مسلمانان مدراس کادیانی کا مذہب اختیار کرینگے۔ اگر راشد و واقف مسلمانوں نے ان لوگوں کی دستگیری نہ کی۔ اور کادیانی کے داؤ اور گھاتوں کی جو مدراس میں چل رہے ہیں کافی مدافعت نہ کی۔ اس امر کی تفصیل ہم ایک جداگانہ مضمون مذہب کادیانی کی اشاعت اور اسکی مدافعت کی ضرورت میں کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے افسوس کے ساتھ اس امر کو سُنا ہے کہ ہائسٹر یا مولوی حسن علی صاحب محمدن مشنری (انگریزی زبان میں اسلام کے واعظ مدراس کے ایک سیٹھ (سوداگر) کی معیت و تبعیت میں قادیان میں پہنچے اور کادیانی کے معتقد و مرید ہو کر چلے گئے ہیں ناظرین اس پر تعجب نہ کریں مولوی حسن علی صاحب بھی اصول و مسائل اسلام سے پورے واقف نہ ہونے میں اُن ہی دو قسم کے مسلمانان مدراس کی مانند ہیں۔ آپ کی تقریروں سے گو جوش اسلام ظاہر ہوتا ہے۔ اور جہانتک ہو سکتا ہے آپ مذاہب غیر کے مقابلہ میں اسلام کو مدد دیتے ہیں اور بقول بعض اشخاص آپ اس خدمت اسلام میں وقف ہو رہے ہیں۔ مگر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ آپ دین اسلام کے عالم نہیں ہیں اصول و مسائل اسلام سے اسی قدر واقفیت رکھتے ہیں جسقدر انگریزی خوان طالب العلم انگریزی کتب و تصنیفات تحریرات اخبارات میں اسلامی مسائل پڑھکر واقف ہو جاتے ہیں جب وہ سب سے پہلی دفعہ لاہور میں آئے اور جنے اُن کے دو تین گھنٹوں اُن کی نسبت یہی رائے قائم کی اور یہ رائے نہ صرف میری شخصی رائے ہے بلکہ جمہور اہل الرائے کی جو دین اسلام سے واقف ہیں یہی رائے ہے۔ ہائسٹر صاحب سے کوئی پوچھیگا تو امید ہے وہ بھی اس رائے کو تسلیم کرینگے لہذا اُن کا مرزائی ہو جانا ویسا ہی ہے جیسے انگریزی اسکول کے بعض طالب العلموں کا مرزائی ہو جانا ہے۔

ہاں اس میں شک نہیں کہ اگر وہ پورے مرزائی ہو گئے ہیں تو وہ مدراس کے ان دو قسم مسلمانوں کو ضرور ضرر پہنچائینگے۔ اسکا تدارک اہل اسلام پر واجب ہے اور وہ اس صورت

158

سے کرسکتا ہے جو ہم مستقل مضمون موعود مین بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ +

اخیر میں جو خلیفہ ایڈیٹر نے کادیانی کے مخالفین کی ذلت و مسکنت کی جھوٹی خبر دی ہے یہ اُسی شجرۃ الکذب کا پھل ہے۔ اور یہ ہر ایک خلیفہ کادیانی کی سنت لازمہ و خاصہ شاملہ ہے۔ اس کا سفید جھوٹ ہونا۔ خلیفہ حامد کی دروغ گوئی کے رد میں ثابت کیا گیا ہے اور ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ کادیانی کے مخالفین خدا کے فضل و کرم سے صحت عافیت و عزت و برکت کے ساتھ خوب دندناتے ہیں اور شب و روز تحریراً و تقریراً کادیانی کی بیخکنی کے لئے خدا کی طرف سے مؤید و موفق ہیں۔ یہ ذلت اور مسکنت تو کادیانی ہی کی صفت لازمہ و عرض غیر مفارق ہے جسکا منہہ صدہا روپیہ کی آمدنی پر بہی سوال سے بند نہیں ہوتا اور کاسہ گدائی اُس کے ہاتھ سے نہیں چھوٹتا یا اس کے ان خلفاء اور حواریوں کے نصیب میں آگئی ہے جو ریاست جموں میں آٹھ سو روپیہ ماہوار کے نوکر تھے اور بطفیل متابعت کادیانی کے اُس نوکری سے اس شدید حکم کے ساتھ جو کہ اتنے گھنٹوں میں جموں سے نکل جاؤ خارج و معزول کئے گئے یا جو بہوپال میں ایک سو روپیہ ماہوار کے معزز عہدہ دار تھے۔ اور اب وہ بیس تیس روپیہ چندہ پر گذارہ کر رہے ہیں۔ اور آئندہ یہ کاسہ گدائی بھی خالی ہوتا نظر آتا ہے +

خلیفہ ایڈیٹر نے کادیانی کے مخالفین کی آئینہ صفت صورت میں ان ہی حضرات کی یہ صورت دیکھی ہوگی ؎ در آئینہ بیند ہر کس رخ خویش +

خلیفہ ایڈیٹر کے اپنے گذارہ کا حال بھی اُن کے واقفوں پر مخفی نہیں ہے وہ پہر ظاہر کیا جائیگا اگر خلیفہ صاحب کو اپنی اس بیہودہ گوئی پر اصرار رہا +

مولوی محمد حسن صاحب کا دوسرا خط متعلق دروغگوئی خلیفہ حامد سالکوٹی

دروغ گوئی کادیانی کی پہلی دم کامل اور مکمل ہو کر لگ گئی۔ اور اس کی دو کاپیاں لکھی گئیں

اور وہ کس ذریعہ سے ہوئی تھی۔

سوال بست و نہم دلیپ سنگھ کی ناکامی سے واپسی اور دیانند سرستی کی موت کی نسبت جو آپنے پیشگوئی کی تھی۔ وہ کس عنوان سے تھی اور اُسکی اشاعت کیونکر ہوئی

اُن چار آخری سوالات مین جن پیشگوئیونکا ذکر ہے۔ انمین کوئی مستقل بحث مقصود نہین بلکہ اسی پیشگوئی متعلق موت خسر فرضی جناب مین بحث کرنے کے وقت اُن سے ضرورت متعلق ہوگی۔

سوال سی ام جس شخص کو کسی امر کے چند ساعات کے بعد واقع ہو جانیکا علم و یقین ہو۔ وہ اُس کے ظاہر و ثابت کرنے اور دوسرے کو اِس مقابلہ سے عاجز کرنے کے لئے اِس امر کے چند دنون کے بعد واقعہ ہونے اور اگر چند دنو نکے بعد اُسکے وقوع کا علم ہو تو چند مہینون کے بعد اُسکے واقعہ ہونے۔ اور اگر چند مہینون کے بعد اُسکے وقوع کا علم ہو تو چند سالون کے بعد اُسکے واقعہ ہونے کی خبر دے۔ تو اُس سے اُسکا علم و یقین ثابت ہوتا ہے۔ یا یہ شک یا گمان پیدا ہوتا ہے کہ اُسکو اِسکا علم نہ تھا بلکہ اُسنے صرف ظن سے کام لیا۔ اور احتیاط و پیش بندی کرکے ساعات کی جگہ دنون کو اور دنون کی جگہ مہینون کو اور مہینون کی جگہ سالون کو اختیار کیا۔ اسکو یقین ہوتا تو جس کمتر وقت پر اس امر کا وقوع ہوا ہے۔ اُسیکو وہ بیان کرتا۔ جواب[۲] مین اگر شق اول اختیار کیجاوے تو اُس کی نظیر مین کوئی الہامی پیشگوئی پیش کیجائے جسمین خدا تعالیٰ نے ایک واقعہ قریب الوقوع کی ابعد مدت کے بعد واقع ہونے کی خبر دیکر اوس سے مخالفین اور منکرین پر حجت قائم کی ہو۔ قرآن مین ایسے نظائر تو موجود و معلوم ہین کہ بعید الوقوع واقعہ کے وقوع کی ایسے الفاظ سے خبر دی ہو۔ جن سے اُسکا قریب الوقوع ہونا خیال مین آسکے اور اس سے مومنون کے دل مین تسکین و امید اور مخالفون کے دل مین دائمی خوف اور غم پیدا ہو چنانچہ فتح روم کی جو سات یا نو

اور اس کی دوسری دم بھی اکثر نکل چکی تو میرے عزیز دوست مولوی محمد حسن صاحب کا دوسرا خط خاکسار کے پاس پہنچا۔ اس خط میں اُنہوں نے گفتگو متعلق مباہلہ کے تفصیل کی ہے۔ جو تفصیل خلیفہ حامد کی کئی بیانوں کے مخالف ہے۔ اور نیز تکفیر کا دیانی میں آپ اپنی توقف کی ایک وجہ مزید کی ہے۔ ان دو باتوں کے سوا اس میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ مضامین اس پہلے خط کی تصدیق و تائید ہے +

وازانجا کہ گفتگو متعلق مباہلہ کے ہم نے کوئی تفصیل نہیں کی۔ جس کی اس خط دوم سے تصدیق کی ضرورت ہو۔ بلکہ تفصیل خلیفہ حامد کی صرف تین سفید جھوٹ ظاہر کئے ہیں۔ کہ ازانجملہ ایک کاثبوت کادیانی کے اعلان سے دیدیا ہے اور دوسرے کی ثبوت میں مولوی محمد حسن صاحب کا حوالہ دیا ہے۔ لہذا ہم کو اس گفتگو کے متعلق پوری تفصیل کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ صرف اُن ہی دو باتوں کا جن کی بابت مولوی صاحب کا حوالہ دیا گیا ہے نقل کرنا کافی ہے ہاں جو مولوی صاحب نے عدم تکفیر کی مزید وجہ بیان کی ہے وہ پوری بیان کرنی ضروری ہے شاید عزیز مولوی صاحب کا اس میں فائدہ ہو +

اخلاص عزیز مولوی مولوی صاحب لکھتے ہیں کچھ دنوں بعد (یعنے گفتگو متعلق مباہلہ کے بعد) پھر منشی سعد اللہ صاحب میرے پاس تشریف لائے میں مولوی محمد احسن امروہی کا رسالہ تحذیر الناس دیکھ رہا تھا۔ اس پر مرزا صاحب کا ذکر شروع ہوا۔ اور میں نے تکفیر سے اپنا توقف ظاہر کیا منشی سعد اللہ صاحب نے کہا کہ تو نے پہلے استفتا پر دستخط کیا تھا۔ اب توقف کا سبب کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے پہلے بھی توقف ہی تھا۔ اور دل میں سوچ رکھا تھا کہ اپنی علیحدہ عبارت لکھکر دستخط کرونگا۔ چونکہ دستخطوں کا جلسہ بچند وجوہ موجب پریشانی تھا میں اُس احتیاط کو بھول گیا اور جلدی میں چلتے چلاتے دستخط کر دیئے۔ مولوی صاحب کے تشریف لیجانے کے بعد خیال آیا تو مولوی صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ آپ مجھے اطلاع بخشیں میرے دستخط کس عبارت کے نیچے ہیں؟ +

159

یہ قول عزیز مولوی صاحب کا خلیفہ حامد کے دوسرے جھوٹ کا جھوٹ ہونا ثابت کر رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ عزیز مولوی محمد عزیز صاحب نے فتنائی پر خود دستخط کیا تھا۔ نہ خاکسار نے اور عزیز مولوی صاحب نے، پتہ اللہ کیا ہوا ہوگا۔ میرا نام نہ لکھنا پھر مولوی صاحب لکھتے ہیں۔ ۲۵ جولائی ۱۹۳۵ء کو جناب کا نظارت سے نام آیا جس مضمون یہ تھا۔ ہم نے سنا ہے تکفیر میں تجھے شک و تردد ہے۔ کیا یہ تردد پہلے سے تھا یا مضمون اس کا رسالہ دیکھکر پیدا ہو گیا +

یہ قول عزیز مولوی صاحب کا خلیفہ حامد کے تیسرے جھوٹ کا جھوٹ ہونا ظاہر کر رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ میرے عزیز مولوی صاحب کے مباہلہ کی بابت کچھ نہ لکھا تھا صرف رسالہ تحذیر کا کچھ اُن پر اثر کرنا سنکر اس کی بابت کچھ لکھا تھا +

پھر عزیز مولوی صاحب مزید وجہ عدم تکفیر کی بابت لکھتے ہیں +

رات کو مسئلہ تکفیر کا ذکر آیا خاکسار نے عرض کیا کہ مجھے توقف ہے اور یہی عرض کیا کہ تکفیر سے غرض یہ ہے کہ عوام بچ جائیں اور ایسے شخص کو چھوڑ دیں۔ مگر اس زمانہ میں ایسے فتووں کا کچھ اثر نہیں ہوتا لوگ ڈرتے نہیں بلکہ ہنستے ہیں اور کافر کہنے والوں کو کافر کہدیتے ہیں۔ اس پر لاہور کا ایک قصہ بھی سنایا کہ چند شخصوں کی ہمارے مخالفوں نے تکفیر کی تھی مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ مسجد میں جناب کی اور خاکسار کی اس بارہ میں گفتگو ہر گز نہیں ہوئی +

۔۔۔ حضرت من ایک اور بات مجھے اللہ کریم نے یاد دلائی وہ یہ ہے کہ جب رات کو آپ مجھ سے تکفیر کی بابت پوچھ رہے تھے اسوقت میرا ناصر نواب صاحب کا ذکر خیر کیا جناب نے اسکے جواب میں فرمایا کہ میر صاحب مسلمان ہیں نیت بخیر ہیں ۔۔۔ دیوبند کے ہیں اگر کہنے اس وجہ سے بھی یہ فائدہ اٹھانے اور اپنے ناظرین کو سنچاتے ہیں اس وجہ سے تاثر ہے

کہ اگر شوکت اسلام ہو اور علماء کے فتووں کا مخالفوں پر بھی اثر پڑے تو عزیز مولوی صاحب اپنے تردد توقف کو دور کریں اور کادیانی کا کفر ثابت کر کے ضرور اسکو وہ سزا دیں جو خلفاء اسلام کے وقت زندیقوں کو مل چکی ہے +

میر ناصر نواب کے متعلق جو عزیز مولوی صاحب نے ہمارا خیال نقل کیا ہے۔ وہ ابتک ویسا ہی ہے۔ ہمارے خیال ہیں ناصر نواب کادیانی کی طرح زندیق جہمی مرتد و معاند نہیں ہے بلکہ وہ دھوکہ میں آگیا ہے۔ آپ مع الخیر عامی ہو کر تقلید سلف چھوڑ کر مجتہد بنے ہوئے ہیں۔ لہذا جس آیۃ یا حدیث کے معنے جو کادیانی سمجھ لیتا ہے وہ اسکو منکر اسکے پیرو ہو جاتے ہیں۔ پھر جب اشاعۃ السنۃ دیکھ کر ان معنے کا کفر ہونا سمجھ لیتے ہیں تو توبہ کر لیتے ہیں۔ نہ ذاتی علم رکھتے ہیں نہ ذاتی فہم +

یہ امران سے دو دفعہ وقوع میں آچکا ہے۔ ایک دفعہ روپڑ ضلع انبالہ میں دوسری دفعہ پٹیالہ میں۔ تیسری دفعہ کادیانی کے دام میں پھنسکر وہ کادیانی کے بہکانے سے اشاعۃ السنۃ کی خریداری موقوف کر بیٹھے ہیں۔ اس لئے نئے پرچے اشاعۃ السنۃ دیکھکر وہ تائب نہیں ہوئے۔ وہ خاکسار سے ایک دفعہ ملیں یا اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ وغیرہ دیکھیں تو امید ہے ضرور وہ راہ راست پر آجائیں۔ اللھم وفقہ لذالک

ایک اور تحریر میں کادیانی اور اسکے خلیفہ حامد سیالکوٹی کی تازہ دروغ گوئی

کادیانی صاحب نے اپنے خلیفہ حامد سیالکوٹی سے "رسالہ جنگ مقدس کا فوٹو" لکھوایا تو اس میں مباہلہ کا قصہ بھی درج کرا دیا اور اس میں بہت سے جھوٹوں کے ساتھ ایک یہ جھوٹ صفحہ ۳۱ میں درج کرایا۔ کہ مولوی محمد حسین کے اس سوال پر کہ آپ اس طرح دعا کریں کہ الٰہی مجھے جو اپنی کتابوں میں نبوت کا دعوی کیا ہے ملائکہ سے انکار کیا ہے معراج سے انکار کیا ہے بہشت و دوزخ سے انکار کیا ہے۔ اگر ان کفریات میں میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر لعنت بھیج۔ حضرت اقدس مرزا صاحب نے

160

فرمایا کہ میں تو مسلمان ہوں اور ایسی باتوں کا منہ پر لانا کفر سمجھتا ہوں پھر یہ کیسے کہوں پھر آپ نے احسان یہ کہدیا کہ ہم یوں کہدینگے کہ اے اللہ تعالیٰ جو کچھ میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اگر اس سے میرا نبوت کا دعویٰ ہے یا ملائکہ سے انکار یا معراج سے انکار تو مجھ پر لعنت بھیج اس پر بھی شیخ جی مباہلہ سے منکر ہو گئے +

بہیان سراسر کذب و بہتان ہے۔ نہ میں نے اس عنوان سے دعا کا سوال کیا۔ نہ کادیانی نے اس عنوان کی دعا سے پہلے انکار اور پیچھے اقرار کیا +

میرا سوال یہ تھا کہ اگر آپ واقعی حضرت مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ سمجھتے ہیں۔ اور خود مسیح موعود اور مدعی نبوت ہیں اور نفی نزول ملائکہ اور معراج جسمانی آنحضرت کو حق سمجھتے ہیں تو یوں دعا کریں کہ الٰہی اگر میں ان اعتقادوں میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر لعنت بھیج۔ اور اگر ان باتوں کے آپ مدعی و قائل نہیں تو یوں دعا کریں کہ الٰہی ان باتوں کا میں قائل ہوں تو مجھ پر لعنت بھیج۔ کادیانی نے دونو صورت سوال سے دعا کرنا منظور نہ کیا۔ صرف بملایہ کہنا چاہا کہ جو کچھ میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے وہ سب خدا اور رسول کے فرمودہ کے مطابق ہے اور مباہلہ سے گریز و فرار اختیار کیا اسکی تفصیل بادلیل اس مضمون میں ہوگی جو بعنوان "مباہلہ سے کادیانی کی گریز" ہم عنقریب شائع کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ +

اس مقام میں ہم اہل اسلام حاضرین جلسہ کی شہادات پیش کرتے ہیں جو انہی دنوں میں ہم نے بذریعہ استشہاد حاصل کی تھیں۔ مولوی عبداللہ صاحب لکھتے ہیں +

بیشک مولوی محمد حسین نے مرزا کادیانی سے بطریق تفصیل مباہلہ کے خواستگاری کی۔ اور فرمایا کہ اگر تفصیل سے اُس کو انکار ہو۔ تو حاضرین مجلس اس انکار کو گریز تسلیم کریں۔ پھر میں اُسی اجمال پر اُن سے مباہلہ کرونگا۔ مگر کادیانی نے اُس امر کو منظور نہ کیا۔ آخر الامر انسپکٹر نے بعد نکالدینے مرزا کے عیدگاہ سے مولوی محمد حسین صاحب کا شکریہ ادا کر کے کہا کہ مرزا چلا گیا ہے آپ بھی تشریف لیجاویں +

عبداللہ عفی عنہ ساکن لودھیانہ

شیخ عبدالعزیز صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام امرتسر لکھتے ہیں۔
میں عیدگاہ میں موجود تھا مولوی ابوسعید صاحب کا میں پیغام لیکر گیا تھا لیکن افسوس کہ
مرزا صاحب نے مولوی ابوسعید صاحب کی کچھ نہ سنی۔ محمد عبدالعزیز
انہی صاحبوں کی تائید و تصدیق بیان میں بہت سے حاضرین و شاہدین جلسہ حسب تفصیل ذیل
اپنے دستخط اور العبد کرتے ہیں۔

احمد علی بن عبدالجبار ابن عبداللہ غزنوی

حافظ عمرالدین الگجراتی الڈگوی حال وارد امرتسر

عبدالرحمن بن عبدالرحمن عفا عنہما الجنان عمرپوری

عبدالملک بن سید احمد غزنوی

عبدالاعلیٰ بن عبدالعزیز غزنوی

خاکسار محمد اسمٰعیل ساکن موضع بنبانوالہ

ابوالمبارک عبدالرحمن بریلوی حال وارد امرتسر

فضل حق حسین پوری

زیب حسن حسین پوری

عاجز ہم درمیدان مباہلہ حاضر بود کلام خصمین از باعث کثرت ازدحام بسمعم نہ رسید مگر ازان اشخاص
کہ حاضرین آن مجلس بودند و روات ثقات اند ہمیں شنیدم کہ کادیانی از مباہلہ بالتفصیل
انکار کرد و فرار نمود۔ احمد بن عبداللہ غزنوی

ابوادریس عبدالغفور بن محمد بن عبداللہ غزنوی

وبھذا اشھد عبدالاول بن محمد بن عبداللہ غزنوی

پیر جمال الدین امام مسجد تیلیاں والی

امیر بخش خیاط

اللہ بخش عرف خدا بخش

اللہ بخش

قادر بخش

غلام قادر

عبداللہ

اسداللہ

محمد سلطان

161

اللہ بخش | محمد رمضان خیاط | عبد الرحیم | حافظ نور احمد

شیر محمد صوفی | محمد یونس حسین پوری | نور الدین حاضر مجلس

غلام مصطفی خان سابق صدر منصرم امرتسر کٹرہ مہاں سنگھہ

غلام محمد رنگریز ساکن امرتسر کٹرہ آبلو والیاں

الٰہی بخش ساکن امرتسر کٹرہ لوہگڑہ ذات افغان پیشہ رنگریزی حاضر مجلس

یہ واقعہ مینے بہی اس مجلس میں سُنا عبد الواحد المعروف نظام الدین خان محافظ دفتر ضلع امرتسر

محمد یامین ٹھیکہ دار حسین پوری

شیخ احمد چپراسی تحصیل امرتسر

امانت اللہ بن رحیم بخش | اللہ بخش | تاج الدین

شاید کادیانی یا اُسکے خلفاء ان شہادات کی نسبت شہادت جلسہ خیر مباحثہ لودیانہ کی مانند یہ اعتراض کریں کہ انمیں کسی رئیس کی شہادت نہیں صرف مولویوں اور انکے پیروان کی شہادتیں ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ آپنے بہی اپنے بیان متعلق مباہلہ پر کسی رئیس کی شہادت درج نہیں کی صرف خواجہ یوسف شاہ صاحب رئیس امرتسر کا نام لکھدیا ہے جیسا کہ مباحثہ لودہیانہ کے متعلق صرف چند اعیان کے ناموں کی فہرست چھاپ دی تہی آئندہ آپ کسی رئیس کی شہادت اپنے بیان کی مصدق چھاپ دینگے۔ تو ہم بھی اپنے بیان کی تصدیق اسکی مثل شہادت پیش کرینگے۔ تازہ دروغ گوئیاں ان حضرات کی اور بہت ہیں مگر بیان کو جگہہ بند دہ پہر سہی

مضمون دوم

کادیانی کے عربی خطبہ کتاب وساوس کی بعض اغلاط کی فہرست

کادیانی نے جو خطبہ اور مقاصد کتاب وساوس میں عربی عبارت لکھی ہے۔ اس سے اُس کے بعض حمقا اتباع اُس کا ولی وصاحب الہام وہبط کلام الٰہی ہونا نکالتے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ اس شخص نے کسی مدرسہ میں عربی کی تعلیم نہیں پائی۔ اور کسی اُستاذ کی عربی میں شاگردی نہیں کی۔ باایں ہمہ ایسی ادق اور مقفّٰی عربی اُس نے لکھ ڈالی ہے تو یہ بجز الہام وتعلیم الٰہی کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور بعض جہلا اس سے اسکا عالم متبحر ہونا ثابت کر رہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ کادیانی عالم متبحر اور عربی میں بڑا ماہر ہے۔ نہ ہوتا تو اتنی لمبی اور مشکل عبارت کیونکر لکھ سکتا۔ مگر حقیقت شناس اس عبارت سے اُس کا جاہل ہونا۔ اور کوچۂ عربیت سے اُس کا نابلد اور دعوئ الہام میں کاذب ہونا نکالتے اور وہ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ عبارت عرب کی عربی نہیں اور اس کی فقرہ بندی محض بے معنی تک بندی ہے۔ اِس میں بہت سے محاورات والفاظ کادیانی نے از خود گھڑ لئے ہیں عرب عربا سے وہ منقول نہیں۔ اور جو اس کے عربی الفاظ وفقرات ہیں اُن میں اکثر صرف ونحو وادب کے اصول وقواعد کی رو سے اسقدر غلطیاں ہیں کہ ان اغلاط کی نظر سے اُن کو مسخ شدہ عربی کہنا بیجا نہیں۔ اور اُن کے راقم کو عربی سے جاہل اور الہام وکلام الٰہی سے مشرف ومخاطب ہونے سے عاطل کہنا زیبا ہے +

ہم اِن اغلاط کی تفصیل اُسوقت کرینگے۔ جب کادیانی صاحب ہماری شرط کو جو نمبر ۲ جلد ۱ صفحہ ۳۴ میں ہم شائع کر چکے ہیں منظور کر کے اُس کا اشتہار دینگے۔ اس مقام میں ہم اُن اغلاط عبارت مذکور کو بطور نمونہ خروار دیکے از ہزار شائع کرتے ہیں جو ہمارے بعض احباب اہل علم نے بیان کی ہیں۔ مگر اس سے پہلے ایک [illegible]

ضروری سمجھتے ہیں۔ جس سے ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ اس اغلاط گیری و نکتہ چینی سے کادیانی کا عربی سے جاہل اور شرف الہام و کلام الٰہی سے عاطل ہونا کیونکر ثابت ہو سکتا ہے۔ باوجودیکہ یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ غلطی بڑے بڑے لائق اشخاص سے ہو جاتی ہے۔ اور وہ اُنکی لیاقت میں بٹہ نہیں لگاتی چنانچہ کہا گیا ہے +

شعر

گرتے ہیں شہسوار ہی میدان رزم میں + وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے +

وہ تمہید یہ ہے

خدا تعالیٰ و تقدس اور اُس کے رسول معصوم و مقبول کے بعد کسی شخص کا اپنے کلام میں کوئی غلطی کرنا محل تعجب نہیں۔ بلکہ کسی انسان سے اُس کے انسانی کام میں غلطی نہ ہونا یہ امر موجب تعجب ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے سہو و نسیان جو غلطی کا منشاء و مولد ہے ایک لازمی امر ہے اور مقولہ "اول ناس اوں ناس" اور مقولہ "الانسان یساوق النسیان" مسلمہ مقولے ہیں +

بناءً علیہ کسی لائق انسان کے کلام میں مطلق غلطی اُس کے علم و فضل و کمال میں نقصان و زوال کی موجب نہیں ہو سکتی۔ بڑے بڑے شاعر امرء القیس اور اُس کے ہمسر ایسے گذرے ہیں کہ اُن کے کلام میں دوسروں نے غلطیاں نکالی ہیں اور پھر اُن کی شاعری غیر مسلم نہیں ہوئی۔ اور بہت ادیب جغلیب ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے بعض محاورات میں لغزش کھائی ہے۔ پر وہ اُن کی منقصت کی موجب نہیں سمجھی گئی۔ لہٰذا غلطی کلام سے متکلم کی بے علمی و نالائقی ثابت کرنے کے لئے کوئی ایسی شرط یا اصول مقرر ہونا چاہئے جس میں معذرت بالا کی گنجائش نہ ہو +

ہمارے نزدیک اور ہر ایک صاحب خبرت و انصاف کے نزدیک وہ شرط یا اصول یہ ہے کہ غلطی جو کمال میں نقصان یا زوال پیدا کرتی ہو۔ وہ ہے جس کا صدور اہل علم و کمال سے

عادۃً محال ہو۔ اور اگر وہ معمولی اور ممکن الوقوع غلطی ہو تو اُس کا وقوع و صدور اس کثرت سے نہ ہو اُس کا نمبر فیصدی پچاس سے بڑھ گیا ہو۔

محال ہونے صدور کی مثال عربی کا ایک یہ فرضی جملہ ہے "ضرب زید عمرو فی الدار قائماً بالخشبۃ" جس کا ترجمہ یہ ہے کہ زید نے عمرو کو گھر میں کھڑا ہو کر لکڑی سے مارا۔ اس جملہ میں زید کو جو ضرب کا فاعل ہے زیر سے پڑھنا اور عمرو کو جو مفعول بہ ہے پیش سے اور دار کو جو فی کا مجرور اور معرف بلام ہے تنوین اور پیش لگانا اور قائماً کو جو حال ہے زید پر خشبہ مجرور کو زبر ایسی اغلاط ہیں کہ ادنیٰ اہل علم سے جسکو کم سے کم نحو کی پہلی کتاب (نحو میر) بھی آتی ہو ان کا صدور محال ہے اور جس کے منہ سے ایسی غلطی نکلے اُس کو کسی اہل علم کا اہل علم سمجھنا ناممکن ہے اور جو ایسے شخص کو اہل علم سمجھے۔ وہ خود جاہل و بے علم کہلاتا ہے +

کثرت غلطی کی تحدید پر دلیل لانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ آجکل بچہ بچہ جانتا اور مانتا ہے کہ جو پرائمری سکول کا طالب علم فیصدی پچاس سے کم نمبر پاتا ہے وہ پاس نہیں ہوتا اور جس شخص کی کلام میں غلطی زیادہ اور صحت ایسی کم ہو۔ جیسے آٹے میں نمک ہوتا ہے وہ اہل علم نہیں کہلاتا +

یہ مدعی علمی کمال کی کلام میں غلطی نکالنے کی شرط و اصول ہے۔ اور اگر کسی کلام کے الہامی ہونے کا دعویٰ ہو۔ یعنی اُس کو کلام خدا کہا جائے۔ (رسول علیہ السلام پر اُس کے نازل ہونے کا دعویٰ ہو خواہ کسی قائمقام رسول پر جسکو رسول کی مانند معصوم اور غلطی و خطا سے محفوظ سمجھا جائے) تو اس کلام میں مطلق غلطی نہ ہونا شرط ہے اور اس میں ایک غلطی بھی اُس کے الہام ہونے کی مبطل ہے۔ الہامی کلام میں فیصدی یا فی ہزار یا فی لاکھ (مثلاً) ایک غلطی بھی ہوگی تو وہ کلام الہامی نہ سمجھا جائیگا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جو اس کلام کا متکلم فرض کیا گیا ہے۔ اس سہو نسیان سے جو غلطی کا منشاء و مولد ہے پاک ہے قال اللہ تعالیٰ "وما کان ربک نسیاً" لہذا جس کلام میں غلطی ہو

163

یہ غلطی ہی کیوں نہ ہو وہ خدائے پاک اور مقدس کا کلام نہیں۔ اس شرط
کو اصول کو ناظرین باتمکین محفوظ ملحوظ رکھیں گے۔ اور پھر کادیانی کی ان اغلاط
کو جو ہم بیان کریں گے غور و توجہ سے ملاحظہ کرینگے تو یقین اور ایمان لائینگے
کہ وہ اغلاط اس قسم (لائق معافی) سے نہیں ہیں کہ وہ کادیانی کے دعوئ
علم و کمال ظاہری و باطنی میں خلل انداز نہ ہو سکیں بلکہ وہ ایسی اغلاط
ہیں۔ جو کادیانی کے کمال علم و الہام کو خاک میں ملاتی ہیں۔ ان میں
بہت ہی غلطیاں ایسی ہیں کہ ان کا صدور نحو سیہ جاننے والے سے
بھی ناممکن ہے۔ جیسے اس کے لفظ "فود" کو بحالت جر واو سے لانا یا
فعل متعدی بدو مفعول کے ایک مفعول کو جمع اور دوسرے مفعول کو
مفرد لانا یا صفت کو جمع اور اُس کی خبر کو مفرد لانا۔ جس کی مثالیں فہرست
نحو سیہ میں موجود ہیں۔ یا اس کا صفحہ ۱۳۰ سطر ۸ میں جملہ سمنا مبتجر عاً میں
حال صیغہ مفرد تبتجر عاً کو مفرد کرنا یا صفحہ ۱۲
سطر ۱۰ میں صیغہ مضارع یقوم بجزم۔ یبالی کو ان کے شرط ہونے
کی حالت میں مرفوع کرنا۔ جزم نہ دینا۔ جن کی تصحیح اُس نے کسی اہل علم کی
بھی جو اُسے غلط نامہ کتاب میں کی ہے۔ اور اس سے یہ بات جتائی ہے کہ
اس کی قلم سے یہ اغلاط اس وجہ سے نکل گئی تھیں کہ اُس کو نحو سیہ کے
مسائل یاد نہ آتے۔ کیونکہ یہ اغلاط کاتب کی اغلاط نہیں ہو سکتیں۔
کاتب اصل لفظ کی جگہ ایسے لفظ تو لکھ دیتا ہے جسکو جاہلانہ شہرت سے صحیح سمجھتا ہو جیسے کسی نے خروسی
صقعا کی جگہ خرعیسی لکھ دیا تھا کاتب جاہل سے ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ جو لفظ اُس کا مشکل
نہ ہو۔ اور اُس کے جاہلانہ خیال میں بھی کبھی نہ گزرا ہو اُس کی جگہ دوسرا لفظ جیسے
مبتجر عین کی جگہ مبتجر عاً اور تنخف کی جگہ یخاف درج کر دے

برس کے بعد ہونے والی تھی لفظ بضع سے جس سے ادنی تین برس بھی مفہوم ہوتے ہین خبر دینا ہے لہذا اس قسم کی نظیر پیش نکرین۔ بلکہ ایسی نظیر پیش کرین جسمین قریب الوقوع واقعہ کی بعد مدت مین واقع ہونے کی پیش گوئی مقام تعجیز خصم مین کی گئی ہو۔ اور اگر جواب (۲) مین شق ثانی اختیار کرین تو یہ بتاوین کہ آپکی اس پیشگوئی مین آپکے ملہم نے یہ احتیاط و پیش بندی کیون کی کہ جو واقعہ چار مہینے سے کم عرصے مین واقع ہونے والا تھا اُسکا وقوع تین برس کے عرصہ مین بتایا باوجودیکہ قریب مدت بتانے مین آپکا غلبہ اور بزعم آپ کے معجزہ ثابت ہوتا تھا۔ اس احتیاط سے آپکے ملہم پر یہ گمان و اعتراض نہین ہوتا کہ اُسکو چار مہینے کے بعد وقوع اوس واقعہ کا علم نہ تھا۔ علم ہوتا تو عین مقابلے اور تحدی اور اعجاز کے مقام مین اوسی قریب مدت کے بعد اُسکے وقوع کی خبر دیتا احتیاط و پیش بندی سے کام لیکر مہینون کی جگہ تین سال نہ بولتا۔

سوال سی ویکم۔ دوسرے کشف مین جو آپکو بتایا گیا تھا۔ کہ بہت عرصہ نہین گذریگا کہ آپ کا خسر فرضی مرجائیگا اس امر کو آپنے کسی تحریر مطبوع یا قلمی کے ذریعہ سے مشتہر کیا تہا یا نہین۔ مشتہر کیا (۲) تو اسکا کیا ثبوت آپ دے سکتے ہین۔ وہ (۳) تھوڑا عرصہ جو اس کشف مین بتایا گیا تہا۔ مہینون کا تہا یا سالونکا۔ اگر (۴) سالون کا بتایا گیا تھا تو کیا پھر وہ اس اعتراض کا محل نہین ہو سکتا جو شق ثانی جواب سوال نمبر ۳۰ پر وارد ہوا ہے۔ اور (۵) اگر وہ مہینونکا بتایا تھا تو آپنے اُسکو مقام مقابلہ و تعجیز منکرین مین ظاہر کیون نہ کیا۔ اور (۶) اگر کچھ بھی نہین بتایا تو اس کشف سے کونسا فائدہ جدید حاصل ہوا جو پہلے الہام سے نہوا تھا۔ کوئی (۷) فائدہ نہین ہوا۔ تو پھر کیا یہ کشف لغو نہین ٹھہرتا۔ کیا (۸) اس کشف پر یہ اعتراض وارد نہین ہوتا کہ آپنے اُسمین اُن جوگیونکا اقتدا کیا ہے جو ایک گھر مین لڑکا پیدا ہونے کی خبر دیتے ہین اور ہمسایہ کو یہ کہہ جاتے ہین کہ اس گھر مین لڑکی پیدا ہوگی۔ پھر اگر لڑکا پیدا ہوا تو گھر والونکو

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

یہ ضرور حضرت کے اغلاط ہیں۔ آپ کا اصل مسودہ ایک مجلس میں پیش کرکے اُس پر آپ سے مباہلہ کرایا جائے۔ تو ضرور چور پکڑا جائے۔ اور جو غلطیاں آپ کی کلام میں معمولی اور اہل علم سے ممکن الصدور ہیں اور اس لئے وہ قابل عفو بھی ہیں جیسے صلابت میں مِن کی جگہہ عن لانا وعلی ہذا القیاس وہ اس حد کثرت کو پہنچ گئے ہیں کہ اس کثرت کے ساتھہ کوئی ممتحن خواہ کیسا ہی متاہل و نرم و رحم دل ہو کادیانی کو پاس نہیں کرسکتا۔ اور اہل علم ہونے کا ڈپلوما۔ یا سارٹیفکٹ نہیں دے سکتا۔ اور اِن غلطیوں سے (قسم اول سے خواہ دوم سے) اِس کلام کی نسبت الہام کا خیال (کادیانی کو ہو خواہ اُس کے اتباع جہال کو) تو ایسا ملیامیٹ ہوتا ہے۔ کہ اُس میں کسی اہل عقل و انصاف کو شک و تامل نہیں رہتا۔ اِسی وجہ سے ہم نے اِن اغلاط کی تفصیل و بیان سے تعرض کیا ہے۔ ورنہ بجز خدا و رسول کے کون شخص ہے جو غلطی نہیں کرتا +

تمہید ختم ہوئی۔ اب وہ فہرست بضمن ایک نقشہ کے بیان ہوتی ہے +

وہ نقشہ صفحہ ۳۲۱ لغایت ۳۲۸ میں ہے

مگر وہ عموماً تب شائع ہوگا جبکہ کادیانی کی تفسیر عربی سورہ فاتحہ شائع ہو چکیگی۔ کیونکہ اگر یہ نقشہ اس سے پہلے شائع ہوا تو کادیانی اِس نقشہ کو دیکھکر اِس قسم کی غلطیاں تفسیر کی درست کرلیگا پھر ہم کو اس تفسیر پر پوری نکتہ چینی کا موقعہ نہ رہیگا جو معاون اہل علم اُس نقشہ کو قبل اشاعت عام دیکھنا چاہیں وہ یہ حلفی عہد دیکر اسکو طلب کرسکتے ہیں +

بتائی ہوئی خبر کو پیش کرکے اپنا سچ ثابت کیا اور نذرانہ لیا۔ اور اگر لڑکی ہوئی تو کہدیا کہ ہمنے ہمسایہ کو کہدیا تھا۔ کہ لڑکی ہوگی۔

آپنے بھی بعینہ یہ کام کیا ہے۔ کہ ایک الہام مین تین برس کی میعاد ٹہرادی۔ دوسری کشف مین عنقریب کی خبر دی۔ پہ جلدی کام ہوگیا۔ تو یہ کہدیا کہ ہمنے عنقریب وقوع کی خبر دی تھی۔ دیر ہوگئی تو تین برس کی مدت کو پیش کیا۔ جسمین کسی نہ کسی اختیاری تدبیر سے یا اتفاقی تقدیر سے ایک شخص کا کام تمام کرنا ممکن ہے۔

سوال سی و دوم آپکی متمسکہ آیات سے پہلی آیت مین جو حضرت موسی کی پیشین گوئی کا سچا ہونا بیان ہوا ہے اس سے یہ کیونکر ثابت ہوتا ہے۔ کہ جس شخص کی کوئی پیشینگوئی اتفاقاً سچ نکلے وہ ملہم ہوتا ہے۔ کیا بعض اوقات جھوٹے کی بات سچ نہین نکلتی۔ (چنانچہ سوالات سابق مین پوچھا گیا ہے) پہر یہ آیہ اس جھوٹے کو کیونکر ملہم بناتی ہے۔ اور جو اس آیہ مین بیان ہے۔ کہ خدا تعالے مسرف کذاب کو راہ نہین دیتا۔ اسکے یہ معنے کس دلیل سے متعین ہین۔ کہ خدا تعالے جھوٹے مدعی الہام کی پیشینگوئی کو پورا نہین کرتا۔ کیونکہ جائز نہین کہ اسکے یہ معنے ہون کہ جو شخص اپنی اور باتون مین جھوٹ بولے۔ گو مدعی الہام نہو۔ اسکو خدا تعالے وحی و الہام سے مشرف نہین کرتا۔ اور اسکی بعض پیشینگوئیان الہامی نہین ہوتین۔ گو بوجوہ مذکورہ بالا سچی نکلین۔ یا یہ معنے ہون کہ خدا تعالے فرعون کو جو مسرف و کذاب ہے راستی اور نجات کی راہ نہین دکہائیگا۔ چنانچہ بیضاوی نے اس کے ایک یہ معنے بہی کہے ہین۔

عرض به فرعون بانه مسرف کذاب لا یهدیه الله سبیل الصواب وطریق النجات (بیضاوی ص۲۵۶ ج۲)	

سوال سی و سوم۔ دوسری آیت مین جو افترا پر ہلاک کرنے کا ڈر سنا گیا ہے۔ اسکی کوئی حد مقرر ہے۔ کہ جسدن خدا تعالے پر افترا ہو۔ اسی دن ہلاکت ہو۔ یا اس ہلاکت کا وقت وسیع ہے۔ قوم نوح (۲) نے جو خدا پر شریک کا افترا کیا۔ تو وہ کتنی مدت کی

بعد ہلاک ہوئے۔ فرعون[۴] جو خود معبود بن بیٹھا تھا وہ اس فقرہ کے بعد کتنے دنوں میں ہلاک ہوا۔ آپ[۴] سے پہلے جن لوگوں نے جھوٹا دعوی نبوت والہام کیا تھا جیسے مسیلمہ وغیرہ وہ کتنے عرصہ کے بعد ہلاک ہوئے۔ جسدن[۵] سے آپنے نبوت اور مسیح موعود ہونیکا دعوی کیا ہے۔ آپکی صحت اکثر اوقات کیسی رہتی ہے۔ کیا آپ اکثر بیمار نہین رہتے اور آپکی ایسی حالت نہین ہوجاتی جس سے موت نظر آنے لگے۔ کیا ایسے امراض موت کے وہلاکت کے مقدمات نہین ہین۔ اگر مفتری[۶] کا جلد ہلاک ہونا ضروری ہے۔ اور آپ مفتری نہین بلکہ سچے ملہم اور ولی ہین تو جو لوگ آپکو مفتری وکذاب کہتے ہین اور آپکو کافر سمجھتے ہین۔ اور رات دن آپ پر لعنتون کا مینہ برسا رہے ہین جو آپ کی خیال مین یقیناً خدا پر افترا کرتے ہین وہ کیون جلد ہلاک نہین ہوتے باوجودیکہ حدیث قدسی مین خدا تعالے سے منقول ہے من عادی لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ وفی روایۃ فقد اذنتہ بالحرب یعنی خدا تعالی فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی سے دشمنی کرتا ہے وہ خدا سے لڑنے کو میدان مین نکلا ہے۔ ایک روایت مین یہ آیا ہے کہ خدا تعالی اسکو جنگ کی اطلاع دیتا ہے۔ اور وے لوگ کیون دن بدن برکات والعامات الٰہیہ کے مورد ہوتے ہین۔ صحت وعافیت اور قوت مین آپسے بڑھکر ہین اولاد مین بہ نسبت سابق زمانہ عدم مخالفت محل برکت وکثرت ہین جائز طور پر آمدنی زر مین آپ سے بڑھکر ہین۔ ہلاکت[۷] کے مقابلے مین دن بدن عزت بڑھنے کا جو آپنے دعوی کیا ہے۔ اسکا آپنے موازنہ ومقابلہ اپنی روز افزون ذلت اور اپنے مخالفین وکفرین کی روز افزون عزت سے نہین کیا۔ لہذا او سپر یہ سوالات وارد ہوتے ہین۔ ہندوستان[۱] ومنجاب کے مسلمانون مین آپکو حق پر جاننے والونکی تعداد زیادہ ہے یا آپکے مخالفین وکفرین کو حق پر جاننے والونکی؟ پہلے ۱۹۰۱ء[۲] سنہ ۱۹۰۲ء مین آپکے مکفرین کی تعداد زیادہ ہوئی ہے یا تابعین کے جسقدر[۳] لوگ آپکے سلسلہ حال مین آئے ہین وہ مخالفین وکفرین سے تعداد مین بڑھکر تھے؟

19

گذشتہ[۴] میلہ سالانہ مین جو لوگ آئے تھے انمین سے بہت سے لوگ اس سال کیون نہین آئے۔ نئے[۵] لوگ جو آئے ہین اُنکے مخلص واحباب ہونے پر آپکی کیا دلیل ہے۔ کیا انمین ایسے لوگ نہ تھے جو صرف تماشا دیکھنے یا نکتہ چینی کرنے کو آئے تھے۔ کیا[۶] اُنمین بعض لوگ ایسے نہ تھے جو آپکے اشتہار اور پرائیویٹ خطون سے دہوکہ کہا کر آئے اور بعض صرف روٹی کہانے کو۔ آپ ان سب کے مخلص واحباب ہونے کے مدعی ہین تو اُنکی فہرست پیش کر کے اُنکے مخلص ہونے کا ثبوت دین۔ اور پھر دیکھین کہ انمین سے کسقدر آپکے مخالف اور غیر معتقد ثابت ہوتے ہین۔ جن[۷] فقیرون پیرزادون کو آپ اپنے رسائل مین بدعتی لکھ چکے ہین اُنکے سالانہ میلون اور عرسون مین ہزارون بلکہ لاکھون لوگ جمع ہوتے ہین۔ کیا وہ لوگ بھی آپکے اعتقاد مین خدا کے نزدیک عزت رکھتے ہین۔ دہونگل[۸] اور نگاہے کے میلون مین لوگون کی تعداد زیادہ ہوتی ہے یا آپکے میلے مین

سوال سی و چہارم۔ تیسری آیہ سے جو اپنے یہ مطلب نکالا ہے کہ نبی رسول اور محدث کے سوا کوئی شخص آیندہ کی بات نہین بتا سکتا۔ اور جو بتاوے وہ ملہم ہوتا ہے۔ اسپر یہ سوالات ہین۔ غیب[۱] کس کو کہتے ہین۔ کیا جو بات عادی اسباب علم حساب نجوم وغیرہ سے معلوم ہو اسکو غیب کہا جاتا ہے۔ نجومی[۲] اپنے علم نجوم سے جو کچھ بتاتے ہین اُسکی نسبت وہ علم و یقین کا دعوی کرتے ہین یا صرف ظن کا۔ نبی[۳] کے سوا جو کسی کو الہام ہوتا ہے۔ اُسکو دخل شیطان سے اُسی پہرہ و چوکی سے حفاظت ہوتی ہے جس سے نبیون و رسولون کی وحی کی حفاظت ہوتی ہے۔ چنانچہ اس آیہ کے آخر مین ارشاد ہے۔ فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدًا لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربہم۔ مسلمانون[۴] سے آجتک اس بات کا کون قائل ہوا ہے۔ کہ اس آیہ کا لفظ رسول محدث کو بھی شامل ہے اور محدث بھی ایک رسول ہوتا ہے۔ اس[۵] صورت مین نبی اور غیر نبی کے الہام مین کیا فرق ہے۔

سوال سی و پنجم۔ ولی و ملہم ہونیکے لئے پابند شریعت ہونا ضروری ہے یا تارک

احکام شرعیہ کا بھی ولی وملہم ہونا جائز ہے

سوال سی و ششم - آپ اپنی تمام عمر مین دعوی ولایت والہام سے پہلے اور اوس کے بعد خصوصاً دعوی مسیحائی کے وقت سے پانچ وقت مسجد الجماعت مین نماز پڑہنے کے ملتزم ہین یا اکثر اوقات مسجد چھوڑ کر مکان پر ہی نماز پڑہ لیا کرتے ہین۔

سوال سی و ہفتم - ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ فجر کی نماز اپنے ٹھیک وقت نہ پڑہی ہو اور اپنے اتباع وملازمین پر یہ کہکر خفگی ظاہر کی ہو۔ کہ جو لوگ اہل اللہ کے پاس رہتے ہین وہ انکو نماز کے لئے جگا دیا کرتے ہین۔ تم لوگ کیسے نالائق ہو کہ مجھے صبح کیوقت نہین جگاتے

سوال سی و ہشتم - آپنے فریضہ حج ادا کیا ہے یا نہین۔ نہین کیا تو اسکی کیا وجہ ہے کیا آپکے دس ہزار روپیہ جائداد کی آمدنی سے آپ پر حج فرض نہین ہوا۔ یا دعاؤن کی پیداواری اور مریدون کی آمدنی سے ایک وقت مین آپکے پاس پانچ پانچ سو۔ یا اس سے زیادہ روپیہ نہین آیا۔ جس سے حج فرض ہو جاتا۔

سوال سی و نہم - آپ ہمیشہ سے خصوصاً دو تین سال سے ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہین؟؟ کسی (۲) رمضان مین آپ ایسے بیمار ہوئے ہین جسمین دو چار میل پیادہ پا سیر نہ کرتے ہوں۔

سوال چہلم - آپ نے کبھی جھوٹ بولا ہے یا نہین؟ اور (۲) اگر کوئی جھوٹ آپکی کلام مین ثابت ہو۔ تو پھر آپ کسی پیش گوئی مین اگر وہ سچی نکلے ولی وملہم ہو سکتے ہین۔

سوال چہل و یکم - دس ہزار روپیہ کے قریب آمدنی چندہ وغیرہ کے مصارف مین جو آپنے ساٹھ ہزار مہمانون اور بارہ ہزار رجسٹری شدہ خطون کا ذکر صفحہ ۴۷ و صفحہ ۴۸ رسالہ فتح مین کیا ہے۔ اسکا آپ کیا ثبوت پیش کر سکتے ہین۔ کیا مہمانونکا کوئی رجسٹر ہے جسمین انکے نام بقید ولایت وجائے کی سکونت وغیرہ درج ہون اور رجسٹریون کی رسیدات موجود ہین؟ (۲) ماہواری خطون کی تعداد تین سو سے سات سو تک اور کل کی تعداد نوے ہزار سے زیادہ جو اپنے رسالہ فتح کے صفحہ ۴۱ و صفحہ ۴۲ مین بتائی ہے۔ اسکا ثبوت آپ کیا دے سکتے ہین۔

کوئی رجسٹر ہے یا کچہ اور۔

سوال چہل و دوم۔ اپنے گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت کوئی پیشگوئی ہشت سالہ میعاد کی کی ہے یا نہین۔ اقبال ہو۔ تو فرمائے۔ کہ اسکا کیا مضمون اور عنوان ہے اور اگر انکار ہو تو اس انکار پر آپ جس عنوان سے کہا جاوے قسم کہائین گے؟

سوال چہل و سوم۔ ان شرائط مندرجہ اشتہار ۱۲ جنوری ۹۹ء (جو تکمیل تبلیغ کے عنوان سے چھپا ہے) پر آپ لوگون سے بیعت لیتے ہین اُن شرائط کے خود پابند ہین خصوصاً شرط دوم و سوم و چہارم و ہفتم و نہم کے۔ اور اگر آپکا عمل انکے برخلاف ثابت ہو تو پھر آپ کسی پیش گوئی مین (اگر وہ سچی نکلے) ولی و ملہم و محدث ہو سکتے ہین۔ آپ کے خاص مرید اُن شرائط کے پابند ہین کیا انمین ایسے لوگ نہین جو علانیہ اُن شرائط کا خلاف کرتے ہون۔ نماز نہ پڑھتے ہون داڑہیان صفاچٹ یا خشخاشی کراتے ہون۔ شراب پیتے ہون۔ لوگون کے مال ناجائز طور پر مارتے ہون۔ اور انکو ہاتھ اور زبان سے تکلیف دیتے ہون۔ اور آپکو انکی ان باتونکا علم ہو۔ کیا آپ کے ایک خاص مرید اور بڑے معاون نے خاص آپکے مکان پر شراب نہین پی۔ اور آپنے اسپر مطلع ہوکر اس عذر سے کہ وہ مہمان ہے اسلئے اسکی دل آزردگی نہین کی جا سکتی ترک خفگی و نہی عن المنکر نہین کی۔ کیا ان حالات کے ثابت ہونے پر آپ کسی سچی پیش گوئی مین ولی و ملہم و محدث ہو سکتے ہین؟

سوال چہل و چہارم۔ میان الہ دیا ساکن انبالہ سے آپنے اپنے سابق ملازم فتح خان کی معرفت دو سو روپیہ [illegible] اور وہ آیا کس کام مین آپنے صرف کیا۔

سوال چہل و پنجم۔ براہین احمدیہ کا چندہ آپکے ذاتی مصارف مین کچہ صرف ہوا ہے یا نہین۔

سوال چہل و ششم۔ واپسی قیمت براہین احمدیہ کی بابت جو اشتہار آپنے اپنے رسالہ سرمہ چشم مین چھپوایا تھا وہ اُن سب خریدارون اور معاونون کے پاس جنسے چندہ وصول کیا تھا روانہ کیا تھا اور اسکا کیا ثبوت

سوال چہل و ہفتم۔ جس شخص نے آپ سے براہین احمدیہ کا چندہ واپس طلب کیا اسکو آپنے بلا عذر فوراً واپس کیا یا اسمین کچہ حیلہ و حوالہ سے کام لیا۔

سوال چہل و ہشتم۔ آپکو ذاتی مصارف کا گذارہ اس چندہ سے چلتا ہی جو آپ مریدون اور خریداران رسائل سے لیتے ہین یا آپکی آمدنی زمین سے۔ اور (۲) اگر وہ گذارہ آمدنی زمین سے ہی تو اسکی تعداد سالانہ کسقدر ہی۔

سوال چہل و نہم پیشگوئی زیر بحث کے متعلق جو آپکو بتایا گیا تھا۔ کہ "خدا تعالی اس عورت کو بیوہ کرکے تمہاری طرف رد کریگا" جسکو آپنے خط مین یقین سے بیان کیا اور اسمین چھہ دعاوی کا پایا جانا بتایا۔ اگر یہ الہام الہی تھا (جو ۸۸ء مین ہوا تھا) تو پھر آپنے اس الہام کے برخلاف اس لڑکی کو باکرہ ہونیکی حالت اپنے نکاح مین لانے اور دوسرے شخص سے اسکا نکاح ہونے کے لئے مئی ۹۱ء تک کیون کوشش کی۔

سوال پنجاہم۔ کیا اس کوشش کو اپنے اس حد تک نہین پہنچایا کہ درصورت موقوف اور رد نکرنے نکاح شخص مذکور کے اپنی دوسری بیوی کو طلاق دیدی اور ایک فرزند کو عاق کردیا۔ کیا (۲) کسی سچے ملہم نے اپنے الہام کو جھوٹا کرنے اور واقع نہونیکے لئے ایسی کوشش کی ہے؟ کی ہو تو (۳) اسکی نظیر بتائی جاوے۔ ان جملہ سوالات کے جواب مین آپ اگر اپنی کسی تحریر یا اشتہار مطبوع یا قلمی کا حوالہ دین تو مطبوع تحریر کو باصلہ۔ اور قلمی تحریر کی اپنی دستخطی نقل اس جواب کے ساتھ پیش کرین۔ اور کوئی اپنی تحریر مطبوع یا قلمی جسکو آپ دست آویز بنانا چاہتے ہین باقی نہ چھوڑین۔ اور یہ تحریر کردین کہ مینے کوئی اپنی دست آویز تحریری باقی نہین رکھی۔ اگر موقعہ جواب کے بعد کوئی تحریر ہم پیش کرین گے تو وہ لائق توجہ نہ سمجھی جائیگی۔ ان جوابات اور آپکی دست آویزات کے بعد مین آپکے ثبوت کو کافی اور صحیح سمجھونگا تو بسر و چشم اسکو قبول کرونگا۔ اور آپکی پیش گوئی کو الہام اور آپکو ملہم مان لونگا۔ ورنہ اسمین جو عذر ہوگا اسکو پیش کرونگا انشاء اللہ تعالی۔

آپنے میرے سوالات کا تاریخ وصول سے ایک مہینے تک کچھ جواب ندیا۔ یا انکے جواب کو دوسری طرف بحث لیجاکر ٹلانا چاہا جیسیکہ آپکی قدیم عادت ہے اور یہی امر (کچھ جواب ندینا یا بحث کو دوسری طرف لیجانا آپسے وقوع مین آئیگا یہ پیشگوئی بھی ہماری آپ اپنی پیشگوئیونکے حاشیہ مین لکھ رکھین) تو ناظرین منصفین و مبصرین میرے سوالات ہی سے سمجھ جائینگے۔ کہ آپکی یہ پیشگوئی الہامی نہین۔ و معہذا خاکسار خود ان سوالات کے صحیح اور واقعی جواب تحریر کرکے انسے ثابت کریگا۔

سلہ اس سوال اور اس سے پہلے چار سوالون کو آپکے ملہم ہونے سے پورا تعلق ہے انکو کوئی غیر متعلق نہ سمجھے۔

کہ یہ پیشگوئی الہامی نہین ہے۔

آخر خط مین جو اپنے لکھا ہے۔ کہ اس پیش گوئی کی ایک جز کی اپنے رسالہ مین تصدیق کرو۔ اور باقی دو جزون کے پوری ہونے پر آپکو ملہم ماننے اور توبہ کرنے کا وعدہ چھاپ دو ورنہ غضب

یہ بڑی شرمناک گیدڑ بھبکی ہے۔ مین آپکو لکھ چکا ہون کہ مین ایسی گیدڑ بھبکیون سی نہین ڈرتا۔ بلکہ اس ڈرنے کو شرک جانتا ہون۔ اور آپکو کذاب اور گمراہ سمجھتا ہون۔ اور اس اعتقاد کو لوازم اسلام وایمان سے سمجھتا ہون۔ با این ہمہ اپنے پھر ایک گیدڑ بھبکی سُنادی اور کچھ شرم نکی۔ شرم اور حیا کی بات یہ ہی۔ کہ آپ اس پیشگوئی کا الہامی ہونا ثابت کرتے۔ پھر اُسکے مقابلہ مین میری تسلیم یا رَدّ کے منتظر رہتے اور جب یہ بحث ختم ہوتی تب یہ وہ ڈر سُناتے مگر شرم چہ ـــــ ست کہ پیش دروغ گویان بیاید۔

اب مین آپ کی اس گیدڑ بھبکی کے مقابلہ مین کہتا ہون کہ اولاً تو مجھے اس خبر کی تصدیق نہین ہوئی کہ آپ کا خسر فرضی فوت ہوگیا ہے۔ اور اگر بالفرض وہ فوت ہوگیا ہے اور آیندہ اُسکی بیچاری لڑکی کا شوہر بھی فوت ہوجائے۔ اپنی موت سی مرے یا آپ اُسکو زہر دلوادین۔ (خدا اُسکو آپکے شر سے بچاوے اور دیر تک عافیت سی زندہ رکھی) اور پھر وہ بیچاری خود بخود ڈر کر۔ یا آپکے کسی اور دہوکہ مین آکر آپکے نکاح مین آجاوے۔ تو پھر بھی مین آپکی اس پیشگوئی کو الہام نہ مانونگا۔ انشاء اللہ تعالی۔ بلکہ اسکو الہام ماننے والے کو (اگر وہ آپکی اخلاق عادات واعتقادات وحالات سی جنکی طرف سوالات مذکورہ مین اشارہ ہوا ہے۔ واقف ہوکر مانیگا۔ کافر ومشرک اور کم سے کم احمق اور دین سی بالکل بے خبر کہونگا۔

آپکا اس پیشگوئی کو ایک نشان ظاہر کہنا بھی ایک شرمناک دعوی ہے۔ جس پیشگوئی پر اسقدر سوالات جرم کے وارد ہون وہ ظاہر نشان کھلا سکتی ہے؟ ہرگز نہین؟۔

اب مین اس خط کو ایک نصیحت پر ختم کرتا ہون جسکے بغیر مین رہ نہین سکتا۔

آپ اس لاف زنی اور گیدڑ بھبکی کو چھوڑ دین کسی پیشگوئی یا الہام یا نشان کا نام نہ لین

نہایت ضروری اور اہم امر یہ ہے کہ نئے رسائل تالیف کر کے اور انگریزی زبان میں انکو چھپوا کر انکے پاس بھیجے جائیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس امر اہم میں روپیہ سے مدد دیں۔ مسلمان حاضرین مجلس یہ سنکر لٹو ہو گئے اور کادیانی کی مدد کو دین سمجھکر اپنے جیبوں سے روپیہ نکالنے یا فہرست میں جسکر کادیانی نے کتاب وساوس کے آخر میں شائع کیا ہے۔ نام درج کرانے لگ گئے اور کسیکو یہ خیال نہ آیا کہ اگے دس ہزار سے زیادہ روپیہ مسلمانوں کا کادیانی خورد برد کر چکا ہے اور اب تک اسلام اور مسلمانوں کو اس سے کوئی نفع نہیں پہنچا۔ نہ اسنے کتاب **براہین احمدیہ** کو جسمیں تین سو دلائل حقیت قرآن اور اسلام کے بیان کا وعدہ دیا تھا چھاپا اور نہ رسالہ **قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ** جسکا رسالہ نمونہ طبع ہی تیار دیا تھا نکالا۔ نہ رسالہ **سراج منیر** جسکا تہائی حصہ میں فروری ۱۸۹۷ء میں چھپ ہفتوں کے بعد شائع کرنیکا وعدہ دے چکا تھا۔ شائع کیا۔ نہ رسالہ **تجدید دین** یا **اشعۃ القرآن** اسنے چھاپ کر مشتہر کیا۔ اور نہ آج تک کسی ایک ہندو۔ یا عیسائی۔ یا کسی اور غیر مذہب کے اسکی ہدایت سے اسلام قبول کیا۔ پھر ہم انہوں کو اسکے ذاتی مصارف کے لیے کیوں برباد کر رہے ہیں۔ اور اسکی **دوسری تدبیر کا اثر** و نتیجہ ۱۸۹۱ء میں یہ ظاہر ہوا کہ اسنے فیصلہ آسمانی شائع کر کے اپنا ستیاناس کا گھر پورا کیا۔ اور اسکو زبیہ سے خوب روپیہ کمایا۔ اس فیصلہ کا جواب اثاثہ البیان نمبر ۱ جلد ۱۴ میں دیا گیا ۱۸۹۲ء میں اس تیسرے **کا ایک اثر** کادیانی کا رسالہ نشان آسمانی ہے جسمیں اسنے ایک تو اسی کریم شمس سلوب الحواس کی شہادت کو بیان کیا ہے۔ دوسرے نعمت اللہ ولی کا قصیدہ مشہورہ کو جسمیں اپنے کو مسیح و مہدی کی خبری ہے اپنے پر لگا لیا ہے۔ اسکے **جواب** میں اہل اسلام نے کئی رسائل تالیف کئے ہیں۔ ان میں سے ایک **رسالہ** تائید آسمانی ہے **دوسرا اثر** کادیانی کا رسالہ الہام یا کادیانی مولوی محمد صاحب مدرس اول مدرسہ احمدیہ قادیان ہے جو اخیر میں **چوتھا اثر** کادیانی کی کتاب وساوس ہے جسکی حقیقت اس مجموعہ میں بخوبی واضح ہوئی ہے اور اسکو آخر میں کے جواب بھی ادا ہوا۔ **تیسرا اثر** یہ کہ اسی موقعہ سالانہ پر کادیانی نے خاکسار کا نام ایک **مرسلت** جاری کی جسمیں خاکسار کو ایک **مسند الہام** سے ڈرایا۔ اسکا جواب کافی دشافی دیا گیا۔ تو پھر اسنے اپنے خسر فرضی کی موت کے متعلق اپنی ایک پیشگوئی کو پیش کیا۔ اسکا جواب نہ دیسکنے اسکو دیا گیا۔ اور ۵ سوالات درج ہے اس پیشگوئی کے الہام ربانی نہونے کے طرف اٹھائے کیا تو کادیانی نے اس پیشگوئی کے دعوی سے سکوت اختیار کر کے ایک اور پرانی بات کو نکال کر ۱۰ دن کے میعاد کے بیں پیش کر دی۔ اسکا جواب بھی اسکو دیا گیا ہے کہ ہمیں اسکو معقول کلام کرنیکی جگہ نہیں ہی۔ ذیل میں اس مراسلت اور اسکے جواب و جواب الجواب کو نقل کیا جاتا ہے اور جو جواب الجواب میں ۵ سوالات کئے ہیں اسکا جواب جو کادیانی نے دیا ہے اور اسکا جواب جو ہماری طرف سے ہوا وہ دونوں سلسلہ مراسلت سے جدا اخیر میں ملحق ہیں۔

خط بیشگی کادیانی کے پاس آیا۔ مگر ہم اسکا جواب کادیانی نے دیا۔ وقتی تشفی نہ تھا۔ صاحب مذکور ۲۵ دسمبر ۱۸۹۷ء کو قادیان میں موافق وعدہ ہوئے تو کادیانی کے حواری منشی عبد الحق سیشنر اکونٹنٹ منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ منشی امیر الدین وغیرہ ان کے گرد پھرنے لگے کہ آپ قادیان میں تشریف لے چلیں اور کادیانی سے ملاقات کریں۔ انہوں نے انکار کیا۔ اور صاف کہا کہ مجھے کادیانی سے کوئی تسلی نہیں ہوئی اور قادیان کی طرف نہ کر کے تھوکا بھی نہ۔ اور فتح اسلام میں جو کچھ کادیانی نے کہا ہے وہ محض دھوکہ دہی ہے اور حقائق کے پہنچانے کے لیے دھوکا۔ کادیانی درحقیقت وجود دعا مگر کا قائل نہیں اس کلام میں وہ ملائکہ کو خلیفۃ اللہ کا خطاب بتا چکا ہے اور آسمان اسکے نزول کا محل جانتا ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام نمبر اول میں تنصیص ثابت کیا گیا ہے۔ افسوس کادیانی کے اکثر معتقدین پڑھے ہوئے ہیں مگر ایسی باتوں کو نہیں سمجھتے اور جو پڑھے لکھے ہیں وہ اسکی کورانہ تقلید کر کے اپنا ایمان کھو

نوٹ: ہم اپنے ناظرین سے طلب کریں امید ہے یہ امانت دیانت سے محافظہ کریں گے۔ **فقرہ دیگر** از اخبار منشور محمدی بنگلور جاری ہوا۔ اسے سلسلہ مراسلہ ایسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اپنی دین دنیا کی خیر چاہتے ہیں۔ اور نیکی بدی کے قائل ہیں اور مسلمان۔ نظر دن میں عزیز بننے کے طالب ہیں۔ تو ٹالہ مین خاکسار کے پاس آوین اور میرے غریب خانہ پر حسب عادت قدیم چند روز قیام کرین۔ اپکے مصارف سفر و قیام ٹالہ میری ذمہ ہین۔ اور پہلے ان اکاذیب سے جو زمانہ تصنیف براہین احمدیہ سے ابتک آپ سے سرزد ہو چکے ہین تائب ہوکر یا انکا مصدق ہونا ثابت کرین۔ پھر اپنے اعتقادات کفر و ضلالت و بدعت کا فتوی علماء پنجاب ہندوستان مین اپکی طرف منسوب ہوئی ہے۔ اور آپ کی تصانیف سے ثابت کی گئی ہین تائب ہوکر یا انکا موافق اسلام و سنت ہونا ثابت کرین۔ اسکے بعد الہام یا کشف یا کرامت دعوے کرین۔ اور اسکا ثبوت دین۔ جس شخص کے اخلاق و عادات اور اعتقادات کا یہ حال ہو۔ جو آپکا ہے اسکا ولی ملہم صاحب کرامت ہونا ممکن ہی نہین ہے۔ اگرچہ بظاہر ایسا نظر آوے کہ وہ ہوا مین اڑ جاتا ہے۔ آگ کھا جاتا ہے۔ دریا پر سوکھے پاؤن چلتا ہے۔ مانگو زیادہ خیر ہو تو ایک چھوٹا رسالہ مالا بدمنہ ملاحظہ کرین۔ آیندہ اختیار ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین

آپکا ناصح مشفق۔ ابوسعید محمد حسین عفی عنہ

فٹ نوٹ۔ یہ جواب ۹ جنوری ۱۸۹۷ء کو لکھا گیا پر پہلے جمعہ ۱۲ جنوری ۱۸۹۷ء کی مجلس مفتہ مین جسمین ایک حواری کاروبانی میان کرم الٰہی معلم اطفال لاہور بھی موجود تھا پڑھا گیا۔ اسکے بعد امرتسر مین منشی محمد عمر داروغہ نہر کے مسجد مین ایک جماعت علماء کے سنی پڑا گیا۔ اور پسند ہوا۔ یہ سنا گیا۔ کہ کاروبانی نے اپنی تحریر کو چھپوا دیا ہے لہذا مناسب معلوم ہوا کہ اس تحریر کو بھی چھاپ کر اسکے پاس بھیجا جاوے۔ کہ اس انتامین اگر خاکسار کو ایک حواری کاروبانی منشی (یا مونی) احمد حسن ہوپالی الموہی آتوقب کہتے ٹالہ جاتا) اور وہان اسکی لیت و لعل اگر نیز مباحثہ کی بہتیری ان نہ پڑا تو جب منہ مالہ پین نعتکو کرنے موگریز ظاہر کیا۔ تب آخر ہوا۔ سو یہ اسکے چھاپنے مین توقف ہوا۔ اب عرصہ اول فروری مین اسکو چھاپا گیا ہے۔ اور ان ہی دونمین کاروبانی کے پاس یہ جواب بھیجا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

22

اعاذہ رحمانی
رَدّ
وساوس کادیانی
نمبر اول

(جسمین چند مکائد واکاذیب کادیانی بطور نمونہ دکھائے گئے ہین)

کادیانی کے رسائل فتح۔ توضیح۔ اور اسکے ازالہ کا اثر بد کادیانی پر پڑا۔ اور وہ مہجور ومطرود خواص وعوام اہل اسلام ہوگیا (جسکا بیان بارہا ان فتووں علمائے پنجاب وہندوستان مندرجہ رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۴ جلد ۱۲ مین ہوچکا ہے) تو اس نے اس اثر کو مٹانے اور اپنے رہے سہے معتقدون ومریدون کا دل ٹھہرانے کے لئے تین رسالے اور لکھے۔ جنمین سے ایک رسالہ "وساوس کادیانی" ہے۔ جسکا نام اُسنے برطبق مصرع مشہور برعکس نہند نام زنگی کافور * واقع الوساوس رکھا ہے۔

اس رسالہ مین اس سے وہی عذر بدتر از گناہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ جو پہلے تین رسائل کو یکے بعد دیگرے شائع کرنے سے ظاہر ہوا تھا۔ کہ رسالہ فتح مین تھوڑا سا کفر ظاہر کیا۔ پھر اسکے عذر مین رسالہ توضیح لکھا۔ تو اسمین کفر کا ڈبا کھولدیا۔ پھر اسکے معذرت مین ازالہ لکھا۔ تو اسمین کفر کا ایک دریا بہاکر شور مچادیا۔ اب اسکے معذرت مین رسالہ وساوس لکھا ہے۔ تو اب کفر کا طوفان برپا کردیا۔ اور اس قدر کفر کا زہر اگلا۔ اور اسکو اسلام بنانے کے لئے کذب ومغالطہ ومکائد ووساوس سے اس وسعت اور دلیری سے کام لیا ہے کہ اسمین اپنے دجّال اور کذاب ہونے کو ثبوت دینے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا۔

ہر ایک رسالہ سابق کی اشاعت مین اُسنے اُس دام تزویر کا التزام کر رکھا تھا۔ کہ وہ پہلے خاصکر ان ہی بعض دام افتادگانِ کادیانی کی (جو عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے ہین اور کادیانی کے مطبخ کا دار و مدار وہی لوگ ہین) نظر سے گذرے اور انکے خیالون اور دماغون مین جگہ پکڑ لی۔ اور اُنسے کافی فلوس کھینچکر لے آوے۔ پھر کسی منصف ناظر ومناظر وانگیز میز (ممتحن) کی نظر سے گذرے۔ مگر خدا کے اس وعدہ اور خبر کے مطابق

ان اللہ لا یھدی کید الخائنین۔ (یوسف)
وما کید الکافرین الا فی ضلال۔ (مؤمن)

کہ خدا تعالےٰ خیانت کرنے والون کے مکرون کو راست نہین لاتا۔ اور کافرون کے مکر اکارت جاتے ہین۔ وہ رسائل بعض احباب کے ذریعہ سے (جو بظاہر کادیانی کے دوست ہین) قبل از اشاعت عام ہماری نظر سے گذر گئے۔ اور انکے جوابات قلم بند ہو گئے۔

اس رسالہ "وساوس" مین اُس نے اس التزام کے لئے اسقدر اہتمام کیا۔ کہ مطبع ریاض ہند (جسمین وہ رسالہ چھپتا ہے) امرتسر سے قادیان مین منگوالیا۔ اور کمال احتیاط سے رسالہ کو خاص خاص لوگون مین شائع کیا۔ مگر پھر بھی یہہ رسالہ خدا تعالیٰ کی مدد و توفیق سے اور بعض رجال الغیب دوستون کی توجہ سے ہماری نظر سے گذر گیا۔ ہم اسپر خدا تعالےٰ کا پھر اپنے دوستون کا شکریہ ادا کرتے ہین اور اس نمبر اعاذہ مین اس رسالہ کے چند اکاذیب ومکائد ومغالطات ووساوس بطور نمونہ بیان کرکے اپنے مسلمان ناظرین کو خدا کی حفظ واعاذہ مین سپرد کرکے کادیانی کے دام سے بچانے کی کوشش کرتے ہین۔

نمبر اول کادیانی کا دہوکہ ووسوسہ

اس رسالہ کا خطبہ (دیباچہ) اُس نے ۲۹ صفحہ مین لکھا ہے اور منجملہ اسکے ۲۳ صفحہ کی عربی عبارت لکھی ہے۔ جس سے اُس نے اپنے جہلا اور ناواقف اتباع کو یہ دھوکہ

23

دیا۔ اور مکر کیا ہے۔ کہ وہ اسکو بڑا عربی دان عالم سمجھین یا یہ خیال کرین۔ کہ وہ باوجود یکہ ظاہری علوم مین دخل نہین رکھتا۔ بلکہ بیچھان اُتی ہے پر اسنے اتنی لمبی عبارت عربی مین لکھ ڈالی۔ جو بجز تائید غیبی والہام الٰہی ناممکن ہے۔

اس کے اس مکر و منتر کا بعض لوگون پر اثر بھی پڑ گیا ہے۔ کوئی تو اسکو بڑا عالم سمجھنے لگا ہے۔ کوئی الہامی خیال کر بیٹھا ہے۔ بعض لوگ یہ کہنے لگ گئے ہین۔ کہ اگر فلان مولوی صاحب اس خطبہ کا ترجمہ ہندی زبان مین کردین تو ہم کادیانی کا اتباع چھوڑ کر ان کے پیر دھو جاوین گے۔

اِن لوگون کا اعاذہ اور اس دھوکہ و سوسہ کا ازالہ

صرف ان لوگون کی اس شرط پر تو ہم اس عبارت پر کچھ لکھنا فضول سمجھتے ہین۔ ہان اگر کادیانی اور اسکے دستور سین حکیم نورالدین اور دستور یسار منشی محمد احسن صاحب یہ لکھدین۔ کہ اگر کسی مجلس علماء مین یا غائبانہ بغیر رسالہ ہمسا اس عبارت کا ترجمہ کرکے بشہادت قواعد عربیت صرف و نحو و ادب وغیرہ اسکا غلط اور مکروہ ہونا ثابت کردیا۔ تو کادیانی صاحب اپنے دعوئ الہام سے دست بردار ہو جائین گے۔ اور وہ دونو صاحب اسکو ظاہری و باطنی علوم سے معرّی سمجھکر اس سے کنارہ کش ہو جائینگے تو ہم انشاء اللہ تعالےٰ یہ ثابت کرین گے۔ کہ یہ عبارت عرب کی عربی نہین۔ کادیانی عربی ہے۔ جسکے غلط کرنے اور غیر مانوس اور مبہم الفاظ سے بھی نکلتا ہے۔

---

* - دیکھو صفحہ ۳۵۔ "وساوس" کادیانی جسمین اس نے بعینہٖ یہ الفاظ لکھے ہین۔ اور یہ جتایا ہے۔ کہ کوئی ہو کہ مین نے ایسا خطبہ لکھا ہے۔ تو یہ بجز الہام کیا ہو سکتا ہے۔؟

نمبر دوم۔ کذب و مغالطہ کادیانی

کادیانی نے اس عبارت عربی خطبہ مین اور مقدمہ کتاب مین یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ اُسنے خدا کی جناب مین یہ بے باکانہ و گستاخانہ دعا کی ہے۔ کہ اے خدا تو میرے وجود کے ہر ایک ذرہ مین گھس آ۔ اور مجھے اپنی طرف اوٹھا۔ تو اُس نے مجھے آسمانون پر اوٹھا لیا۔ اور عرش کے اوپر سے میرا حمد بجا لایا۔ اور میری دعا کو قبول کیا۔ اور فتوحات و تائیدات غیبی کا وعدہ دیکر بے غم کر دیا۔ اور یہ کہا کہ مین تیرے مددگارون کا مددگار ہون۔ تیری اہانت کرنے والونکا۔ اہانت کنندہ۔ تو میری بارگاہ مین معزز ہے۔ اور تو میری مراد ہے۔ یعنے مین تیرا مرید ہون وغیرہ وغیرہ۔

اِس کے اس افسون کا۔ اُن سادہ لوح و نافہم مسلمانون پر اثر پڑ گیا ہے۔ جنکا یہ مقولہ[1] ہے۔ کہ ہر یک کلمہ گو نماز پڑھنے والے قبلہ کا استقبال کرنے والے کے حق مین گو وہ اس اقرار و افعال مین منافق ہو۔ اور آیات منقولہ[*] حاشیہ کا مصداق ہو۔ حسن ظنی بکار ہے۔ اور وہ اسکے اس قسم کی دعاوی سنکر اسکو ولی جاننے اور ماننے لگ گئے ہین۔

ان مسلمانون کا اعاذہ اور اس کذب و مغالطہ کا ازالہ

میرے بھولے بھائی مسلمانو۔! اولاً کادیانی کے عقائد اسکے رسائل مین اور فتوائے علماء پنجاب و ہندوستان مندرجہ نمبر ۴ جلد ۱۳ مین اور جواب فیصلہ آسمانی نمبر ۱ جلد ۱۴

---

[*] ۔ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا۔ یعنے جب منافق مومنون کو ملتے ہین کہتے ہین ہم مومن ہین۔ وَاِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ۔ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ یعنی جب تیرے پاس منافق آتے ہین تو کہتے ہین ہم گواہی دیتے ہین کہ آپ خدا کے رسول ہین۔

[1] ۔ ایسے مسلمانون نے آج کل لاہور سے اس مضمون کا ایک اشتہار نکالا ہے کہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ ج ۴ کے برخلاف کلمہ گو مسلمانو کو کافر کیون کہ جاتا ہے اسکا جواب علیحدہ دیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

24

مین پڑھو۔ پھر اُسپر حکم خدا ورسول کو۔ جو فتوے مذکور مین منقول ہے ملاحظہ کرو۔ پھر کادیانی کے اخلاق وعادات کو جو جواب فیصلہ آسمانی مین صراحۃً۔ اور مضمون گیدڑ بھبکی کادیانی مین اشارۃً مذکور ہین خیال مین لاؤ۔ پھر اپنے ایمان۔ نور۔ قلب فراست اور کانشنس کو کام مین لاکر غور کرو۔ کہ اس اعتقاد اعمال کا مدعی اسلام خدا کا ہمکلام ومخاطب ہوسکتا ہے۔ نہین ہرگز نہین۔

جو شخص اس قدر مقابلہ وموازنہ کی فرصت نہ رکھے اسکو اس دعوی کادیانی کا کذب ثابت کرنے کے لئے اور تین دلائل کیطرف ہم توجہ دلاتے ہین۔

پہلی دلیل

یہ ایسی دلیل ہے جسکو کسی کتاب یا رسالہ مین تلاش کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ بلکہ ہر ایک صاحب بصیرت وفراست کو اپنے دل ودماغ کیطرف رجوع کرنے سے خیال مین آسکتی ہے۔ وہ یہ۔ کہ دو باتین مسلم کل ہین۔ ایک یہ۔ کہ کادیانی عرصہ دس سال سے یہ دعوے کررہا ہے۔ کہ مین خدا کا ملہم وہمکلام ومستجاب الدعوات ہون۔ اور خدا نے مجھے الہام کیا ہے۔ کہ مین تیرے ساتھ ہون۔ اور تجھے لوگون سے بچاؤنگا۔ اور تیری مدد کرونگا۔ اور تیرا نام پورا ہوگا۔ اور تو میری بارگاہ مین عزت رکھتا ہے۔ اور زمین آسمان تیرے ساتھ ہین جیسکہ وہ میرے ساتھ ہین۔ اور تو میرے ساتھ ہے۔ اور تو میری مراد ہے (یعنے مین تیرا مرید ہون) مین تیرے پیرؤن کو تیرے منکرون پر قیامت غالب رکھونگا۔ منکرون کے دلون مین رعب ڈالدونگا۔ تو مت ڈر۔ تو غالب ہے وغیرہ وغیرہ۔ (جسکو وہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۸ وصفحہ ۲۳۹ وصفحہ ۲۴۰ وصفحہ ۴۴۷ وصفحہ ۴۹۰ صفحہ ۵۰۵ وصفحہ ۵۱۰ وصفحہ ۵۵۶ وصفحہ ۵۶۱ وغیرہ مین بیان کرچکا ہے۔

جو شخص یہ کتاب نہ دیکھ سکے وہ ہر گلی کوچہ سے اسکو یہ الہام سن لے۔ اور اس عربی عبارت

عبارت کا ترجمہ کرا کے بعض الہام آمین دیکھ لے)۔

دوسری یہ بات ظاہر و مسلم کل ہے۔ کہ درخت ہمیشہ پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ پس جو شخص اسکے اس دعوی کے دھوکہ مین پہنس گیا۔ اور اب اس سے نکلنا چاہتا ہی ہو۔ وہ ان دو باتون کو مد نظر رکھ کر۔ یہ خیال کرے۔ کہ اگر کادیانی ان دعاوی مین سچا ہوتا تو۔ ان کا کچھ نہ کچھ اثر۔ ان دس برسون مین ظاہر ہوتا۔ اور اسکو دیکھ کر کوئی نہ کوئی منکر و مخالف اسکی تابع ہو جاتا۔

جیسے حضرت انبیاء علیہ السلام خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے دعوی کئے تو دم نقد انکی آثار دکھا دیئے۔ جسپر ہزارون بلکہ لاکھون منکر قائل و مسلمان ہو گئے۔ کادیانی کے ان دعاوی کا کون سا اثر ظاہر ہوا ہے؟ اسکی کونسی دعا قبول ہوئی ہے۔ کونسا منکر و مخالف اسکی تابع ہوا۔ کس منکر و مخالف پر اسکا رعب پڑا۔ کسپر اسنے فتح پائی۔ اسکے اتباع کو اسکے مخالفین پر کب غلبہ و فوقیت حاصل ہوئی۔ زمین و آسمان نے عام لوگون سے بڑھکر کس قسم کی اسکی خدمت کی ہے۔ خدا تعالی نے اسکے ساتھ ہو کر۔ اسکو کیا عزت بخشی۔ کافرون کے دلونمین نہ سہی عام مسلمانونکی نظرون مین اسکی قبولیت و عزت کب قائم کردی۔ جسکا محبوب بندون کے وعدہ دیا گیا ہے۔ کہ یوضع لہ القبول فی الارض[1]۔ کیا وہ اثر یہی ہے۔ کہ جن لوگون کے حق مین کادیانی نے پانچ پانچ سو روپیہ[2] عوضانہ لیکر صحت و اولاد کے لئے دعا کی ہے۔ وہ ہنوز بے اولاد و بیمار ہین۔ اور کادیانی صاحب زمانہ تالیف براہین احمدیہ مین تو عام مسلمانونکی نظر مین عزیز تھے۔ اسکے بعد سے اس وقت تک وہ تمام

---

[1] یہ فقرہ اور فقرہ اولی صفحہ آیندہ ایک حدیث کے فقرات ہین جسکا خلاصہ یہ ہی۔ کہ جب خدا تعالی کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے۔ تو تمام آسمانون کے فرشتون مین منادی کر دیتا ہے۔ کہ وہ بندہ میرا دوست ہے۔ تم اسکو دوست رکھو پھر یہ حکم زمین پر پہنچتا ہے۔ تو زمین والون مین اسکی قبولیت تسلیم کیجاتی ہے۔ اور اگر کسی بندہ سے خدا ناخوش ہوتا ہے۔ تو اسیطرح پہلے آسمانون مین۔ پھر زمین مین اسکی منادی ہو جاتی ہے۔ تو زمین والون مین اسکی دشمنی پھیل جاتی ہے۔

25

دنیا کے سلمانون علماء وعوام مین (بجز چند جھلا کے) جنکو ایک ہاتھ کی انگلیون پر شمار کر سکتے ہین) ذلیل ہوتے جاتے اور گمراہ سمجھے جاتے ہین۔ اور وہ حدیث بوضع لہ البعضاء کا مصداق ہو گئے ہین۔ اور ہر میدان و معرکہ مین اپنے مخالفون کے مقابلہ مین مغلوب ہوتے ہین اور اب تو وہ گھر سے باہر قدم نہین رکھتے۔ اور مقابلہ و مباحثہ کی شرطون کی آڑ مین جان بچاتے ہین۔ جو لوگ خدا کی مدد و حفاظت سے موعود ہوتے اور اس مضمون کر الہامات سے مخاطب مکلم ہوتے ہین۔ کہ خدا تعالےٰ تمکو لوگون سے بچالیگا۔ اور مخالفون پر غالب کریگا۔ وہ چمکتی تلوارون مین دشمنون کے مقابلہ مین نکلتے ہین۔ دشمن سے چھپ کر گھر مین پناہ گزین نہین ہوتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا مین اپنے پاس پہرا رکھواتے جب حفاظت کی بشارت الہی ہو گئی۔ اور یہ آیت واللہ یعصمک من الناس (جسکو کادیانی نے اپنے حق مین اُتار لیا ہے) نازل ہوئی۔ تو پہرا آپنے پہرا اٹھا دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اب خدا نے میری حفاظت اپنے ذمہ لی ہے۔

ایکدفعہ مدینہ پر کسی دشمن کے چڑھ آنے کی خبر آئی۔ تو آپ تنہا ابوطلحہ کے گھوڑے پر بغیر زین کے سوار ہو کر۔ اسکی طرف چل نکلے۔ بدر کی لڑائی مین اپنے تین سو آدمی کے ساتھ جنکے پاس صرف سات تلوارین اور ایک گھوڑا تھا ایک ہزار مسلح دشمنون کا مقابلہ کیا۔ اب اسکے مقابلہ مین کادیانی کی حالت کو وہ لوگ دیکھین۔ کہ دہلی کے قوی جلسہ مباحثہ چاندنی چوک مین (جسمین کئی مجسٹریٹ اور پولیس سپرنٹنڈنٹ آپکی حفاظت کے لئے موجود تھے) آپ باوجود کمر طبلی اور تسلی دہی کے گھر سے باہر نہ نکلے۔ اور جب تک دہلی مین رہے نیس دیکر پولیس کے سپاہی دروازہ پر رکھوائے۔

لہ۔ اس حدیث کا ترجمہ صفحہ سابق مین گذرا۔

کہ یعنے خدا تجھے لوگون سے بچالیگا۔

اس سے کس وناکس کو بشرطیکہ کچہ فہم وفراست رکھتا ہو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آپ اُن الہامون کے دعوے مین جھوٹے ہین۔ آپکو خدا نے کوئی وعدۂ نصرت وحمایت کا نہین دیا۔

بعض سادہ مسلمان اس دھوکہ مین آکر اُسکو ولی مان بیٹھے ہین کہ انہون نے اپنی خوابون مین اسکو اچھی حالت مین دیکھا ہے۔ بعض نے اسکی خوابون کو اپنی حالت کے موافق پایا ہے۔ یہ دونو فریق یہ دو باتین سُن۔ اور سمجہ لین۔ (۱) کسی کا خواب ظاہر احکام کتاب وسنت کے مخالف کوئی امر ظاہر کرے تو وہ شرعاً لائق اعتبار نہین۔ ایسے خواب کا اعتبار ہو تو قرآن واسلام کو منسوخ ماننا پڑیگا۔ (۲) کبھی سچا خواب کافر بھی دیکھ لیتے ہین چنانچہ کادیانی نے یہ بات خود توضیح المرام مین واضح کرکے بیان کردی ہے۔ پہر وہ کافر۔ ان سچے خوابون کے سبب ولی نہین سمجھے گئے۔ تو کادیانی صاحب ان خوابون کے سبب کیون ولی سمجھے جاتے ہین۔ اُنکو ولی تب ہی وہانین جب انکے سب ہی الہامات وبشارات کو تصدیق کرلین۔ اور پورا ہوتا دیکھ لین (اگر وہ اس کے عقائد واعمال کا حکم خدا ورسول سے مقابلہ وموازنہ نہ کرسکین۔)

دوسری دلیل

کادیانی ان بشارات والہامات کے دعوے مین سچا ہے۔ اور واقعی خدا تعالےٰ نے اُسکو غلبہ ونصرت وعزت وحمایت کا وعدہ دیکر غم نکرنے کا حکم دیا۔ اور اپنے کلام وخطاب سے مشرف فرمایا ہے۔ تو پہر اسنے اس عربی خطبہ اور تمام کتاب مین اپنے مخالفون اور مکفرون کا یہ گلہ۔ کہ انھون نے مجھے یہ کہا۔ اور وہ کیا۔ لوگون کے سامنے کیون پیش کیا۔ اور اُنکو بُرا کہکر۔ کہ وہ ایسے ہین اور ویسے ہین۔ لوگون کو اُنپر اشتعال کیون دلایا؟ جس شخص کو اپنے محبوب کا جمال ووصال وخطاب میسر ہوتا ہے۔ وہ اسکے مقابلہ مین غیرون اور مخالفون بدگوئی وبرائی وتکلیف کی کچہ پروا نہین کرتا۔ اور اسکو

26

واویلا اور نوحہ کے ساتھ اشتہارون اور اخبارون مین شتہر نہین کرتا۔ اور یہ خیال کرتا ہے۔ کہ جتنی دیر مین اغیار کی بدگوئی کیطرف متوجہ رہونگا۔ اُتنی دیر ذکر یار مین کیون مصروف نہ رہونگا۔ دوست کا ایک کلمہ لطف دشمنون کے ہزار کلمہ طعن کے غم کو غلط دیتا ہے۔ اور اسکا ایک نظارہ جمال باکمال غیر کو نسیاً منسیاً بنا دیتا ہے۔

سرمد کہتا ہے

سرمد گلہ اختصار مے باید کرد ۔۔ یک کار از دو کار مے باید کرد
یا تن برضاء دوست مے باید داد ۔۔ یا قطع زیار اختیار مے باید کرد

آپنے خود بھی جہوٹے دل اور کاذب زبان سے ان بشارات کو بیان کرنے کے بعد

> ھذا ما بشرنی ربی وملجاء عند ربی واللہ لو اطاعنی ملوک الارض وفتحت علی خزائن العالم کلھا ما اسرنی کسرورے من ذلک[1]

"وساوس" کے صلا مین کہا ہے۔ کہ "مجھے ان بشارات سے ایسی خوشی ہوئی ہے۔ کہ اگر تمام دنیا کے جملہ بادشاہ اور کل عالم کے خزانے مجھپر فتح کئے جاتے۔ تو مجھے اسقدر خوشی نہوتی۔ جسقدر۔ ان بشارات سے خوشی ہوئی ہے"

اور اگر آپ کی وہ بشارات والہامات خدا کی طرف سے ہوتے۔ اور یہ کلمات فرحت آپکے سچے دل سے نکلتے۔ تو اس خوشی کے بعد آپ اپنے مخالفین علما کی شکایت بالکل بھول جاتے۔ بلکہ یہ رسالہ "وساوس" ہی نہ لکھتے۔ اور خدا کی طرف سے اپنی برات وحمائت کے امیدوار ہو کر ایسے ساکت وخاموش ہو جاتے۔ جیسے کہ مریم علیہا السلام یہودیون کی تہمت سے برأت کی امید خدا سے رکھکر۔ اُن کی تہمت کے جواب سے خاموش ہوگئی تہین۔ آپ کا اس جوش وخروش کے ساتھ ان علماء کو برا کہنا۔ اور

[1] اس تہوڑی سی عبارت مین کادیانی نے چار غلطیان کی ہین۔ ۱ صرفی دو ادبی۔ ادبی۔ ملجائی عند ربی۔ اور فتحت علی کے صلات مین۔ صرفی۔ ۱ اگر کلہا کا ضمیر عالم کیطرف ہے تو یہ غلطی

وُہ یہ مُراسلت ہے

نحمدہ ونصلی - بخدمت شیخ محمد حسین صاحب ابوسعید بٹالوی

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ - امابعد مین افسوس سے کہتا ہون کہ مین آپ کے فتویٰ تکفیر کی وجہ سے جسکا یقینی نتیجہ احدالفریقین کا کافر ہونا ہے - اس خط مین سلام مسنون یعنی السلام علیکم سے ابتدا نہین کرسکا لیکن چونکہ آپ کی نسبت ایک منذر الہام مجکو ہوا اور چند مسلمان بہائیون نے بھی مجکو آپ کی نسبت ایسی خوابین سُنائین جنکی وجہ سے مین آپ کے خطرناک انجام سے بہت ڈر گیا - تب بوجہ آپ کے اُن حقوق کے جو بنی نوع کو اپنے نوع انسانون سے ہوتے ہین - اور نیز بوجہ آپ کی ہموطنی اور قرب وجوار کے بھی میرا رحم آپ کی اسحالت پر بہت جنبش مین آیا - اور مین اللہ جلشانہٗ کی قسم کھاکر کہتا ہون - کہ مجھے آپ کی حالت پر نہایت رحم ہے اور ڈرتا ہون - کہ آپ کو وہ امور پیش نہ آجائین جو ہمیشہ صادقون کے مکذبون کو پیش آتے رہے ہین - اسی وجہ سے مین آج رات کو سوچتا سوچتا ایک گرداب تفکر مین پڑگیا - کہ آپ کی ہمدردی کے لئے کیا کرون - آخر مجھے دل کے فتویٰ نے یہی صلاح دی کہ پھر دعوت الی الحق کے لئے ایک خط آپکی خدمت مین لکھون کیا تعجب کہ اسی تقریب سے خدا تعالیٰ آپ پر فضل کردیوے - اور اس خطرناک حالت سے نجات بخشے - سو عزیز من آپ خدا تعالےٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہون - وہ بڑا قادر ہے - جو چاہتا ہے کرتا ہے - اگر آپ طالب حق بنکر میری سوانح زندگی پر نظر ڈالین تو آپ پر قطعی ثبوتون سے یہ بات کھل سکتی ہی کہ خدا تعالےٰ ہمیشہ کذب کی ناپاکی سے مجکو محفوظ رکھتا رہا ہے - یہان تک

لوگوں کی طرف سے مشتعل کرنا۔ اور ان کے جواب مین ایسا رسالہ کذب و مکائد کا مقابلہ لکھنا صاف بتا رہا ہے۔ کہ ان الہامات و بشارات کے دعوی مین آپ سچے نہین۔ ناظرین! برسنے والے بادل اتنا نہین گرجا کرتے۔ جنکے پاس کچھ ہو۔ وہ اس تکلف سے اس کا اظہار نہین کرتے۔ جنکو خدا کی تائید غیبی کا یقین ہو۔ وہ ظاہری اسباب پر (جائز بھی ہون تو) اس بے اعتدالی سے اعتماد و اعتکاف نہین کرتے۔ یہ کیا ہے؟ تیسری دلیل ہین اور کچھ سنو!

تیسری دلیل

آپ کو خدا کی طرف سے ایسی بشارتین نصرت۔ حمایت و حفاظت کی دی گئی تھین۔ جنکی خوشی تمام دنیا کے بادشاہون کے مطیع ہونے سے بڑھکر آپکو ہوئی تھی۔ تو آپنے دنیا کے ایک بادشاہ ملکہ معظمہ انگلینڈ و قیصر ہند کی جھوٹی خوشامد۔ اور اوپر کے دال سے تعریف کرکے کیون حفظ و امان و پناہ چاہی۔ اور یہ بات کیون اس عربی خطبے کے دو صفحون مین بقلم جلی لکھی۔ کہ مجھے قیصرہ عادلہ اور سلطنت برطانیہ نے بچا لیا۔ ورنہ مولوی تو مجھے مار ڈالتے۔

جس شخص کو بڑا سا بہنشاہ تمام بادشاہون کا بادشاہ اپنی پناہ و حفاظت مین لے لے۔ وہ پھر کسی دنیوی بادشاہ۔ یا کسی وزیر کی پناہ چاہتا ہے؟ اور اسکی پناہ مین ہوئیگا

دست لانا۔ اور ستر کو مقتدی بنانے کے لئے باب افعال مین لیجانا۔ حالانکہ سوّیتہٗ بمعنی سوّدتہٗ ہے۔ کسر و سری کا کاف ہی بلاضرورت ہے۔ یہ لفظ بحذف کاف مفعول مطلق ہوکر وہی معنے دیتا ہے۔ درمیانہ حالت کا یعلل ہے۔ اس سے ناظرین قیاس کرسکتے ہین کہ تیس صفحہ کا کیا حال ہوگا۔

* اپنی ہیچمدانگی و بیعلمی ہشت سال تک ہی ہے۔ کہ سلطنت برطانیہ کی نسبت جو کچھ آپنے خطبہ مین کلمات خوشامد و تعریف لکھے ہین۔ وہ دل سے نہین لکھے۔

27

فخر و اعتماد کرتا ہے؟ نہین ہرگز نہین۔

اسلام کی ظاہری علما و صلحا جو الہام و بشارات کے مدعی نہ تھے وہ صرف خدا تعالیٰ کے عام وعدون پر اعتماد کرکے اپنے اسلامی بادشاہون کی طرف بھی ملتجی نہین ہوئے اور اپنی کتابون کے خطبون مین مسلمان بادشاہون کو خوش کرنے کی غرض سے اُنھون نے اُن کے نام و تعریفات درج نہین کئے۔

کادیانی صاحب خدا کے ملہم و مخاطب ہوکر۔ اور خصوصیت کے ساتھ نصرت و حمایت کی بشارتین پاکر اپنی مذہبی کتاب کے خطبہ مین غیر مذہب بادشاہ کی تعریف جلی قلم سے لکھتے ہین پھر وہ اس الہام و بشارت مین کیونکر سچے ہو سکتے ہین۔

نمبر سوم کید و مغالطہ کادیانی

وساوس کے صـ۳۷ و صـ۵۱ مین کادیانی نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ تین ہزار کے قریب اعتراض اسلام اور قرآن کریم کی تعلیم اور ہمارے سید و مولیٰ پر کوتہ بینون نے کئے ہین۔ + + یہ اعتراضات غفلت کی حالت مین سخت خوف کی جگہ ہین۔ اور ایک ضلالت کا طوفان برپا کرنے والے معلوم ہوتے ہین۔ اور مجرد اسلامی عقائد کا یاد رکھنا یا پورانی کتابون کو دیکھنا۔ ان سے محفوظ رہنے کے لئے کافی نہین + + + ملک ہند مین ایک لاکھ کے قریب لوگون نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔ اور چھ کروڑ۔ اور کسیقدر زیادہ اسلام کے مخالف کتابین تالیف ہوئین۔"

اس کید مین کادیانی نے سادہ لوح مسلمانون کو دو مغالطے دیئے ہین۔ پہلے موجودہ مذہب اسلام و قرآن کا اعتراض کا محل اور اس تبدیلی کا (جو کادیانی اس مین کر رہا ہے) محتاج بناکر دکھایا۔ پھر انکی اس نازک و خوفناک حالت کی اصلاح کے لئے انسے چندہ کھینچنا چاہا۔ اس کے اس منتر کا اثر بعض مسلمانون پر پڑ بھی گیا۔ انھون نے اس خوف و غرض سے میلہ سالانہ مین اس کو چندہ دینا قبول کیا ہے۔

ان مسلمانون کا اعاذہ اور اس کید و مغالطہ کا اعاذہ

قرآن اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم جو قرون ثلاثہ سے اسوقت تک مسلمانون مین متوارث چلی آئی ہے۔ تین ہزار کجا۔ تین بلکہ ایک اعتراض کا بھی محل نہین۔ اور جو اعتراضات آجکل بعض لوگ قرآن و اسلام اور تعلیم نبوی پر کر رہے ہین۔ وہ اعتراض ان ہی کی نافہمی پر وارد ہوتے ہین۔ نہ قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر۔ لہذا اسوقت یا آیندہ قیامت تک مسلمانون کو حاجت نہین۔ کہ وہ قرآن یا اسلام مین کوئی تبدیلی کرین۔ اور اسکی پرانی یا اصلی صورت کو بدل کر دوسری صورت بنا دین صرف یہی کافی ہے۔ کہ اسکی اصلی صورت کو جو کوتہ بینون کی نظرون سے (ان کی لاعلمی اور ناواقفی کے سبب) چھپی ہوی ہو۔ ظاہر کر دین۔ کادیانی یہ کہکر ناحق مسلمانون کو ڈراتا۔ اور ان کے کپڑے اُتارنا چاہتا ہے۔ اور اگر کادیانی کے نزدیک قرآن اور اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی تعلیم واقعی محل اعتراض ہے۔ اور انکی اصلاح اسی تبدیلی سے ہو سکتی ہے۔ جو کادیانی انمین کر رہا ہے مثلاً کہ حضرت مسیح اسمانون سے جسم پر نہین گئے۔ اور نہ وہ وہان موجود ہین۔ اور حضرت مسیح نے کوڑہی اندھے اپنے معجزہ خارق عادت سے اچھے نہین کئے۔ تو پھر اس صورت کی خیالی اصلاح سرسید کر چکے۔ اور کر رہے ہین۔ کادیانی نے پہلے کیا کیا۔ اور آیندہ کیا کریگا۔ اس نے جو کچھ اسوقت تک کیا ہے وہ سرسید کی شاگردی سے کیا ہے۔ ناظرین نمبر ۶ جلد ۱۴ صفحہ ۱۶۴ وغیرہ ملاحظہ فرمائین۔

اس کید مین کادیانی نے جو اعتراضون اور عیسائی شدہ مسلمانون اور کتابون کی تعداد بیان کی ہے۔ یہ بھی اسکی گپ ہے۔ جس سے وہ اپنے نادان اتباع کو ڈراکر روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے۔ جیسے کوئی بچے کو ہوّے سے ڈراکر اسکی ٹوپی اُتار لے۔

28

بعض پادری تو رو رہے۔ اور واویلا کر رہے ہین۔ کہ ہندوستان مین ہمارے مذہب کی بہی کچھ اشاعت نہین ہوئی۔ باوجودیکہ بہت سا روپیہ خرچ ہوگیا ہے۔ پادری کینن آیزک ٹیلر کا مضمون اشاعۃ السنۃ جلد ۱۱ نمبر ۱۲ مین ۳۴۸ ملاحظہ فرماوین۔

نمبر چہارم کید وکذب کادیانی

کادیانی نے منجملہ اسلامی مسائل (جنکو وہ محل اعتراض سمجہتا ہے) ایک مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو قرار دیا۔ اور اسکی نسبت "وساوس" کے صفحہ ۴۲ مین لکہا ہے۔ "پس حال کے علما اگرچہ بظاہر صورت شرک سے بیزاری ظاہر کرتے ہین۔ مگر مشرون کو مدد دینے مین کوئی دقیقہ انہون نے اٹھا نہین رکھا۔ غضب کی بات ہے۔ کہ اللہ جلشانہٗ تو اپنی کلام مین حضرت مسیح کی وفات ظاہر کرے۔ اور یہ لوگ ابتک اسکو زندہ سمجھکر ہزارہا۔ اور بیشمار فتنے اسلام کے لئے برپا کردین۔ اور مسیح کو آسمان کا حیّ وقیوم اور سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کا مردہ ٹہرادین۔ حالانکہ مسیح کی گواہی قرآن کریم مین اسطرح لکہی ہے۔ کہ مبشرًا برسولٍ یأتی من بعدی اسمہ احمد یعنی مین ایک رسول کی بشارت دیتا ہون۔ جو میرے بعد یعنی میرے مرنے کے بعد آئیگا۔ اور نام اُس کا احمد ہوگا۔ پس اگر مسیح ابتک اس عالم جسمانی سے گذر نہین گیا۔ تو اس سے لازم آتا ہے۔ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابتک اس عالم مین تشریف فرما نہین ہوئے"۔

اس کے بعد کادیانی نے آیت فلما توفیتنی اور انی متوفیک کو ذکر کیا۔

اس کید مین کادیانی نے مسلمانون کو کئی دھوکہ دیئے ہین۔ ایک یہ۔ کہ عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام حال کے علما کی ایجاد ہے۔ دوسرا یہ۔ کہ اسمین حضرت مسیح علیہ السلام کا حیّ وقیوم ہونا پایا جاتا ہے۔ جو ایک شرک ہے۔ تیسرا یہ۔ کہ اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پائی جاتی ہے۔ کہ وہ فوت ہون۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہون۔

چونکہ یہ آیہ ۔ آسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نفی ہوتی ہے ۔ کیونکہ اس آیت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کو حضرت عیسےٰ کی موت سے معلق ومشروط کیا گیا ہے ۔ پس اگر حضرت عیسیٰ فوت نہین ہوے ۔ تو آنحضرتؐ بھی نبی نہونگے اس کیہ کا اثر کئی مسلمانون پر پڑگیا ہے ۔ جو باوجودیکہ کادیانی کے اور دعاوی کو نہین مانتے ۔ مگر اس بات کو مان چکے ہین ۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے ہین ۔

ان کا اعازہ اور اس کید کا ازالہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا اعتقاد حال کے مسلمانون کی ایجاد نہین ۔ بلکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے متوارث چلا آیا ہے ۔ رسالہ نمبر ۲ جلد ۱۴ ۔ اور فستوی نمبر ۴ جلد ۱۳ مین ملاحظہ ہو ۔

کادیانی باوجود اس دعوی دروغ کے اپنے رسائل مین کسی صحابی ۔ کسی تابعی ۔ کسی امام ۔ کسی محدث سے یہ قول نقل اور ثابت نہین کرسکا کہ حضرت مسیح اسوقت مردہ ہین ۔

(۲) ۔ کوئی مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آیندہ اور ہمیشہ کے لئے زندہ نہین جانتا ۔ اور قیوم آسمانون کا نہین سمجھتا ۔ بلکہ سب مسلمانون کا یہ اعتقاد ہے ۔ کہ وہ آسمان سے نازل ہونیکے بعد فوت ہون گے ۔ اور مسلمان انکا جنازہ پڑہینگے ۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مین مدفون ہونگے ۔

اس اعتقاد اہل اسلام کو کادیانی نے خود ازالہ مین نقل کیا ۔ اور اسپر یہ اعتراض کیا ہے ۔ کہ کیا آنحضرتؐ کی نشیان قبر سے نکالکر حضرت مسیح کو اسمین دفن کرین گے ۔ پہر اسمقام مین اسکا یہ کہنا ۔ کہ مسلمان حضرت مسیح کو حیّ وقیوم سمجھتے ہین ایسا افترا انہین لوگون پر ہے ۔ اور اگر حضرت مسیح کی درازی حیات کے اعتقاد سے انکو حیّ وقیوم جاننا لازم آتا ہے ۔ تو اس اعتقاد سے کادیانی بھی بچ نہین سکتا ۔ وہ اگر درازی عمر حضرت خضرؑ کا

قائل نہیں ہے۔ تو کیا درازی عمر شیطان کا بھی قائل نہیں۔ جو نص قرآن سے ثابت ہے۔ کہ وہ قیامت تک ہوگی۔ اور اگر وہ وجود خارجی شیطان کا بھی اپنے پیر سیر سید کی تقلید سے قائل نہیں۔ تو درازی عمر ملائکہ (ان کو خواہ ارواح ستارگان سمجھے۔ یا اُن کا جداگانہ وجود مانے) تسلیم کرنے سے انکو حی و قیوم ماننے والا بنتا ہے۔ یہ درازی عمر حضرت مسیح کو حی و قیوم بنا سکتی ہے۔ تو ملائکہ اور شیطان کو کیوں نہ مانیگی۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت مسیح سے پہلے فوت ہو جانے سے اُنکی زندگی لازم آتی ہے۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی شخص زندہ نہ رہتا۔ اس توہین کی تجویز کے وقت کادیانی کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ آنحضرت صلعم فوت ہو کر زیر زمین مدفون ہیں۔ اور میں زمین پر زندہ پھرتا۔ اور توہین کرتا ہوں۔ اور کیوں ڈوب کر نہیں مر جاتا اور اگر یہ توہین عمر کی زیادتی سے پیدا ہوتی ہے۔ تو بھی چاہئے تھا۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر سے زیادہ عمر نہ پاتا۔ اور کادیانی کو چاہیئے تھا۔ کہ آنحضرت صلعم سے اپنی عمر زیادہ ہونے نہ دے۔ کچھ کہا کر مر جاوے۔ کیونکہ ۱۳۰۰ برس کا تو وہ ہو چکا ہے۔

کادیانی کے دام افتادہ عجیب فہم اور عقل کے آدمی ہیں۔ کہ اسکی ایسی واہی باتیں مانکر اسکو مجدد اور ولی تسلیم کر رہے ہیں۔

(۴)۔ اس آیت سے استدلال کرنے میں کادیانی دو کید عمل میں لایا ہے۔ ایک یہ کہ پہلے اس آیت کی بشارت کو اپنے لئے مخصوص کر چکا اور اپنے اشتہار کے صفحہ ۶ میں دعویٰ کر چکا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی حضرت مسیح کی اسکی حق میں ہے۔ جو مُبَشِّرًا احمد ہے۔ اور اپنے اندر حضرت مسیح کی صفت جلالی رکھتا ہے۔ اور اسی وجہ سے خدا نے اسکا دوسرا نام مسیح ابن مریم بھی رکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ پیشگوئی ہو سکتی کیونکہ آپ احمد ہونے کے ساتھ محمد بھی ہیں یعنے جامع وصف جمال و جلال سبحانہ

اصل عبارت کادیانی نمبر ۶ جلد ۱۲ مین ناظرین دیکھین۔ اور اب وہ اس پیشنگوئی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین بیان کرتا ہے۔ اور مسلمانون کو دہوکہ دیتا ہے۔ اور اگر وہ پہلے قول رجوع اور توبہ کر چکا ہے۔ تو وہ تب معتبر ہو سکتی ہے۔ کہ وہ اس رجوع کا اقرار کرے۔ اور توبہ کا اشتہار دے۔

دوسرا کید یہ۔ کہ اسنے لفظ من بعدی سے موت کے معنے مراد لیکر آیت کا ترجمہ کیا ہی کہ وہ میرے مرنیکے بعد آئیگا۔ یہ محض افترا ہے۔ من بعدی کا لفظ عرب اور قرآن کی محاورہ مین معنی موت کے لئے متعین نہین ہے۔ اور اس مقام مین تو موت کے معنے لینا صاف تحریف اور صریح الحاد ہے۔ جسپر حضرت مسیح ؑ کا بشہادت قرآن وحدیث واجماع امت زندہ ہونا قطعی و روشن دلیل ہے۔ اس آیت مین حضرت مسیح کا من بعدی کہنا۔ یہ معنے رکھتا ہے۔ کہ میرے جانیکے بعد اور میرے زمانہ نبوت کے پورا* ہو جانے کے بعد احمد رسول آئین گے۔ اس لفظ مسیح من بعدی کی نظیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی گوسالہ پرست قوم کو یہ کہنا ہے۔ بِئْسَ مَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي۔ جسکے معنے بجز اسکے کچھ بن نہین سکتے۔ کہ تم نے میری کوہ طور پر جانے کے بعد جو کام کیا برا کیا۔ اسکی دوسری نظیر حضرت سلیمان کی یہ دعا ہے رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي۔ یعنی اے میرے رب مجھے ایسی بادشاہت دے جو میرے سوا کسی کی لئے نہو۔ جسکے معنے کوئی شخص یہ نہین تجویز کر سکتا۔ کہ میرے مرنے کے بعد نہو۔ اور زندگی مین ہو تو ہو۔ اسکے نظائر قرآن مین اور بہت ہین جنکو ہم بحث وفات وحیات مسیح مین ذکر کرینگے۔ انشاء اللہ باقی آیات جو کادیانی نے وفات مسیح پر دلیل ٹھرائی ہین ان کا دلیل وفات نہونا ہم جلد ۱۴ نمبر ۴ مین بیان کر چکے ہین۔

* حضرت مسیح جب نازل ہونگے تب باوجود نبی ہونے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تابع ہونگے۔ جیسے ہارون حضرت موسیٰ کیوقت مین نبی بھی تھے۔ اور تابع نیز۔

30

اس قسم کے اکاذیب ومکائد ومغالطات ووساوس۔ اِس عربی خطبہ مین اور بکثرت ہین۔ مگر اس نمبر مین ان سب کی تفصیل کی گنجایش نہین۔ اب ہم اس کتاب کے مقدمہ کے چند اکاذیب ومکائد ومغالطات وساوس کی تمثیلات بیان کرتے ہین۔

نمبر پنجم کید ومغالطۂ کادیانی

کادیانی نے وساوس کے صفحہ ۵۸ میں بدست آویز بلیٰ[1] من اسلم وجہہٗ للہ وَھُوَ مُحْسِنٌ فلہ اجرہ عند ربہ فلا خوف علیہم وھم لا یحزنون ۵ اسلام کی یہ حقیقت بیان کی ہے۔ کہ "مدعی اسلام اعتقادی وعملی طور پر خدا کا ہوجائے" پہر صفحہ ۵۹ مین اسکی تشریح یون کی ہے۔ کہ "مدعی اسلام ثابت کردے۔ کہ اسکے تمام جسمانی وروحانی قویٰ واعضائی۔ ہاتھ۔ پیر۔ دل۔ دماغ۔ عقل۔ فہم۔ علم۔ حلم۔ نیات۔ خطرات۔ جذبات۔ آرام۔ سرور۔ خدا کے تابع ہوجائین"۔ پہر صفحہ ۶۳ مین کہا ہے۔ کہ "یہ آیت سعادت کے تینون درجون۔ فنا۔ بقا۔ وبقا کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اسکا پہلا فقرہ "اسلم وجہہ للہ" درجۂ فنا کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیون کہ جب انسان اپنے تمام اعضا وقویٰ کو خدا کے لیے کردیتا ہے۔ تو گویا۔ ایک قسم کی موت اسپر طاری ہوجاتی ہے۔ جسکو صوفی فنا فی اللہ کہتے ہین اور دوسرا فقرہ وَھُوَ مُحْسِنٌ درجۂ بقا کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ انسان بعد فناء اور سلب جذبات نفسانی کے دوسری زندگی پاتا ہے۔ جسکو بقا باللہ کہنا چاہیئے۔ اور تیسرا فقرہ فَلَہٗ اَجْرُہٗ درجۂ لقا کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ جب انسان بقا مین درجۂ یقین وعرفان وتوکل ومحبت مین پہنچ جاتا ہے تو اسکو خدا کے وجود کا ایسا یقین ہوتا ہے۔ کہ گویا اسکو دیکھ رہا ہے۔

پہر صفحہ ۶۴ مین کہا ہے۔ کہ اس درجہ مین بشریت کا رنگ ربانی رنگ کے

[1] ترجمہ۔ کیون نہیں جسنے اپنا منہ خدا کی سپرد کیا اور وہ نیکوکار بنا اسکا ثواب خدا کے پاس ہے۔ انکو نہ کوئی ڈر ہے نہ وہ غم کرینگے۔

نیچے چھپ جاتا ہے۔ جسطرح آگ لوہے کے رنگ کو اپنے نیچے چھپالیتی ہے۔ اسمقام مین جو اولیا پہنچتے ہین۔ ان کا نام **اطفال اللہ** رکھا جاتا ہے۔ گو کھلے طور پر شرع کی زبان مین یہ لفظ مستعمل نہین ہؤا۔

پہر صفحہ ۶۵ مین کہا ہے۔ کہ اس درجۂ لقا مین بعض امور ایسے صادر ہوتے ہین۔ جو بشری طاقتون سے بڑھے ہوئے ہوتے ہین۔ اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہین۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ بدر مین کنکرون کی ایک مٹھی سی تمام کفار کی آنکھون کو پُر کر دینا۔ یا چاند کو پہاڑ دینا۔ یا تھوڑے سے پانی سے بہت لوگون کو سیراب کر دینا۔ اور تھوڑی سی روٹیون سے ہزارون آدمیون کا پیٹ بھر دینا۔ یا لعاب دہن مبارک سے شور آب کنوئین کو شیرین کر دینا۔ جن کے ساتھ دعائین نہ تہین"

پہر صفحہ ۶۸ و ۶۹ مین کہا ہے۔ یہ درجۂ لقا جب کسی انسان کو میسر آتا ہے۔ تو اس مرتبہ کے اوقات تموج مین ضرور اس سے الٰہی کام صادر ہوتے ہین۔ اور جیسا **خدا کا کُن** دائمی طور پر نتیجہ مقصودہ پیدا کرتا ہے۔ ایسا ہی **اسکا کُن** بہی تموج و مد کی حالت مین خطا نہین کرتا۔ اور درجۂ فنا کے بعد درجۂ بقا اور لقا کا حصول لازمی امر ہے۔ یہ کادیانی کے بیان بارہ صفحہ کا پورا خلاصہ ہے۔ جس کو اس نے طولانی اور مکرر سہ کرر عبارات پیچیدہ فقرات رنگین الفاظ مین اس غرض سے بیان کیا ہے۔ کہ لوگ ان عبارات و فقرات مین چکر کھاکر اور متحیر ہوکر کادیانی کے کمال علم و معرفت کے قائل ہو جائین۔ اور اسکو ما عرفناک حق معرفتک کہکر ولی و صوفی و متبحر عالم سمجھنے لگین۔ اس کی اس پالیسی کا اثر بھی کم علم یا بے علم لوگون پر ضرور پڑے گا۔ وہ ان عبارات کے بہنور اور رنگین فقرات کی چکر مین آکر ضرور ولی اور بڑا عالم مان لینگے۔

31

ان مسلمانون کا اعادہ اور اس کید و مغالطہ کا ازالہ

ان عبارات و دعاوی مین کادیانی نے دو باتین جتائی ہین۔ جو اسکے دو کید (مکر) و مغالطے ہین۔ اول یہ کہ جو باتین اسنے ان عبارات مین کہی ہین وہ اسکا ایجاد و اجتہاد ہے۔ وہ باتین اُس نے قرآن سے نکالی ہین۔ دوم یہ کہ جو حالات و مقامات ان عبارات مین بیان ہوئے ہین۔ وہ حالات اسپر وارد ہین۔ وہ خود اس مقال کا صاحب حال ہے۔ انمین وہ اپنی حالات کی عام پیرایہ مین حکایت کرتا ہے۔ برطبق ؎

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران * گفتہ آید در حدیث دیگران *

اُن دونو کید و مغالطہ کا ازالہ یہ ہے۔ کہ جو حالات و مقامات اسنے بیان کیے ہین۔ وہ صوفیون اور اہل اسرار کے مقالات و اصطلاحات ہین۔ کادیانی انکا چبہ ہے۔ ان کی باتون کو اسنے سرقہ کیا۔ اور ان کا حوالہ نہین دیا۔ اور جو اپنا صاحب حالات و مقامات ہونا جتایا ہے۔ اسمین انکے منصب ولایت کا سرقہ کیا ایسے ہی چورون کے حق مین مولوی رومی صاحب پہلے سے کہہ گئے ہین۔ ؎

* حرف درویشان بذزدد مردون * تا بخواند بر سلیم زان فسون
تا کہ صیاد آورد بانگ صفیر * تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر
ہمسری با انبیا برداشتند * اولیا را ہمچو خود پنداشتند

* - خلاصہ ترجمہ ان اشعار کا یہ ہے۔ کہ یہ آدمی درویشون کی باتین اسلئے چُرا لیتے ہے۔ کہ ان باتون سے احمقون پر منتر پھونکے۔ جیسے شکاری اسلیے جانورون کی بولی بولتا ہے۔ کہ وہ اس بولی سے جانورون کو فریب دیکر دام مین لاوے۔ یہ لوگ (ایسی باتین کہکر) انبیا کا ہمسر بننا چاہتے۔ اور اولیا کو اپنی مانند سمجھتے ہین۔

کہ بعض وقت انگریزی عدالتون مین میری جان اور عزت ایسے خطر مین پڑگئی کہ بجز استعمال کذب اور کوئی صلاح کسی وکیل نے مجکو نہ دی۔ لیکن اللہ جلشانہ کی توفیق سے مین سچ کے لئے اپنی جان اور عزت سے دست بردار ہوگیا اور بسا اوقات مالی مقدمات مین محض سچ کے لئے مین نے بڑے بڑے نقصان اُٹھائے۔ اور بسا اوقات محض خدا تعالیٰ کے خوف سے اپنے والد اور بھائی کے برخلاف گواہی دی۔ اور سچ کو ہاتھ سے نچھوڑا۔ اس گاؤن اور نیز بٹالہ مین بھی میری ایک عمر گزر گئی ہے۔ مگر کون ثابت کرسکتا ہے۔ کہ کبھی میرے مونہ سے جھوٹ نکلا ہے۔ پھر جب مین نے محض للہ انسانون پر جھوٹ بولنا ابتدا سے متروک رکھا اور باہا اپنی جان اور مال کو صدق پر قربان کیا۔ تو پھر مین خدا تعالیٰ پر کیون جھوٹ بولتا۔ اور اگر آپ کو یہ خیال گذرے۔ کہ یہ دعوی کتاب اللہ اور سنت کے برخلاف ہے۔ تو اس کے جواب مین باادب عرض کرتا ہون۔ کہ یہ خیال محض کم فہمی کی وجہ سے آپ کے دل مین ہو۔ اگر آپ مولویانہ جنگ وجدل کو ترک کرکے چند روز طالب حق بنکر میرے پاس رہین تو مین امید کرتا ہون کہ خدا تعالےٰ آپ کی تمام غلطیان نکالدیگا اور مطمئن کردیگا اور اگر آپ کو اس بات کی بھی برداشت نہین تو آپ جانتے ہین کہ ہر آخر علاج فیصلہ آسمانی ہے۔ مجھے اجمالی طور پر آپکی نسبت کچھ معلوم ہوا ہے۔ اگر آپ چاہین تو مین چند روز توجہ کرکے اور تفصیل پر بقضا تعالےٰ اطلاع پاکر چند اخبارون مین شائع کردون اس شائع کرنے کے لئے آپکی خاص تحریر سے مجکو اجازت ہونی چاہئے۔ مین اس خط کو محض آپ پر رحم کرکے لکھتا ہون اور بہ نیت شہادت* چند کس آپ کی ضد متین روانہ کرتا ہون اور آخر دعا پر ختم کرتا ہون۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ الراقم مرزا غلام احمد بقلم خود ۳۱ دسمبر ۱۸۹۲ء

* نوٹ شہادت کرنے سے فضل کی بہرکیف اولیٰ ہے۔ جب اس خط کو ہم خود اپنے رسالہ مین چھاپ دیا تو پھر شہادت کی کیا حاجت ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

یہ امر۔ کہ یہ باتین پہلے صوفیون اور اہل اسرار کے بیان کی ہوئی باتین ہین۔ محتاج ثبوت نہین۔ صوفیون کی جس کتاب مین چاہو۔ ان اصطلات ومقامات فنا وبقا وغیرہ کا بیان دیکھ لو۔ کادیانی کے مُنہ سے بہی ایک جگہ مقام فنا کے بیان مین صوفیون کا نام نکل گیا ہے۔

رہا ثبوت اس امر کا۔ کہ کادیانی خود صاحب حالات ومقامات مذکورہ بالا نہین ہے۔ سو ثبوت امر اول سے بڑہکر ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ ؎ این مدعیان در طلبش بے خبرانند ٭ آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد ٭

کادیانی کے خیالات ومقالات وحالات صاف بتا رہے ہین۔ کہ وہ ولی تو کجا ایک ادنےٰ درجہ کا مسلمان بھی نہین۔ اسکے اعتقادات کا حال فتوے علماء پنجاب وہندوستان مین ملاحظہ ہو۔ اسکی نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ اعمال کا حال ہمارے سوالات مندرجہ نمبر ۱۰ جلد ۱۵ سے ناظرین معلوم کر سکتے ہین۔

اسکی شیرین زبانی اور خوش خلقی کا حال جواب فیصلہ آسمانی نمبر ۱ جلد ۱۴ اور ہمارے سوالات اور مراسلت مندرجہ نمبر ۱ جلد ۱۵ صفحہ (۹ و ۱۱) مین ملاحظہ کرو۔ اسکی تازہ شیرین زبانی خوش خلقی یہ ہے۔ کہ اسنے محمد احسن بہوپالی امروہی کو فحش گالیون کے لئے ملازم[1] رکھکر اس کام پر مامور کیا ہے۔ جیسے کعب بن اشرف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کے لئے۔ لونڈیان مقرر کر رکھی تہین کیا صاحبان مقام فنا وبقا بھی کام کرتے ہین۔ پہلے ولی تو ایسے کام کرنیوالون کو ولی نہین سمجھتے۔ بلکہ ایسے لوگون کو لعنت سے یاد کرتے ہین۔ اور ولیون کی یہ حالات بیان کرتے ہین۔ کہ وہ دشمنون کی (چہ جائے دوستون کی) بدگوئی اور دل آزاری نہین کرتے۔ ایک مشہور ولی بدعمل مدعی ولایت کے حقمین

[1] اور خود کتاب وساوس میں ایسی فحش گالیاں قلم میں لایا ہے کہ انکو دیکھ کر بڑے سے بڑے کنجڑے پٹہیارے اور بازاری شہدے بھی شرم کریں۔

32

فرماتے ہین۔

کار شیطان مے کند نامش ولی ✦ گر ولی نیست لعنت بر ولی

ایک اور ولی فرماتے ہین

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمنان ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام کہ با دوستانت خلافست جنگ

یہ آپکے مقام فنا و بقا کا حال ہے۔ اب مقام لقا کا حال سنو۔ مولوی رومی نے اس باب مین ایک قانون مقرر کردیا ہے۔ جسکی شعر ذیل مین حکایت ہے۔

کار مردان روشنی و گرمی ست ✦ کار دونان حیلہ و بے شرمی ست

اب طالب حق ویقین غور کرین۔ اور دیکھین۔ کہ کادیانی صاحب اسمقام لقا کے مرد ہوتے۔ تو سرگرمی کے ساتھ اپنی روشنی و برکات و خوارق دکھاتے۔ عین موقعہ تحدی و معارضہ مین بات کو حیلہ حوالہ سے نہ ٹالتے۔ آسمانی نشان برکات و خوارق عادات دکھانے کے لیے ہمیشہ آپ ناجائز شروط لگاتے اور لمبی لمبی میعادین مقرر کرتے ہین۔ جنکا انتظار کسی سے نہو سکے۔ پچھلے واقعات کو جانے دو۔ آپ کے آخری دعوی نشان نمائی پر آنچہ جواب فیصلہ آسمانی مندرجہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۴ صفحہ ۵۱ مین ایک صوفی صاحب کے مقابلہ کے لیے دس ہفتہ مین نشان دکھانے یا پانچ ہفتہ مین صوفی صاحب کا نشان دیکھنے کے لیے بلایا۔ تو اس سے بھی آپنے رسالہ "نشان آسمانی" مصداق ۵ کو "بست ضرب کادیانی" مین انکار کردیا۔ اور صاف کہا کہ مین ماموربون ایک سال کی میعاد کو کم نہین کرسکتا۔

جو لوگ آپ سے دعاؤن کی خواستگار ہوئے ہین۔ ان کو بھی آپ حیلہ حوالون

سے ملاتے رہے ہین۔

بیچارہ آپکا علم رسیدہ مولوی **جلال الدین** ساکن پیرکوٹ ضلع گورداسپور مرض نزول الماء مین مبتلا ہے۔ اور معمولی علاج ڈاکٹرون کو چھوڑکر بارہا سفر کرکے آپ کے پاس پہنچا۔ تو اُس کو آپنے اس حیلہ سے ٹکار رکھا۔ کہ مینے تین مخصوصون کے حق مین جنمین ایک تم۔ اور دو اور ہین۔ دعا کی ہے۔ ازانجملہ دو کے حق مین دعا قبول ہوگئی ہے۔ ایک کے حق مین نامنظور ہوئی۔ شاید ان دو مین تم ہو۔ جس سے وہ بیچارہ نہ بالکل مایوس ہوکر ڈاکٹرون کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور نہ اپنی مراد کو پہنچتا ہے۔ جن لوگون سے آپنے روپیہ لیکر دعا صحت اور اولاد کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ (اور انکا ذکر رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۱۳ کے صفحہ ۱۱ مین ہے) وہ بھی اب تک آپکے حیلے حوالون مین پھنسے ہوئے ہین۔

کاویانی صاحب! آپکو درجۂ بقاء حاصل ہے۔ تو کیون کبھی آپ کی زبان مین الٰہی طاقت کا تموج نہین ہوتا۔ اور کیون کبھی آپکے کُنْ مین خدا کے کُنْ کا اثر نہین آتا۔ اگر کبھی آیا ہے۔ تو پھر آپنے ان بیچارہ اہل حاجات کا جنسے پیشگی فیس لے چکے ہین۔ اسوقت کام کیون پورا نہ کردیا۔ اور اپنی گردن کو ان کے حق سے کیون سبکدوش نہ کیا۔ یہ لوگ نہ سہی اور لوگون کا ہی نام لین۔ جو آپکے مدد تموج کے اثر سے فیضیاب ہوئے ہون۔ ورنہ ان لن ترانیون سے شرم کرین۔ شرم انسانیت کے لوازم سے ہے۔

کاویانی کے دام اوفتادہ شکارو۔ تمہاری عقل اور فرایمان کو کیا ہوگیا۔ تم کاویانی کے مجرد دعاوی کے دم مین کیون آگئے ہو۔ کچھ دیکھہ تو لیا ہوتا۔ دیکھو زمانہ کیسا ہے۔ اور تم کیسے ہو۔ دانہ کو دیکھہ بغیر کاویانی کے کیون شکار

ہوئے جانے ہو۔

اِس بیان مین کادیانی نے مسلمانون کو ایک **اور مغالطہ** دیا ہے۔ وہ یہ کہ دعوی تو بیان حقیقت اسلام کا کیا۔ اور اپنے بیان مین حقیقت ولایت کو جو ایمان کا اعلیٰ رتبہ ہے۔ اور وہ صرف نبیون اور ولیون مین پایا جاتا ہے بیان کیا۔ اس مین یا تو تمام مسلمانون کو اس نے ولی قرار دیا۔ یا ولیون کے سوائے باقی تمام مسلمانوں کو کافر بنایا۔

اسس کا ازالہ یہ ہے۔ کہ اس بیان مین کادیانی نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ یہ حقیقت اسلام جو آپنے بیان کی ہے۔ اعلیٰ درجہ کے ایمان کی حقیقت ہے۔ عام مسلمانون اور مومنون کے ایمان واسلام کے لیے یہ شرط نہین ہے۔ کہ وہ تینون مقام فنا بقا اور لقا اور اس کے لوازم کے محل وموصوف ہون۔

ایک **اور مغالطہ** اسکا یہ کہنا ہے۔ کہ اولیاء اللہ مقام لقا مین پہنچکر طفل اللہ کہلاتے ہین۔ گو شرع مین یہ لفظ وارد نہین۔ آمین اسنے اپنے اس پہلے کفر کو۔ کہ مجھے بطور استعارہ خدا کا بیٹا کہنا جائز ہے۔ صحیح اور مؤید کرنا چاہا۔ اور یہ بھی جتایا ہے۔ کہ اسکی ایسی باتون پر شریعت گواہ نہین تو کیا ہوا۔ وہ خود ایک نئی شریعت لے کر آیا ہے۔ اس **مغالطہ کا ازالہ** یہ ہے۔ کہ قرآن اور حدیث نے ایسی باتون کو دین سے خارج کیا ہے جنپر شریعت گواہ نہین۔ اور پرانے صوفیون[1] نے بھی کہہ رکھا ہے۔ کل حقیقۃ لاتشھد لھا الشریعۃ فھی زندقۃ والحاد۔ کادیانی نے خدا کے لڑکے تو بتائے۔ مگر لڑکیان اور جورو نہین بتائین۔ شاید وساوس کی تائید مین جو کتاب لکھیگا اُسمین خدا کی جورو اور لڑکیان بھی بتائے گا۔ عیاذاً باللہ من ذالک

[1] یعنے جو حقیقت شریعت کے برخلاف ہو وہ جیسا زندقہ والحاد ہے۔ دیکھو حقانیہ عاشر مقدمہ اصابت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔

نمبر ششم کید و مغالطہ کادیانی

وساوس کے صفحہ ۶۷ مین کادیانی نے کہا ہے۔ زیادہ تر افسوس ان عیسائیون پر ہے۔ جو بعض خوارق اسی (یعنے معجزات مذکورہ آنحضرتؐ کی) مشابہ نگران سے ادنیٰ حضرت مسیح مین سن سناکر ان کی الوہیت کی دلیل ٹھیرا بیٹھے ہین۔ اور کہتے ہین۔ کہ حضرت مسیح کا مردون کو زندہ کرنا۔ اور مفلوجون اور مجذومون کا اچھا کرنا اپنے اقتدار سے تھا۔ کسی دعا سے نہین تھا۔ اور یہ دلیل اس بات پر ہے۔ کہ وہ حقیقی طور پر ابن اللہ بلکہ خدا تھا۔ لیکن افسوس کہ ان بیچارون کو خبر نہین۔ کہ اگر انہین باتون سے انسان خدا بن جاتا ہے۔ تو اس خدائی کا زیادہ تر استحقاق ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی، ++ یہ بات اس جگہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ اس قسم کے اقتداری خوارق گو خدا تعالےٰ کی طرف سے ہی ہوتے ہین۔ مگر پر ہی خدا تعالےٰ کے اُن خاص افعال سے جو بلا توسط ارادہ غیری ظہور مین آتے ہین۔ کسی طور سے برابری نہین کر سکتے۔ تا سرسری نگاہ والون کی نظر مین تشابہ فی الخلق واقع نہ ہو۔ اسیوجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا باوجود اسکے کہ کئی دفعہ سانپ بنا۔ لیکن آخر عصا کا عصا ہی رہا۔ اور حضرت مسیحؑ کی چڑیان باوجود یکہ معجزہ کے طور پر اُنکا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے۔ مگر پر بھی مٹی کی مٹی ہی تھی۔"

اس کید مین کادیانی نے عجیب **چال** دکھائی اور طرفہ **روبہ بازی** کی ہے۔ اپنے **موافقین** و **مخالفین** **دونو** فریق کو **دھوکہ** دیکر انکی تسلی کردی ہے۔ اپنے **مخالفین** و معترضین کو تو یہ **بات** جتائی ہے۔

کہ وہ معجزات حضرت مسیح سے انکاری نہیں ہے۔ بلکہ صرف اس نتیجہ سے جو نصاریٰ نے ان معجزات سے نکالا ہے۔ کہ "حضرت مسیح خدا۔ یا خدا کے بیٹے ہیں" انکاری ہوا ہے۔ اور علماے وقت نے جو اسکو معجزات مسیح کا انکاری ٹھہرا کر کافر بتایا ہے۔ اسمیں انہوں نے افترا کیا۔ اور ظلم سے کام لیا۔

اپنے موافقین اہل نیچر کو (جو صرف اس انکار معجزات کے سبب اسکے پیرو ہوئے ہیں) اسنے پہلے شروع قول میں یہ کہکر کہ "معجزات مسیح آنحضرت صلعم کے اقتداری خوارق سے کم رتبہ تھے" پھر آخر قول میں یہ کہکر کہ "اس قسم کے خوارق خدا تعالےٰ کے ان افعال سے جو بلا ارادہ غیر ظہور میں آتے ہیں برابری نہیں کر سکتے تاکہ تشابہ فی الخلق لازم نہ آوے۔ اسیواسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا باوجودیکہ کئی دفعہ سانپ بنا۔ آخر عصا کا عصا رہا۔ اور مسیح کی چڑیاں باوجود پرواز کرنے کے مٹی کی مٹی ہی رہی" یہ جتا دیا۔ کہ اب بھی اس نے ان معجزات کی حقیقت مشہورہ کو نہیں مانا۔ نہ ان جانوروں کا جو حضرت مسیح نے بنائے تھے حقیقۃً زندہ ہونا مانا ہے۔ نہ انکے حقیقی پرواز کو جو زندہ جانوروں میں پایا جاتا ہے۔ اور اس سے تشابہ فی الخلق لازم آتا ہے۔ جو ایک شرک ہے اس نے تسلیم کیا ہے۔ اسیوجہ سے حضرت مسیح کی چڑیوں کی نسبت کہدیا ہے۔ کہ وہ بظاہر اوڑتی تھیں۔ مگر درحقیقت وہ مٹی کی مٹی تھی۔ اور اسی نظر سے ان معجزات کی نسبت کہدیا ہے۔ کہ وہ آنحضرت کے خوارق کے کم رتبہ تھے۔ جس سے اسکی مراد یہ ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے خوارق مذکورہ پانی اور روٹی کا زیادہ ہونا تو حقیقۃً وقوع میں آیا تھا۔ کیونکہ وہ طبعی اور نیچرل اصول کے مخالف نہیں ہے ہوا اور پانی وغیرہ عناصر کا ہیولیٰ واحد ہے۔ لہذا پانی ہمیشہ ہوا بنجاتا ہے۔ ہوا پانی بن جاتی ہے۔ اسی نیچرل اصول کے مطابق آنحضرتؐ

کی برکت سے ہوا پانی ہو گئی ہو تو محل تعجب و انکار نہیں ہے۔ بخلاف معجزات مسیح (مٹی کا چڑیا بنجانا۔ یا مردہ کا زندہ ہونا) کہ وہ اصول نیچر کے مخالف ہے۔ لہذا ممکن نہ تھا۔ کہ مردہ حقیقۃً زندہ ہو جاتا۔ اور مٹی کا جانور پرند بن جاتا۔ وہاں جو کچھ ہوا تھا۔ وہ صرف مسمریزم کی تاثیر سے ظاہر ہوا تھا۔ اور درحقیقت کچھ نہ تھا۔ چنانچہ ازالہ میں بیان ہوا ہے۔ لہذا اس مقام کی تسلیم اور ازالہ کے انکار میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔

اس کید کادیانی کا اثر ایسا وسیع ہوتا نظر آتا ہے۔ کہ شاید ہی اس سے کوئی بے علم اور کم علم فریقین سے بچے۔ لہذا اسکے ازالہ واعاذہ کی طرف فریقین کی توجہ ضروری ہے۔

ان دونو فریق کا اعاذہ اور اس کید کا ازالہ

اعاذہ فریق مخالف کادیانی

مسلمان بھائیو! کادیانی نے جو بظاہر معجزات مسیح کو تسلیم کیا تو اسمیں اُس نے آپ لوگوں کو دھوکہ دیکر اپنے زمرہ میں داخل کرنا چاہا ہے۔ وہ ہرگز ہرگز ان معجزات کا قائل نہیں ہے اگر اس ظاہری اقرار کے ساتھ اسکا در پردہ انکار بھی اس قول کے شروع اور آخر میں موجود ہے۔ مگر ہر ایک کم علم اسکو سمجھ نہیں سکتا ہے۔ ہمنے اس کید کی تفصیل میں اس انکار کا بخوبی اظہار کر دیا ہے۔ آپ لوگ توجہ سے اسکو پڑھینگے تو اس انکار کے موجود ہونے کا اقبال کریں گے۔ اس سے بھی اگر کچھ وہ انکار سمجھ میں نہ آوے۔ تو آپ اسکی تفصیل با دلیل سنیں۔ کہ کادیانی نے جو کچھ اس مقام تسلیم معجزات میں کہا ہے۔ اپنے ازالہ میں اسکا خلاف کیا ہے۔ اور اس تسلیم سے پھر کر انکار کا اظہار فرمایا ہے۔

اپنے ازالہ میں بصفحہ (۲۹۶) کادیانی نے اس خیال کو۔ کہ حضرت مسیح پرندنما کر اُسمیں پھونک مارکر زندہ کردیا کرتے تھے نقل کرکے اسکو سخت بے ایمانی و صریح الحاد کیا ہے۔ پھر اسکے صفحہ (۳۰۲) میں کہا ہے۔ کہ اندنوں (یعنے حضرت مسیح کے وقت میں) یہودیوں کے خیالات اس طرف چکے ہوئے تھے۔ جو کہ شعبدہ بازی کے قسم میں سے تھے۔ پھر صفحہ (۳۰۳) میں کہا ہے۔ تو کچھ تعجب کی بات نہیں کہ حضرت مسیح کو اس طریق (یعنے شعبدہ بازی) پر اطلاع دیدی ہو۔ جو ایک مٹی کا کھلونا بناکر کسی کل کے دبانے سے۔ یا پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسا پرندہ پرواز کرتا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری (بڑھئی) کا کام کرتے رہے ہیں۔ پھر صفحہ (۳۰۵) میں کہا ہے۔ ماسوا اسکے یہ بھی قرین قیاس ہے۔ کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل التراب (یعنی سمریزمی طریق) سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔ کیونکہ عمل التراب جسکو زمانہ حال میں سمریزم کہتے ہیں۔ ایسے ایسے عجائبات ہیں۔ کہ اسمیں پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈالکر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ اور اُس کے صفحہ (۳۰۶) میں کہا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیے۔ کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جاوے۔ اور عمل التراب سے اپنی روح کی گرمی اسکو پہنچائی جائے۔ وہ درحقیقت زندہ نہیں ہوتا۔ بلکہ بدستور بیجان اور جماد ہوتا ہے۔ صرف عامل کے روح کی گرمی بادوت کی طرح اسکو جنبش میں لے آتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے۔ کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اُنکا ہلنا۔ اور جنبش کرنا بھی بایں ثبوت نہیں پہنچتا۔ اور نہ درحقیقت زندہ ہوجانا ثابت ہوتا ہے۔ اور اُس کے صفحہ (۳۱۱) میں کہا ہے۔ "حضرت مسیح کو عمل التراب

وہ مردہ جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے زندہ ہو جاتے تھے۔ وہ بلا توقف چند منٹ میں مرجاتے تھے۔ کیونکہ بذریعہ عمل الترب روح کی گرمی اور زندگی صرف عارضی طور پر انمیں پیدا ہو جاتی تھی"۔

اور اسکے صفحہ (۳۱۵) میں کہا ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ کیوں بطور معجزہ جائز نہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام اذن اور ارادہ الٰہی سے حقیقت میں پرندے بنا لیتے ہوں۔ اور وہ پرندے انکی معجزی پھونک سے پرواز کر جاتے ہوں تو اسکا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اذن اور ارادہ سے کسی شخص کو موت اور حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں بناتا۔ نبی لوگ دعا اور تضرع سے معجزہ مانگتے ہیں۔ معجزہ نمائی کی ایسی قدرت نہیں رکھتے۔ جیسا کہ انسان کو ہاتھ پیر ہلانے کی قدرت* ہوتی ہے۔ غرض معجزہ کی حقیقت اور مرتبہ سے یہ امر بالاتر۔ اور ان صفات خاصہ خدا تعالیٰ سے ہے۔ جو کسی بشر کو مل نہیں سکتے۔

اور اس کے صفحہ ۳۱۶ میں لکھا ہے۔ بعض دانشمند شرک سے بچنے کے لیے یہ عذر پیش کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح جو پرندے بناتے تھے۔ وہ بہت دیر تک جیتے نہیں تھے۔ انکی عمر چھوٹی ہوتی تھی۔ تھوڑی مسافت تک پرواز کر کے پھر گر کر مرجاتے تھے۔ لیکن یہ عذر بالکل فضول ہے۔ اور صرف اسی حالت میں ماننے کے لائق ہے۔ کہ جب یہ اعتقاد رکھا جائے۔ کہ ان پرندوں میں واقعی

* ۔ یہ کہنا کادیانی کے اس بیان صفحہ ۷۲ وساوس کے جو اس پرچہ کے صفحہ ۸۰ میں منقول ہے صریح مخالف ہے۔ وہاں تو اسنے خوارق کو اقتداری ٹھہرایا ہے۔ اور صاف یہ کہا ہے۔ کہ اقتداری خوارق اسیوجہ سے ان لوگوں سے صادر ہوتے ہیں۔ کہ روح القدس کی روشنی ہر وقت انکے شامل حال ہوتی ہے۔ اور کسی حال میں جدا نہیں ہوتی اور یہاں ازالہ میں معجزات کی اقتداری ہونے کی نفی کی ہے اس اختلاف سے کادیانی کا کذاب اور دھوکہ باز ہونا ثابت ہے۔ اور اس اختلاف و دھوکہ بازی کی وجہ صفحہ ۳۷۷ نمبر ۱۰ جلد ۱۴ میں بیان ہو چکی ہے۔

اور حقیقی حیات پیدا ہوتی تھی۔" اور اس کے صفحہ ۳۱۹ میں ہے۔ کہ بہت لوگ اس وسوسہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کہ اگر کسی نبی کے دعا کرنے سے کوئی مُردہ زندہ ہو جائے۔ یا کوئی جماد جاندار بنجائے تو اسمیں کون شرک ہے۔ ایسے لوگوں کو جاننا چاہیے۔ کہ اس جگہ دعا کا کچھ ذکر نہیں اور قبول کرنا۔ یا نکرنا محض جلسانہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اور دعا پر جو فعل مترتب ہوتا ہے۔ وہ فعل الٰہی ہوتا ہے۔ نبی کا اسمیں دخل نہیں ہوتا۔ لیکن اس جگہ وہ صورت نہیں۔ اناجیل اربعہ کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مسیح جو کام اپنی قوم کو دکھلاتا تھا۔ وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے۔ اور قرآن شریف میں بھی کسی جگہ یہ ذکر نہیں۔ کہ مسیح بیماریوں کے چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا۔ بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جسکو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی۔ ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔

اور صفحہ (۳۲) میں کہا ہے۔ غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے۔ کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور انمیں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ عمل الترب تھا۔ جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم سے تھا۔ اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی رہتی تھی۔"

ان تصریحات و عبارات میں کا دیانی نے حضرت مسیح کے معجزات حقیقۃً

* - یہ بیان صفحہ ۲۴۳ و صفحہ ۲۴۴ و سارا سس جس کی عبارات اس پرچہ کے صفحہ ۵۰ میں منقول ہیں مخالف ہے۔ وہاں تو دلی کو انہوں نے گویا خدا بنا دیا۔ بیان بالکل بے دخل کر دیا۔ اس اختلاف کی یہی وجہ ہے جو حاشیہ سابق میں بیان ہوئی۔

اسکا جواب منجانب خاکسار

مرزا غلام احمد صاحب کادیانی خدا آپکو ہدایت کرے اور رہ راست پر لاوے سلام علی من اتبع الھدی۔ آپکا خط ۳۱ دسمبر ۹۲ء مین نے تعجب سے پڑہا۔ مین آپ کی ان گیدڑ بہبکیون سے نہین ڈرتا۔ بلکہ اس ڈرنے کو شرک سمجہتا ہون۔ اور انکی مقابلہ مین یہ آیات قرآن پیش کرتا ہون۔ اتحاجونی فی اللہ وقد ھدان ۔ ولا اخاف ما تشرکون بہ الا ان یشاء ربی شیئا وسع ربی کل شیء علما ۔ افلا تتذکرون ۔ وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللہ ما لم ینزل بہ سلطانا ۔ فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون ۔ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولئک لھم الامن وھم مھتدون۔

کادیانی صاحب! مین قرآن اور پہلی کتابون کو اور دین اسلام اور پہلے دینون کو۔ اور نبی آخر الزمان اور پہلے نبیون کو سچا جانتا اور مانتا ہون۔ اور اُس کا یہ لازمہ اور شرط ہے۔ کہ آپ کو جھوٹا جانون اور آپکا منکر ہون۔ کیونکہ آپ کے عقائد آپکی تعلیمات آپ کے اخلاق وعادات پہلی کتابون اور پہلے دینون۔ اور پہلے نبیون کے مخالف اور متناقض ہین۔ لہذا اُن کتابون دینون اور نبیون کو ماننا تب ہی صحیح اور سچا ہو سکتا ہے۔ جبکہ آپ کے عقائد اور تعلیمات کو جھوٹا اور آپکو گمراہ سمجہون۔ جسپر آیات ذیل دلائل ہین۔ ومن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی۔ وقد امروا ان یکفروا بہ۔ قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ ۔ اذ قالوا لقومھم انا براء منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم

مردوں کو زندہ کرنے اور مٹی سے پرند کے جانور بنانے اور حقیقۃً ان کے پرواز کرنے سے صاف انکار کیا ہے۔ پھر اس انکار کے ساتھ آپ اسکا یہ اقرار جو اسکے کبد ششم میں پایا جاتا ہے۔ کب سچا ہو سکتا ہے۔ اور اس اقرار سے بجز دہوکہ دہی اہل اسلام اور کیا مقصود و مراد ہو سکتا ہے۔

اگر کادیانی یا اسکا کوئی حامی یا حواری یہ عذر کرے۔ کہ وہ انکار پہلے زمانہ تالیف ازالہ کا ہے۔ اور یہ اقرار تازہ زمانہ تالیف "وساوس" ہے۔ لہذا مناسب بلکہ لازم ہے۔ کہ اس انکار کو منسوخ و مرجوع عنہ سمجھا جائے اور اس اقرار کو ناسخ و موجب رجوع و توبہ تصور کیا جائے۔ تو اسکا جواب یہ ہے اگر کادیانی نے اس انکار سے رجوع کیا۔ اور اس کفر سے وہ تائب ہوا ہے تو چشم ما روشن۔ دل ما شاد۔ ہم اس رجوع و توبہ پر (اگر اسکے ساتھ اور کفریات سے بھی وہ توبہ کرے) اسکو اپنا بھائی سمجھنے اور کل ہندوستان کے علماء کی طرف سے اسکو مسلمانی کا سارٹیفکیٹ دینے کو بخوشی حاضر و مستعد ہیں۔ مگر بحکم توبۃ السر بالسر و توبۃ العلانیۃ بالعلانیۃ یہ رجوع و توبہ اس صورت اور شرط سے اور اسی حالت میں مقبول و صحیح ہو سکتی ہے۔ کہ وہ ازالہ وغیرہ تالیفات سابقہ کو جنمیں اس قسم کے کفریات درج ہیں۔ آگ میں جلا دے یا دریا برد کرے۔ یا کم از کم اس مضمون کا اشتہار دے۔ کہ ان کفریات سے میں نے رجوع کر لیا۔ اور میں تائب ہوا ہوں۔ اب ان کتابوں کی ایسی باتو کا کوئی اعتبار نکرے۔ اور اگر وہ ان کتابوں کو نہ جلاوے۔ یا اس مضمون کا اشتہار نہ دے۔ تو پھر رجوع و توبہ کا یقین نہیں ہو سکتا اور اس اقرار معجزات مسیح کا سبب و محل بھی متعین رہتا ہے۔ کہ دلی اعتقاد تو اسکا وہی کفر و انکار ہے۔ اور اس اقرار میں وہ مسلمانوں کو دام میں لاتا۔ اور اپنے آپ کو فتوی کفر سے بچاتا ہے۔ وبس۔ اور اس اقرار اور سابق انکار میں جو

اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور ایک دوسرے کا مکذب ہے۔ اسکی کادیانی کو پروا نہیں رکھتا۔ بلکہ اسمیں یہ فائدہ مدنظر رکھتا ہے۔ کہ جس مقام میں جوبات وہ کہیگا اسمیں کوئی نہ کوئی پھنس جائیگا۔ مختلف باتوں کا موازنہ کون کرتا ہے۔ تاکہ اس سے بدگمانی اور انحراف کا خوف پیدا ہو۔ اسکی تفصیل ہم اشاعۃ السنۃ نمبر ۱ جلد ۱۴ کے صفحہ ۲۷۰ میں کر چکے ہیں۔

اعاذہ فریق موافق کادیانی

ہمارے نیچری دوستو! ۔ کادیانی کے اس انکار معجزات پر آپ لوگ خوش نہوں اور اس انکار کی وجہ سے اسکو اپنے امام کا خلیفہ برحق سمجھکر اسکے پیچھے نہ لگیں اس کے اس اقرار کے ساتھ جس سے اسنے مسلمانوں کو دام میں لانا چاہا ہے یہ انکار بے سود ہے۔ معجزات حضرت مسیح کے متعلق گو اسکے اقرار کے ساتھ انکار بھی پایا گیا ہے (چنانچہ اعاذہ فریق مخالف میں بیان ہوا) مگر معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خوارق اقتداری دیگر اولیا اللہ کا اسنے ایسے طور پر اقرار کر لیا ہے۔ کہ اسکو انکار کرنے کی آپ اسکو گنجایش نہیں رہی۔

آنحضرت صلعم کا معجزہ پانی زیادہ کرنے کا۔ گو آپ لوگوں کے نیچرل اصول کے مخالف نہیں ہے۔ اگر معجزہ شق القمر (جسکو کادیانی اس کید سے پہلے کید نیچر میں مانا ہے) تو آپ کے اس خیالی اصول کے بالکل مخالف ہے۔ بہرحال آپ لوگوں کا خاص اور پورا مسلم مشرب۔ اور آپکے امام پیر نیچر کا بچا خلیفہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ یہ کیا ہے؟ اور سنیئے! میلہ سالانہ کے جلسہ میں کادیانی نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ نبی یا ولی کی دعا سے۔ یا یہ کہ خدا چاہے۔ تو کوٹھے کا ہاتھی بچا جائے اور اپنے سونڈ گز کے نلے کو ٹھے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ خدا چاہے۔ تو یہ کوٹھ

اڑ کر چلا جائے۔ اسکا یہ بیان کس دناکس نے جو اسوقت حاضر و شریک جلسہ تھا سنا اور مختلف شہروں میں جاکر نقل کیا۔ اور خاکسار نے بٹالہ میں مولوی قدرت اللہ صاحب۔ اور منشی دین محمد صاحب سے اور امرتسر کے قریب ریلوے گاڑی میں حکیم نورالدین صاحب سے (خوش قسمتی سے لاہور سے امرتسر تک ایک گاڑی میں میرے ساتھ آئے تھے) سنا۔

پس اگر یہ بیان کادیانی دل سے ہے۔ تو وہ آپ لوگوں کا پورا ہم خیال اور آپ لوگوں کے امام کا خلیفہ برحق کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہمنے معتبر وسائل سے سنا ہے۔ کہ کادیانی کے اتباع سے بعض نیچری اسکے اس بیان سے متنفہ خاطر ہوئے۔ اور وہ بلا ملاقات جلسہ سے اٹھکر چلے آئے۔

آپ لوگوں کو مناسب ہے۔ کہ اس داؤ میں نہ آویں اور یقین کریں کہ یہ شخص منافق ہے۔ یہ ادھر اور ادھر دونوں طرف ٹانگ پھسانا چاہتا ہے۔ مگر در حقیقت لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء کا مصداق بن رہا ہے۔ بہت سی باتیں آپ کے مذہب کی مانتا ہے۔ اور اس مذہب کو رواج دل سے چاہتا ہے۔ مگر سادات اس کے بعض باتوں سے منکر ہی ہے۔ جسکی وجہ نمبر ۷ جلد ۱۴ کے صفحہ ۱۹۱ میں بیان کی گئی ہے۔ لہذا آپ لوگوں کو مناسب ہے۔ کہ اس سے علیحدہ ہو جائیں۔ اور رضی کا شعر ذیل سنا کر اسکو سلام کہیں۔

تو تنہا دونیں جا بیٹھی نہ جانے ہاتھوں سے کیا گائی ۔ تیری وصل ہوئی اے رضی ایالی الذی نوالی الذی

کادیانی کا افحام اور اسکے معتقدین کا افہام

یہ تو ناظرین کو معلوم و ثابت ہوا۔ کہ کادیانی نے جو کچھ اس قول (یاکید) ششم میں کہا ہے اسمیں اپنے مخالف و موافق دونوں فریق کو دھوکہ دیا۔ اب ہم یہ ثابت کرتا

سلہ ایک اور خوش قسمتی یہ ہے کہ اس موقع پر اب سے خاکسار کا مباحثہ بھی ہوا۔ تو قدرتی مباحثہ کے نام سے نمبر ۱۲ جلد ۱۴ کے اخیر میں چھپا ہے۔

چاہتے ہیں کہ لیہ بد قول ۵ جو کچھ اس نے کہا ہے۔ اس میں اسکے سابق انکار معجزات اور اسکی وجوہات کا پورا جواب موجود ہے۔ اور یہ قول کادیانی کے انکار سابق پر افحام (الزام) اور اسکے اتباع کے افہام کا موجب ہو سکتا ہے۔ اگر انمیں کچھ فہم و شرم ہو۔

اس قول میں کادیانی نے بڑے زور و شور سے بیان کیا ہے۔ کہ نبی اور ولی (جبکہ وہ مرتبہ لقا کو پہنچ جاتا ہے) کا رنگ بشریت رنگ ربانی کے نیچے چھپ جاتا ہے۔ اور انمیں الٰہی طاقت آجاتی ہے۔ اور تموج کے وقت انکا کُن خدا کے کُن کا کام دیتا ہے۔ اور خدائی کاموں کے لیئے انمیں ذاتی اقتدار پیدا ہو جاتا ہے۔ اس الٰہی طاقت کا یہ اثر ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے بغیر کسی دعا کے انگلی کے اشارہ سے چاند کو پھاڑ ڈالا۔ اور جسکی آنکھ کا ڈھیلا نکل گیا تھا اسکی آنکھ کو بحال کر دیا۔ وعلی ہذا القیاس۔

اسکا یہ اعتراف و اقرار جملہ وجوہات انکار کو نیست و نابود کرتا اور یقین دلاتا ہے کہ حضرت مسیح کا الٰہی طاقت کی تموج کے وقت مردہ اور کوڑھی اور آندھے کو بغیر کسی دعا کے صرف ہاتھ لگانا اور مٹی کا جانور بنا کر اسکو کن طیرًا باذن اللہ کہدینا یا صرف الٰہی طاقت کی بھری ہوئی پھونک مار دینا کافی اور انکی حیات و صحت کا سبب ہو سکتا ہے اور اسپر نہ شرک کا اعتراض وارد ہوتا ہے نہ مخالفت قانون قدرت کا۔ اور کچھ ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کہ حضرت مسیح کے افعال مذکورہ کو کادیانی کے سابق قول کے مطابق خلاف توحید و مخالف قانون قدرت سمجھکر یہودیوں کی سی شعبدہ بازی۔ یا یورپ والے صناعوں جیسی دستکاری قرار دیں۔ یا عمل مسمریزم کا اثر (جھوٹی حیات و عارضی صحت و خیالی حرکت وغیرہ) بتا دیں۔ وعلی ہذا القیاس۔

کادیانی نے انکار سابق کی وجوہات میں جو یہ کہا ہے۔ کہ فعل مخلوق کا فعل خالق

سے مکتر ہونا ضروری ہے۔ تاکہ تشابہ فی الخلق لازم نہ آوے۔ اور اسکے مطابق اس قول واقرار جدید کے آخر میں بھی ایک فقرہ بڑھا کر انکار کی جگہ رکھ لی ہے۔ یعنی حضرت مسیح کے معجزہ خلق طیور کو باطل نہیں کر سکتا۔ مسیح کے بنائے ہوئے پرندوں اور خدا کی مخلوق پرندوں میں یہ فرق بین موجود ہے۔ اور وہ تشابہ فی الخلق کو دور کرنے کے لیے کافی وافی ہو کہ خدا تو عالم کو ذاتی طاقت سے بغیر کسی سابق مثال یا مادہ کے بنایا اور حضرت مسیح نے خدا کی بنائی ہوئی مٹی سے خدا کے بنائے ہوئے پرندوں کا نمونہ و مثال دیکھکر خداداد طاقت اور خدا کے اذن سے کوئی جانور بنایا۔ اس فرق بین کو دیکھکر کوئی احمق ہی احمق اور غبی سے غبی بھی حضرت مسیح کو حقیقی خالق نہیں سمجھ سکتا۔ اور آپ کے خلق کو خدا تعالیٰ کی خلق سے مشابہ نہیں خیال کر سکتا۔

کادیانی نے اپنے سابق معجزہ فرق کہ مسیح کے پرندہ حقیقت پرندہ جانور نہ ہوتے صرف کل کے دبانے سے یا مسمریزم کے ذریعہ سے روح کی گرمی پہنچنے سے کچھ حرکت کرتے تھے کی تائید میں جو ازالہ کے صفحہ ۳۰۶ میں بیان کیا ہے۔ کہ قرآن شریف سے ان پرندوں کا پرواز کرنا۔ بلکہ ہلنا اور جنبش کرنا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اس کا ابطال کادیانی نے اپنے قول جدید سے خود کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے اسکی قلم سے اسمقام میں (وساوس کے صفحہ ۳۰ میں) یہ نکلوا دیا۔ کہ ان جانوروں کا پرواز کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے۔

اتباع کادیانی سے جو لوگ کادیانی کا بیان ازالہ صفحہ ۳۰۶ کو سچ سمجھکر اسپر ایمان لے آئے ہیں۔ وہ اب اسکا بیان "وساوس صفحہ ۶۸" کو حیا و انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماویں۔ اس سابق بیان کو جھوٹا سمجھیں اور آپ ان معجزات کے حقائق مشہورہ پر ایمان لاویں۔ اور کادیانی کے اس جھوٹ و فریب کو کہ ازالہ میں پرواز و حرکت و جنبش ان جانوروں کے قرآن سے ثابت ہونے سے صاف انکار کیا ہے۔

اور وساوس میں بلا اعتراف غلطی سابق وبلا اظہار رجوع قرآن سے اس کی واپسی کے ثابت ہونیکا اقرار کرلیا ہے۔ غور و تامل سے ملاحظہ فرماکر داد انصاف دیں کہ ایسا جھوٹا اور فریبی اتباع کے لائق ہے؟ ہرگز نہیں۔ جو لوگ کادیانی کے غالی معتقد ہیں۔ اگر وہ اب بھی اسکے اتباع و پیروی سے دست بردار نہوں تو وہ ہمکو اس تعارض اور اختلاف بیانی کی وجہ بتلاویں۔ اور یہ ثابت کردکھاویں۔ کہ کادیانی ان دونو بیان۔ انکار صفحہ ۳۰۶۔ ازالہ و اقرار صفحہ ۶۸ وساوس میں کیونکر سچا ہوسکتا ہے؟۔

کادیانی نے سابق انکار کی تائید میں اور خلق طیور مسیح کی خدا کی خلق سے شباہت پیدا کرنے اور اس وجہ سے اسکو شرک قرار دینے کی غرض سے ایک اور کید عظیم کیا۔ اور بڑے غضب ڈھاکر ازالہ کے صفحہ ۲۹۵ میں کہا۔ کہ بعض لوگ موحدین کے فرقہ سے بحوالہ آیت قرانی یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح ابن مریم انواع اقسام کے پرندے بناکر اور انمیں پھونک مار کر زندہ کردیا کرتے۔ جس حالت میں حضرت مسیح کے کروڑہا پرندے بنائے ہوئے ابتک موجود ہیں۔ جو ہر طرف پرواز کرتے نظر آتے ہیں۔ تو پھر مثیل مسیح کا کسی پرندہ کا خالق ہونا چاہیے۔ اور اسکے صفحہ ۲۹۷ میں کہا ہے۔ اوس سے صد کو یہ بھی کہا گیا۔ کہ کیا تم اب شناخت کرسکتے ہو۔ کہ ان پرندوں میں سے کون سے ایسے پرندے ہیں جو خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں اور کونسی ایسے پرندے ہیں جو اُن پرندوں کی نسل سے ہیں جنکو حضرت مسیح خالق تھے۔ تو اُس نے جواب دیا کہ میں شناخت نہیں کرسکتا۔ اور اسکے صفحہ ۲۹۸ میں کہا ہے بعض موحدین کا یہ اعتقاد ہے کہ پرندوں میں کچھ خدا کے مخلوق ہیں اور کچھ حضرت عیسیٰ کے۔

اور اسکے صفحہ ۲۱۶ میں کہا ہے۔ کہ اب ہر ایک دانشمند سوچ سکتا ہے۔ کہ یہ صورت ہرگز معجزہ کی صورت نہیں کہ خدا تعالیٰ دائمی طور پر ایک شخص کو اجازت اور اذن دے دے۔ کہ تو مٹی کے پرندے بناکر پھونک مارکر۔ وہ حقیقت میں جانور بنجایا

کریں گے اور انمیں گوشت اور ہڈی اور خون اور تمام اعضاء جانوروں کے بنجائینگے۔ اس صورت میں خدا کی صفات میں شریک ہونا جائز ہوگا۔ گو اسکے حکم اور اذن ہی سے سہی اور نیز ایسے خالقوں کے سامنے اور فتشابہ الخلق علیہم کی مجبوری سے خالق حقیقی کی معرفت مشتبہ ہوجاویگی" اور اسکے صفحہ ۳۱۹ میں کہا ہے۔ اگر یہ اعتقاد رکھا جائے۔ کہ ان پرندوں میں واقعی اور حقیقی حیات پیدا ہوجاتی تھی اور سچ مچ انمیں ہڈیاں۔ گوشت۔ پوست۔ خون وغیرہ اعضا بنکر جان پڑجاتی تھی تو اس صورت میں یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ ان میں جاندار ہونیکے تمام لوازم پیدا ہوجاتے ہونگے اور وہ کھانیکے بھی لائق ہونگے اور انکی نسل آجتک کروڑہا پرندے زمین پر موجود ہونگے اور کسی شکاری کے ہاتھ سے مرتے ہونگے"

اس کید کا ازالہ یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کے کسی فرقہ کے (فرقہ موحدین ہو (جس سے کادیانی کی مراد فرقہ اہلحدیث ہے) یا کوئی اور فرقہ) ایک شخص کا یہ اعتقاد نہیں سنا گیا اور نہ کسی کتاب چھوٹی یا بڑی میں دیکھا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح کو مٹی کے جانور بنانیکا دائمی اختیار و اقتدار حاصل تھا۔ اور کروڑہا جانوروں کو انہوں نے پیدا کیا اور انکا سلسلہ نسل ابتک چلا آیا ہے۔ اور موجودہ پرندوں میں کچھ خدا کی مخلوق ہیں اور کچھ حضرت عیسیٰ کی مخلوق ہیں یا انکی نسل سے ہیں جو حضرت عیسیٰ نے بنائے تھے۔ مگر ہم انکو پہچان نہیں سکتے" یہ سب باتیں کذاب کادیانی اور اس دجال لاثانی کی اپنی من گھڑت ہیں جس سے اسکا مقصود وہ ہے جو ہمنے بیان کیا۔ کہ اس اعتقاد معجزہ خلق طیور کا شرک ہونا لوگونکے خیال میں جم جائے۔ پھر اس ذریعہ سے وہ اس معجزہ کی نفی کرے فرقہ اہلحدیث کو اسنے اس اعتقاد کے بیان میں اسلیے نشانہ بنایا ہے۔ کہ اس فرقہ سے عام اہل اسلام کو مخالفت ہے۔ لہذا عام اہل اسلام اس فرقہ کا یہ اعتقاد سنینگے۔ تو ضرور عام مخالفت کی وجہ سے کادیانی کے ساتھ ہوجائینگے اور اس فرقہ کے مخالف بنینگے۔

کادیانی اس امر میں اور بیان اعتقاد مذکور میں سچا ہے تو بتا دے کہ کس موحد (یا اہلحدیث) سے اُسنے یہ اعتقاد سنا ہے۔ اور وہ جاہل ہے یا عالم؟۔ جاہل ہے تو اُسکی بات کا کیا اعتبار ہے؟۔ اور اگر عالم ہے تو اُسکا فل اڈرس (پورا نام ونشان) کیا ہے۔ اگر کادیانی ایسے شخص کا نام لیگا جو فرقہ اہلحدیث سے مرتد ہو کر عیسائی یا مرزائی ہو گیا ہو۔ تو اُسکا ہرگز اعتبار نہوگا۔ اور یہ سمجھا جائیگا۔ کہ وہ بر طبق مصرع ؎ یکے دزد باشد یکے پردہ دار۔ کادیانی کے بہکانے سے اس اعتقاد کا مظہر و فرضی معتقد بن بیٹھا ہے۔ اپنے اتباع کے سوا وہ کسی فرد فرقہ اہل حدیث کا نام نہیں بتلا سکے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

جملہ اہل اسلام کا جنمیں اہل حدیث بھی داخل ہیں حضرت مسیح کے معجزہ خلق طیور کے نسبت صرف یہی اعتقاد ہے۔ کہ حضرت مسیح نے محض توفیق و اذن الٰہی سے جب خدا کی طرف سے ہوتا نہ اپنی ذاتی طاقت سے بعض اوقات چند پرندے بنائے اور پھر معلوم نہیں کہ وہ کیا ہوئے۔ کیا اسیوقت عصای موسیٰ کی مانند جسکی نسبت قال خذھا سنعیدھا سیرتھا الاولیٰ وارد ہے اپنی اصلی حالت پر ہو گئے یا طبعی موت سے مارے گئے اور نہ یہ معلوم ہے۔ کہ وہ تعداد میں لاکھوں کروڑوں تھے۔ اور موجودہ پرندوں میں وہ یا انکی نسل مخلوط و موجود ہے۔" اور صرف اسقدر صحیح و اصلی اعتقاد اہل اسلام کادیانی کے کسی اعتراض کا محل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ وہ شرک ٹھہر سکتا ہے۔ اور اگر بعض اوقات خدا کے اذن و اختیار سے نہ دائمی اقتدار سے مٹی سے جانور بنا دینے اور انمیں گوشت ہڈی خون اور اعضا پیدا کر دینے کا اعتقاد شرک ہے۔ تو پھر یہ اعتقاد کادیانی۔ کہ آنحضرت نے لوگوں کی آنکھوں کے ڈھیلے جو لڑائی کے وقت نکل گئے تھے۔ درست کر دیئے تھے اور انمیں گوشت۔ و عصبات و طبقات و رطوبات پیدا کر دی تھیں۔ کیوں شرک نہیں؟۔ کیا پرندوں کا گوشت پٹھے و خون بنانا خدا کا خاصہ ہے

* - ترجمہ خدا نے کہا (اے موسیٰ) تو اس سانپ کو پکڑ لے۔ ہم اس کو پہلی صورت (یا سیرت) پر کر دیں گے۔

اور انکا گوشت پیٹ ۔ خون وغیرہ ہیں ۔ مصیبات پیدا کرنا خدا کا خاصہ نہیں
اور یہ کام بندہ بھی کر سکتے ہیں ۹ ۔ اور کیا اسود بہ حضرت مسیح کے پرند بنانے کا اعتقاد
شرک ہے اور آنحضرت کے ڈھیلے بنانیکا اعتقاد شرک نہیں ہے ۔ لاحول ولا قوۃ ۔
اس دھکوسلے کے آخر میں کادیانی کا یہ کہنا کہ اگر ان پرندوں کی حقیقی حیات مانی جائے
تو اسکے لوازم کو ۔ کہ وہ کھانے کے لائق بھی ہونگے شکاریوں کے ہاتھ آتے ہونگے ماننا پڑیگا ۔
اپنی چوپی نیچریت کو ظاہر کرنا ہے ۔ اور مثل الزام دیتا ہے کہ یہ شیخ چلیپ کرسی کا دعوا ہے ۔
کادیانی صاحب اور اسکو دام افتادہ فہم ملاؤ ! ۔ الشئی اذا ثبت ثبت بلوازمہ کا
مسلمہ قاعدہ ہے مگر معمولی اسباب اور انسانی مقدورات میں سو پر نیچرل امور
اور الٰہی قدرت مقدور اس سے مستثنیٰ ہیں اور معجزات و خوارق عادات کا ماننا اسی
استثناء کی تسلیم پر موقوف ہے ۔ آپ ان معجزات کو اپنے قول (ایکید) نمبر ۵ میں دل سے
نہ سہی زبان سے مان چکے ہیں ۔ لہذا آپ کو ان لوازم کے الزام کی گنجائش نہیں رہی
ہے تو آپ ہی فرماویں کہ چاند کے پھٹ جانے کے جو لوازم ہیں ۔ اور انکو دستاویز سے
نئی روشنی والے اونئے نظام کے متقدمین جو ازام قائم کرتے ہیں وہ کیوں لازم نہیں ہیں ۹ ۔
اور ریویو نمبر ۴ میں ان الزامات کے جواب میں جو کچھ آپنے کہا ہے وہ کیونکر صحیح ہے ۔
ایک تعجب کے لائق یہ بات ہے ۔ کہ آپنے اپنے رسالہ کے صفحہ ۲۹۶ میں ان آیات کو جنمیں
مسیح کے خلق طیور وغیرہ معجزات کا ذکر ہے متشابہات قرار دیا ۔ پھر ایسے امور متشابہ الحقیقۃ
غیر معلوم الکنہ والکیفیۃ کے لیے لوازم تجویز کرنا کیونکر جائز و مناسب ہے یہ امر الحاد
و نیچریت نہیں تو کیا ہے ۔ یہ امر آپکے نزدیک جائز ہے ۔ تو یہ کیوں برملا نہیں
لکھتے ۔ کہ مثلاً خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے تو اسمیں انگلیاں ۔ گوشت ۔ ناخن بھی ہونے
لازم ہیں ۔ آنکھ ہے ۔ تو اسمیں ڈھیلا ۔ پتلی ۔ طبقات ۔ رطوبات بھی ہونگی ۔ قبر میں
بچھو و سانپ موجود ہیں تو ضرور لازم ہے ۔ کہ وہ قبر اکھاڑنے سے دکھائی دیں ۔

بہشت کلو کا باغ ہے اور اسمیں پودے اور پہل ہیں تو ضرور ہے۔ کہ بہشت میں کہاد (میلا) بہی ہوگا۔ اور اگر بہشت میں عورتیں جوان ہیں تو ضرور ہے۔ کہ انسے نسل بڑہے اور بہشت میں کوئی جگہ خالی نرہے۔ دوزخ کلو کی بہٹی اور اسمیں آگ موجود ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ اسکی راکھ بھی کہیں جمع ہوگی۔ و علے ہذا القیاس۔ اور ان باتوں سے اپنی نیچریت کو کیوں اچھی طرح ظاہر نہیں کرتے۔ اور اگر ان متشابہات (صفات خالق اور حالات دوزخ و بہشت) میں یہ لوازم نہیں نکالتے تو مسیح کے پرندوں کی نسل کا جاری رہنا۔ اور شکاری کے دام میں آنا کیوں ضرور اور لازمی قرار دیتے ہیں۔ کچھ تو شرم و انسانیت سے کام لیں۔ کادیانی صاحب اس شرم سے کام نہ لیں تو مولوی کہلانے والے کادیانیو! تم ہی کچہ شرم کرو۔ اور مولوی کے نام کی لاج رکہو۔ اس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ نفی و انکار معجزات مسیح کے متعلق کادیانی کا آخری کید عظیم درحقیقت ضعیف اور وھن من بیت العنکبوت اور حضرت مسیح کے معجزات خلق طیور کو مٹانیکے لیے جو کچہ اُسنے سابق انکار مندرجہ ازالہ میں کہا ہے۔ اُسکو وساوس کے قول (یا کید) نمبر پنجم کا اقرار معجزات نیست و نابود کرتا ہے۔ اور یہ اقرار کادیانی کے افحام (الزام) کا اور کادیانیوں کے افہام کا موجب ہو سکتا ہے۔ اگر انمیں کچہ فہم اور شرم ہو۔ و معہذا اس اقرار حال سے وہ معجزات کو ماننے والا بہی تسلیم نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ وہ سابق انکار سے توبہ نکرے اور اس سے رجوع کرنیکا اشتہار نہ دے۔

نمبر ہفتم کفر و کذب و کید کادیانی

کادیانی نے وساوس کے صفحہ ۷۲ میں کہا ہے۔ اس سفر کی تمام صعوبتیں اور مشقتیں فنا کی حد تک ہی ہیں۔ اور پہر اس سے آگے گذر کر انسان کی سعی اور محنت کو دخل نہیں وہ محبت صافیہ جو فنا کی حالت میں خداوند کریم سے پیدا ہوتی ہے۔ الٰہی محبت کا خود

وبداء بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تومنوا باللہ وحدہ۔
عقائد باطلہ مخالفہ دین اسلام وادیان سابقہ کے علاوہ جہوٹ بولنا اور دہوکا دینا آپکا ایسا وصف لازم بن گیا ہے۔ کہ گویا وہ آپکی سرشت کا ایک جز ہے۔
زمانہ تالیف براہین احمدیہ کے پہلے آپکی سوانح عمری کا مین تفصیلی علم نہین رکھتا مگر زمانہ تصنیف براہین سے جو جہوٹ بولنا دہوکا دینا اپنے اختیار کیا ہے۔ خصوصاً ۸۶ء سے جب سے آپنے الہامی بیٹا تولد ہونے کی پیشین گوئی کی۔ اور اس قسم کی اور پیشینگویان مشتہر کی ہین۔ علی الخصوص ۹۰ء سے جب سے آپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ مشتہر کیا ہے۔ اُس سے آپکی کوئی تحریر کوئی تقریر کوئی خط کوئی تصنیف خالی نہین ہے۔ اس پر قیاس ہو سکتا ہے کہ پہلے زمانہ مین خصوصاً امتحان مختاری مین فیل ہونے اور پھر عدالت مین سالہا سال اپنے مقدمات کرنے کیوقت آپکا یہی حال رہا ہوگا۔
اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ جو شخص بندون پر جہوٹ بولنے اور اُن کو دھوکا دینے مین ایسا دلیر ہو۔ وہ خدا پر یہ افترا کرنے سے کہ مین ملہم ہون اور مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ فلان شخص مجھے بیٹی نہ دیگا۔ تو ہلاک ہو جاویگا۔ اور فلان شخص مجھے مسیح نہ مانے گا۔ تو وہ عذاب مین مبتلا ہوگا۔ کسطرح رُک سکتا ہے۔ اور اس دعویٰ الہام مین کیونکر سچا سمجھا جا سکتا ہے۔
آپ اس قسم کے تین ہزار* الہامات کے صادق* ہونے کے مدعی ہین۔ مین ان تین ہزار مین سے صرف تین الہامون کے صادق ٹھرنے پر آپکو ملہم مان لونگا۔ اور یہ سمجھونگا۔ کہ مینے آپ کے عقائد و تعلیمات کو مخالف حق اور آپ کو بداخلاق اور گمراہ سمجھنے مین غلطی کی۔ اُن تین ہزار مین سے جن تین الہامونکو آپ بیّن الصدق سمجھتے ہین مثلاً دیانند سرستی کی موت

* نوٹ یہ دعویٰ اپنے سالانہ میلہ کے جلسہ مین برملا کیا تھا۔ * یعنے واقعی الہام ہونے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

خود اُسپر ایک نمایاں شعلہ پڑتا ہے۔ جسکو مرتبہ بقا و لقا سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور جب محبت الٰہی بندہ کی محبت پر نازل ہوتی ہے تب دونو محبتوں کے ملنے سے روح القدس کا ایک روشن اور کامل سایہ انسان کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اور لقا کے مرتبہ پر اس روح القدس کی روشنی نہایت ہی نمایاں ہوتی ہے۔ اور قصاری خلائق جنکا ابھی ہم ذکر کر آئے ہیں۔ اسیوجہ سے ایسے لوگوں سے صادر ہوتے ہیں۔ کہ یہ روح القدس کی روشنی ہر وقت اور ہر حال میں انکے شامل حال ہوتی ہے۔ اور انکے اندر سکونت رکھتی ہے۔ اور وہ اس روشنی سے کبھی اور کسی حال میں جدا نہیں ہوتے۔ اور نہ وہ روشنی ان سے جدا ہوتی ہے۔ +++ اسی روشنی کا نام روح القدس ہے۔ مگر یہ حقیقی روح القدس نہیں حقیقی روح القدس وہ ہے۔ جو آسمان پر ہے۔ یہ روح القدس اسکا ظل ہے جو پاک سینوں اور دماغوں میں ہمیشہ کے لیے آباد ہو جاتا ہے۔ اور ایک طرفۃ العین کے لیے بھی ان سے جدا نہیں ہوتا۔ اور جو شخص یہ تعجب پیدا کرتا ہے۔ کہ یہ روح القدس کسی وقت اپنی تمام تاثیرات کے ساتھ ان سے جدا ہو جاتا ہے۔ وہ شخص سراسر باطل پر ہے۔ ++ ہاں یہ سچ ہے۔ کہ حقیقی روح القدس تو اپنے مقام پر ہی رہتا ہے۔ لیکن روح القدس کا سایہ جسکا نام مجازاً روح القدس ہی رکھا جاتا ہے۔ ان سینوں اور دلوں اور دماغوں اور تمام اعضا میں داخل ہو جاتا ہے اور اسکے صفحہ ۳۰ میں کہا ہے۔ وہ کاملوں کو ایسا نعم القرین عطا کیا گیا ہے۔ کہ ایک دم کے لیے بھی ان سے جدا نہیں ہوتا۔ اور یہ گمان کرنا۔ کہ اسنے علیحدہ بھی ہو جاتا ہے روح کے لفظوں میں ان بات کا اقرار ہے۔ کہ وہ بعد روشنی تاریکی میں جا پڑتے ہیں۔ اور اسکے صفحہ ۴۷ میں کہا ہے۔ جیسے اخبار اور کفار کے لئے دائمی طور پر شیطان کو بئس القرین قرار دیا گیا ہے۔ تا ہر وقت وہ انپر ظلمت پھیلاتا رہے۔ ++ ہماری اندرونی مخالف قومی بھائی گمان کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ روح القدس جبرئیل کا نام ہے۔ کبھی تو وہ آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ اور مقربوں سے نہایت درجہ اتصال کر لیتا ہے

لہ یہ توضیح براہین کے صفحہ ۲۱۰ و صفحہ ۲۱۲ میں بطور زیادہ مفصل بیان ہوئی۔ اور اس سے روح القدس کا تو درجہ بیان کیا ہے۔

62

یہاں تک کہ ان کے دل میں دھنس جاتا ہے۔ اور کبھی ان کو اکیلا چھوڑ کر ان سے جدائی اختیار کر لیتا ہے۔ اور کر وڑ ہا بلکہ بے شمار کوسوں کی دوری اختیار کر کے آسمان پر چڑھ جاتا ہے۔ اور ان مقربوں سے بالکل قطع تعلقات کر کے اپنے قرار گاہ میں جا چھپتا ہے تب وہ اس روشنی اور برکت سے بالکل محروم ہو جاتے ہیں۔ ++ کیا اس عقیدہ کو لازم نہیں آتا کہ روح القدس کو جدا ہونے سے پہران برگزیدوں کو ظلمت گھیر لیتی ہے۔ اور نعوذ باللہ نعم القرین کی جدائی کی وجہ سے بئس القرین کا اقتران متبوع ہو جاتا ہے اور اسکے صفحہ ۵۸ میں کہا ہے۔ کیا یہ ادب اور یہ ایمان اور یہ عرفان ہے۔ اور یہی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس منزل اور نقص کی حالت کو روا رکھا جائے۔ ++ عیسائی لوگ تو حضرت مسیح کی نسبت یقینی اور قطعی طور پر یہ اعتقاد رکھیں۔ کہ روح القدس جب سے حضرت مسیح پر نازل ہوا کبھی ان سے جدا نہیں ہوا۔ اور مسلمان بھی اس امر کو تسلیم کریں چنانچہ مفسرین ابن جریر و ابن کثیر وغیرہ معالم و فتح البیان و کشاف و تفسیر کبیر و حسینی بیان کر چکے ہیں۔ لیکن مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ اعتقاد کریں کہ روح القدس آنحضرت صلعم سے جدا بھی ہو جایا کرتا تھا۔ اس سے زیادہ آنحضرت صلعم کی توہین کیا ہوگی۔ اور اسکے صفحہ ۶۰ میں کہا ہے۔ یہ لوگ مسلمان کہلا کر بھی وحی محدث اور نبی کا کل کھلا کر ختم المرسلین کی نسبت بدگمانی کرتے ہیں۔

پھر اسکے صفحہ ۶۶ و ۶۷ میں کہا ہے۔ کہ قرآن ان قیدیات و اشارات سے بھرا پڑا ہے۔ کہ روح القدس مقربوں میں رہتا ہے منجملہ ان آیات کے جو اس بارہ میں کھلے کھلے بیان سے ناطق ہیں آیت اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ ہے۔ اس آیت کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہر ایک نفس پر ایک فرشتہ نگہبان ہے۔ جو اسکے باطن کی حفاظت کرتا ہے اور وہ روح القدس ہے۔

پہر اسکے صفحہ ۸۰ لغائت صفحہ ۸۰ میں کہا ہے۔ منجملہ انکے یہ آیات ہیں۔ (۲) وان علیکم لحافظین۔ (۳) یرسل علیکم حفظۃ لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ۔ پہر بحوالہ معالم التنزیل ایک (۱) یہ حدیث نقل کی ہے کہ ہر ایک بندہ کے ساتھ ایک فرشتہ موکل ہے جو اسکے ساتھ ہی رہتا ہے۔ اور اسکی نیند اور بیداری میں شیاطین اور دوسری بلاؤں سے انکی حفاظت کرتا ہے اور بحوالہ ابن جریر ایک یہ حدیث نقل کی ہے کہ تمہارے ساتھ فرشتے ہیں جو بجز حالت جماع و بیت الخلا سے جدا نہیں ہوتے اور عکرمہ تابعی کا یہ قول کہ (۳) ملائکہ شر سے بچانے کے لیے انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور جب تقدیر مبرم نازل ہو تو وہ الگ ہو جاتے ہیں اور مجاہد تابعی کا یہ (۴) قول نقل کیا ہے۔ کہ کوئی انسان ایسا نہیں جسکی حفاظت کے لیے دائمی طور پر فرشتہ نہو اور (۵) حضرت عثمانؓ کا قول۔ کہ بیس فرشتے مختلف خدمات بجالانے کے لیے انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ پہر (۶) امام احمد کی روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ اسکے ساتھ دو قرین (ہمنشین یا ساتھی) موکل نہوں۔ ایک جنوں میں سے ایک فرشتوں میں سے میرے ساتھ بہی دو ہیں مگر میرا جن تابع ہو گیا ہے۔ وہ مجہی بجز خیر کچہ نہیں کہتا۔

پہر صفحہ ۸۱ سے صفحہ ۸۶ تک ان دونو قرینوں کی وجود کی عقلی وجہ و ضرورت بیان کی ہے اور یہ بات جتائی ہے۔ کہ ظاہری جسم کی حفاظت کے لیے فرشتہ کا ہونا ضروری ہے۔ تو باطن کی حفاظت کے لیے بہی ضروری ہے۔

پہر صفحہ ۸۷ میں کہا ہے۔ جب ہم ان دونو میں سے کسیکا نام داعی الی الخیر رکہینگے۔ تو اسیکو ہم روح القدس یا جبرئیل کہینگے۔ اور جب ہم ان دونو میں سے داعی الی الشر رکہینگے تو اسیکو ہم ابلیس اور شیطان کہینگے۔ پہر صفحہ ۸۹ میں منکرین وجود ملائکہ اور شیاطین کی بظاہر[1] مذمت کرکے بڑے فخر سے کہا ہے۔ کہ یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ہے جنکی اثبات کے

[1] بظاہر اسلیے کہا گیا ہے۔ کہ درحقیقت وہ خود وجود ملائکہ سے منکر ہے۔ اور پکا نیچری۔ اسکا ظاہری اقرار مسلمانوں کو پہنسانے کے لیے ہے۔ حاشیہ صفحہ آیندہ اور مکالمہ آیندہ کے متعلق ہمارا کلام ملاحظہ ہو۔

لیے خدا تعالےٰ قرآن کریم کی استنباط حقائق میں اس عاجز کو منفرد کیا ہے۔
یہ **کفریات** و مغالطات **متن** "وساوس" کادیانی کے صفحات مذکورہ کا **خلاصہ** ہے
اور ان صفحات کے **حاشیہ** میں صفحہ ۷۷ سے ۸۹ تک **جو** کفریات و مغالطات درج
ہیں انکا **خلاصہ** یہ چند امور ہیں۔

(۱) آیت ان کل نفس لما علیہا حافظہ سے ثابت ہے۔ کہ کل ستاروں سورج
چاند۔ زحل مشتری کی حفاظت کے لیے بھی ایک ایک فرشتہ مقرر ہے۔

(۲) روح القدس جیسا۔ کہ مقربوں کے ساتھ ہے اور انکا نگہبان ہے۔ ویسا ہی اور
لوگوں کے ساتھ ہی ہوتا ہے (جنمیں فاسق و فاجر بھی داخل ہیں) فرق یہ ہے۔ کہ
مقربوں پر اسکی تجلی اعلیٰ اور اکمل ہوتی ہے۔ فاسقوں پر ناقص۔

(۳) روح القدس فاسقوں کے ساتھ ہی ہے۔ تو پھر انسے گناہ گناہ کیوں ہوتے ہیں؟
اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ روح القدس کا کام صرف نیکی کا القا و الہام کرنا ہے۔ نہ جبراً گناہوں سے روک لینا

(۴) بعض حدیثوں میں جو آیا ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام کئی کئی دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس نہ آتے۔ اس سے مراد صرف ایک قسم کی تجلی ہے کہ بعض اوقات بوجہ مصالح الٰہی
اس قسم کی تجلی میں توقف ہو جاتی تھی۔ اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ جبرئیل بذات خود
آسمان سے اپنا مقام چھوڑ کر وحی لیکر آتے۔ اور وحی پہنچا کر آنحضرت صلعم کو چھوڑ کر چلے جاتے۔

ذاتی نزول جبرئیل علیہ السلام کے مراد نہونے پر **نقلی دلیل** وہ آیت قرآن ہے جسمیں
فرشتوں کا یہ قول بیان ہوا ہے۔ کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جسکا مقام معلوم نہو
اور وہ **حدیث** جسمیں بیان ہوا ہے۔ کہ آسمان پر ایک قدم کی جگہ نہیں جسمیں فرشتے
سجدہ و قیام نکرتے ہوں۔ اس آیت اور حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ فرشتے اپنے مقام
سے ایک قدم نیچے یا اوپر نہیں آتے جاتے۔ اور **عقلی دلیل** یہ ہے۔ کہ اگرچہ سو موتیوں
کے پروں والا جبرئیل۔ جسکا طول مشرق سے مغرب تک ہے۔ اپنا سارا وجود لیکر آسمان سے

ہے۔ اور ایسا ہی اور فرشتے بھی اترتے ہیں تو آسمان خالی ویران اور سنسان پڑا رہے جائیگا۔ خصوصاً لیلۃ القدر میں تو وہ بالکل اجڑا ہوا گھر نظر آئیگا افسوس شیخ الکل کھلا کفر بیت وقت ہیں کہ علوم طبعیہ اور حسیہ کا فروغ ہو۔ یہ اعتقاد رکھنا۔ اور نیز ملائکہ کے یہ معنے سمجھنا۔ وحی پہچانے کے بعد جبرئیل کا آنحضرت صلعم کو چھوڑ کر چلے جانے پر یہ دلیل ہے۔ کہ اگر یہ دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو۔ تو اسوقت اور اس حالت جدائی میں آنحضرت صلعم کی احادیث افعال واقوال کا اعتبار نہیں رہتا۔ کیونکہ اس وقت آپ وحی کی روشنی سے خالی ہوتے ہیں۔ اور نیز علم روح القدس کا بغیر ایک دم بھی اپنے تئیں ناپاکی سے بچا نہیں سکتا۔ پھر سید المقربین کی نسبت یہ بیہودہ خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ روح القدس کی جدائی سے ان تمام برکتوں اور پاکیزگیوں سے خالی رہتے تھے۔ جو کمال درجہ کی بے ادبی ہے۔ یہ لوگ (خاکسار اور حضرت شیخ الکل مراد ہیں) حضرت عیسےٰ کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ تینتیس ۳۳ برس کی عمر میں روح القدس انسے ایکدم جدا نہیں ہوتا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں یہ بے ادبی کرنے پر کمر باندھتے ہیں۔ کہ وہ آنحضرت صلعم کو ظلمت اور ناپاکی میں چھوڑ کر چلے جاتے تھے"

ان مضامین متن اور حاشیہ کے ملاحظہ سے ناظرین رسالہ توضیح کادیانی کو یقین ہوگا۔ کہ یہ رسالۂ توضیح کے پرانے مضامین ہیں ان مضامین میں کادیانی نے سوائے اس عقیدہ کفریہ کے۔ کہ اولیاء کے اقتدار اور تصرف میں ہوتے ہیں۔ اور کچھ زیادہ پتہ نہیں کہ اپنے ان مضامین کو زیادہ سے زیادہ کیا دیا۔ اور انکا پیرایہ بدلدیا ہے۔

یہ کید کادیانی ایک ایسا عجیب جال ہے۔ کہ اس سے بے علم اور کم علم مسلمانوں کا بچنا عادۃً محال ہے۔ اس جال کو کادیانی نے خوشرنگ عبارتوں سے زیبن بنا دیا۔ اور آمین تعظیم وتکریم اولیاء اللہ وخاتم الانبیاء کے طمعہ یا گلٹ کا سونی بنا دانہ رکھدیا۔ جسکو کوئی کوئی علم تو اور کیدسا ہی دانا ہو۔ پہچان نہیں سکتا۔ اور اس دام اور طمعہ کو دیکھکر یہ شیر غلط اور بکار ہتو نظر آتے

(ان موجودہ علوم طبعیہ کے مت کوزے سے حقانی اور شرع سے انکار پیچیدوں کا کام ہے۔ مسلمان ان طبعیات کو شرع کو قابو کرتے ہیں۔

دام میں زر کے اگر موتی کا دانہ ہوگا ✤ جو نہ اس دام میں آئیگا سو دانا ہوگا

ہم خدا کے فضل اور توفیق سے اس امر کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اس حال اور اس کے دانہ کا ملمعہ کھل جائے۔ اور کس و ناکس کو اگر وہ ہمارے کلام کی طرف رجوع کرے معلوم اور متیقن ہو کہ اس حال اور اسکے دانہ سونا۔ چاندی نہیں رانگ اور پیتل ہے۔ اور جن باتوں کو کادیانی نے اس کید میں خوبصورت عبارات اور فصیح الفاظ سے اسلام اور دین اور تعظیم سید المرسلین بنا کر دکھایا ہے۔ وہ باتیں درحقیقت کفر شرک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت درجہ کی توہین ہیں۔ کادیانی نے کذب مغالطہ سے انکو تعظیم اور دین بنا دیا ہے۔

مسلمانوں کا اعاذہ اور اس کید کا ازالہ

اس کید میں جو کادیانی نے کہا ہے۔ کہ روح القدس جو مقربوں کے ساتھ ہر دم رہتی ہے۔ اس سے مراد ایک طبعی نو متولد چیز ہے۔ جو خدا کی محبت اور مقرب بندوں کی محبت کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے۔ نہ وہ روح القدس جسکو جبرئیل کہا جاتا ہے۔ اور وہ اپنے مقام آسمان پر ہی رہتا ہے۔ اور پھر جو اسکا عقلی ثبوت دیا ہے۔ یہ کادیانی کا وہی پرانا کفر ہے جسکو وہ اپنے رسالہ توضیح کے صفحہ ۲۱ و ۲۲ و ۷۰ وغیرہ میں اگل چکا ہے۔ اس مقام وساوس میں اسنے صرف اسکا طرز بیان بدلدیا ہے اور رنگین عبارتوں سے اسکا رنگ دوسرا کر دکھایا ہے اور اسپر یہ گلٹ یا ملمعہ چڑھا دیا ہے۔ کہ اگر ہر وقت ساتھ رہنے والی روح القدس نتیجہ محبت کو ذریعہ وحی والہام نہ مانا جاوے۔ بلکہ آسمان پر رہنے والی روح القدس کا بذات خود وحی لیکر آنا اور بعد ابلاغ آنحضرت ؐ کو چھوڑ کر آسمان پر چلا جانا تسلیم کیا جاوے تو اس سے آنحضرت کی توہین اور بے ادبی لازم آتی ہے حضرت عیسیٰ کے ساتھ تو تمام عمر وہ روح القدس رہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف چند منٹ رہکر فوراً چلی جائے۔ اس سے بڑھکر آنحضرت صلعم کی توہین اور کیا ہوگی۔ اور نیز اس سے آنحضرت ؐ کا ناپاکی سے نہ بچنا۔ اور انکے دائمی و مدت لعمری اقوال و افعال کا وحی سے خالی ہونے کی وجہ سے بے اعتبار ہونا لازم آتا ہے۔

[1] ان صفحات کی عبارات فتوے علماء ہندوستان و پنجاب میں صفحہ ۱۲ سے ۲۶ تک منقول ہیں۔

اس کفر وکید کا رد وازالہ فتوے علمائے پنجاب ہندوستان میں بخوبی ہو چکا ہے اور بیان کیا گیا ہے۔ کہ روح القدس اور اسکے حقیقی نزول میں اس قسم کی تاویل وتحریف باطنیت ونیچریت وزندقہ والحاد ہے۔ اس بیان کی تائید آیندہ بھی اپنے محل اور موقعہ مناسب پر ہوگی۔ اسمقام میں تعظیم وتوہین کا گلٹ وطمعہ کھولکر اسکا جواب دیا جاتا ہے۔ کہ اہل اسلام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس نفیس زکیہ طیبہ بعد تکمیل نبوت اور استفادہ صحبت جبرئیل ملکیت میں اعلیٰ درجہ کمال کو پہنچ گیا تھا۔ اور آپنے جبرئیل علیہ السلام کے شاگرد ہو کر استاذی کا رتبہ پاس کر لیا تھا۔ لہذا اس ملکیت میں آپ ملائکہ سے کم رتبہ نہ تھے۔ بلکہ انکے ہمرنگ وہمسر۔ اور گویا ثانی جبرئیل تھے۔ اور بعض کمالات میں آپ جبرئیل علیہ السلام سے بھی بڑھ گئے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ وہاں[1] پہنچ گئے۔ جہاں جبرئیل ع کے پر جلتے تھے۔ اور وہ صاف کہہ اُٹھے۔ اگر یک سر مو برتر پرم فروغ تجلے بسوزم پرم۔ اسی وجہ سے آپ بنفس نفیس اپنی پاکی کو خداداد حفظ وعصمت سے خود محفوظ رکھ سکتے۔ اور اپنی ذات کو اور اپنے اقوال افعال کو خطاء نفسانی اور وسوسہ شیطانی سے خود بچا سکتے تھے۔ اور اس حفظ امن کے لیے اپنے استاد جبرئیل علیہ السلام کی مصاحبت کے محتاج نہ رہے تھے۔ اسوجہ سے بعد تکمیل نبوت وکمال ملکیت حضرت جبرئیل ع کا آپکے ساتھ رہنا ضروری نہیں ہوا۔ گو ابتدائی حالت میں حضرت مسیح ع کی مانند جبرئیل ع آپکے ساتھ رہے۔ اور یہ ایک عام عقلی اور نیچرل* (قدرتی) قاعدہ ہے کہ جب متعلم وتربیت یافتہ تعلیم وتربیت میں حد کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ تو اسکا معلم ومربی اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ خود اپنی ذات کا معلم ومربی بن جاتا ہے۔ اور جس متعلم یا تربیت یاب سے اسکا معلم ومربی جدا نہیں ہوتا۔ اسکو اسوقت مصاحبت تک تعلیم وتربیت کا محتاج اور ناقص سمجھا جاتا ہے۔

* ۔ کادیانی نیچری ہے۔ لہذا اسکے افہام وافحام کے لیے نیچرل قاعدہ پیش کیا گیا ہے۔

[1] یعنے سدرۃ المنتہیٰ کے اوپر جہاں سے جبرئیل عبور کر چکے تھے۔ دیکھو ص ۱۶

45

انسان بلکہ جانور چڑیا وغیرہ اسیوقت تک اپنے بچے کو پالتے ہیں۔ جب تک وہ ناتوان ہوتا ہے۔ اور جب وہ اپنی روزی کمانے لگتا ہے۔ تو اسکے مربی اپنی تربیت کو قطع کردیتے ہیں۔ **بچوں کے تالیق و معلم** تب ہی تک بچوں کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں۔ جب تک وہ نیک و بد کے تمیز اور اپنے علم و اخلاق کے خود محافظ نہیں ہوتے۔ اور جب بے خود ستاد بن جاتے ہیں اور تالیق کا رتبہ حاصل کرلیتے ہیں تو پھر وہ زیر دست تالیق نہیں رہتے

اس **اصول** پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بعد مصاحبت و تالیقی ابتدائی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو جانے اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ تمام عمر تک رہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت مسیح علیہ السلام پر فضیلت اور تعظیم ثابت ہوتی ہے۔ نا کہ توہین و تنقیص۔ اور نیز اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی و مدت العمری اتصال و اتوالی کا بلا واسطہ وحی الٰہی سے مشرف ہونا۔ اور دخل شیطانی سے محفوظ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ نہ اُن افعال اقوال کا وحی سے محروم اور دخل شیطانی کا محل ہونا۔

اسی **فضیلت** اشرف حفظ و عصمت کی طرف وہ آیت قرآن مجید شعر ہے۔ جسمیں ارشاد ہے۔ کہ آپ اپنی خواہش نفسانی سے کچھ نہیں بولتے۔ جو آپ کہتے ہیں۔ وہ خدا کی وحی ہے۔ جو آپ کی طرف ہوتی ہے۔ جسکے معنے حسب قرار واقعہ اقتضاء اہل اسلام یہ ہیں۔ کہ آپکے پاک نفس میں ہوا نفسانی اور وسوسہ شیطانی کا اثر و دخل نہیں رہا جسکی امتیاز و علیحدگی کے لیے کسی علم کے واسطہ کی ضرورت ہو۔ لہذا اب آپکا قلب بلا واسطہ غیر وحی خفی و غیر متلو کا محل بن گیا ہے۔

ما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ (نجم - ۱۶)

اس **فضیلت** و تعظیم و حفظ و عصمت کے **مقابلہ** میں کادیانی کا **یہ کہنا** کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن اور ہر وقت روح القدس کی تالیقی و حفظ و تعلیم کے محتاج تھے

اور بلا مدد روح القدس آپ ناپاکی سے (معاذ اللہ بنقل کفر کفر نباشد) بچ نہ سکتے تھے۔ اور نہ اپنے فعل و قول کو بلا حفظ و ہدایت روح القدس دخل شیطان سے بچا سکتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین اور آپکی جناب میں صریح دشنام دہی نہیں تو اور کیا ہے۔

مسلمانو! انصاف کرو۔ کادیانیو! کچھ تو فہم اور شرم سے کام لو۔ اور بتاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی تکریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت روح القدس کی اتالیقی کا محتاج بناتے ہیں۔ اور اس اتالیق کی ہر وقت کی حاضری ضروری ٹھہرانے میں ہے۔ یا آپکو بنفس نفیس خود استاد و معلم اور روح القدس جبرئیل علیہ السلام کا ہمسر و ہمرنگ و ہم فعل بنانے میں ہے۔

کادیانی اور اسکے دام افتادہ سادہ لوح اگر اس موٹی اور سیدھی بات کو نہ سمجھیں یا دیدہ دانستہ اسکو تسلیم نہ کریں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بذات شریف و نفس نفیس ناپاکی اور خطا سے بچنے والا نہ مانیں بلکہ ہر وقت و ہر آن تربیت و تعلیم اتالیق و معلم کا محتاج قرار دیں تو پھر بھی وہ جبرئیل امین کو اس دائمی تعلیم و تلقین کے لئے کیوں تکلیف دیتے ہیں۔ اس تعلیم و تلقین کے لئے آپکے قرین (ہمنشین) فرشتہ کو جو ہر وقت آپکے ساتھ رہتا ہے۔ بلکہ آپکے جن کو جو مسلمان ہو گیا تھا۔ اور آپ کو بجز خیر کچھ نہیں کہتا کیوں کافی نہیں سمجھتے۔ اور ان ہم نشینوں کی مدد اور محافظت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ناپاکی سے بچنا اور اپنے افعال و اقوال کو دخل شیطان سے محفوظ رکھنا وہ کیوں قبول نہیں کرتے اور آپ کو کیوں بڑے زبردست معلم جبرئیل ؑ کا محتاج ٹھیراتے ہیں۔ اس فرشتہ (قرین نیک) کو معلم اور اتالیق تسلیم کرنے پر اگر کادیانی یہ کہے کہ یہی تو روح القدس ہے۔ اور اسیکا نام تو میں نے جبرئیل رکھا ہے۔ جو اصلی اور واقعی روح القدس اور جبرئیل کا ظل ہے۔ پس تمہاری اس تسلیم سے میرے اعتقاد کی تسلیم

لازم آتی ہے۔ تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ قرین نیک کو جبرئیل اور روح القدس قرار دینا تمہاری ایک ملحدانہ اصطلاح ہے۔ جسپر شریعت کی کوئی شہادت پائی نہیں جاتی چنانچہ عنقریب بیان ہوگا۔ لہذا قرین کو تالیق و معلم تسلیم کرنے سے تمہارے اس ملحدانہ اعتقاد کو تسلیم کرنا لازم نہیں آتا۔ اور اگر کوئی تھوڑی دیر کیلیے ملحد بنکر تمہاری اس ملحدانہ اصطلاح کو مان کر یہ تسلیم بھی کرلے۔ کہ یہ قرین نیک آسمانی جبرئیل کا ظل ہے۔ تو پھر اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ جبرئیل بذاتِ خود و حقیقۃً کبھی وحی لیکر آپ کے پاس نہ آیا ہو۔ اور وحی متلو (قرآن) لانے کا کام بھی اسکا ظل (قرین نیک) ہی کرتا تھا کیوں جائز نہیں۔ کہ وحی متلو (قرآن مجید) جبرئیل امین خود لیکر آتا ہو۔ اور باقی اوقات کی مصاحبت اور افعال و اقوال کی محافظت اسکا ظل (قرین نیک) کرتا ہو۔ اس صورت سے جبرئیل امین کا وحی متلو قرآن آنحضرت ﷺ کے پاس لانا۔ اور بعد ابلاغ آسمان پہ چلا جانا ماننے سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ناپاکی خطا سے بچنا اور شیطان سے محفوظ رہنا ممکن ہے۔

اسپر اگر کادیانی یہ سوال کرے۔ کہ دائمی مصاحبت اور ہر ایک قول و فعل نبوی کی حفاظت فرشتہ قرین نیک کر سکتا ہے۔ تو پھر اصلی جبرئیل کو وحی متلو لانے کا وسیلہ بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ اور اس سے کیا فائدہ ہے۔ کیا یہ کام اس قرین فرشتے سے نہیں ہو سکتا۔ تو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ اگر فرشتوں کو انکی خدمات سپرد کرنے اور نوکریاں دینے کے اختیارات کادیانی کو ہوتے۔ تو وہ وحی لانے کا کام بھی اسی فرشتے قرین نیک کو سپرد کرکے جبرئیل کو اس خدمت سے معزول و مستعفی بنا سکتا۔ مگر مشکل یہ ہے۔ کہ یہ اختیار صرف خدا تعالیٰ کو حاصل ہے۔ اور اُسنے وحی متلو لانے کی خدمت جبرئیل امین کے سپرد کی ہوئی ہے۔ کسی اور کو یہ اختیار نہیں۔ کہ یہ خدمت اس سے چھین کر اوسی فرشتے قرین نیک کو دیدے۔ یہی حکم و قرارداد خداوندی جبرئیل

کے متعلق الہام یا شیخ مہر علی صاحب کی رہائی کی نسبت الہام یا دلیپ سنگہ کی ناکامی سے واپس ہونے کی نسبت الہام۔ یا آپ کی آیندہ اور فرضی خسر کے فوت ہو جانے کی نسبت الہام وامثال ذلک انکو آپ کسی ایسی مجلس مین جسمین جانبین کے اشخاص مساوی ہون اور تین منصف مختلف مذاہب کے یا آزاد مشرب ہون ثابت کردین اور آسانی سے کامیاب ہون۔

تین نہ سہی چلو۔ ایک ہی اپنے خیالی الہام اخیر کا جسکو آپنے اپنے جلسہ میلہ سالانہ مین اپنے معتقدون اور دام افتادگان مین جو اکثر عوام بے علم تھے اور بعض خودغرض نیچری اور بعض تماشائے جنکو تحقیق اصل حال سے کوئی غرض نہ تھی۔ بڑی شد ومد سے بیان کیا تہا واقعی الہام ہونا ثابت کردین۔ اب مرد میدان ہین تو میدان مین نکلین ورنہ ان لن ترانیون سے شرم کرین۔

اپنے دریاے رحمت کے جوش وجنبش مین آنے کا جو آپنے ذکر کیا ہے اسمین آپنے اپنی سنت قدیم کذب ودہوکا دہی سے کام لیا ہے۔ آپ کو رحمت سے کیا نسبت۔ رحمت اور ہمدردی کا تو آپ مین مادہ ہی نہین۔ آپ کے افعال وحرکات وکلمات صاف شہادت دے رہے ہین۔ کہ آپ پرلے سرے کے بے رحم خودغرض جانی اور نفسانی آدمی ہین۔ آپکی زبان اور حجاج بن یوسف کی تلوار دونو توأم ہین۔ آپنے اپنے مسلمان مخالفین اور معترضین کو اس حالت اور اس وقت مین جبکہ آپ انکو مخدومی اخوی کے خطاب سے یاد کرتے اور انکی نیک نیتی کے معترف تھے۔ بے حیا۔ بے ایمان۔ درندہ منہ سے جہاک نکالنے والا۔ کتا۔ کلب یموت علی کلب۔ سفلہ۔ کمینہ۔ وحشی وغیرہ وغیرہ الفاظ کر یاد کیا ہے۔ کیا رحمت اور انسانی نوع کی ہمدردی یہی معنے رکھتی ہے؟۔

کو وحی متلو لانے کے لیے منحصر ملنے کی ضرورت ثابت کرتا ہے۔ اور اس کا فائدہ یہ ہے۔ کہ اصلی جبرئیل کے نزول کو حقیقۃً بلا تاویل ماننے سے ایک جز ند تو بچا (یعنے تاویل بلا دلیل) کی کمی ہوتی ہے۔ پھر باوجود امکان بھی الحاد (تاویل بلا دلیل) کا مرتکب ہونا کیا ضرور ہے۔

بالجملہ مسلمانوں کے اعتقاد میں تو آنحضرت کا نفس قدسیہ طیبہ صاحبت وحی تالیق سے پاک ہے۔ کادیانی نہ مانے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس کو پاک نہ سمجھے اور ہر وقت تعلیم و تالیقی کا محتاج قرار دے۔ تو اس کے اصول واعتقاد پر بھی اس تالیقی کے لیے ایک قرین کافی ہے۔ اور اس قرین کو جو کادیانی جبرئیل کہتا ہے۔ تو یہ اسکا الحاد ہے۔ اس الحاد کو اگر کوئی مان لے۔ تو اسی حد تک مان سکتا ہے۔ کہ اسکا نام نقلی جبرئیل رکھے۔ اور دائمی مصاحبت اور آنحضرت صلعم کے اقوال افعال کی حفاظت کے کام میں اسکو جبرئیل کے قائم مقام سمجھے۔ اس الحاد کے ساتھ یہ دوسرا الحاد۔ کہ وحی متلو لانے کا کام بھی نقلی جبرئیل کرتا ہے۔ اور اصلی جبرئیل اس عہدہ سے معزول ہے ضروری نہیں۔ اور نہ کادیانی کے کلام میں اس کے ضروری ہونے کی کوئی دلیل قائم ہے۔ اور اس سے بچنے میں یہ فائدہ ہے کہ دو بڑے الحاد کا سنگل رہجاتا ہے۔ کیونکہ ہمیں وحی لانے والا اصلی جبرئیل کو بلا تاویل مانا جاتا ہے۔ اور دائمی حفاظت کرنے والا نقلی جبرئیل کو بتاویل۔

ناظرین کہو! اور **انصاف** دو! اشاعۃ السنۃ نے خدا کے فضل و توفیق سے کادیانی کے گلٹ و لمعہ تعظیم و توہین کو کیسا کھلا لایا ہے کیا اب بھی ممکن ہے۔ کہ وہ جبرئیل کے حقیقی نزول و صعود ماننے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا موجب کہے۔ ہرگز نہیں ہے۔ آنحضرت اور انکے دین کی توہین اسی کے اس ناپاک اعتقاد میں پائی جاتی ہے۔ کہ آنحضرت نقائص و ناپاکی سے بچ نہ سکتے تھے۔ اور وہ مدت اعمر تربیت و حفاظت و صیانت تالیق کے

محتاج ہے۔ "عیاذاً باللہ من ذلک۔

اور جو اس کید میں کادیانی نے روح القدس کو سبب و موجب خوارق قرار دیا ہے۔ پھر اس روح القدس کو ہر وقت صاحب خوارق کا شامل حال اور غیر مفارق بتایا ہے۔ (اور یہی کادیانی کی اس تجویز کا کہ روح القدس ایک انسانی صفت اور اسکی محبت سے پیدا ہوئی ہے۔ لازمہ و مقتضا ہے) اور جا بجا اس کید میں اور پہلے کیدوں میں اس نے ان خوارق کو مقربین کا اقتداری امر قرار دیا ہے۔ ان تینوں مقدمات کا لازمی نتیجہ اور قطعی مفہوم یہ ہے۔ کہ کادیانی کے اعتقاد میں مقربین کو یہ ہر وقت اقتدار اور کلی اختیار حاصل ہے۔ کہ وہ جب چاہیں اپنے اندرونی اور طبعی روح القدس کی مدد سے خوارق دکھاویں

کید نمبر (۵)[1] میں تو اس نے اس اقتدار و اختیار کو اوقات تموج سے مخصوص کیا تھا۔ اس کید میں اس نے اس قید کو اٹھا کر اس اقتدار و اختیار کو وسیع کر دیا۔ اور یہ عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ کہ خوارق کا سبب و موجب طبعی و اندرونی روح القدس ہے۔ جو ہر وقت اور ہر آن مقربوں کے ساتھ ہے۔ تو پھر ہر وقت اور ہر آن انکو خوارق دکھانے کا اختیار و اقتدار کیوں حاصل نہو۔

اس کا یہ عقیدہ شرکیہ ہے۔ جس پر اس نے تعظیم و تکریم مقربین انبیاء و اولیا کا گلٹ و طمعہ چڑھا کر اس سے اپنے سابق انکار معجزات مسیح کو چھپایا۔ اور ناواقف مسلمانوں کو یہ جتایا ہے کہ معجزات مسیح سے انکار مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ میں تو معجزات و کرامات کو انبیاء و اولیا کے اقتداری و اختیاری مانتا ہوں۔ بلکہ میں جو ایک اعلیٰ درجہ کا ولی ہوں۔ خود خوارق دکھانیکا اقتدار و اختیار رکھتا ہوں۔ جب چاہوں خصوصاً جب اوقات تموج میں ہوں۔ امر کن سے یکون کر دکھاؤں۔ اور آسمان و زمین کے قلابے ملا دوں۔

اس شرک و کید کا رد و ازالہ یہ ہے۔ کہ کادیانی کی تصنیفی طبعی روح القدس (نتیجہ متولدہ انسانی صفت محبت) کی مدد و سبب سے خوارق کا کام مقربین کے اقتدار و اختیار میں ہونا کجا۔ یہ اقتدار خوارق تو اصلی اور حقیقی روح القدس آسمانی جبرئیل کو بھی حاصل نہ تھا۔

[1] جسکی عبارت اس رسالہ کے صفحہ ۵۸ میں منقول ہے۔

اور نہ انکے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پہلے انبیا کو (جنکے پاس آپ بذات خود آتے تھے) حاصل تھا۔ یہ اقتدار واختیار تو اُسی مالک الملک والملکوت کو حاصل ہے۔ اور اُسی کی صفات مختصہ سے ہے جو جبرئیل اور جملہ مقربین اور خاص کر سید المقربین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خالق ومتصرف ہے۔ اُس نے جب کسی قوم کی ہدایت یا اُنپر اتمام حجت کے ارادہ سے چاہا اپنے مقربین ولیوں اور نبیوں کے ہاتھ پر معجزات وخوارق کو ظاہر کیا۔ اور جب کسی قوم کے عناد یا تکذیب کی وجہ سے یا اور وجوہات سے خوارق دکھانا نامناسب جانا تب عین موقع طلب وسوال پر خوارق دکھانے سے انکار ظاہر کیا۔ اور اپنی جلالت اور استقلال اور ذاتی اقتدار واختیار ظاہر کرنے اور مومنوں کے دلوں میں اپنی توحید جمانے اور شرک کو مٹانے کے لیے یہ جتایا کہ خوارق ومعجزات کا ذاتی اختیار واقتدار کسی فرشتہ یا ولی یا نبی کو حاصل نہیں ہے۔

بعض موقع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین اسلام کو مومن بنانے کے لیے خوارق دکھانے کی حرص اور خواہش کی۔ تو وہ بھی منظور نہ ہوئے۔ بلکہ اسکے جواب میں نشان نمائی سے انکار کی ہدایت ہوئی۔

ایک آیت میں ارشاد ہے۔ اگر تجھے اے رسول ؐ ان لوگوں کا ایمان سے منہ پھیرنا ناگوار ہو۔ تو تو اگر زمین میں سرنگ نکال کر یا آسمان پر سیڑھی لگا کر کوئی نشانی۔ جو یہ چاہتے ہیں۔ لا سکے۔ تو انکو لا کر دکھاوے خدا چاہتا۔ تو ان سب کو ہدایت پر متفق کر دیتا۔ تو نادان نہ بن جائیو۔

وان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقاً فی الارض او سلماً فی السماء فتاتیھم بآیۃ ولو شاء اللہ لجمعھم علی الھدیٰ فلا تکونن من الجاھلین (انعام ۴)

بیضاوی نے کہا ہے۔ اس سے مقصود آنحضرت کی کمال حرص کا بیان ہے۔

المقصود بیان حرصہ البالغ علی اسلام قومہ وانہ لو قدر ان یاتیھم

اور یہ اگر آپ زمین یا آسمان سے نشان لا کر دکھانے کی طاقت رکھتے تو لوگوں کے

48

بایۃ من تحت الارض او من فوق السماء لاتی بھا وجاء ایمانھم۔ فلا تکونن من الجاھلین۔ بالحرص علی ما لا یکون۔ (بیضاوی صفحہ ۲۵۳)	ایمان کی حرص سے لاد کھاتے۔ نادان نہ بننے سے بیمار ہے۔ کہ آپ ان کے ایمان کی حرص نہ کریں۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے۔ وہ لوگ بڑے زور سے قسم کھاتے ہیں۔

واقسموا باللہ جھد ایمانھم لان جائتھم اٰیۃ لیؤمنن بھا قل انما الاٰیات عند اللہ وما یشعرکم انھا اذا جاءت لا یؤمنون۔ (انعام ع ۱۳)	کہ اگر ان کے پاس نشان (جو وہ چاہتے ہیں) آوے تو وہ ایمان لاویں۔ تو کہدے نشان اللہ ہی کے پاس ہے۔ تمہیں سے سوتو کیا خبر ہے نشان آنے پر بھی وہ ایمان نہ لائینگے۔

بیضاوی نے کہا ہے۔ یعنی نشان خدا کے پاس ہیں۔ وہی قادر ہے۔ جو نشان چاہے ظاہر کرے میری یعنی آنحضرت کی قدرت واختیار میں کوئی نشان نہیں ہے۔

قل انما الاٰیات عند اللہ وھو قادر علیھا یظھر منھا ما یشاء ولیس شیٔ منھا بقدرتی وارادتی۔ (بیضاوی صفحہ ۲۶۰)	

ایک اور آیت میں ارشاد ہے۔ وہ لوگ کہتے ہیں ہم تیری تصدیق تب کریں گے

وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الانھر خلالھا تفجیرا۔ او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملٰئکۃ قبیلا او یکون لک بیت من زخرف	جب تو ہمارے لیے زمین سے چشمہ نکالدے یا تیرے لیے کھجوروں وانگوروں کا باغ ہو جنمیں تو نہریں بہادی۔ یا آسمان کا ایک ٹکڑا گرادے۔ یا خدا کو اور فرشتوں کو سامنے لے آوے۔ یا تیرے لیے سونے کا گھر ہو۔ یا تو آسمان پر چڑھ جاوے۔ ہم تیرے چڑھنے کو

اوترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتٰبا نقرؤہ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا (بنی اسرائیل)

تب ہی مانے گے جبکہ تو ہمارے لیے کتاب اُتار لاوے تو کہدے اللہ پاک ہے میں تو صرف بشر رسول ہوں۔

بیضاوی نے کہا ہے۔ تو کہہ اللہ پاک ہے۔ ان سوالات پر تعجب کی راہ سے

قل سبحان ربی تعجبا من اقتراحاتھم وتنزیھا للہ من ان یاتی او یتحکم علیہ او یشارکہ احد فی القدرۃ ھل کنت الا بشرا کسائر الناس رسولا کسائر الرسل فکانوا لا یاتون قومھم الا بما یظھرہ اللہ علیھم علی ما یلائمھم حال قومھم ولم یکن امر الآیات الیھم ولا لھم ان یتحکموا علی اللہ۔ (بیضاوی ص۴۷۱)

اور خدا کی پاکی بیان کرنے کے لیے اس عیب سے۔ کہ وہ خود آوے یا اُس پر جو کوئی چاہے حکومت کرے۔ یا اس سے۔ کہ کوئی شخص اسکی قدرت میں اسکا شریک ہو۔ تو کہدے میں بشر ہوں جیسے اور بشر رسول ہوں جیسے اور رسول وہ بھی اپنی قوم کے پاس وہی نشان لاتے جو خدا ظاہر کرتا انکو نشان دکھانے کا خود اختیار نہ تھا۔ اور نہ یہ اختیار تھا۔ کہ خدا پر حکومت کرتے۔

اور ایک آیت میں ارشاد ہے۔ وہ بولے کیوں نہیں ہم پر نشان اتارے گئے (یعنے جو ہم چاہتے ہیں) تو کہدے یہ نشان خدا ہی کے پاس ہیں میں تو صرف ظاہر ڈرانے والا ہوں۔

وقالوا لولا انزل علیہ ایات من ربہ قل انما الایات عند اللہ وانما انا نذیر مبین (عنکبوت ع ۵)

بیضاوی نے کہا ہے۔ نشان جیسے صالح علیہ السلام کی سی اونٹنی حضرت موسے علیہ السلام کا سا عصا۔ حضرت عیسے علیہ السلام کا سا مائدہ۔ تو کہدے نشان خدا کے پاس ہیں۔ وہ جیسا

مثل ناقۃ صالح وعصا موسی ومائدۃ عیسے وقرا نافع وابن عامر والبصریان وحفص ایات قل انما الایات عند اللہ

49

ینزلها کما یشاء لست اعلم فانیکر بما تقترحونه وما انا الا متذار بریئین لیس من شانی الا الانتذار۔ (ایضاً ص ۱۰۰ ج ۱۰)	چاہتا ہے ویسا ہی اتارتا ہے۔ میں اسکا مالک نہیں ہوں۔ کہ جو تم چاہو لا دکھاؤں۔ میرا کام تو صرف ڈرانا ہے۔ کھلا

اس مضمون کی آیت سے قرآن بھرا ہوا ہے۔ اور یہ سب آیات سے خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین کا نشان دکھانے میں خود مختار و صاحب اقتدار ہونا اور نشان نمائی نہ بتانے کا خاصہ ہونا ثابت ہے۔ تو پھر کسی نوشتے یا نبی یا ولی خصوصاً جھوٹے مدعی نبوت و ولایت کادیانی کا نشان و خوارق دکھانے میں صاحب اقتدار ہونا کیونکر ثابت ہے۔ پھر کادیانی کا اعتقاد مذکور شرک نہیں تو کیا ہے۔ کادیانی کے فرضی توجہ کے وقت میں ہی یہ اقتدار و اختیار کسی نبی یا ولی کو حاصل نہیں ہوتا۔ کہ جو نشان دکھانا چاہیں یا اللہ کا کوئی مخالف چاہے۔ وہ دکھا سکیں۔ یہ ہوتا۔ تو اسکا استحقاق سید الاولین والآخرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے ہوتا اور آپ اپنے ترجیح نشان مذکور ان لوگوں کو دکھا دیتے۔ جنکے ایمان کی آپ غیرت سے حرص رکھتے تھے۔ اور اس انکار کی (جو اوپر کی آیات میں پایا جاتا ہے) نوبت نہ آنے دیتے۔

کادیانی کے دام افتادہ سادہ لوحوں کی فہم و ایمان پر **افسوس** ہے۔ کہ ایسے عقیدہ شرکیہ کو اس کتاب میں دیکھ کر پھر بھی کادیانی کو مسلمان اور امام و مجدد مان بیٹھے ہیں۔ اور **اتنا نہیں** سوچتے۔ کہ اگر واقعی مقربین کو نشان و خوارق دکھانے کا ہر وقت اور ہر آن میں یا خاص خاص وقتوں کے وقت میں کلی اختیار و اقتدار حاصل ہے۔ تو کادیانی جو اکثر اولیاء سابقین کی توہین کا مرتکب ہے۔ کیوں وہ نشان جو لوگ اس سے چاہتے ہیں نہیں دکھاتا۔ اور ابتداء سے اسوقت تک ناجائز شروط کے حیلہ و بہانہ سے کیوں ٹالتا۔ اور اپنی جان چھڑاتا ہے۔ اور یہ بھی **نہیں** سوچتے۔ کہ اپنے ازالہ میں تو کادیانی نے حضرت عیسیٰ کی موت سے پرند بنانے کو شرک کہا تھا **اب** جملہ مقربین کو کن میکون کا

مالک بنا دیا۔ اور اس قسم کے خوارق دکھانے میں صاحب اقتدار قرار دیا۔ وہی شرک اب اسمٰعیل کیونکر بن گیا۔ اور اگر وہ اس اعتقاد سے انکار کرے۔ اور یہ کہے۔ کہ میں ان مقربین کو نشان و خوارق نمائی میں خود مختار نہیں سمجھتا۔ گو میرے کلام سے یہ اعتقاد مفہوم ہوتا ہے۔ تو یہ انکار تب صحیح و معتبر ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ اس کلام سے رجوع کا اشتہار دے اور ان خوارق کو اقتداری کہنے اور روح القدس کو الٰہ موجب و سبب قرار دینے سے اور اعتقاد توجہ میں مقربین کے کن کو خدا کے کن کی مثل و مانند کہنے سے توبہ کرے۔ ورنہ اسکے مفہوم کلام سے اسپر یہ الزام شرک قائم ہوگا۔ اور اسکا یہ انکار مناقض انکار متصور ہوگا۔ **یہہ کادیانی کے شرک کا رد و ازالہ ہے۔ اب اسکی گلٹ تعظیم کا ازالہ ہوتا ہے۔** جو تعظیم مقربین کی خدائی توحید کے مزاحم ہو۔ اور ان کو خدا کی صفات مختصہ میں شریک بناوے۔ وہ حقیقۃً تعظیم نہیں توہین ہے۔ مقربین بارگاہ الٰہی اس تعظیم کو توہین جناب باری سمجھتے ہیں۔ اور اس سے برأت ظاہر کر چکے ہیں۔ دیکھو آیت ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ میں حضرت مسیح ؑ کا قول جو قیامت کے دن فرمایا جاویگا۔ اور اگر یہ تعظیم واقعی تعظیم ہوتی۔ تو پھر ان لوگوں کو جو حضرت مسیح کی تعظیم میں اس حد کو پہنچ گئے ہیں۔ کہ انکو خدا تعالےٰ کا بیٹا۔ اور ثالث ثلثہ کہتے ہیں۔ شرک کا الزام نہ دیا جاتا۔ اور حضرت مسیح کا قول قرآن میں منقول نہ ہوتا۔

اور جو **اس کید میں کادیانی نے اپنی تصنیفی طبعی** روح القدس (نتیجہ محبت) کے مقربین کے ساتھ رہنے اور حقیقی اور اصلی روح القدس جبرئیل کا خلل بنکر۔ اسکی جملہ خدمات تبلیغ وحی وغیرہ کو چھین لینے کے ثبوت میں دس دلائل **چار آیتوں اور چھ حدیثوں** کو۔ جنمیں ملائکہ محدثین و کراماً کاتبین کا اور حافظین کا ذکر ہے۔ پیش کرکے ناواقف مسلمانوں کو یہ جتایا ہے۔ کہ ان آیات و احادیث میں جن ملائکہ کا ذکر ہے۔

؎ ترجمہ۔ کیا تو نے کہا تھا۔ مجھے اور میری والدہ کو معبود بنالو۔

50

وہی محاورہ شرع میں جبرئیل امین روح القدس کہلاتے ہیں۔ اور اسکے مقابلہ میں اپنے مخالفین خاکسار اور شیخ الکل وغیرہ مسلمانوں کو۔ اِن ملائکہ کے وجود سے منکر قرار دیکر ہم سب مسلمانوں پر یہہ الزام قائم کیا ہے۔ کہ تم صرف قرین بد (شیطان) کو خدا کے بندوں پر مسلط جانتے ہو۔ قرین نیک اور کراماً کاتبین و محافظین کو نہیں مانتے۔

اِسمیں اسنے سراسر دہوکہ بازی گلٹ سازی دروغ گوئی اور افترا پردازی سے کام لیا ہے۔ اور بڑے ظلم کا ارتکاب کیا ہے۔

اس کذب و کفر کے رَدّ و ازالہ کے لیے پہلے ہم اُن آیات کو پیش کرتے ہیں۔ جن میں

فیجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین	جہوٹوں اور ظالموں کو لعنت کی خلعت
الا لعنۃ اللہ علی الظالمین	دی گئی ہے۔

اس کے بعد مسلمانوں کو انکے عقائد قدیمہ مشہورہ یاد دلا کر یقین دلاتے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں سے کوئی لکھا پڑہا آدمی ایسا نہیں ہے۔ کہ جو ہر مؤمن کے ساتہہ (چہ جائے مُقرّبین) ہمنشین فرشتہ رہنے اور ہر ایک انسان کے ساتھ کراماً کاتبین (جو انکے اعمال نیک و بد لکھتے ہیں) اور ہر ایک انسان کے ساتھ ملائکہ محافظین (جو انکو بلاؤں اور جنوں سے بچاتے ہیں) رہنے کا قائل نہو۔ ان تینوں صفات و خدمات کے ملائکہ کو مسلمانوں کے خواندہ لڑکے لڑکیاں تک جانتے اور مانتے ہیں۔

کادیانی نے بڑا ظلم کیا۔ کہ مسلمانوں پر۔ اِن ملائکہ کے وجود سے منکر ہونے کا افترا کیا۔ ہاں مسلمان کا سلف سے خلف تک یہہ اعتقاد نہیں۔ کہ یہی تینوں قسم کے فرشتہ شرع میں جبرئیل روح القدس کہلاتے ہیں۔ اور یہی فرشتے جبرئیل امین کے جملہ خدمات (وحی لانا کافروں پر عذاب نازل کرنا۔ نبیوں کو لڑائی میں مدد دینا وغیرہ وغیرہ) بجالاتے ہیں۔ اِنکے سوا ایسا کوئی جبرئیل یا روح القدس نہیں ہے۔ جو انبیاء کے پاس بذات خود آیا ہو۔

اس عقیدہ سے ہزار بار ہر ایک مسلمان کو انکار ہے۔ اور جو شخص یہہ عقیدہ رکھے وہ مسلمانوں

کے نزدیک خارج از شمار ہے۔

کادیانی نے بھی اس عقیدہ کفریہ پر کوئی دلیل نقلی یا عقلی قائم نہیں کی۔ اور جو چار آیتیں اور چھ آثار و حدیثیں اُس نے نقل کی ہیں۔ ان سے نہ صراحتاً اور نہ اشارۃً یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ جن ملائکہ کا ان آیات و احادیث میں ذکر ہے انسے جبرئیل روح القدس مراد ہے۔ دوسری آیت میں حَافِظِیْن سے کِرَامًا کَاتِبِیْن (اعمال لکھنے والے فرشتے) مراد ہونا خود اسی آیت سے ثابت ہے۔ اور یہ الفاظ کِرَامًا کَاتِبِیْن اس آیت میں صریح موجود ہیں (جنکا کادیانی نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے سرقہ کرلیا ہے) ایسا ہی پہلی اور تیسری آیت میں لفظ حافظ اور حفظ سے وہی کِرَامًا کَاتِبِیْن مراد ہیں۔ کیونکہ ایک آیت دوسری کی مفسر ہوتی ہے۔ اور ایسا ہی عامۂ تفاسیر بیضاوی معالم وغیرہ میں پائیں گے۔ چوتھی آیت میں معقبات سے بعض مفسرین نے ان ہی کِرَامًا کَاتِبِیْن کو مراد سمجھا ہے۔ چنانچہ بیضاوی معالم وغیرہ میں ہے۔ اور بعض نے ان محافظ فرشتوں کو مراد سمجھا ہے۔ جو انسان کو جنوں اور بلاؤں سے بچاتے ہیں۔ چنانچہ معالم و تفسیر ابن جریر میں مجاہد و عکرمہ و کعب احبار و حضرت عثمان وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ اور یہی وہ چھ آثار و احادیث ہیں جنکو کادیانی معرض استدلال میں لایا ہے۔ ان آیات و احادیث و آثار میں یا کسی حدیث و اثر میں یہ پایا نہیں جاتا۔ کہ شرع کے محاورہ میں یہی فرشتے روح القدس یا جبرئیل کہلاتے ہیں۔ بلکہ حضرت عثمان بن عفان کی حدیث جو کادیانی نے تفسیر ابن جریر سے نقل کی ہے صاف بتا رہی ہے۔ کہ یہ فرشتے اور ہیں جو عدد میں بیس ہیں کیونکہ جبرئیل تو ایک شخص ہے نہ بیس اشخاص۔ ایک روشن دلیل ان ملائکہ کی جبرئیل نہونے پر یہ ہے۔ کہ یہ فرشتے ہر ایک شخص کے ساتھ مومن ہو خواہ کافر ہوتے اور رہتے ہیں۔ اور حضرت جبرئیل تو خاص کر انبیاء اور مقربین ہی کے پاس آتے۔ اور ان ہی ساتھ ایک مدت تک رہے۔ **کادیانی** اس دلیل کو نہ مانیگا کیونکہ وہ تو جبرئیل اور روح القدس کو کافروں اور فاسقوں کا بھی (جبکہ وہ بادہ بسر

51

اشنا بیر کا مصداق ہوں) مصاحب اور ہمنشین بتاتا ہے۔ یہ دلیل ہمارے ہاں ہرگز پیش نہیں کی جاتی مسلمان تو جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ جبرئیل رشتیوں اور خباثتوں کا آشنا اور ساتھی نہیں بلکہ خاص انبیاء و مقربین کا ہمنشین ہے۔ اور خدا کی طرف سے انہی جانب معزز رسول ہو کر آتا رہا ہے۔ یہ دلیل سنائی گئی ہے۔

اس کید کے اخیر میں جو کادیانی نے فخر کیا ہے۔ اسمیں حق بجانب کادیانی ہے۔ وہ اسپر جسقدر فخر کرے کم ہے۔ کیونکہ ان کفریات کو آیات قرآنی سے ثابت کرنا اسی کا کام ہے۔ مسلمانوں سے ایسی جرأت کب ہو سکتی ہے۔ مسلمان تو ظاہر ان آیات قرآن سے انتہا ہی سمجھتے اور ثابت کرتے ہیں۔ کہ انسان کو ضبط اقوال افعال کے لیے اور بلاؤں سے اسکی حفاظت کے لیے فرشتے مقرر ہیں۔ جنکو کراماً کاتبین حفظہ معقبات کہلاتے ہیں۔ نہ ہے ہیناپاک سہارکہ یہی فرشتے جبرئیل ہیں۔ یہی روح القدس ہیں۔ یہی حاملین وحی متلو اور یہی خدا کے اور اسکے مقرب نبیوں میں سفیر ہیں۔ اور یہی اس منصب و عہدہ کے ساتھ رنڈیوں اور طوائفوں کے بھی آشنا۔ اور ہم مجلس ہیں۔ جبرئیل کادیانی کسی مسلمان پر کب کھل سکتے ہیں نہیں نہیں میں بھول گیا۔ اور مجھے ایک گروہ کادیانی کے بھائیوں کا حق تلف ہوا ایسے اسرار ان لوگوں پر بھی کھلتے ہیں جو ڈوڈہ منڈ لنگوٹ کس۔ بھنگ نوش کہلاتے ہیں۔ وہ بھی قرآن کی آیات سے ایسے اسرار نکالتے ہیں۔ الیٰ کلا سوف تعلمون ہے۔ وڈرہی منڈ ہانی کا حکم۔ اور سَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا سے خراب بھنگ کی اجازت وعلیٰ ہذا القیاس یہ مفتریات تمن صفحات مذکورہ کا ازالہ ہر ایسا کہ حوشی کی کفریات کا ازالہ ہوتا ہے۔

ازالہ امر اول مندرجہ حاشیہ

اگر بطور فرض محال مان لیا جائے۔ اور بے دلیل تسلیم کر لیا جائے۔ کہ کواکب کے لیے بھی نفوس ہیں (جیسا کہ فلاسفہ یونان کہتے ہیں) اور پہلی آیت میں جو ہر نفس کے لیے محافظ کا ہونا بیان ہوا ہے وہ ستارہ و تکو بھی شامل ہے۔ و ما من الیہ ہر ایک ستارہ کے لیے ایک ایک فرشتہ محافظ ہے۔

* دیکھو توضیح مرام صـ۸ اور فتوی مندرجہ نمبر ۴ جلد ۱۳ صـ۱۱۲